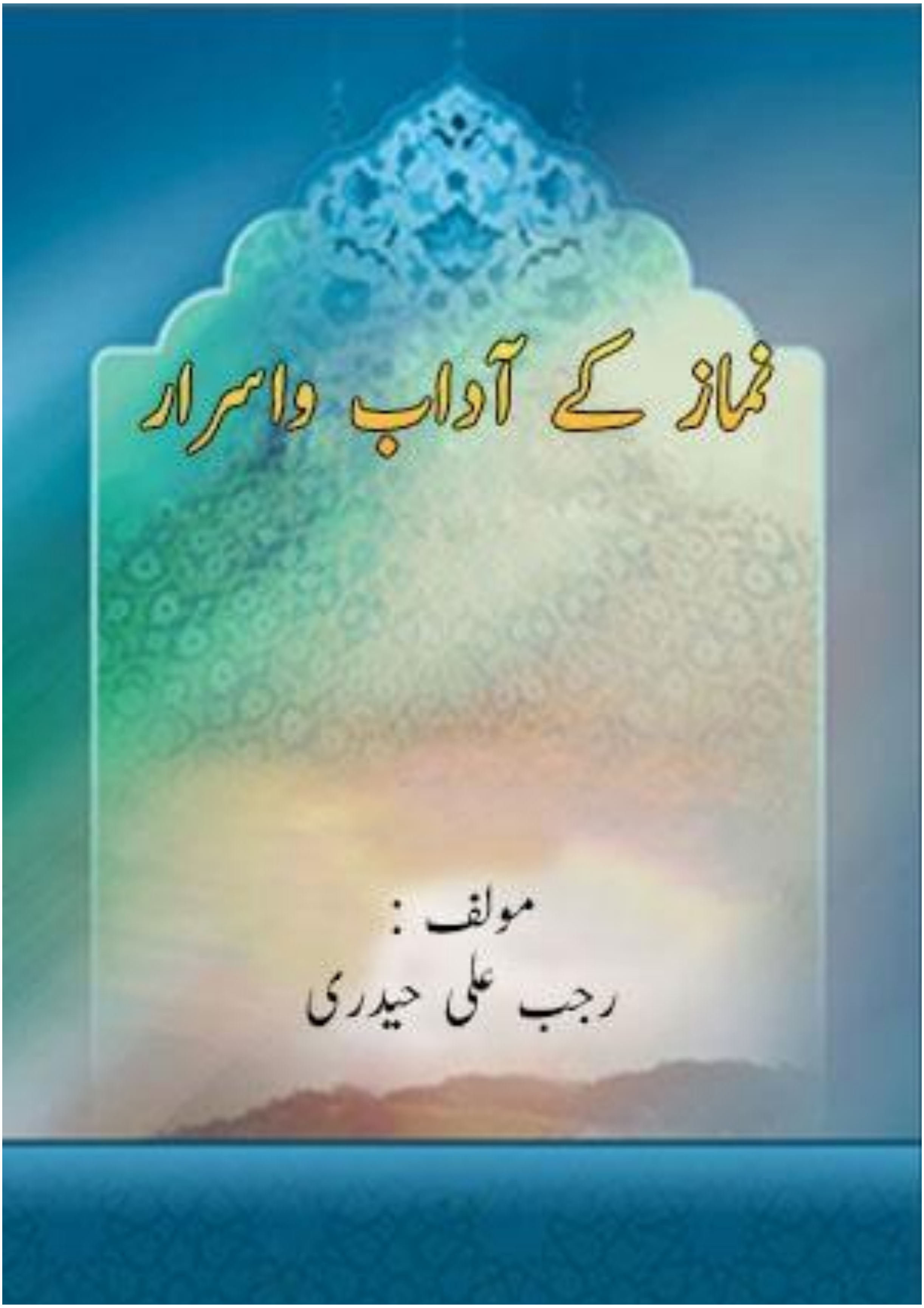
نماز کے آداب و اسرار
مولف :
رجب علی حیدری

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

کتاب کا نام: نماز کے آداب و اسرار

مولف : رجب علی حیدری

پیشگفتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الّذی جعل الصلاۃقربان کلّ تقی واَحد اَرکان دینه والصّلاۃ والسّلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین ابی القاسم محمّد الذی یقف فی الصلاۃ حتی ترم قدماہ والسّلام علیٰ اھل بیته المعصومین لاسیّماعلیٰ علی بن ابیطالب الّذی ردّالشمس لصلاته وعلٰی الحسین الشهیدالذی قتل مظلومافی حال الصلاۃ وعلیٰ علی بن الحسین الذی یقال له السجادلکثرۃ السجود ، و علی المهدی حین یصلّی ویقنت وحین یرکع و یسجد،الّذی تصلّی المسیح ابن مریم خلفه یوم ظهورہ،و علیٰ عباداللہ الصّالحین﴿ اَلَّذِینَ هُمْ فی صَلاتِهِمْ خَاشِعُون﴾ واللّعنۃالدّائمۃ علٰی اعدائهم اجمعین من یومناھٰذاالٰی قیام یوم الدّین

امّابعد :

وجہ تالیف:

ہروہ شخص جودین اسلام میں اصول وفروع دین میں سے کسی بھی موضوع کے متعلق کوئی کتاب، مقالہ، مجلہ وغیرہ کی تالیف کرتاہے توخداوندمتعال دنیامیں اس پر اپنی نعمت وکراماتنازل کرتاہے، قبض روح میں اسانی ہوتی ہے اورآخرت میں معصومین کے قرب وجوارمیں جگہ عنایت کرتاہے۔ جب تک لوگ اس کی کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں اوراس پرعمل کرتے رہتے ہیں توکتاب کے لکھنے والے کوبھی اس کاثواب ملتارہتاہے پس صدقہ جاری کے طورسے اس کتاب کے تالیف کرنے کوشش کی ہے اورپروردگارسے دعاہے کہ وہ میری اس کوشش کوبحق محمدوآل محمد قبول فرمائے، ہمیں اس کتاب پرعمل کرنے کی توفیق عطاکرے اورا سے ہم سب کی بخشش کاسامان قراردے۔قال نبی صلی اللہ علیه وآله:اذامات الانسان انقطع عمله الّامن ثلاث:صدقة جاریة ا ؤعلم ینتفع به ، ا ؤلدصالح یدعوله نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرماتے ہیں:جب انسان مرجاتاہے تواس کے تمام عمل منقطع ہوجاتے ہیں لیکن چیزیں ایسی ہیں جن وجہ سے اسے مرنے بعدبھی ثواب پہنچتارہتاہے

۱۔صدقہ جاریہ

۲۔علم کہ جس سے لوگ استفادہ کرتے ہیں

۳۔فرزندصالح جومرنے کے بعداپنے والدکے لئے دعائے مغفرت کرتاہے۔ عوالی اللئالی /ج۲/ص۵۳

وجہ تسمیہ "نماز کے آداب واسرار"

نماز ایک ایسی عبادت ہے جسے انبیائے کرام اور معصومین نے اپنا سر لوحہ عبادت قرار دے اہے اور اپنے زمانے کے لوگوں کو اس کے بجالانے کا حکم بھی دے اہے انماز تمام انبیاء وآئمہ اطہار اور جملہ مومنین و مومنات کی روح وجان ہے، ان کی آنکھوں کی روشنی ہے، معراج امت محمدی ہے، دردمندوں کے لئے باعث شفاہے، ضرورتمندوں کی حاجت کو پوری کرتی ہے، انسان کو برائیوں سے دور رکھتی ہے جس کے ذریعہ دل کو سکون واطمینان روح کو تازگی، رنج و غم سے نجات اور حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے، لیکن یہ یادرہے صرف وہی نماز انسان کو گناہوں سے دور نہیں رکھ سکتی ہے جسے وہ اسے اس کے پورے آداب شرائط کے ساتھ اور محمدو ال محمد کی محبت اوران کی ولایت کے زیرسایہ انجام دیتا ہے۔

اس کتاب کانام "نماز کے آداب واسرار" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں تمام افعال واعمال نماز اسرار کو بیان کیاگیاہے ،مثلاًاللہ کی اطاعت وبندگی کارازکیاہے، روزانہ پانچ ہی نمازیں کیوں واجب قراردی گئی ہیں اس سے کم یازیادہ کیوں نہیں، ان ہی اوقات میں نماز کوکیوں واجب قراردیاگیاہے ،نماز کے لئے طہارت کے واجب قراردئے جانے کی وجہ کیاہے، نماز کو تکبیر کے ذریعہ کیوں آغاز کیاجاتاہے

کتاب ہذامیں احکام نماز کوذکرنہیں کیاگیاہے کیونکہ اگراحکام نماز کوذکرکیاجاتاتواس بارے میں مراجع عظام کے فتووں کے مطابق روایتوں کوذکرکیاجاتااوران کے اختلاف کوبھی ذکرکیاجاتاکہ جسکے لئے ایک مستقل استدلالی کتاب کی ضرورت ہے ۔کتاب ہذامیں تعقیبات نماز کے آداب واسرار کوبھی ذکرکیاگیاہے مثلا تسبیح حضرت زہرا کا آغاز کب اورکیسے ہوا،دعاکرناکیوں ضروری ہے،دعاکرنے کاطریقہ کیاہے، کن لوگوں کی دعاقبول ہوتی ہے اورکن کی دعاقبول نہیں ہوتی ہے اورمومن کی دعاتاخیرسے کیوں قبول ہوتی ہے۔

امیدہے کہ میرے محترم قارئین اس کتاب کے ذریعہ تمام اعمال وافعال نماز کے آداب واسرار کے بارے میں کلام خداورسول وآئمہ اطہار علیہم الصلاۃ والسلام نورانی کلمات سے مستفیض ہونگے اوراپنے آپ کو تحت تاثیرقرارپائیں گے اوراپنے اندرایک عجیب نورانیت محسوس کریں گے اورامید ہے کہ یہ کتاب بارگاہ خداوندی ومعصومین میں مقبولیّت کا شرف حاصل کرے گی اورناشر ومترجم اوراس کتاب سے فیضیاب ہونے والوں کے گناہوں کے لئے بخششکا سبب واقع ہوگی

۔ رجب علی حیدری.

۱۷ / ربیع الاول ۱۴۲۶ مطابق ۲۶ / جنوری ۲۰۰۵

رازاطاعت وبندگی

۱۔انسان عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں کسی بھی مخلوق کو بے کار و بیہودہ خلق نہیں کیا ہے بلکہ ان سب کی کوئی وجہ خلقت ضرور ہے اوران سب چیزوں کے خلق کرنے میں کوئی راز و فلسفہ و سبب پایا جاتا ہے اوروہ یہ ہے کہ خداوندعالم نے جن وانس کو اس لئے پیداکیاہے کہ وہ اس کی عبادت کریں جیساکہ قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے:﴿ وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلّا لِيَعْبُدُون ﴾.[۱]
میں نے جن وانسکونہیں پیدا کیا مگریہ کہ وہ (میری)عبادت وبندگی کریں۔

جمیل ابن دراج سے مروی ہے میں نے امام صادق سے اس آیہ مٔبارکہ کے بارے میں سوال کیااورکہا:اے میرے مولا!آپ پرمیری جان قربان ہو،آپ مجھے اس قول خداوندی کے معنی ومفہوم سے آگاہ کیجئے ؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:یعنی خداوندعالم نے تمام جن وانس کوعبادت کے لئے پیداکیاہے ،میں کہا:خاص لوگوں یاعام لوگوں کو؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:عام لوگوں کواپنی عبادت کے لئے خلق کیاہے ۔[۲]

دنیاکی ہرشے ربّ دوجہاں کی تسبیح وتقدیسکرتی ہے بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ قیام کے مانند کھڑا رہتے ہیں اللہ کی حمدوثنا کرتے رہتے ہیں وہ درخت وغیرہ ہیں اوربعض موجودات ایسے ہیں جوہمیشہ رکوع کی مانند خمیدہ حالت میں رہتے ہیں جیسے چوپائے، اونٹ، گائے ،بھیڑ، بکریاں

---

۱)سورہ زاریات/آیت ۵۶

۲)علل الشرائع/ج ۱/ص ۱۴.

وغیرہ اوربعض ایسے بھی جو ہمیشہ زیں پر سجدہ کے مانندپڑے رہتے ہیں وہ حشرات اورکیڑے وغیرہ ہیں اور بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ زمین پر بیٹھے رہتے ہیں وہ حشیش و نباتات وگل وگیاہ وغیرہ ہیں جیساکہ قرآن کریم میں ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہ مَنْ فِیْ السَّمَوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرِصٰآفّٰاتٍ کُلٌّ قَدْعَلِمَ صَلاَتَہ وَتَسْبِیْحَہ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَایَفْعَلُوْنَ ﴾.[1]

کیاتم نے نہیں دیکھاہے کہ اللہ کے لئے زمین وآسمان کی تمام مخلوقات اور فضاکے صف بستہ طائرسب تسبیح کررہے ہیں اورسب اپنی نمازو تسبیح سے باخبرہیں اوراللہ بھی ان کے اعمال سے خوب واقف ہے۔

۲۔شکر منعم واجب ہے

زمین وآسمان،آفتاب وماہتاب،چمکاتے تارے ، پھول اورپودے ،پھولوں میں خوشبو، کلیوں میں مسکراہٹ ، غنچوں میں چٹخ ،چڑیوں میں چہک ،زمین میں ہرے بھرے جنگل ، میٹھے اوررسیلے پھلوں سے لدے ہوئے درخت ،یہ موج مارتے دریاوسمندر، آسمان میں اڑتے ہوئے پرندے، چہکتی ہوئی چڑیاں،آسمان سے نازل ہونے والے برف وبارش کے قطرے، درختوں کے پتے ، یہ ہیرے وجواہرات، یہ سونے وچاندی اورنمک وکوئلے کی کانیں،یہ جڑی بوٹیاں اوردیگربے شماراوربے حساب نعمتیں جواللہ کی طرف سے انسان کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہوجاتی ہیں اورپوری زندگی ہرطرف سے اورہرآن میں نازل ہوتی رہتی ہیں۔

اس نے ہمیں سوچنے ، سمجھنے اورغوروفکرکرنے کے لئے عقل وشعور، علم و فہم، رنگوں اورشکلوں کی پہچان کے لئے قوت بینائی ،آوازوں کوسننے کے لئے قوت سامعہ، ذائقہ چکھنے لئے زبان،

---

۱)سورہ نور/آیت ۴۱

خوشبو اور بدبو کی شناخت کے لئے قوت شامہ ،گرم و ٹھنڈا محسوس کرنے لئے قوت لامسہ عطا کی ہے اور اس نے ہمیں اس معاشرے میں عزت وشرافت ،جود وسخاوت اور مال ودولت وغیرہ جیسی نعمتیں عطا کی ہیں،کیا تمام نعمتوں پر اسکا شکرادا نہ کیا جائے.

اگر کوئی بادشاہ کسی شخص کو ایک تھیلی اشرفی عطا کردے تو وہ کس قدر اس کا مرید بن جاتا ہے ،کس قدر اسے یاد کرتا ہے اور اس کی کت نی زیادہ تعریفیں کرتا ہے لیکن جس نے ہمیں ان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے اس کی ان تمام نعمتوں کو دیکھ کر ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کی عطا کی ہوئی بے کراں نعمتوں کا شکرادا کریں،اس کی تعظیم واکرام کریں،اس کے ہر حکم کے آگے اپنا سر تسلیم کریں،اس کی عظمت کی خاطر زمین سجدہ کے لئے پیشانی رکھدیں،اس کی حمدوثنا کریں ،اس کی عبادت اور پرستش کریں،لیکن جس نے تمھیں رحم مادر میں جگہ دی ہو اور وہاں چند اندھیرے پردوں میں تمھاری حفاظت کی ہے خداوندعالم نے قرآن کریم می .کر منعم کو واجب اور کفران نعمت کو حرام قراردیا ہے :

﴿ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ ﴾ (۱) تم میرا شکر ادا کرو اور کفران نعمت نہ کرو۔

اور سورہ قُریشمیں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادفرماتا ہے:

﴿ فَلْيَعْبُدُوْارَبَّ هٰذَاالْبَيْتِ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خُوْفٍ ﴾ (۲)

اے رسول !اپنے زمانے کے ان لوگوں سے کہدیجئے کہ اس گھر کے مالك کی عبادت کروجسکے طفیل میں یہ تجارت قائم ہے اور یہ امن وامان کی زندگی برقرار ہے۔

علامہ ذیشان حیدرجوادی "ترجمہ وتفسیرقرآن کریم "میں اس آیہ مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

چھٹی صدی عیسوی میں مکہ کی آبادی تین حصوں پر منقسم تھی ۔نصربن کنانہ کی اولادقریش ،قریش کے حلیف دوسرے عرب اورغلام ،مکہ مکرمہ میں قریش تجارت پیشہ لوگ تھے اوران کے سال میں

---

۱)سورہ قُریش/آیت ۳۔۴

۲.)سورہ بقرہ/آیت ۱۵۳

دو سفر تجارت ہوا کرتھے ، سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف ، یہ اپنی تجارت میں لئے مضبوط اور کامیاب تھے کیونکہ مکہ کے رہنے والے تھے اور شام ویمن کے لوگ ان سے مرعوب رہا کرتے تھے اور دہشت زدہ بھی تھے ، ان کے مرعوب رہنے کی ایک وجہ تھی کہ بالآخر انہیں حج کے موسم میں مکہ جانا پڑتا ہے لہٰذا قدرت نے اسی احسان کو یاد دلا کر بتلایا کہ ہر احسان کا ایک تقاضہ ہوتا ہے اور ہمارے احسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرو جسکے طفیل میں یہ تجارت قائم ہے اور یہ امن و امان کی زندگی برقرار ہے۔

رب العالمین نے اپنی عبادت کو شکر کرنے کا طریقہ قرار دیا ہے:

﴿ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ﴾ (۱)

تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور اسکے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

انبیائے کرام اور آئمہ اطہار سے نہ کوئی خطا سرزد ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ وہ سب معصوم ہیں اور معصوم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتا ہے لیکن شکر گزاری اور بندہ نوازی کے طور سے اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ ان کے پیروں پر ورم کر جاتے اور پیشانی و زانوئے مبارک پر گٹھے پڑ گئے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ : میں علی بن الحسین کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچا تو جیسے ہی عبدالملک کی نظر امام (علیہ السلام) پر پڑی تو آپ (علیہ السلام) کی پیشانی پر سجدوں کے نشان دیکھ کر تعجب سے کہا :

اے ابا محمد ! تمھاری پیشانی پر عبادت کے آثار نمایاں ہیں ، تمھیں اسقدر نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ جبکہ خداوند عالم نے تمام خیر و نیکی کو تمھارے مقدر میں لکھ رکھا ہے، تم سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ تم پیغمبر خدا کے پارہ تن ہو، تمھارا ان سے مضبوط و محکم رشتہ ہے، تم

---

۱)سورہ زمر/آیت ۶۶

اپنے خاندان اور اپنے زمانے کے لوگوں میں ایک عظیم مرتبہ رکھتے ہو، وہ علم و فضیلت اور تقوی ودین جو تمھارے پاس ہے وہ تمھارے خاندان میں نہ کسی کے پاس تھا اور نہ اس وقت کسی کے پاس موجود ہے، ان تمام مراتب رکھنے کے باوجود پھر بھی تم اتنی نمازیں پڑھتے ہو کہ پیشانی پر گٹھا پڑ گیا ہے۔

جب عبدالملک نے آپ کی اس طرح بہت زیادہ مدح سرائی کی تو اس وقت امام سجاد۔ نے فرمایا: یہ خدا کے عطا کئے ہوئے تمام فضائل وکمالات جو تو نے میرے بارے میں بیان کئے ہیں کیا ان تمام نعمتوں پر شکر خدا نہ کروں ؟ اور اسکے بعد امام (علیہ السلام) نے عبدالملک سے کہا:

نبی اکرم (ص) اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ پاہائے مبارک ورم کر جاتے تھے، جب آنحضرتسے کسی نے پوچھا: اے اللہ کے پیارے نبی! جب خدا نے تمھارے اگلے پچھلے تمام گناہ[1] معاف کردئے ہیں تو پھر تمھیں یہ سب زحمت اٹھانے اور اس قدر نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"اَفَلاَاَکُونُ عَبْداًشُکُوْراً" کیا اللہ کے ان تمام احسانات پر اور اس کی نازل کی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے عبدالملک ابن مروان سے خطاب فرمایا: تعریف کرتا ہوں خدا کی ہر عطا کی ہوئی نعمت پر کہ جن کے ذریعہ وہ ہمارا امتحان لیتا ہے، دنیا و آخرت میں تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، خدا کی قسم اس کی عبادت میں اگر میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، میری آنکھیں نکل کر میرے سینہ پر گر جائیں پھر بھی اس کی عطا کردہ نعمتوں میں ایک نعمت کا ایک دہائی شکر نہیں ادا کرسکتا ہوں، دنیا میں جتنے بھی لوگ خدا کی حمد وثنا کرتے ہیں ان سب کی حمد وثنا خدا کی ایک نعمت کے برابر بھی نہیں ہو سکتی ہے

---

۱) سورہ فتح / آیت ۲۔ لیغفراللهماتقدم من ذنبک میں ذنب سے وہ گناہ مرادہیں

جوکفار کے خیال میں نبی اکرم پر لگائے جاتے تھے،کفار قریش آپ پر جادوگر،جنون، شاعر، کہانت اورہوس اقتدار کے الزام لگاتے تھے۔

بس میری زندگی یہی ہے کہ رات دن اور خلوت وآشکار میں اس کا ذکر کرتا رہوں ،بیشک میرے اہل خانہ اوردوسرے لوگ بھی مجھ پر کچھ حقوق رکھتے ہیں(جن کاادا کرنا مجھ پرلازم ہے)اگریہ حقوق میری گردن پرنہ ہوتے تو میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اوردل کو خدا کی طرف متوجہ کرلیتایہاں تک کہ میرے بدن سے روح قبض ہو جاتی اور میں ہرگزاس کی طرف سے اپنے دل اورآنکھوں کو نہ ہٹاتا اوروہ بہترین حکم کرنے والا ہے یہ کہہ کے امام سجاد رونے لگے اور عبدا لملك بھی رونے لگا۔(۱)

۳۔انسان کی فطرت میں عبادت کاجذبہ پایاجاتاہے

خداوندعالم نے انسان کی طینت وفطرت میں عبادت کاجذبہ پیداکیاہے، لہذاانسان دنیامیں آنے کے بعد جیسے ہی عقل وشعور کی راہ میں قدم رکھتاہے تواس میں یہ فطرت پیداہوجاتی ہے کہ مجھے کسی عظیم ذات کی اطاعت وعبادت کرنی چاہئے لہٰذاجب انسان اپنی فطرت کے مطابق عبادت کی راہ قدم اٹھاتاہے تو وہ معبود حقیقی کی عبادت کرتاہے جوراہ مستقیم ہے یاپھرگراہی کاشکارہوکرجھوٹے اورباطل خداؤں کی پوجاکرناشروع کردیتاہے۔بت،چاند،سورج ،دریا،پہاڑکی پرستش وعبادت کرنایہ سب باطل اورگراہی کے نمونے ہیں کیونکہ ان سب چیزوں کوخدانے خلق کیاہے اورکسی بھی مخلوق کوخدائی کا درجہ دیناحرام اورباطل ہے ۔

﴿ اِنَّنِی اَنَااللّٰہ لااِلٰہَ اِلّااَنَافَاعْبُدْنِی ﴾ (۲)

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے پستم میری عبادت کرو۔

اب جولوگ معبود حقیقی کی تلاش میں گمراہی کاشکارہوجاتے ہیں اوراللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی پرستش کرنے لگتے ہیں ان کی ہدایت کے لئے خداوندعالم نے بہترین انتظام کیاہے،اس نے ہرزمانہ میں راہ مستقیم سے ہٹ کرچلنے والے اوراللہ کے علاوہ کے کسی دوسرے کی عبادت کرنے والے

---

۱)بحارالانوار/ج۴۶/ص۵۶

۲)سورہ طٰہ/آیت ۱۴.

لوگوں کوراہ حق کی ہدایت کے لئے ایک ہادی بھجتا رہا ہے۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَافِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلًااَنِ اعْبُدُواللّٰہَ وَاجْتَنِبُواالطَّاْغُوْتَ ﴾ (۱)

ہم نے ہرامت میں ایک رسول بھیجا(تاکہ وہ تم سے کہیں کہ)اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو (اورآج بھی اس کا ایک ہادی پردہ غیب میں رہ کرہمیں ہدایت کررہا ہے)۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے مبعوث کئے جانے کے رازومقصدکو نہج البلاغہ میں اس طرح بیان فرمایاہے:فَبَعَثَ اللّٰہُ مُحمّداًلِیَخرجَ عِبادَہُ مِن عبادَةِ الاَوثَانِ اِلٰی عبادتہ۔(۲)

اللہ نے حضرت محمد(صلی اللہ علیہ و آلہ) کواس لئے مبعوث کیاہے تاکہ وہ لوگوں کوبت پرستی سے نکال کرخداپرستی کی طرف لے آئیں۔

خداوندعالم زمانہ کے ساتھ ساتھ اپنانمائندہ اوررہبر بھیجتارہاہے،سب سے پہلے حضرت آدم(علیہ السلام) (علیہ السلام)کوبھیجاتاکہ اپنی اولادکوکفر سے دوررہنے کی ہدایت کریں،اسی طرح یکے بعددیگرے ہدایت کے لئے انبیاء ورسل آتے رہے اورآخری نبی کے بعدان کی نسل سے آئمہ طاہرین کا سلسلہ شروع ہوااورآج بھی اللہ کی طرف سے ایک ہادی موجودہے جوپردہ غیب سے لوگوں ہدایت کرتے رہتے ہیں لیکن اکثرلوگ شیطان کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے ان بھیجے ہوئے نبیوں کی باتوں کونہیں مانتے ہیں اوردنیامیں کسی طاقتورچیزکودیکھ کراسی کی عبادت شروع کردیتے ہیں۔

۴۔پروردگارکی تعظیم کرناواجب ہے

جب انسان کسی عظیم مرتبہ شخصیت سے ملاقات کرتاہے اورایک جڑے عالم وقابل شخص کادیدارکرتا ہے،تویہ ملاقات اوردیدارانسان کوتواضع اوراس کے سامنے جھکنے پرآمادہ کرتی ہے ۔

---

۱)سورہ نحل/آیت ۳۶

۲)نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۷

ایک عالم وقابل شخص کادیدارانسان کواس کے ادب واحترام وتعظیم وتکریم پر مجبور کردیتا ہے اورانسان اپنے آپ کواس کی عظمت اوراس کے علم وکمال کے آگے خودکوناچیزاورکم علم شمارکرتاہے تواس کاادب وتعظیم کرنے لگتاہے ۔ خداوندعالم تمام عظمتوں اورجلالتوں کامالک ہے ،وہ سب سے بڑاہے ،سب سے بڑاعالم ہے ، حی ہے، قدیرہے،یہ تمام صفات ثبوتیہ اورسلبیہ اس کی عظیم ہونے کی واضح دلیل ہیں اوروہی سب کا حقیقی مولاوآقاہے لہٰذاہرانسان پرلازم ہے کہ اپنے حقیقی مولاوآقاکی تلاش کرے اوراس کاادب واحترام اورتعظیم کرے لہٰذاجب انسان حقیقی مولاکی تلاش کرتاہے تواپنے آپ کواس کی عظمت وجلالت کے آگے ناچیزاورکم علم حساب کرتاہے،اپنے آپ کوذلیل وحقیرپاتاہے تواس کے ادب واحترام ،اس کی تعظیم وتکریم پرآمادہ ہوجاتاہے۔

۵۔ہرانسان محتاج اورنیازمندہے

اشرف المخلوقات انسان خواہ کتنی مال ودولت کامالک بن جائے اورکتنے ہیں عیش وآرام کاسامان جمع کرلے لیکن پھربھی اپنے آپ کوعاجزوانکسار،ضعیف وناتواں اورمحتاج وضرورتمند محسوس کرتاہے اورکسی طرح سے اپنی غرض اورضرورت کوحاصل کرنے کی کوشش کرتاہے اورانسان پرلازم ہے کہ اپنی حاجتوں کوپوری کرنے کے لئے کسی ایسی ذات کی طرف رجوع کرے جوکسی کامحتاج نہ ہو،جودینے سے انکارنہ کرے اورعطاکرنے سے اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہ آسکے اوریہ صرف پروردگارکی ذات ہے جوہرچیزسے بے نیازاورغنی مطلق ہے،سب کی حاجت اورضرورت کوپوراکرتاہے اورعطاکرنے سے اس کے خزانہ رحمت کوئی نہیں آسکتی ہے اس نے قرآن کریم میں اپنے بندوں کووعدہ دیاہے کہ میں تمھاری آوازکوسنتاہوں لہٰذاتم اپنی حاجتوں کوصرف ہی سے بیان کرو اورطلب کرو ﴿ يٰااَيُّهَاالنَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدِ ﴾ (۱)

اے لوگو!تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیرہواوراللہ صاحب دولت اورقابل حمدوثناہے ۔

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (۲)

اورتمھارے پرودگارکاارشادہے کہ مجھ سے دعاکرومیں قبول کروں گا۔

---

۱)سورہ فاطر/آیت ۱۵

۲)سورہ غافر/آیت ۶۰.

عبادت اور بندگی کا طریقہ

جب پروردگار نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور طینت وفطرت انسانی میں عبادت کا جذبہ پیدا کیا ہے اور شکر منعم کو واجب قرار دیا ہے ان تمام چیزوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت وبندگی کرنا لازم ہے مگر سوال یہ ہے کس طرح اس اطاعت وبندگی اور تعظیم کرتکریم کی جائے کس طرح اس کا ادب واحترام کیا ہے اگر اس کی اطاعت وبندگی کرنے کا کوئی خاص طریقہ ہے تو اپنے بندوں کو اس سے آگاہ کرے خداوندعالم نے قرآن کریم کی چند متعدد آیتوں میں نماز کو شکر نعمت اور بندگی کا طریقہ قرار دیا ہے:

﴿ اِنَّااَعْطَیْنَاکَ الْکُوثَرَفَصَلِّ لِرَبِّکَ وَالنْحَرْاِنَّاشَانِئَکَ هُوَالاَبْتَرُ ﴾ (۱)

اے رسول بر حق بے شک ہم نے تمھیں کوثر عطا کیا لہٰذا تم اپنے رب کے لئے

نماز پڑھو اور قربانی دو،یقینا تمھارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

کتب تفاسیر میں لفظ کوثر کے متعدد معنی ذکر ہوئے کئے گئے ہیں: خیر کثیر، بہشت میں ایک نہر جناب سیدۃ کی نسل سے اولاد کثیر، شفاعت، قرآن، اسلام، علمائے دین واصحاب ویاران باوفا ، نبوت ۔

ان مذکو ر مواردمیں سے ہر ایک پر کوثر کا مصداق ہوتا ہے اور ممکن ہے ان سب کے مجموعہ کو کوثر کہا جاتا ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خداوندعالم نے جس قدر خیر کثیر اور نعمتیں اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو عطا کی ہیں کسی اور کو نہیں دی ہیں، انتہا یہ ہے کہ آنحضرت کے دشمنوں کو ابتر بنادیا ہے اوران کی نسلوں کو منقطع کرکے اپنے حبیب کی لخت جگر سے ایک ایسی نسل پیدا کی جو قیامت تک باقی رہے گی، لہٰذا خداوندعالم نے ان تمام نعمتوں کے نازل کرنے پر اپنے رسول سے کہا: اے میرے حبیب تم ان نعمتوں کے نزول پر میرا اس طرح شکر ادا کرو:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَالنْحَرْ،اِنَّاشَانِئَکَ هُوَالاَبْتَرُ ﴾

اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو،یقینا تمھارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

اللھ نے اپنے حبیب سے ان تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے لئے نماز اور قربانی کا مطالبہ کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو جب بھی کوئی خیرو نعمت نصیب ہو تو اس کا فرض بنتا ہے کہ خدا کا شکر خدا ادا کرے اور شکر خدا کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز قائم کرے اور راہ خدا میں قربانی دے۔

---

۱)سورہ کوثر/آیت ۱۔۲۔۳

)﴿ اِنَّنِی اَنَااللّٰهُ لاالِٰهَ اِلّااَنَافَاعْبُدْنِی وَاَقِمِ الصَّلاۃَلِذِکْرِی ﴾ [۱]

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

ان مذکورہ دونوں ایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اوروہ یہ ہے کہ اس کے لئے نماز قائم کی جائے تاکہ نماز کے ذریعہ اس کی نعمتوں کا شکراداکیا جائے اور نعمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہنے کے لئے دعاء کی جائے اور نماز کی صورت میں اس کا ادب واحترام کیا جائے۔

رازوجوب نماز

اس سے پہلے کہ ہم نماز کے واجب ہونے کے رازکوذکرکریں خودنماز کے واجب ہونے کو بیان کردینامناسب سمجھتے ہیں، سورہ کوثرطٰہ آیت ۱۴ کے علاوہ اوربھی آیتیں ہیں جو نماز کے واجب ہونے پردلالت کرتی ہیں جن میں سے چندآیت ذکرکررہے ہیں :

﴿ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُومِنِیْنَ کِتَاباًمَوقُوتاً ﴾ [۲]

بے شک نمازکوصاحبان ایمان پرایک وقت معین کے ساتھ واجب کیاگیا ہے۔

زرارہ سے مروی ہے کہ امام صادق اس قول خداوندی کے بارے میں فرماتے ہیں : موقوت) سے مفروض مرادہے ۔(۲

﴿ اَقِیْمُوالصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوہُ ھُوَ الَّذِیْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾ [۴]

نمازقائم کرواوراللھسے ڈروکیونکہ وہ وہی ہے جسکی بارگاہ میں حاضرکئے جاؤگے ۔

﴿ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوْاالصَّلٰوۃَوَلَاتَکُوْنَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴾ [۵]

تم سب اپنی توجہ خداکی طرف رکھواوراس سے ڈرتے رہو، نمازقائم کرواورخبردارمشرکین میں سے نہ ہوجانا۔

﴿ وَاَقِیْمُوالصَّلٰوۃَ وَاٰتُواالزَّکٰوۃَ ﴾ [۶] اورنمازقائم کرواورزکات اداکرو۔

---

۱)سورہ طٰہ/آیت ۱۴

۲)سورہ نٔساء/آیت ۱۰۳

۳)کافی/ج ۳/ص ۲۷۲.

۴)سورہ أنعام/آیت ۷۲

۵)سورہ رٔوم/آیت ۳۱

۶)سورہ بٔقرہ/آیت ۱۱۰ ۔مزمل/آیت ۲۰

ان مذکورآیات کریمہ سے نمازکاواجب ہوناثابت ہے اور معصومین سے ایسی احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں واضح طور سے نمازکے واجب بیان کیاگیاہے عن عبداللہ بن سنان عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:ان اللہ فرض الزکاة کمافرض الصلاة.[۱]

امام صادق فرماتے ہیں:خداوندعالم نے زکات کواسی طرح واجب قراردیاہے جس طرح نمازکوواجب قراردیاہے ۔عن الحلبی قال:قال ابوعبداللہ علیہ السلام فی الوترقال:انماکتب اللہ الخمس ولیستالوترمکتوبة ان شئت صلیتھاوترکھاقبیح.[۲]

حلبی سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق سے نمازشب کے بارے میں معلوم کیاتوآپ نے فرمایا:خداوندعالم نے پانچ نمازیں واجب کی ہیں اورنمازشب کوواجب قرارنہیں دیاہے، چاہوتواسے پڑھوالبتہ نمازشب کاترک کرنا قبیح ہے ۔

احادیث معصومین میں نمازکے واجب قرادئے جانے کی اس طرح بیان کی گئی ہیں:

عمربن عبدالعزیزسے روایت ہے ،وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ہشام بن حکم نے بتایاکہ میں نے امام صادق سے معلوم کیا:جب نمازوعبادت لوگوں ان کی حاجتوں اورضرورتوں کوپورا کرنے سے دور رکھتی ہے اوران کے بدن کوزحمت میںڈالتی ہے پس خداوندعالم نے نمازکوکیوں واجب قراردیا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:نمازکے واجب قراردئے جانے کی چندوجہ ہیں جن کی وضاحت اس طرح سے ہے:اگرلوگوں کو اسی طرح چھوڑدے اجاتا اورانھیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)(اوران کی آل پاک) کے ذکرویادکے بارے میں کوئی ت نبیہ اورتذکرنہ دے اجاتا اورصرف کتاب خداکوان کے ہاتھوں میں دے دیاجاتاتوان لوگوں کاوہی حال ہوتاجواس (اسلام کے قبول کرنے) سے پہلے تھایعنی وہ اپنی حالت پرباقی رہتے ،اورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)(اوران کی آل اطہار)کہ جنھوں نے دین اسلام اپنایااورقبول کےااورکتابوں کوبھی وضع وجعل کیااورلوگوں کواپنے مذہب میں داخل کیااورانھیں اپنے مذہب کی طرف دعوت دی اورکبھی کبھی دشمنان دین سے جنگ بھی کی لیکن جب وہ دنیاسے چلے جائیں گے ان کانام صفحہ ہستی سے مٹ جائے گاان کاحکم مندرس ہوجائے گااوروہ ایسے ہوجائیں کہ گویااصلاوہ اس دنیامیں موجودہی نہ تھے پس خداوندعالم نے ارادہ کیاکہ حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ)کادین ومذہب اوران کاامرکوباقی رکھاجائے اوربھلایانہ جائے لہٰذاخداندعالم نے ان کی امت پرنمازکوواجب قراردیا

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/ص ۳

۲)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۱۱

اسی نمازیں پوری دنیا کے تمام مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ بلندآوازسے اس پیغمبر کانام لیتے ہیں اور افعال نمازکوانجام دینے کے ذریعہ خداوندتبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اوراس کاذکر کرتے ہیں پس اسی لئے خداوندعالم نے امت محمدی پرنمازکوواجب قراردیاتاکہ وہ آنحضرت (اوران کی آل پاک) کے ذکر سے غافل نہ ہوسکیں اور انھیں نہ بھول سکیں اورنہ ان کاذکرمندرس نہ ہوسکے۔[۱]

محمدبن سنان سے مروی ہے کہ امام ابوالحسن علی موسی الرضا کی خدمت میں جوخط لکھے گئے ان میں امام (علیھ السلام) سے متعددسوال کئے گئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھاکہ خداوندعالم نے نمازکوکس لئے واجب قراردیاہے؟توامام (علیھ السلام)نے خط کے جواب میں تحریرکیااوراس میں نمازکے واجب قرادئے جانے کی اس طرح وجہ بیان کی: نمازکے واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ خداوندعزوجل کی ربوبیت کااقرارکیاجائے اورخداکوشریک جاننے سے انکارکیاجائے اورنمازکے ذریعہ خداوندجل جلالہ کی بارگاہ میں عجزوانکساری، تواضع ، خضوع اوراعتراف گناہ کااظہارکیاجائے ،نمازکے ذریعہ گذشتہ گناہوں کے بارے میں طلب بخشش کی جائے ،خداوندعالم کی عظمت کوذہن میں رکھ کراس کے سامنے روزانہ پانچ مرتبہ پیشانی کوزمین پررکھاجائے ،انسان خداکے علاوہ کسی کی تعریف نہ کرے اورطغیان وسرکشی نہ کرے ،انسان اپنے آپ کوخداکے سامنے ذلیل و حقیر محسوس کرے اورخداسے دین ودنیاکی بھلائی کی تمناکرے،انسان شب وروزہمیشہ اپنے رب کی یادتازہ کرے اوراپنے مولاومدبراورخالق یکتاکونہ بھول سکے ،اپنے رب کاذکرکرے اوراس کی بارگاہ میں قیام کرے تاکہ گناہوں اورہرقسم کے فسق وفجورسے محفوظ رہے ۔[۲]

---

۱)وسائل الشیعہ/ج ۲/ص ۳۱۷

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۱۴

نمازکی اہمیت

قرآن واحادیث میں نمازکوجواہمیت دی گئی ہے وہ اس چیزسے معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں فروع واحکام دین سے متعلق جو آیات موجودہیں ان میں جت نی آیتیں نمازکے بارے میں نازل ہوئی ہیں ات نی مقداریںفروع دین میں سے کسی کے بارے میں موجودنہیں ہیں،

خمس کے بارے میں ایک ، روزہ کے بارے میں ۳۱ / حج کے بارے میں ۱۸ / اورزکات سے متعلق ۳۳آیتیں موجودہیں لیکن خداوندعالم نے اس عظیم عبادت (نماز) کے بارے میں ۱۲۲ /یااس سے بھی زیادہ زیادہ آیتیں نازل کی ہیں کہ جن میں نماز کی اہمیت اوراس کے اہم احکام ومسائل کو بیان کیا گیا ہے ۔

نمازکی اہمیت اس چیزسے بھی معلوم ہوتی ہے کہ مکتب تشیع میں فقہی روایات کا ایک تہائی حصّہ نماز اور مقدمات نماز سے مربوط ہے ،کتب اربعہ اور"وسائل الشیعہ " اور" مستدرک الوسائل "کواٹھاکردیکھیں توان میں سب سے زیادہ احادیث نماز سے تعلق رکھتی ہیں، تحقیق کے مطابق "وسائل الشیعہ " اور" مستدرک الوسائل "دونوں ایسی مفصل کتابیں ہیں کہ جن میں مکتب تشیع کی تمام فقہی احادیت وروایات درج ہیں ان دونوں کتابوں کی احادیث کی تعداد مجموعاً ساٹھ ہزار ہے اور ان دونوں کتابوں کی ساٹھ ہزار روایتوں میں بیس ہزار احادیث نماز سے تعلق رکھتی ہیں ۔

فروع دین میں نمازکواس کی اہمیت کی بنیادپرپہلے ذکرکیاگیاہے اور اصل اسلام قراردیاگیاہے جیساکہ روایت میں آیاہے حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں:ایک شخص نبی اکرم (صلی اللہ علیھ وآلھ)کی خدمت میں ایااورعرض کیا:اے اللہ کے نبی!میں یہ جانناچاہتاہوں کہ دین اسلام میں کونسی چیزاصل ہے اورکون اس کی شاخ وفرع ہے اورکون اس کی چوٹی ہے ،پیغمبراکرم (صلی اللہ علیھ وآلھ)نے فرمایا: نمازدین اسلام کی جڑہے، زکات اس کی فرع اورشاخ ہے اور جہاد اس کی بلند ترین چوٹی ہے ۔[۱]

---

۱)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۲۴۲

نمازکی اہمیت کے بارے میں معصومین سے چند روایت ذکرہیں:

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:لکل شی ؤجهة ووجه دینکم الصلاة[۱]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:ہرچیزکا ایک چہرہ ہوتاہے اورنماز تمھارے دین کاچہرہ ہے۔

.قال علی علیه السلام:الصلاة قربان کل تقی[۲]

حضرت علیفرماتے ہیں :نمازہرپرہیزگارکاخداوندعالم سے تقرب حاصل کرنے کابہترین ذریعہ ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:الدعاء مفتاح الرحمة والوضوء مفتاح الصلاة والصلاة مفتاح الجنة.[۳]

نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)فرماتے ہیں :دعارحمت کی کنجی ہے اوروضونمازکی کنجی ہے اورنمازبہشت کی کنجی ہے۔

قال علی علیه السلام:الصلاة حصن الرحمٰن ومدحرة الشیطان.[۱]

حضرت علیفرماتے ہیں:نمازخدائے مہربان کاقلعہ ہے اورشیطان کودورکرنے کابہترین وسیلہ ہے۔

تمام انبیائے کرام نمازی تھے

نمازکی اہمیت اس چیزسے بھی معلوم ہوتی ہے کہ تمام ادیان الٰہی میں نمازکاوجودتھا،

تمام انبیاء کی شریعت میں رائج وموجودتھی اوردنیامیں جت نے بھی نبی ورسول آئے سب اللہ کی عبادت کرتے تھے ، اہل نمازتھے اوراپنی امت کے لوگوں کونمازوعبادت کی دعوت بھی دیتے تھے لیکن ہرنبی کی شریعت میں نمازوعبادت کاطریقہ یکساں نہیں تھا،جس طرح ہرنبی کے زمانے کاکلمہ یکساں نہیں تھااسی طرح نمازکاطریقہ بھی مختلف تھا،تمام انبیاء کی شریعت میں نمازکے رائج ہونے کی سب سے یہ ہے کہ خداندعالم نے قرآن وحدیث میں اکثرانبیاء کے ساتھ نمازکاذکرکیاگیاہے اوربیان کیاگیاہے کہ تمام نبی نمازی تھے اورنمازکی دعوت بھی دیتے تھے

---

۱)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۲۳۸.

۲)نہج البلاغہ/کلمات قصار/ش ۱۳۶/ص ۳۸۶

۳)نہج الفصاحۃ/ح/۱۵۸۸/ص ۳۳۱

۴)غررالحکم/ج ۲/ش ۲۲۱۳/ص ۱۶۶

نمازاور حضرت س آدم

حسین ابن ابی العلاء سے مروی ہے ، امام صادق فرماتے ہیں :جب خداوند عالم نے آدم(علیھ السلام) کوجنت سے نکال کردنیامیں بھیجاتوآپ کے پورے جسم پر سر سے پیروں کے تلووں تک سیاہ رنگ کے داغ پڑگئے(جسے عربی میں شامہ کہتے ہیں) جس کی وجہ سے آپ کے جسم سے بدبوآنے لگی ، حضرت آدم (علیھ السلام) اپنے جسم سے آنے والی بدبو سے پریشان ہوگئے اوربہت زیادہ غمگین رہنے لگے اوررونے وگڑگڑانے لگے ، ایک دن جبرئیل امین حضرت آدم (علیھ السلام) کے پاس آئے اور پوچھا:

اے آدم! تمھارے رونے کا سبب کیاہے ؟حضرت آدم (علیھ السلام) نے جواب دیا:ان کالے داغ اوران کے اندرپیداہونے والی بدبونے مجھے غمگین کردیاہے ،جبرئیل نے کہا:اے آدم! اٹھواورنمازپڑھوکیونکہ یہ پہلی نماز(یعنی نمازظہر)کاوقت ہے ، حضرت آدم(علیھ السلام) نے اٹھ کرنماز(ظہرپڑھی توفوراآپ کے جسم سے سروگردن کارنگ بالکل صاف ہوگیااورجب دوسری نماز(یعنی عصر)کاوقت پہنچاتوجبرئیل نے کہا:اے آدم(علیھ السلام)!اٹھواورنمازپڑھوکیونکہ اب یہ دوسری نمازکاوقت ہے، جیسے ہی حضرت آدم(علیھ السلام) نے نمازعصرپڑھی توناف تک بدن کارنگ صاف ہوگیا

اس کے بعدجب تیسری نماز(یعنی مغرب)کاوقت پہنچاتوجبرئیل نے پھرکہا:اے آدم(علیھ السلام)! اٹھواورنماز(مغرب)پڑھوکیونکہ اب یہ تیسری نمازکاوقت ہے، جیسے حضرت آدم(علیھ السلام) نے نماز(مغرب)پڑھی تودونوں گھٹنوں تک بدن کارنگ صاف ہوگیا،جب چوتھی نماز (یعنی عشا) کاوقت پہنچاتوکہا:اے آدم(علیھ السلام)!اٹھواورنماز(عشا)پڑھوکیونکہ اب یہ چوتھی نمازکاوقت ہے ، حضرت آدم(علیھ السلام) نے نماز (عشا) پڑھی توپیروں تک بدن کارنگ بالکل صاف ہوگیا جب پانچوی نماز(یعنی صبح)کاوقت پہنچاتوکہا:اے آدم(علیھ السلام)! اٹھو اور نماز (صبح) پڑھو کیونکہ اب یہ پانچوی نمازکاوقت ہے ، جیسے ہی حضرت آدم(علیھ السلام) نماز (صبح) سے فارغ ہوئے تومکمل طور سےپورے کارنگ صاف ستھراہوگیااورآپ نے خداکی حمدوثناکی،جبرئیل نے کہا: اے آدم!تمہاری اولادکی مثال ان پنجگانہ نمازوں میں ایسی ہی ہے جس طرح تم نے نمازپنجگانہ کے ذریعہ اس شامہ سے نجات پائی ہے پس تمہاری اولادمیں جو شخص شب وروزمیں یہ پانچ نمازیں پڑھے گاوہ گناہوں سے اسی طرح پاک ہوجائے گاجیسے تم اس شامہ سے پاک وصاف ہوئے ہو ۔(۱)

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ /ج ۱/ص ۲۱۴

نمازاور حضرت ادریس

عن الصادق علیه السلام قال:اذادخلت الکوفة فات مسجدالسهلة فضل فیه واسئل الله حاجتک لدینک ودنیاک فانّ مسجدالسهلة بیت ادریس النبی علیه السلام الذی کان یخیط فیه ویصلی فیه ومن دعاالله فیه بماحبّ قضی له حوائجه ورفعه یوم القیامة مکاناعلیاالی درجة ادریس علیه السلام واجیرمن الدنیاومکائد اعدائه.(۱)

امام صادق فرماتے ہیں:جب آپ شہر کوفہ میں داخل ہوں اور مسجد سہلہ کادیدارکریں تو مسجدمیں ضرورجائیں اوراس میں مقامات مقدسہ پرنمازپڑھیں اوراللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی دینی اوردنیاوی مشکلات کوحل کرنے کی دعاکریں،کیونکہ مسجدسہلہ حضرت ادریس کاگھرہے جس میں خیاطی کرتے تھے اورنمازبھی پڑھتے تھے جوشخص اس مسجدمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہراس چیزکے بارے میں جسے وہ دوست رکھتاہے دعاکرے تواس کی وہ حاجت پوری ہوگی اورروزقیامت حضرت ادریس کے برابرمیں ایک بلندمقام سے برخوردارہوگااوراس مسجدمیں عبادت کرنے اورنیازمندی کااظہارکرنے کی وجہ سے دنیاوی مشکلیں اوردشمنوں کے شرسے خداکی امان میں رہے گا۔

نمازاور حضرت نوح

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:کان شریعة نوح علیه السلام ا نٔ یعبدالله بالتوحید والاخلاص وخلع الانداد وهی الفطرة التی فطرالناس علیهاواخذمیثاقه علی نوح علیه السلام والنبیین ا نٔ یعبدوالله تبارک وتعالی ولایشرکوا به شیئاوامره بالصلاة والامروالنهی والحرام والحلال.(۲)

امام محمدباقر فرماتے ہیں:حضرت نوح کااصول یہ تھاکہ آپ خدائے یکتاکی عبادت کرتے تھے اس کی بارگاہ میں اخلاص کااظہارکرتے تھے،اسے بے مثل مانتے تھے اورآپ کی یہ وہی فطرت تھی کہ جس فطرت پرخداوندعالم نے لوگوں کوقراردیاہے. پروردگارعالم نے حضرت نوح اورتمام انبیائے کرام سے عہدلیاہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کریں اورکسی بھی چیزکواس کاشریک قرارنہ دیں سے دوری کریں اورخداوندعالم نے حضرت نوح(علیهـ السلام) کونمازپڑھنے،امربالمعروف ونہی عن المنکرکرنے اورحلال وحرام کی رعایت کرنے کاحکم دیاہے۔

---

۱)بحارالانوار/ج ۱۱ /ص ۲۸۰

۲)کافی /ج/۸/ص ۲۸۲

نمازاورحضرت ابراہیم

حضرت ابرہیم اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے اورآپ کوبت شکن، حلیم، صالح، مخلص اورموحد جیسے بہترین القاب سے یادکیاجاتاہے،آپ نے اپنی عمر کے دوسوبرس کفروشرک سے مقابلہ اور لوگوں کوتوحیدباری تعالیٰ وا طاعت خداوندی کی دعوت کرنے کی راہ میں گزارے ہیں.مکتب حضرت ابراہیم میں آپ کی پیروی کرنے والوں کے درمیان نمازوعبادت کو ایک عمدہ واجبات میں شمارکیاجاتاتھا.جب خدا نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے شیرخوار فرزند اسمعیل (علیھ السلام)کو ساتھ لے کر سرزمین مکہ کی طرف ہجرت کرجائیں،آپ نے حکم خداپر عمل کیااورشام سے مکہ میں خانہ کعبہ تک پہنچے تو آپ نے وہاں اس آپ وگیاہ سرزمین پرایک نہایت مختصرطعام اورپانی کے ساتھ زمین پراتارا.بیوی اور بچے سے خداحافظی کرکے واپسی کاارادہ کیاتوجناب ہاجرہ نے ابراہیم (علیھ السلام) کادامن پکڑکرعرض کیا:ہمیں اس بے آب وگیاہ زمین پرجگہ کیوں چھوڑے جارہے ہو؟جواب دیاکہ:یہ حکم خداہے، جیسے ہی ہاجرہ نے حکم خداکی بات سنی توخداحافظ کہااورعرض کیا:جب حکم رب ہے تواس جگہ آب وگیاہ زمین پرہماری حفاظت بھی وہی کرے گا.جب ابراہیم (علیھ السلام)چلنے لگے توبارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

﴿ رَبَّنَااِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّ یَّتِیْ بِوَادٍغَیْرِذِیْ زَرْعٍ عِنْدَبَیْتِکَ المحَرَّمِ رَبَّنَالِیُقِیْمُواالصَّلٰوۃَ ﴾ (۱)

اے ہمارے پروردگار!میں نے اپنی ذریت میں سے بعض کو تیرے محترم مکان کے قریب بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑدیا ہے تاکہ نمازیں قائم کریں یعنی تاکہ وہ یہاں سے لوگوں کو دعوت نمازکی آوازبلندکی کریں اور نمازیں قائم کریں اور قیام نماز کو دینی ذمہ داری سمجھیں اورتو میری اس ذریت کو نہ ت نہا نمازپڑھنے والے بلکہ مقیم نماز بھی قراردے (اور جب نماز قائم ہوئے گی تو لوگ شرک وطغنانی سے پاک ہوجائیں گے)۔ حضرت ابراہیم بارگاہ خداوندی میں بہت زیادہ دعاکرتے تھے اورآپ کی دعائیں قبول ہوتی تھی،آپ کی دعاؤں میں سے ایک دعایہ بھی ہے کہ آپ بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے ہیں : ﴿ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَتِیْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴾ (۲)پروردگارا!مجھے اورمیری ذریّت کونماز قائم کرنے والوں میں قراردے اور اے پروردگارتومیری دعاء کوقبول کرلے۔ تاریخ میں یہ بھی ملتاہے کہ:جب اسماعیل (علیھ السلام)کچھ بڑے ہوئے تو حضرت ابراہم (علیھ السلام) آٹھ ذی الحجہ کو اپنے فرزند کو لے کر”لبّیک لاشریک لَکَ لبّیک “کہتے ہوئے منیٰ کے میدان میں پہنچے اور اپنی پیروی کرنے والوں کے ساتھ نماز ظہرین ومغربین باجماعت انجام دی اوراس وقت سے لیکر آج تک وادی مٔنی اور صحرائے عرفات میں جڑے وقارو عظمت کے ساتھ نماز جماعت برگزار ہوتی ہے اور خداکی وحدانیت کے نعرے بلند ہوتے ہیں ۔

---

۱)سورہ أبراہیم / آیت ۳۷

۲)سورہ أبراہیم / آیت ۴۰

عن جابربن عبدالله الانصاری قال:سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول:مااتخذالله ابراهیم خلیلا،الالاطعامه الطعام ،وصلاته باللیل والناس ینام.[1]

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: خداوند متعال نے حضرت ابراہیم کو دوکام انجام دینے کی وجہ سے اپنا خلیل منتخب کیا ہے ۱۔فقیروں و مسکینوں کو کھانادینا ، ۲۔ رات میں نمازشب پڑھناکہ جب سب لوگ سوتے رہتے ہیں ۔

نمازاورحضرت اسماعیل

خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ وَاذْکُرْفِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنّه کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًانَّبِیًا ﴾ [2]

اپنی کتاب میں اسماعیل کاتذکرہ کروکیونکہ وہ وعدے کے سچے اورہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے ۔

﴿ وَکَانَ یَاْ مُرُ اَهْلَهُ بِاالصَّلٰوةِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْ ضِیّاً ﴾.[3]حضرت اسمٰعیل ہمشہ اپنے گھروالوں کو نمازوزکات کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

نمازاوراسحاق ویعقوب وانبیائے ذریت ابراہیم

حضرت اسحاق ،یقوب، لوط اورانبیائے ذریت ابراہیم کے بارے میں قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے:

﴿ ووَهَبْنَالَه اِسْحٰقَ وَیْقُوْبَ نَافِلَةً وَکُلاجَعَلْنَاصٰلِحِیْنَ وجَعَلْنَاهُمْ آئمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَاوَا وْحَیْنَا الیهم فِعْلَ الخیراتِ وَاِقَامَ الصلٰوةِ وَاِیتاءَ الزکٰوةِ وکانوالَنَا عٰبدِیْنَ ﴾ [4]

اورپھر ابراہیم کواسحاق اوران کے بعدیعقوب عطاکئے اورسب کوصالح اورنیک کردارقراردیا،اورہم نے ان سب کو پیشواقراردیا جوہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکات دینے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گذار بندے تھے ۔

---

۱)علل الشرایع /ج ۱/ص ۳۵

۲)سورہ مریم/آیت ۵۳ .

۳)سورئہ مریم آیت ۵۵ .

۴)سورہ أنبیاء ایت ۷۳

نمازاور حضرت شعیب

جب حضرت شعیب اپنی قوم کو غیر خدا کی عبادت، مالی فساداور کم فروشی سے منع کیا تو انھوں نے آپ سے کہا:

﴿ یَاشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَأْمُرُکَ اَنْ نَتْرُکَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُ نَا اَوْ اَنْ نَّفْعلَ فِي اَمْوَا لِنَا مَا نَشَؤ اِنَّکَ لَاَ نْتَ الحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴾ .[۱] اے شعیب! کیا تمھاری نماز تمھیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے معبودوں کو چھوڑدیں یا اپنے اموال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف نہ کریں، تم تو بڑے بردبار اور سمجھ دار معلوم ہوتے ہو۔

نمازاور حضرت موسی

اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ جب کوہ طورو سینا پرپہنچے توآپ نے یہ آواز سنی:

﴿ یَامُوسیٰ اِنِّیْ اَنَارَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِالْمُقَدَّسِ طوًی وَاَنَااَخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لَمَایُوحیٰ اِنَّنِیْ اَنَااللہُ فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ ﴾ [۲]

اے موسیٰ! میں تمھارا پروردگار ہوں لہٰذا تم اپنی جوتیوں کو اتاردو کیونکہ تم طویٰ نام کی مقدس اورپاکیزہ وادی میں ہو، اورہم نے تم کو منتخب کرلیاہے لہٰذاجووحی جاری کی جارہی ہے اسے غور سے سنو، میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی خدانہیں ہے پس تم میری عبادت کرواوریاد کے لئے نمازقائم کرو۔

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: خدائے عزوجل نے حضرت موسیٰپر وحی نازل کی: اے موسیٰ! کیا تم جانتے ہو، میں نے اپنی پوری مخلوق میں سے صرف تم ہی کو اپنے سے ہمکلام ہونے کے لئے کیوں منتخب کیا ہے؟ عرض کیا: پرودرگارا! تو نے مجھ ہی کو کیوں منتخب کیا ہے؟ خدا نے کہا: اے موسیٰ! میں نے اپنے تمام بندوں پر نظرڈالی لیکن تمھارے علاوہ کسی بھی بندے کو تم سے زیادہ متواضع نہ پایا، کیونکہ اے موسیٰ! جب تم نمازپڑھتے ہوتو اپنے چہرے کو خاک پر رکھتے ہو۔[۳]

---

۱) سورہ ہُود/آیت ۸۷.

۲)سورہ طٰہٰ/آیت ۱۲ ۔ ۱۴

۳)اصول کافی/ج ۳/ص ۱۸۷

نمازاور حضرت لقمان

قرآن کریم میں ایاہے کہ حضرت لقمان اپنے فرزند سے وصیت کرتے ہیں:

﴿ یابُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْبِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِوَاصْبِرْعَلٰی مَااَصابَکَ ﴾ [۱]

بیٹا! نمازقائم کرو، نیکیوں کا حکم دو، برائیوں سے منع کرواور اس راہ میں تم پرجو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کرو۔

نمازاور حضرت عیسیٰ

خداوندعالم قرآن کریم ارشادفرماتاہے کہ: جب حضرت مریم بچے کواٹھائے ہوئے قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا: مریم! یہ تم نے بہت براکام کیاہے، ہارون کی بہن! نہ تمھاراباپ براآدمی تھااورنہ تمھاری ماں بدکردار تھی، پس حضرت مریم اپنے بچہ طرف اشارہ کیاکہ اس سے معلوم کرلیں، میں نے کوئی گناہ نہیں کیاہے قوم نے کہا: ہم اس سے کیسے بات کریں جو بچہ ابھی گھوارہ میں ہے ، بچے نے گھوارہ سے کلام کیا:

﴿ اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیاوَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًااَیْنَ مَاکُنْتُ وَاَوْ صٰنِی بِالصَّلٰوۃِ وَالزّ کٰوۃ مَادُمتُ حیّاً ﴾ [۲]

میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایاہے ، اورجہاں بھی رہوں بابرکت قراردیاہے اور جب تک میں زندہ ہوں ، مجھے نماز وزکات کی وصیت کی ہے۔

نمازاور حضرت سلیمان

حضرت سلیمان غالباًراتوں کونمازیں گذارتے تھے اورخوف خدامیں اپ کی آنکھوں سے انسوں جاری رہتے تھے اور کثرت نمازوعبادت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان کثیرا الصلاۃ کے نام سے مشہورتھے. علامہ مجلسی "بحارالانوار" ارشاد القلوب سے ایک روایت نقل کرتے ہیں: حضرت سلیمان کہ جن کے پاس حکومت وبادشاہت اورہرطرح کے وسائل موجود تھے لیکن آپ بالوں کانہایت ہی سادہ لباس پہنا کرتے تھے ، رات میں کھڑے ہوکر اپنی گردن کودونوں ہاتھوں کی انگلیوں آپس میںڈال کرباندھ لیاکرتے تھے اورپوری رات یادخدا میں کھڑے ہوکر رویا کرتے تھے. حضرت سلیمان خرمے کی چھال سے ٹوکریاں بنایاکرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نے خداسے حکومت وبادشاہت کی درخواست کی تاکہ کافروطاغوت بادشاہوں سرنگوں کر) سکوں۔ [۳]

---

۱)سورہ لُقمان/آیت ۱۷.

۲)سورہ مُریم آیت ۲۷ ۔ ۳۱

۳)بحارالانوار/ج ۱۴ / ص ۸۳ .

نمازاور حضرت یونس

خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے:﴿ لَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِى بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (۱)

اگر حضرت یونس تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک شکم ماہی میں ہی پڑے رہتے۔

تفسیر مجمع البیان میں قتادہ سے نقل کیا گیا ہے کہ تسبیح یونس سے نمازمراد ہے کیونکہ وہ نماز گزاروں میں سے تھے اور نماز ہی کی وجہ سے ان کو خدانے انھیں اس رنج و مصیبت سے نجات دی ہے۔ (۲)

نمازاور حضرت زکریا

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِى الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى ﴾ (۳)

جس وقت حضرت ذکریا نے جناب مریم کے پاس محراب عبادت میں عنایت الٰہی کا مشاہدہ کیا اور جنت کے کھانے کو دیکھا تو آپ نے اپنے پرور دگار سے دعا کی کہ: مجھے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما کہ تو ہر ایک کی دعا کا سننے والا ہے تو ملائکہ نے انھیں اس وقت آوازدی کہ جب وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے نمازمیں مشغول تھے کہ خدا تمھیں یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے۔

نمازاور حضرت یوسف

حضرت یوسف کی سوانح حیات میں ملتا ہے کہ آپ کو عزیز مصر نے ایک تہمت لگاکر زندان میں ڈالدیا اس وقت عزیز مصر کا ایک غلام اپنے آقا کو غضبناک کرنے کی وجہ سے زندان میں زندگی گزار رہا تھا، وہ غلام حضرت یوسف کے بارے میں کہتا ہے کہ: آپ ہمیشہ رات میں نماز پڑھتے اوراپنے رب کی بارگاہ میں رازونیاز کرتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تھے ، بیماروں کی عیادت کرتے تھے ، مریضوں کے لئے دوائیاں بھی مہیاکرتے تھے ، مظلوم و ستم دیدہ لوگوں کو خوشیاں عطا کرتے اور تسلی دیا کرتے تھے. بعض اوقات دوسرے قیدیوں کو خداپرستی کی دعوت دیا کرتے تھے،نہایت خوشی سے زندان کے ایک گوشہ میں اپنے معبودکی راہ میں قدم آٹھاتے تھے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے تھے: ﴿ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ ﴾ .(۴) پرودگارا! یہ قید مجھے اُس کام سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ لوگ دعوت دے رہے ہیں۔(۵)

---

۱)سورہ صٰافات/آیت ۱۴۳ ـ ۱۴۴ --.۲)تفسیر مجمع البیان/ج ۸/ص ۳۳۳ --.۳)سورہ آل عمران آیت/ ۳۸ ـ ۳۹

.۴)سورہ یوسف/آیت ۳۳ --.۵)ہزارویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۵۶۱ /ص ۱۷۷

تمام انبیاء وآئمہ نے نماز کی وصیت کی ہے

قرانی آیات اور احادیث معصومین سے یہ ظاہر ہے کہ ہرنبی کے زمانے میں نماز کا وجود تھا اور تمام انبیائے کرام اہل نماز تھے اوراپنی امت کے لوگوں کونماز وعبادت کی دعوت بھی دیتے تھے اورنماز کے بارے میں وصیت بھی کر تے تھے ۔

﴿ وَكَانَ يَأْ مُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْ ضِيّاً ﴾.[۱]

حضرت اسمٰعیل ہمشہ اپنے گھروالوں کو نماز وزکات کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

﴿ يٰابُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَوَاْمُرْبِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِوَاصْبِرْعَلٰى مَااَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُورِ ﴾[۲]

حضرت لقمان نے اپنے فرزندسے وصیت کرتے ہیں: اے بیٹا ! نماز قائم کرو، نیکیوں کا حکم دو ، برائیوں سے منع کرو، اورجب تم پر مصیبت پڑے صبر کرو بے شک یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔

﴿ وَاَوْحَيْنَااِلٰى مُوسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰلِقَومِكُمَابِمِصْرَبُيُوْتًاوَاجْعَلُوابُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَاَقِيْمُوْاالصَّلٰوةَ وَبَشِّرِالْمُو مِنِيْنَ ﴾ [۳]

اورہم نے موسی اوران کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصرمیں گھر بناؤاوراپنے گھروں کوقبلہ قراردواورنماز قائم کرواورمومنین کوبشارت دیدو۔

عن ابی عبدالله عليه السلام قال:سمعته يقول:احبّ الاعمال الى الله عزوجل الصلاة وهى آخروصايا الانبياء (عليهم السلام.[۴]

امام صادق فرماتے ہیں:اللہ تبارك وتعالی کے نزدیك سب سے پسندیدہ عمل نمازہے اورہرتمام انبیائے کرام نے آخری وصیت نمازکے بارے میں کی ہے ۔

عن ابی عبدالله عليه السلام قال: قال لقمان لابنه اذاجاء وقت الصلاة فلاتو ٔخرهالشى ، صلّها و استرح منها،فانّهادين ،وصلّ فى الجماعة ولوعلى راس زجّ.[۵]

---

۱)سورئہ مریم آیت ۵۵

۲)سورئہ لقمان آیت ۱۷

۳)سورہ یونس/آیت ۸۷ .

۴)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۱۰

۵)عروۃ الوثقیٰ / ۲/ص ۴۱۶ .

حضرت امام صادق -فرماتے ہیں کہ:حضرت لقماننے اپنے فرزند سے وصیّت کرتے ہوئے کہا:اے بیٹا !جب نمازکاوقت پہنچ جائے تو اسے کسی دوسرے کام کی وجہ سے تاخیرمیں نہ ڈالنابلکہ اول وقت نمازاداکرنا اوراس کے ذریعہ اپنی روح کوشادکرنا کیونکہ نمازہمارادین ہے اورہمیشہ نماز کو جماعت کے ساتھ اداکرنا خواہ تم نیزے پرہی کیوں نہ ہوں۔

جابرابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)کی وفات کے بعدکعب نے عمرابن خطاب سے پوچھا:وہ آخری جملہ کیاہے جسے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے انتقال کے وقت بیان کیا تھا ؟ عمرابن خطاب نے کہا :اس بارے میں علی (علیھ السلام) سے معلوم کرو،جب کعب نے امام علی سے پوچھاتو آپ نے فرمایا:اسندت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله الی صدری فوضع راسه علیٰ منکبِی، فقال:الصلاۃ الصلاۃ.

جب رسول اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)نے انتقال کیاتواس وقت آپ کاسرمبارک میرے شانہ پررکھاتھامیں نے رسول اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)کوان کی عمرکے آخری لمحوں میں اپنے سینے سے لگایااورآنحضرت نے اپنے سرمبارک کومیرے شانہ پرقراردیا اورمجھ سے کہا : نماز ! نماز!۔[۱]

جابرابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)خطبہ دے رہے تھے کہ حمدوثنائے الٰہی کے بعد لوگوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

علیکم بالصلاۃ ،علیکم بالصلاۃ ،فانّھاعموددینکم۔

تم پرنمازواجب ہے ،تم پرنمازواجب ہے کیونکہ نمازتمھارے دین کا ستون ہے ۔[۲]

روایت میں ایاہے کہ امیرالمومنین حضرت علی نے شہادت کے وقت تین مرتبہ نماز کے بارے میں وصیت کی:"الصلاۃ الصلاۃ الصلاۃ" نماز!نماز!نماز! ۔[۳]

---

۱)المراجعات/ص ۳۲۹

.۲)مستدرک الوسائل/ج۳/ص ۲۸.

۳)مستدرک الوسائل/ ج۳/ص ۳۰

ابوبصیر سے مروی ہے:میں حضرت امام صادق کی شہادت کے بعد آپ کی زوجہ امّ حمیدہ کی خدمت میں تسلیت پیشکرنے کیلئے پہنچا تو انھوں نے رونا شروع کردیا انھیں روتے ہوئے دیکھ کر میں بھی امام (علیھ السلام)کی یاد میں رونے لگا اس وقت انھوں نے مجھ سے کہا:اے ابوبصیر! اگر تم امام (علیھ السلام)کی شہادت کے وقت ان کے پاس موجود ہوتے تو ایک عجیب منظر دیکھتے ، امام نے پروازروح سے قبل اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا : میرے تمام عزیزوں واقارب کو میرے پاس جمع کیا جائے ، کوئی ایسا باقی نہ رہاجواس وقت نہ آیاہو،جب سب امام (علیھ السلام)کی خدمت میں حاضر ہوگئے توامام صادق نے ان کی طرف نگاہ کرکے ارشاد فرمایا :

انّ شفاعت نالات نال مستخفاًبالصلاة

نمازکوہلکا سمجھنے والے کوہرگزہماری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔.[۱]

نمازمومن کی معراج ہے

نمازکی اہمیت اس چیزسے بھی معلوم ہوتی ہے خداوعالم نے دنیامیں جت نے بھی نبی اور پیغمبربھیجے ہیں ان میں سے ہرایک نبی کے لئے ایک خاص معراج مقررکی ہے اور موٴمنین کے لئے بھی ایک معراج معین کی ہے کہ جسے نمازکہتے ہیں حضرت آدم کی معراج یہ تھی کہ خداوندعالم انھیں عدم سے وجودمیں لایا اور بہشت میں جگہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا:

ی﴿ آدم اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجَکَ الْجَنّة ﴾[۲] اے آدم ! تم اور تمہاری زوجہ (حضرت حوا)جنت میں داخل ہوجاؤ۔

حضرت ادریس کی معراج یہ تھی کہ آپ ایک فرشتے کے پروں پر سوار ہوئے اور اس سے کہا : کہ مجھ کو آسمان کی سیرکرائے اور بہشت میں داخل کردے ، اذن پروردگار سے ایساہی ہوا ﴿ وَرَفَعنَاهُ مکاناً عَلِیا ﴾[۳] اورہم نے ان کو بلند مقام تک پہنچایا۔

حضرت نوح کی معراج یہ تھی کہ جب آپ میں اپنی قوم کے ظلم واذیت تحمل کرنے کی قوت باقی نہ رہی اوریہ یقین ہوگیاکہ اب صرف ان چندلوگوں کے علاوہ کوئی اور شخص ایمان لانے والانہیں ہے توخداکی بارگاہ میں دست دعابلند کئے اورکہا:بارالٰہا!اب کوئی شخص ایمان لانے والانہیں ہے لہٰذاتواس قوم پراپناعذاب نازل کردے ، خدانے آپ کو حکم دیا:

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۰۶

۲)سورہ بقرہ/آیت ۳۵

۳.)سورہ مریم/آیت ۵۷

﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْيُنِنَاوَوَحْيِنَا ﴾ [۱]

اے نوح !ہماری نظارت میں ہماری وحی کے اشارے پر ایک کشتی بناو ٔ۔

طوفان نوح (علیھ السلام)کی مختصرداستان یہ ہے کہ حضرت نوح (علیھ السلام)نے حکم خدا سے ایک کشتی بنائی ،جب کشتی بن کرتیارہوگئی توت نور سے پانی نکلااورطوفان شروع ہوگیا،حضرت نوح (علیھ السلام)نے ہر قسم کے جانور،چرندوپرند اوردرندوں کاایک ایک جوڑا کشتی میں سوارکیا،جوآپ پرایمان رکھتے تھے انھیں بھی سوارکیا اورخودبھی اس میں سوار ہوئے ،جب کشتی چلنے لگی توآپ نے اس کے ذریعہ پوری دنیا کی سیرکی اورپوری دنیاکاچکرلگانے کے بعدکوہ جودی پرپہنچ کرکشتی رک گئی ،حضرت نوح (علیھ السلام) کشتی سے زمین پر آئے اورزمین کو دوبارہ آبادکیا۔معراج حضرت ابراہیم یہ تھی کہ جس وقت نمرودنے آپ کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا تو وہ آگ حکم خدا سے گلزار ہوگئی ﴿ يٰانَارُكُونِى بَرْداًوَسَلاَمًا ﴾ [۲]اے آگ !تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامت بن جا۔

معراج حضرت اسمعیل یہ تھی کہ جسوقت آپ کا گلا باپ کے خنجر کےنیچے تھا اور وہ آپ کو راہ خدا میں قربان کررہے تھے کہ خدا وندعالم نے جنت سے ایک دنبہ بھیجا جو ذبح ہوگیا اور اسماعیل بچ گے أور خداوندعالم نے کہا :﴿ وَفَدَ يْنٰاهُ بَذِبحٍ عظيم ﴾ [۳]ہم نے اسمعیل کی قربانی کو ذبحِ عظیم میں تبدیل کردیا ہے۔

حضرت موسیٰ کی معراج یہ تھی کہ جس وقت آپ مناجات کے لئے کوہ طورپر گئے تو (آپ نے شیرین لہجے میں خداوند عالم کے کلمات کوسنا﴿ وَكَلَّمَ الله مُو سٰى تكليما ﴾ [۴] اورخداوندعالم نے حضرت موسٰی سے کلام کیا۔

خاتم الانبیا، سرورکائنات حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیھ و آلھ) کی معراج یہ ہے کہ خداوندعالم نے آپ کوآسمانوں کی سیرکرائی اورارشادفرمایا:﴿ سُبْحَانَ الّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ﴾ [۵]پاک وپاکیزہ ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجدالاقصی تک۔

---

۱)سورہ ہُود/آیت ۳۷

۲)سورہ أنبیاء/آیت ۶۹

۳)سورہ صٰافات/آیت ۱۰۷

۴)سورہ نٔساء/آیت ۱۶۴

۵)سُورۂ . اسراء/آیت ۱

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے دل میں خیال آیا کہ خداوندعالم نے ہرنبی کے لئے ایک معراج معین کی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری امت کے مومنین کے لئے بھی کوئی معراج ہونی چاہیئے لہٰذا آپ نے نماز کو مومن کی معراج قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

الصلاۃمعراج المومن (۱)

نماز مومن کی معراج ہے

اور دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاۃُ مِعْرَاجُ اُمَّتِی (۲)

نماز میری امت کی معراج ہے۔

بچوں کو نماز کا حکم دیا کرو

نماز کی اہمیت اس چیز سے معلوم ہوتی ہے کہ احادیث میں والدین کو اس بات کی وصیت کی گئی ہے اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں اور انھیں نماز کا حکم دیں، اگر بچے نماز نہ پڑھیں تو انھیں ڈرایا اور مارا بھی جاسکتا ہے

قال الصادق السلام قال: انّا نا مُرصبیاننابالصلاۃ اذاکانوا بنی خمس سنین، فمروا صبیانکم بالصلاۃاذاکانو ابنی سبع سنین ۔(۳)

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: جب ہمارے فرزند پانچ سال کے ہو جاتے ہیں ہم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور جب تمہارے فرزند سات سال کو پہنچ جائیں تو انھیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

حسن ابن قارون سے مروی ہے کہ:میں نے امام علی رضا سے سوال کیا یا کسی دوسرے نے سوال کیا اور میں سن رہا تھا کہ:ایک شخص ہے جو اپنے لڑکے کو ڈانٹ پھٹکار کے ساتھ نماز پڑھواتا ہے اور وہ لڑکا ایک ،دودن نماز نہیں پڑھتا ہے، امام علی رضا نے پوچھا:اس کا لڑکے کی عمر کتنی ہے ؟جواب دیا: اس کی عمر آٹھ سال ، یہ سن کر امام (علیہ السلام) نے تعجب سے فرمایا: سبحان اللہ ! وہ آٹھ سال کا بچہ ہے اور نماز کو ترک کرتا ہے، میں نے عرض کیا:وہ بچہ مریض ہے ، امام(علیہ السلام) نے فرمایا:جسصورت ممکن ہو اسے اس سے نماز پڑھوائیں ۔(۴)

---

۱)مستدرک سفینۃ البحار/ ج۶/ص ۳۴۳

۲)معراج المومن/ص ۲

۳)الاستبصار/ج ۱/ص ۴۰۹

۴)من لایحضرہ افقیہ/ ج ۱/ص ۲۸۰

عن معاوية بن وهب قال: سئلت اباعبدالله علیه السلام فی کم یو خذالصبی بالصلاة ؟فقال:فیمابین سبع سنین وست سنین۔[(۱)]

معاویہ ابن وہب سے مروی ہے:میں نے امام صادق سے پوچھا:بچوں کوکت نی عمر سے نمازشروع کرناچاہیئے ؟امام (علیھ السلام)نے فرمایا:جب بچہ چھ ،سات سال کی عمرکوپہنچ جائے ۔

اگرماں باپ نمازی ہیں توبچہ بھی نمازی بنتاہے،ماں باپ کونمازپڑھتے ہوئے دیکھ کربچہ بھی نمازکی رغبت پیداکرتاہے کسی بھی نمازی کودیکھ کریہ معلوم ہوتاہے کہ اس کے ماں باپ نمازی ہیں اورانھوں نے بچہ کی اچھی تربیت کی ہے یہ ابوطالب کی تربیت کااثرتھاکہ آج علی کو“کرم اللہ وجہ ”[(۲)]کانام دیاجاتاہے۔

تاریخ کے اوراق میں لکھاہے کہ : امام حسینکی شہادت کے بعدجب ابن زیادکے سپاہیوں نے حضرت مسلم ابن عقیل کے دونوں بچوں کوگرفتارکرکے زندان میں ڈال دیا، اوررات میں دربان نے قیدخانہ میں پرنگاہ ڈالی تودیکھاکہ دونوں بچے نمازمیں مشغول ہیں، نگہبان دونوں بچوں کو نمازوعبادت کی حالت میں دیکھ کرسمجھ گیاکہ یہ بچے کسی معصوم سے کوئی نسبت ضروررکھتے ہیں ،لہذابچوں کے پاس آیااورمعلوم کیاتوچلاکہ یہ مسلم ابن عقیل کے بچے ہیں پس رات کی تاریکی میں دونوبچوں کوقیدخانہ سے باہرنکال دیامگرجب ابن زیادکے سپاہیوں نے بچوں کوقیدخانہ میں نہ پایاتوانھیں جنگل میں تلاش کرکے دوبارہ گرفتارکرلیا، ابن زیادنے جلادکودونوں بچوں کاسرقلم کردینے کاحکم دیا،جب جلادنے دونوں کا سرقلم کرناچاہا تو بچوں نے زندگی کے آخری لمحات میں نمازپڑھنے کی مہلت مانگی، جب نمازکی مہلت مل گئی تو دونوں بچےّ نمازمیں مشغول ہو گئے اور نماز کے بعد دونوں کو شہید کردیا گیا۔

---

۱)وسائل الشیعہ/ج ۳/ص ۱۳

۲)وہ ذات کہ جسنے زندگی کبھی بھی بت کے سامنے سرنہ جھکایاہو

نماز کے آثار و فوائد

نمازپڑھنے ،روزہ رکھنے ،حج کرنے ،زکات دینے ،صدقہ دینے ، اوردیگرواجبات و مستحبات الٰہی کوانجام دینے سے خداکوکوئی فائدہ نہیں پہنچتاہے اورواجبات و مستحبات کوترک کرنے سے خداکاکوئی نقصان پہنچتاہے بلکہ انجام دینے سے ہم ہی لوگوں کوفائدہ پہنچتاہے اورترک کرنے پرہماراہی نقصان ہوتاہے ہم اس کی عبادت کریں وہ تب بھی خداہے اور نہ کریں وہ تب بھی خداہے ،ہماری نمازوعبادت کے ذریعہ اس کی خدائی میں کسی چیزکااضافہ نہیں ہوتاہے اورنمازوعبادت کے ترک کردینے سے اس کی خدائی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی ہے بلکہ اس کی عبادت کرنے سے ہم ہی لوگوں کو فائدہ پہنچتاہے ،جب ہم اس کی عبادت کریں گے توہمیں اس کااجروثواب ضرورملے گا ،خداوندعالم کاوعدہ ہے وہ کسی کے نیک کام پراس کے اجروثواب ضائع نہیں کرتاہے ۔

﴿ وَالّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتَابِ وَاَقَامُوْاالصَّلٰوۃَ اِنّالَانُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴾[۱] اورجولوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اورانھوں نے نمازقائم کی ہے توہم صالح اورنیک کردارلوگوں کے اجرکوضایع نہیں کرتے ہیں۔

﴿ اِنّ الَّذِيْنَ آمَنُوْاوَعَمِلُوْاالصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوْاالصَّلٰوۃَ وَآتُوااالزَّكٰوۃَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَرَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْوَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ [۲]

جولوگ ایمان لائے اورانھوں نے نیک عمل کئے ،نمازقائم کی ،زکات اداکی ان کے لئے پروردگارکےیہاں اجرہے اوران کے لئے کسی طرح کاخوف وحزن نہیں ہے۔

دنیامیں نماز کے فوائد

دنیامیں نام زندہ رہتاہے جب کوئی بندہ کسی نیک کام کوانجام دیتاہے توخداوندعالم اسے اس نیکی کااجروثواب دنیامیں بھی عطاکرتاہے اورآخرت میں بھی عطاکرے گادنیامیں نمازایک فائدہ یہ ہے نمازی کانام دنیامیں زندہ رہتاہے ، تقوی وپرہیزگاری کی وجہ سے اکثرلوگ اسے ایک اچھے انسان کے نام سے یادکرتے ہیں ،کیونکہ خداوندعالم کاوعدہ کہ جومجھے یادکرے گامیں بھی اسے یادکروں گااوراس کانام روشن رکھوں گاجیساکہ قرآن کریم میں ارشادرب العزت ہے:

﴿ فَاذْكُرُونِى وَاذْكُرْكُمْ ﴾[۳] تم مجھے یادکرومیں تم کویادکروں گا۔

---

۱)سورہ أعراف/آیت ۱۷۰

۲.)سورہ أبقرہ/آیت ۲۷۷ .

۳)سورۂ بقرہ/آیت ۱۵۲

گناہوں سے دور رہتا ہے

نماز کے لئے شرط ہے کہ نمازی کا لباس ، بدن اور محل سجدہ پاک ہونا چاہئے ، نمازی کے لئے باوضو ہونا شرط ہے اور وضو میں شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی اور اس کا برتن پاک ہونا چاہئے اور نماز کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وضو کے پانی کا برتن اور نمازی کا لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ مباح ہونی چاہئے ان سب شرائط اورواجبات کی رعایت کرنے کا یہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ انسان مال حلال وپاک کو ذہن میں رکھے گا، رزق حلال حاصل کرے گا، حلال چیزوں کا مالک رہے گا، حلال کپڑا پہنے گا اور گناہوں سے دوررہے گا۔

حقیقی نماز انسان کی رفتار، گفتار، کرداراوراس کے اعمال افعال پرموثرہوتی ہے لہذا جن کی نماز ان کے اعمال وافعال، رفتاروگفتاراورکردارپرمؤثرہوتی ہے وہ بارگاہ میں الٰہی قبول ہوتی ہے اورجن کی نماز گناہ ومنکرات سے نہیں روکتی ہے ہرگزقبول نہیں ہوتی ہیں لہٰذا ہم یہاں پران آیات وروایات کو ذکر کررہے ہیں جو اس چیز کو بیان کرتی ہیں کہ نماز انسان کو گناہ وبرائیوں سے روکنے کی ایک بہترین درسگاہ ہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلاۃَ ، اِنَّ الصَّلٰوۃَ ت نْھی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرْ وَلَذِکْرُاللهِ اَکْبَرُ، وَاللهُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُونَ ﴾ (۱)

نمازقائم کروکیونکہ نمازہربرائی اوربدکاری سے روکنے والی ہے اوراللہ کاذکربڑی شے ہے اوراللہ تمھارے کاروبارسے خوب واقف ہے۔اوراحادیث میں بھی آیاہے کہ نمازانسان کوگناہ ومنکرات سے دوررکھتی ہے

عَنِ النّبِی صلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہِ اَنّہُ قَالَ:مَن لَم ت نھہ صَلاتَہُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِلَم یَزِدْمِن اللهِ اِلّابُعداً۔(۲)

جس شخص کی نمازاسے گناہ و منکرات سے دورنہیں رکھتی ہے اسے اللھسے دوری کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے ۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:من احبّ ان یعلم اقبلت صلاتہ ام لم تقبل فلینظرھل صنعتہ صلاتہ من الفحشاء والمنکرمامنعتہ قبلت منہ۔(۳)

امام صادقفرماتے ہیں:جو شخص یہ دیکھناچاہتاہے کہ اس کی نمازبارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی ہے یانہیں تووہ یہ دیکھے کہ اس کی نمازنے اسے گناہ ومنکرات سے دورکیاہے یانہیں، اب جس مقدارمیں نمازنے اسے گناہ ومنکرات سے دوررکھاہے اسی مقدارمیں اس کی نمازقبول ہوتی ہے ۔

---

۱)سورہ عنکبوت/آیت ۴۵

۲)تفسیرنورالثقلین/ج۴/ص ۱۶۲

۳)بحارالانوار/ج ۱۶ /ص ۲۰۴

عن النبی صلی اللہ وآلہ انہ قال:لاصلوۃ لمن لم یطع الصلوۃ وطاعۃ الصلوۃ ان ینتھی عن الفحشاء والمنکر۔(۱)

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص مطیع نماز نہ ہو اس کی وہ نماز قبول نہیں ہوتی ہے اور اطاعت نماز یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ اپنے آپ کو گناہ و منکرات سے دور رکھتا ہے (یعنی نماز انسان کو گناہ و منکرات سے دور رکھتی ہے)۔

جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے شکایت کی گئی فلاں شخص دن بھر نمازیں پڑھتا ہے اور رات میں چوری کرتا ہے، آنحضرت نے یہ بات سن کر فرمایا:

انّ صلاتہ لتردعہ

یقینا اس کی نماز اسے اس کام سے باز رکھے گی (اور پھر وہ کبھی چوری نہیں کرے گا)۔(۲)

گذشتہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں

خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھٰارِ،وَزُلَفًامِنَ الَّیْلِ ،اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰاتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰاکِرِیْنَ ﴾ (۳)

(اے پیغمبر) آپ دن کے دونوں حصوں میں اور رات گئے نماز قائم کرو کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم اور نابود کردیتی ہیں اور یہ ذکر خدا کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ روایت میں ایا ہے کہ ایک دن نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اپنے اصحاب سے پوچھا: اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے سامنے سے پاک وصاف پانی کی کوئی نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ اپنے جسم کو دھوئے کیا پھر بھی اس کے جسم پر گندگی رہے گی؟ سب نے کہا: ہرگز نہیں! اسکے بعد آنحضرت نے فرمایا:

نماز کی مثال اسی جاری نہر کے مانند ہے، جب انسان نماز پڑھتا ہے تو دو نمازوں کے درمیان) اس سے جت نے گنا سرزد ہوئے ہیں وہ سب معاف ہوجاتے ہیں۔(۴)

---

۱)تفسیر نور الثقلین / ج ۴ / ص ۱۶۱

۲)تفسیر مجمع البیان / ج ۸ / ص ۲۹

۳)سورہ ہُود / آیت ۱۱۴)

۴)تہذیب الاحکام / ج ۲ / ص ۲۳۷

قال رسول الله صلى الله عيه وآله :اذاقام العبدالی الصلاۃ فکان هواه وقلبه الی الله تعالی انصرف کیوم ولدته امه۔[۱]پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جب کوئی بندہ نماز کے لئے قیام کرتا ہے اوراس کادل وہواخداکی طرف ہو تووہ نمازکے بعدایساہوجاتاہے جیساکہ اس نے ابھی جنم لیاہے۔ ابوعثمان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ:میں اور سلمان فارسی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہو تھے جس کے پتّے خشک ہوچکے تھے، سلمان نے درخت کی شاخ کوپکڑکرہلاےااس کے خشک پتّے زمین پر گرنے لگے توسلمان نے کہا : اے ابن عباس !کیا تم درخت کوہلانے کی وجہ نہیں پوچھوگے ؟ میں نے کہا: ضروراس کی وجہ بیان کیجئے ،سلمان نے کہا: میں ایک روزنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے ساتھ اسی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، آنحضرت نے بھی یہی کام کیا تھا جب میں نے آنحضرت سے کہا یا رسول اللہ ! اس کی وجہ بیان فرمائے ؟توآپنے فرمایا:

اِنّ العبد المسلم اذاقام الی الصلاۃ عنه خطایاه کماتحات ورق من الشجرۃ جب کو ئی مسلما ن بندہ نماز کے لئے قیام کرتاہے تواس کے تمام گناہ اسی طرح گرجاتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گرے۔[۲]

قال رسول الله صلی الله علیه وآله:مامن صلاۃ یحضروقتهاالانادیٰ ملک بین یدی الناس ایهاالناس!قومواالی نیرانکم التی اوقدتموهاعلی ظهورکم فاطفئوهابصلاتکم[۳]نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جے سے ہی نمازکاوقت شروع ہوتاہے ایک فرشتہ لوگوں کے درمیان آوازبلندکرتاہے :اے لوگو!اٹھواوروہ آگ جوتم نے اپنے پیچھے لگارکھی ہے اسے اپنی نمازکے ذریعہ خاموش کردو۔

حضرت علی فرماتے ہیں :ہم پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور نماز کے وقت کا انتظار کر ہے تھے کہ ایک مردنے کھڑے ہوکرکہا:یارسول اللہ! میں ایک گناہ کا مرتکب ہوگیا ہوں اس کے جبران کے لئے مجھے کیا کام کرنا چاہئے ؟آنحضرت نے اس سے روگردانی کی اوراس کی بات پر کوئی توجہ نہ کی ، ےہاں تک کہ نمازکاوقت پہنچ گیااورسب نماز میں مشغول ہوگئے ، نماز ختم ہونے کے بعدپھراس شخص نے اپنے گناہ کے جبران کے بارے میں پوچھا تورسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی کےاتم نے مکمل طورسے وضو نہیں کےا؟اس نے عرض کیا : ہاں ! یا رسول اللہ ،آنحضرت نے فرمایا : تیری یہی نماز تیرے گناہ کا کفّارہ ہے۔[۴]

.۱)بحارالانوار/ج ۸۲ /ص ۲۳۶

۲)امالی شیخ صدوق/ص ۱۶۷

.۳)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۰۸

.۴)تفسیر مجمع البیان/ج ۵/ص ۳۴۵

حضرت علی نہج البلاغہ میں ارشادفرماتے ہیں:

وانهالتحت الذنوب حت الورق وتطلقهااطلاق الربق وشبهها رسول الله بالحمة تكون على باب الرجل فهويغتسل منهااليوم والليل خمسمرات فماعسى ان يبقى عليه من الدرن۔[1] نماز گناہوں کو اسی طرح پاک کردیتی ہے جیسے درخت سے پتّے صاف ہوجاتے ہیں اور انسان کو گناہوں سے اسی طرح آزاد کردیتی ہے جیسے کسی کو رسّی کے پھندوں سے آزاد کردیا جائے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے پنچگانہ نمازوں کو اس گرم پانی کی نہر یا چشمہ سے مثال دی ہے کہ جو کسی انسان کے گھر کے سامنے ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار نہاتا ہو تو اسکے بدن پر ذرہ برابر کثافت وگندگی باقی نہیں رہے گی۔

چہرے پر نور برستا ہے

ابان ابن تغلب سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق سے پوچھا: اے فرزند رسول خدا حضرت فاطمہ کو زہرا یعنی درخشاں کیوں کہا جاتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیونکہ جناب فاطمہ کے چہرہ مبارک سے روزانہ تےن مرتبہ اےک نور ساطع ہوتا تھا:

پہلی مرتبہ اس وقت جب آپ نماز صبح کے لئے محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کے وجود مبارک سے ایک سفید نور ساطع ہوتا تھا جس کی سفیدی سے مدینہ کا ہر گھر نورانی ہو جاتا تھا، اہل مدینہ اپنے گھروں کو نورانی دیکھ کر نہاےت تعجب کے ساتھ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے گھروں کے منّور ہوجانے کی وجہ دریافت کرتے تھے، آنخضرت انھیں جواب دیتے تھے: تم میری لخت جگر کے دروازہ پر جاؤ اوران سے اس کی وجہ دریافت کرو، جیسے ہی لوگ ان کے دروازہ پر پہنچتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ بانوئے دوعالم محراب عبادت میں نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں اورچہرے سے ایک نور ساطع ہے جسکی روشنی سے مدینہ کے گھر چمک رہے ہیں۔

دوسری مرتبہ اس وقت جب آپ نماز ظہرین ادا کرنے کے لئے محراب عبادت میں قیام کرتی تھیں توچہرہ اقدس سے پیلے رنگ کا نور ظاہر ہوتا تھا اوراس نور کی زردی سے اہل مدینہ کے تمام گھر نورانی ہوجاتے تھے یہاں تک کہ ان کے چہرے اورلباس کا رنگ بھی زرد ہوجاتا تھا لہٰذا لوگ دوڑے ہوئے آنحضرت کے پاس آتے تھے اوراس وجہ معلوم کرتے تھے

---

[1] نہج البلاغہ/خطبہ ۱۹۹/ص ۱۷۸

توآنحضرتانھیں اپنی کے گھرکی طربھیج دیاکرتے تھے، جیسے ہی لوگ ان کے دروازہ پر پہنچتے تھے تودیکھتے تھے کہ بانوئے دوعالم محراب عبادت میں نمازوعبادت الٰہی میں مشغول ہیں اورچہرے سے ایک زردرنگ کانور ساطع ہے اور سمجھ جاتے تھے ہمارے گھرجناب سیدہ کے نورسے چمک رہے ہیں۔

تیسری مرتبہ اس وقت کہ جب سورج غروب ہوجاتاتھااورآپ نماز مغربین میں مشغول عبادت ہوتی تھیں توچہرہ اقدس سے سرخ رنگ کانورساطع ہوتاتھااوریہ آپ کے بارگاہ رب العزت میں خوشی اورشکرگزاری کی علامت تھا،جناب سیدہ کے اس سرخ رنگ کے نورسے اہل مدینہ کے تمام گھرنورانی ہوجاتے تھے اوران کے گھروں کی دیواریں بھی سرخ ہوجاتی تھی ،پسلوگ آنحضرت کے پاس آتے تھے اوراس کی وجہ دریافت کرتے تھے توآپانھیں اپنی لخت جگر کے گھرطرف بھیج دیاکرتے تھے، جیسے ہی لوگ ان کے دروازہ پر پہنچتے تھے تودیکھتے تھے کہ سیدۃنساء العالمین محراب عبادت میں تسبیح و تمجیدالٰہی میں مشغول ہیں اور سمجھ جاتے تھے ان کے نورسے ہمارے گھرنورانی ہوجاتے ہیں۔

حضرت امام صادق - فرماتے ہیں :یہ نورہرروزتین مرتبہ اسی طرح سے ان کی پیشانئ مبارک سے چمکتارہتاتھا اورجب امام حسین- متولدہوئے تووہ نور امام حسین-کی جبین اقدس میں منتقل ہوگیا اور پھربطور سلسلہ ایک امام سے دوسرے امام کی پیشانی میں منتقل ہورہا ہے اورجب بھی ایک امام (علیہ السلام)نے دنیاسے رخصت ہواتوان کے بعدوالے امام (علیہ السلام)کی پیشانی ہوتاگیایہاں تک کہ جب امام زمانہ ظہورکریں گے تو ان کی پیشانی سے وہی نورساطع) ہوگا۔[1]

---

۱)علل الشرائع /ج ۱/ص ۱۸۰

بے حساب رزق ملتا ہے

روایت میں آیا ہے کہ حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیھ و آلھ) کی لخت جگر کے گھر میں دو دن سے میں کھانے پینے کے لئے کوئی سامان موجود نہیں تھا، جوانان جنت کے سردار حسنین رات میں کھانا کھائے بغیر ہی سو جایا کرتے کرتے تھے، جب تیسرا دن ہوا اور امام علی سے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر سکے لہٰذا تاکہ بچوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے تو شام کے وقت مسجد پہنچے اور اپنے رب سے راز و نیاز کرتے رہے یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ) کی اقتدا میں جماعت سے نماز ادا کی، نماز ختم ہونے کے بعد نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ) نے حضرت علیسے عرض کیا: یا علی! میں آج کی رات آپ کے گھر مہمان ہوں جبکہ امام (علیھ السلام) کے گھر کھانے کا کچھ بھی انتظام نہیں تھا اور فاقے کی زندگی گزار رہے تھے لیکن پھر بھی امام (علیھ السلام) نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا ہمارے گھر تشریف لانا ہمارے لئے ارجمند و بزرگواری کا باعث ہو گا۔

نبی اور امام دونوں مسجد سے خارج ہوئے لیکن راستہ میں امام (علیھ السلام) کی حالت یہ تھی کہ جسم سے عرق کی بوندیں ٹپک رہی تھی اور سوچ رہے تھے کہ آج حبیب خدا کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا، لہٰذا جیسے ہی گھر پہنچے تو حضرت فاطمہ زہرا سے کہا: اے رسول خدا کی لخت جگر! آج تمھارے باباجان ہمارے گھر مہمان ہیں اور مگر اس وقت گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی موجود نہیں ہے، جناب سیدہ نے بابا کا دیدار کیا اور اس کے بعد ایک حجرے میں تشریف لے گئیں اور مصلے پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی، اور سلام نماز پڑھنے کے بعد اپنے چہرہ مبارک کو زمین پر رکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: پروردگارا! آج تیرے حبیب ہمارے گھر مہمان ہیں، اور تیرے حبیب کے نواسے بھی بھوکے ہیں پس میں تجھے تیرے حبیب اور ان کی آل کا واسطہ دیتی ہوں کہ تو ہمارے لئے کوئی طعام و غذا نازل کر دے، جسے ہم ت ناول کر سکیں اور تیرا شکر ادا کریں۔

حبیب خدا کی لخت جگر نے جیسے ہی سجدہ سے سر بلند کیا تو ایک لذیذ کھانے کی خوشبو آپ کے مشام مبارک تک پہنچی، اپنے اطراف میں نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ نزدیک میں ایک بڑا سا کھانے کا طباق حاضر ہے جس میں روٹیاں اور بریاں گوشت بھرا ہوا ہے، یہ وہ کھانا تھا جو خدا ئے مہربان نے بہشت سے بھیجا تھا اور فاطمہ زہرا نے پہلے ایسا کھانا نہیں دیکھا تھا، آپ نے اس کھانے کو اٹھا کر دستر خوان پر رکھا اور پنجتن پاک نے دستر خوان کے اطراف میں بیٹھ کر اس بہشتی کھانا کو ت ناول فرمایا۔

روایت میں آیا ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اپنی پارہ جگر سے پوچھا: اے میرے بیٹی ! یہ لذےذاور خوشبودار کھانا آپ کے لئے کہاں سے آیا ہے ؟ بیٹی نے فرمایا: اے باباجان! ﴿ هُوَمِنْ عِنْدِاللهِ اِنَّ اللهَ يَرْزَقُ مَنْ يَشاَ ءُ بِغَيْرِحِسَا بٍ ﴾ .(۱)

یہ کھانا اللہ کی طرف سے آیا ہے خدا جسکو چاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اپنی لخت جگر سے مخاطب ہوکر فرمایا: تمھارا یہ ماجرا بالکل مریم اورذکریا جیسا ماجرا ہے اوروہ یہ ہے:

﴿ كُلَّمَادَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّاالْمَحْرَابَ وَجَدَعِنْدَهَارِزْقاً قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذا قَالَتْ هُوَمِنْ عِنْدِاللهِ اِنَّ اللهَيَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِحِسَاْبٍ ﴾ .(۲)

جب بھی حضرت زکریا (علیہ السلام) حضرت مریم (س) کی محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے تو مریم کے پاس طعام وغذا دیکھا کر تے تھے اورپو چھتے تھے: اے مریم ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے ؟ مریم (س) بھی یہی جواب دیتی تھیں: یہ سب خداکی طرف سے ہے بے شک خدا جسکو چاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے ۔

جنت سے کھانانازل ہونے میں دونوں عورتوں کی حکایت ایک جیسی ہے جس طرح نماز وعبادت کے وسیلہ سے حضرت مریم (س) کے لئے بہشت سے لذیذکھانا آتا تھا اسی طرح جناب سیدہ کے لئے بھی جنت سے لذیذ اور خوشبودار غذائیں نازل ہوتی تھیں لیکن اس کوئی شک نہیں ہے کہ جناب سیدہ کا مقام تو اسے کہیں درجہ زیادہ بلندو با لا ہے

حضرت مریم (س) صرف اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں لیکن جناب سیّدہ دونوں جہاں کی عورتوں کی سردارہیں، جبرئیل آپ کے بچوں کو جھولا جھلاتے ہیں، گھرمیں چکیاں پیستے ہیں، درزی بن جاتے ہیں اسی لئے آپ کو سیدۃ نساء العالمین کے لقب سے یادکیاجاتاہے۔

وہ خاتون جودوجہاں کی عورتوں کی سردارہو، وہ بچے جوانان جنت کے سردارہوں، وہ گھر کہ جسمیں میں فرشے چکیاں پیستے ہوں، جن بچوں کو جبرئیل جھولا جھلاتے ہیں، خدا اس گھرمیں کس طرح فاقہ گذارنے دے سکتاہے ، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خداوندعالم انھیں کسی صورت میں فاقہ میں نہیں دیکھ سکتاہے بلکہ یہ فاقہ فقط اس لئے تھے خداوندعالم اس کے مقام ومنزلت کو بتاناچاہتا تھااورنہ مال ودولت توان ہی کی وجہ سے وجودمیں آیاہے ، یہ تووہ شخصیت ہیں کہ اگرزمین پر ٹھوکرماریں تووہ سوناچاندی اگلنے لگے ۔

---

۱)سورہ آل عمران/آیت ۳۷

۲)سورہ آل عمران/آیت ۳۷

رزق میں برکت ہوتی ہے

عن ضمرة بن حبيب قال:سئل النبی صلی الله عليه وآله عن الصلاة فقال:الصلاة من شرايع دين وبركة فی الرزق۔[۱]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے نماز کی فضلیت کے بارے میں پوچھا گیاتو آپ نے فرمایا:نمازشریعت دین اسلام میں سے ہےاور کے ذریعہ نمازی کے رزق میں برکت ہوتی ہے

دعائیں مستجاب ہوتی ہیں

قال رسول الله صلی عليه وآله:من ادی الفريضة فله عنداللهدعوة مستجابة۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص فریضہ الٰہی (نماز)کوانجام دیتاہے(اوراس کے بعداللہ تبارک تعالیٰ سے کوئی چیزطلب کرتاہے تو)اس کی دعابارگاہ خداوندی میں ضرور مستجاب ہوتی ہیں۔[۲]

رحمت خدانازل ہوتی ہے

خدا وندعالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَالْمُومِنُوْنَ وَالْمُومِنَاتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيآءُ بَعْضٍ يَا مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِوَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ اُولٰٓئِکَ سَيَرْحَمُهُمُ اللهُ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌحَكِيْمٌ ﴾[۳]مومن مرداورمومنہ عورتیں آپس میں سب ایک دوسرے کے ولی ومددگارہیں کیونکہ یہ سب ایک دوسرے کونیکیوں کاحکم دیتے ہیں اوربرائیوں سے روکتے ہیں،نمازقائم کرتے ہیں،زکات اداکرتے ہیں اوراللہ ورسول کی اطاعت کرتے ہیں،یہی سب وہ لوگ ہیں جن پر خدارحمت نازل کرے گا۔﴿ اَقِيْمُوْاالصَّلٰوةَ وَآتُوالزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [۴]

نمازقائم کرو،زکات اداکرواوررسول کی اطاعت کروکہ شایداسی طرح تمھارے حال پررحم کیاجائے۔

قال علی عليه السلام:الصّلٰوة ينزل الرحمة۔[۵]

حضرت علیفرماتے ہیں:نمازرحمت خداکے نازل ہونے کا سبب واقع ہوتی ہے۔

---

۱)الخصال شیخ صدوق/ص ۵۲۲--۲)بحارالانوار/ج ۷۹/ص ۲۰۷

۳)سورہ توبہ/آیت ۷۱

۴)سورہ نور/آیت ۵۶

۵)میزان الحکمة/ج ۵/ص ۳۶۷

قال الصادق علیه السلام:اذاقام المصلی الی الصلاة نزلت علیه الرحمة من اعیان السماء الی الارض وحفت به الملائکة ونادی ملکٌ:لویعلم المصلی ماله فی الصلاة ماانْفتل۔[1]

حضرت امام صادق فرماتے ہیں:جب نمازگزارنماز کے لئے کھڑاہوتاہے آسمان سے لے کرزمین تک اس پررحمت نازل ہوتی رہتی ہے اورفرشتے اسے اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اورایک فرشتہ آوازبلندکرتاہے:اگراس نمازگزارکریہ معلوم ہوجائے کہ نمازمیں کیاکیاچیزیں ہیں توہرگزنمازسے نہیں رک سکتاہے ۔

دل کوسکون ملتاہے اوررنج وغم دورہوتے ہیں

نمازایسی واجب الٰہی ہے کہ جس کے ذریعہ نمازی دل کوسکون ملتاہے کلیجہ کوٹھنڈک محسوس ہوتی ہے ،رنج وغم دورہوتاہے کیونکہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:﴿ الَا بِذِکْرِ اللهِ تَطْمَئِنَ الْقُلُوب ﴾[2]

آگاہ ہوجاؤ! اللہ کے ذکرسے دلوں کوسکون ملتاہے۔

امام صادق فرماتے ہیں:جب بھی تمھیں دنیامیں کوئی مشکل پیش آئے تووضوکرکے مسجدجاؤاوردورکعت نمازپڑھواورنمازمیں دعاکروکیونکہ خداوندعالم قرآن مجیدمیں ارشادفرماتاہے:

﴿ وَاسْتَعِیْنُوابِالصَّبْرِوَالصَّلٰاةِ ﴾[3]نمازاورصبرکے ذریعہ اللهسے مددطلب کرو۔[4]

---

۱)آثارالصادقین/ج ۱۱/ص ۹۹

۲)سورہ رعد/آیت ۲۸

۳)سورہ بقرہ/آیت ۴۵

۴)مجمع البیان/ج ۱/ص ۱۹۴.

عورت کی عزت آبرو قائم رہتی ہے

عورت پر واجب ہے کہ نماز کی حالت میں اپنے پورے جسم کو چھپائے یہاں تک کہ بالوں کو بھی خواہ اسے کوئی نہ دیکھ رہا ہو، صرف چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ وپاؤں کا کھلا رہنا جائز ہے، نماز کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عورت نماز کے ذریعہ پردہ کی عادی بن جاتی ہے، نمازی وپرہیزگار عورت گھر سے باہر (گلی، کوچہ، محفل اور مجلس میں) بھی اپنے پردے کا خیال ضرور رکھتی ہے۔

بے حجاب عورت کی مثال پھلدار درخت کی اس شاخ کے مانند ہے جو کسی باغ یا گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلی ہوئی رہتی ہے کہ جسیا سے گذرنے ہر شخص اس شاخ کی طرف دست دراز کرتا ہے اوراس کے پھل کو توڑ کر کھانے کی کوشش کرتا ہے اور بے حجاب عورت کی مثال چمن کھلے ہوئے اس پھول کے مانند ہے جس کی رنگت اور خوبصورتی کو دیکھ کر ہر شخص کے دل میں اس پھول کو چھونے، مس کرنے اوراس کی خوشبو سونگھے کی رغبت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اس قدر تجاوز کرجاتے ہیں کہ اس پھول کو شاخ سے توڑکر اس کی خوشبو سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حجاب عورت کے لئے ایک ایسا حصار و حافظ ہے جو عورت کو بیگانہ اور اجنبی لوگوں کے خوف و خطر سے محفوظ رکھتا ہے، حجاب کا درس حاصل کرنے اور اس کی عادت ڈالنے کی بہترین درسگاہ نماز ہے کیونکہ ہر مسلمان عورت پر واجب ہے کہ وہ روزانہ پانچ مرتبہ حجاب کامل کے ساتھ خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں کھڑی ہوکر نماز پڑھے اور اپنے رب کے ساتھ رازونیاز کرے۔

قرآن کریم متروک ہونے سے محفوظ رہتا ہے

نماز کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن کریم اس کے ذریعہ متروک ہونے سے محفوظ رہتا ہے اور نماز میں اسی لئے قرئت کو واجب قراردیاگیا ہے تاکہ قران متروک ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ ممکن ہے انسان کسی کام میں مشغولیت کی بناپر، یا کسالت اور سستی کی وجہ سے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے لیکن خدوندعالم نے اس لئے تاکہ انسان تلاوت کے اجروثواب اوراس کے فوائدسے محروم نہ رہے نماز میں قرئت کو واجب قراردے دیا، اس بات کو مکمل طورسے رازقرائت میں ذکرکریں گے۔

قبض روح میں اسانی ہوتی ہے

ایک شخص نے امام صادق سے مومن کی موت کے بارے میں سوال کیا تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

لِلْمُومن كَاطَيّب رِيح يَشمّه، فَيَنْعَسُلِطِيبِهِ ،وَيَنْقَطَعِ التّعبَ وَالْاَلَمَ كُلّهُ عَنْهُ۔[1] مومن کی موت ایک خوشبودار پھول سونگھنے کے مانند ہے، موت آتے ہی اس کے تمام رنج و غم ختم ہوجاتے ہیں۔

---

۱)معانی الاخبار/ص ۲۸۷

برزخ اورقیامت میں نماز کے فوائد

انسان کے مرنے کے بعددنیا اورتمام عزیزواقارب سے ہرطرح کاتعلق منقطع ہو جاتے ہیں،دنیاکی کوئی چیزاس کے ساتھ قبرمیں نہیں جاتی ہے بلکہ ماں باپ،بھائی بہن، مال ودولت ، اولادوہمسر،سب کادامن ہاتھ سے چھوٹ جاتاہے اورجب تمام عزیزواقارب اسے دفن کرکے واپس چلے جاتے ہیں تو میت پراس ت نگ اوراندھیری کوٹھری میں ت نہائی کی وجہ سے ایک ہولناک وخوفناک وحشت طاری ہوتی ہے اورجب کوئی اسے اس وحشت سے نجات دلانے والانہیں ملتاہےتواس کی نمازاسے قبرکی ت نہائی سے نجات دلاتی ہے ،عالم برزخ میں نمازکے مونسہونے کے بارے میں چندحدیث مندرجہ ذیل ذکرہیں:

قال رسول الله صلی الله علیه وآله :ان الصلاة تاتی المیت فی قبره بصورة شخص انورااللون یونسه فی قبره ویدفع عنه اهوال البرزخ۔(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:عالم برزخ میں نمازایک نورانی اورخوبصورت شخص کی شکل میں قبرمیں داخل ہوتی ہے جوقبرمیں انسان کی مددگارثابت ہوتی ہے اوربرزخ کی وحشت کواس سے دورکرتی ہے۔

عن ضمرة بن حبیب، قال: سئل النبی صلی الله علیه وآله عن الصلاة فقال: الصلاة من شرایع دین وشفیع بینه وبین ملک الموت ،وانس فی قبره ،وفراش تحت جنبه،وجواب لمنکرونکیر۔(۲)

نبی اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ) سے نمازکی فضلیت کے بارے میں پوچھاگیاتوآپ نے فرمایا:نمازشریعت دین اسلام میں سے ہےنمازوہ ہے کہ جوملک الموت اوراس نمازی کے درمیان شفیع واقع ہوتی ہے ،قبراس کی مددگارثابت ہوتی ہے ،اوراس کے لئے بہترین بچھوناہوتی ہے ،منکرونکیرکے سوالوں کاجوابگوہوتی ہے۔لیکن یہ بات یادرہے کہ ہرنمازانسان کوبرزخ میں قبرکی وحشت سے نجات نہیں دلاسکتی ہے بلکہ صرف وہ نمازکام آئے گی جوپورے آداب وشرائط کے ساتھ انجام دی گئی ہوخصوصاًوہی نمازکام آئے گی جومحمدوآل کی محبت کے ساتھ انجام دی گئی ہو۔عبدالرحمن ابن سمیرسے مروی ہے :ایک دن ہم چند لوگ رسولخدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں جمع تھے، آنحضرت نے فرمایا: میں نے کل رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! آپ پر ہماری اور ہماری اولادکی جانیں قربان ہو جائیں آپ ہمیں بتائیں کہ خواب میں کیا دیکھا ہے ؟ پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے خواب بیان کرنا شروع کیا اورفرمایا: میں نے ایک مرد کو ایسی حالت میں دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اس کا محاصرہ کررکھا ہے اسی وقت اس شخص کی نماز آئی اور اسے عذاب کے فرشتوں سے آزاد کرایا۔(۳)

---

۱)الخصال شیخ صدوق/ ۵۲۲--۲)الخصال شیخ صدوق/ ۵۲۲

۳)مستدرک الوسائل/ج ۱/ص ۱۸۳.

ایک دن جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے نماز کی فضلیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نماز شریعت دین اسلام میں سے ہے اورروز محشر نمازی کے سر کا تاج ہوگی، نمازی کے چہرے پر نور برستا ہوگا، نماز اس کے بدن کا لباس ہوگی اور جنت و جہنم کے درمیان ایک حجاب وسپر واقع ہوگی، نمازی اور خدائے عزوجل کے درمیان حجت ہوگی، اس کے جسم کو نار جہنم سے نجات دلائے گی اور پل صراط سے آسانی سے گزرنے کا سبب واقع ہوگی، نماز جنت کی) کنجی ہے اور نماز گزار نماز کے وسیلے سے بلند مقام تک پہنچے گا ۔[1]

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: روز قیامت ایک بوڑھے شخص کو حاضر کیا جائے گا اور اس کا نامہ أعمال اس کے ہاتھوں میں دیا جائے گا اور سب اس کو دیکھتے ہو نگے، اسے اپنے نامہ أعمال میں گناہوں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہ آئے گا، جب حساب لیتے ہو ئے بہت دیر ہو جائے گی تو وہ بوڑھا شخص کہے گا: بارالہا! مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ تو مجھے دوزخ میں ڈالنے کا حکم دینے والا ہے؟ خطاب ہو گا: اے بوڑھے انسان مجھے تجھ پر عذاب نازل کرتے ہوئے حیا آتی ہے، کیونکہ تو نے دنیا میں نمازیں پڑھی ہیں اس کے بعد پرور دگار اپنے فرشتہ) سے کہے گا: میرے اس بندے کو بہشت میں لے جاؤ۔[2]

روزانہ پانچ ہی نماز کیوں واجب ہیں

خداوندعالم نے روزانہ پانچ نمازوں کو واجب قراردیاہے:ظہر و عصر، مغرب، عشا اور صبح کی نماز، قرآن کریم اورروایت میں پانچ ہی نمازوں کاذکرہواہے قال ابوعبدالله علیه السلام فی الوتر:انماکتب الله الخمس ولیست الوترمکتوبة ان شئت صلیتهاوترکهاقبیح.

امام صادق نمازوتر کے بارے میفرماتے ہیں:خداوندعالم نے پانچ نمازیں واجب قراردی ہیں اورنمازوتر واجب نہیں ہے، اگرچاہیں تو اسے پڑھیں اور نمازوتر کاترک کرنا قبیح ہے۔[3]

عن معمر بن یحیی قال:سمعت اباجعفر علیه السلام یقول:لایسئل الله عبدا عن صلاة بعدالخمس.

معمر بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمدباقر علیہ السلام کویہ فرماتے سنا ہے:(روزقیامت) کسی بھی بندے سے پانچ نمازوں کے علاوہ کسی بھی نماز کے متعلق سوال نہیں کیاجائے گا۔[4]

۱.)الخصال شیخ صدوق/ ۵۲۲

۲.)وسائل الشیعہ/ ج۳/ ص ۲۷

۳.)تہذیب الاحکام/ ۲/ص ۱۱

۴)تہذیب الاحکام/ ج۴/ ص ۱۵۴

زرارہ سے مروی ہے: میں نے امام محمدباقر سے پوچھا: خدانے روزانہ کت نی نمازیں واجب قراردی ہیں؟ امام (علیھ السلام) نے فرمایا: اسنے ایک شبانہ روزمیں پانچ نمازیں واجب قراردی ہیں، میں نے امام (علیھ السلام) سے دوبارہ پوچھا: کیاخداوندمتعال نے ان نمازوں کے ناموں کوبھی بیان کیاہے اورانھیں اپنی کتاب (قرآن مجید)میں ذکرکیاہے؟ امام (علیھ السلام) نے فرمایا: ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی سے ارشادفرماتاہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ ﴾ [۱] زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نمازقائم کرو۔

آیہ مبارکہ میں لفظ "دلوک" زوال کے معنی میں استعمال ہواہے، زوال آفتاب سے لے کرآدھی رات تک چارنمازیں پڑھی جاتی ہیں جن نمازوں کا اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص نام رکھاہے اوران کااپنی کتاب میں ذکرکیاہے اورہرنمازوقت کابھی بیان کیاہے اور "غسق لیل" سے آدھی رات مرادہے۔ اور ایک نمازجوصبح کے وقت پڑھی جائے جسے خداوندعالم نے قرآن فجرکانام دیاہے اورکہاہے:﴿ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ،اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِکَانَ مَشْھُودا ﴾ [۲]

اورنمازصبح بھی پڑھاکروکیونکہ نمازصبح کے لئے گواہی کاانتظام کیاگیاہے۔ امام (علیھ السلام)فرماتے ہیں کہ قرآن فجرسے نمازصبح مرادہے اوریہ پانچ نمازیں ہیں جن کانام خداوندعالم نے قرآن کریم میں ذکرکیاہے ۔

اس کے بعدامام صادق نے ارشادفرمایا: ان ہی پانچ نمازوں کے نام اوراوقات کے بارے میں خداوندعالم قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشادفرماتاہے:﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِوَزُلْفاًمِنَ اللَّیْلِ ﴾ [۳]

دن کے دونوں کنارے میں اور رات گئے تک نمازقائم کرو۔ آیہ مبارکہ ئیں دن کے دونوں کناروں سے مرادیہ ہے کہ سورج ڈوبنے کے بعداورطلوع ہونے سے پہلے نمازقائم کرو، سورج ڈوبنے کے بعدپڑھی جانے والی نمازکو نماز مغرب کہتے ہیں اورسورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھی جانے والی نمازکونمازصبح کہتے ہیں اوررات گئے پڑھی جانے والی نمازکونمازعشاء کہتے ہیں۔

اس کے بعدامام صادق فرماتے ہیں: خداوندعالم ایک اور آیت میں ارشادفرماتاہے:﴿ حَافِظُواعَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاَۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ﴾ [۴] اپنی نمازوں بالخصوص نمازوسطیٰ کی محافظت اورپابندی کرواوراللہ کی بارگاہ میں خضوع وخشوع کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ۔

---

۲)سورہ اسراء / آیت ۷۸

۳)سورہ ہُود/آیت ۱۱۶

۴)سورہ بقرہ / آیت ۲۳۸

وهی صلاة الظهر، وهی اوّل صلاة صلاهارسول اللہ صلی اللہ علیه وآله ، وهی وسط النهاروسط الصلاتین بالنهارصلاة الغداة وصلاة العصر۔

آیہ مُبارکہ میں نمازوسطیٰ سے نمازظہر مرادہے اوریہ پہلی نمازہے جسے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے سب پہلے پڑھااوریہ نمازدن کے درمیانی حصے میں اوردن کی دونمازوں کے درمیان پڑھی جائے اوروہ دونمازیں صبح اور عصر کی نمازیں ہیں۔

اورامام (علیہ السلام) نے فرمایا: بعض قرائت کے مطابق نمازوسطیٰ سے نمازعصر مرادہے کیونکہ نمازعصروہ نمازہے جونمازیومیہ کی پانچ واجب نمازوں میں درمیانی نمازہے دونمازیں (صبح اورظہر) اس سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اوردونمازیں (مغرب وعشا) نمازعصر کے بعدپڑھی جاتی) ہیں [۱] اگرکوئی یہ سوال کرے کہ خداوندعالم نے روزانہ پانچ ہی نمازوں کوکیوں واجب قراردیاگیاہے اس سے کم یازیادہ کیوں نہیں؟تواس جواب یہ ہے جوہم ایک روایت کے ضمن میں پیشکررہے ہیں:

روایت میں آیاہے کہ:جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پر تشریف لے گئے توپروردگارعالم نے آپ کو حکم دیا :اے رسول! آپ اپنی امت سے کہدیجئے کہ ہرروزوشب پچاس نمازپڑھا کریں اس کے بعدجب آنحضرت معراج سے واپس ہورہے تھے توہرنبی کے پاس سے گزرہواکسی نے کچھ نہیں کہایہاں تک کہ حضرت موسیٰ ابن عمرانکے پاس پہنچے توحضرت موسیٰ نے پوچھا: پروردگارنے تمھیں کس چیزکاحکم دیاہے ؟(اور تمھاری امت پرکت نی نمازوں کوواجب قراردیاہے) آنحضرت نے کہا:پچاس نمازیں پڑھنے کاحکم دیاہے ، حضرت موسیٰ نے کہا:اپنے پروردگارسے تخفیف طلب کیجئے تمھاری امت کے لئے واجب نمازوں کی یہ تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ روزانہ ات نی نمازیں پڑھنے کی قوت نہیں رکھتے ہیں لہٰذا اپنے رب سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے امت اسلام کی خاطرحضرت موسیٰ کی فرمائش کو قبول کیا اور بارگاہ رب العالمین میں تخفیف کا مطالبہ کیاتو خدانے ان کی تعدادمیں دس نمازیں کم کردی اس کے بعدنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) واپس ہوئے تودوبارہ ہرنبی کے پاس سے گزرہواکسی سے کوئی سوال نہیں کیایہاں تک کہ حضرت موسیٰ ابن عمران - کے پاس آئے توحضرت موسی (علیہ السلام) نے دوبارہ پوچھا:اب کت نی نمازوں کاحکم دیاہے؟آنحضرت نے کہا:چالیس نمازوں کاحکم دیاہے حضرت موسی (علیہ السلام) نے کہا: اب بھی تعدادزیادہ ہے،آنحضرت نے دوبارہ خداسے تخفیف چاہی تو خدانے چالیس کوتیس میں تبدیل کردیا، حضرت موسیٰ نے پھرکہا:یہ بھی زیادہ ہے الغرض خدانے بیس کودس سے بدلااس کے بعددس کوپانچ) میں تبدیل کیااورواجب نمازوں کی تعدادکم کرتے کرتے پچاس سے پانچ ہوگئی ۔ [۲]

---

۱)کافی /ج ۳/ص ۲۷۱

۲)من لایحضرہ الفقیہ /ج ۱/ص ۱۹۷ ـ ۱۹۸

زید ابن علی بن الحسین سے مروی ہے :میں نے اپنے والد سید العابدین (حضرت امام زین العابدین) سے سوال کیااورکہا :اے میرے والد محترم آپ مجھے اس بات سے آگاہ کریں کہ جب ہمارے جدبزرگوار(نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ))آسمان پرمعراج کے لئے گئے اورپروردگارنے آنحضرت کوپچاس نمازیں پڑھنے حکم دیاتواسی وقت پروردگارسے نمازیں تخفیف کامطالبہ کیوں نہیں کیا لیکن جب معراج سے واپس ہوئے توحضرت موسی سے ملاقات ہوئی ،حضرت موسیٰ نے آنحضرت سے کہا : اپنی امت کے لئے خدا سے تخفیف کراؤکیونکہ تمھاری امت اس قدرنمازیں پڑھنے کی قوت نہیں رکھتی ہے(پسآنحضرت نے خداسے نمازوں میں تخفیف کرائی یہاں تک واجب نمازوں کی تعدادپچاس سے کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئی)؟

امام زین العابدین نے فرمایا:اے میرے بیٹا!نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)اپنی طرف سے خداسے کوئی فرمائش نہیں کرناچاہتے تھے لہٰذاجب معراج سے واپس ہوئے اورحضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی توحضرت موسیٰ نے کہا:تم اپنی امت کے شفیع ہوپس تم اپنی امت کی شفاعت کے لئے خدا سے نمازوں میں تخفیف کراؤکیونکہ تمھاری امت اس قدر نمازیں پڑھنے کاحوصلہ نہیں رکھتی ہے لہٰذاپیغمبراکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)نے خداسے نمازوں میں تخفیف کرائی یہاں تک کہ واجب نمازوں کی تعدادپانچ رہ گئی .

زیدابن علی کہتے ہیں کہ :میں نے اپنے والدسے دوبارہ پوچھا:آنحضرت نے امت اسلام کے لئے پانچ سے بھی کم نمازوں کا تقاضا کیوں نہیں کیا ؟ امام زین العابدینؑنے جواب دیا: اے بیٹا! رسول خدا (صلی اللہ علیھ و آلھ) نے پا نچ پر اس لئے اکتفاء کی کیونکہ انھی پا نچ نمازوں کے ذریعہ پچاس نمازوں کا اجر وثواب حاصل ہو سکتا ہے جیساکہ خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

﴿ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُاَمْثَالِهَا ﴾ [۱]

جو شخص بھی کوئی ایک نیکی کرے گا اسے اس کادس برابراجروثواب ملے گا اس کے بعدامام (علیھ السلام)نے کہا:اے بیٹا!کیاتم نہیں جانتے ہوکہ جب ہمارے جدحضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)آسمانوں کی سیرکرکے زمین پرتشریف لائے توجبرئیلنازل ہوئے اورکہا:

یامحمد!انّ ربک یقرئک السلام ویقول:انّھاخمس بخمسین،مایبدل القول لدی ومااانابظلام للعبید۔

اے محمد!تمہاراپروردگارتم پردرودوسلام بھیجتاہے اورکہتاہے:یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں) کے برابرہیں (اور انھی پانچ نمازوں کے ذریعہ پچاس نمازوں کاثواب حاصل ہو سکتا ہے) [۲]

---

۱)سورہ أنعام / آیت ۱۶۰.

۲)علل الشرائع / ج ۱/ ص ۱۳۳.

ان اوقات میں نماز کے واجب ہونے کی وجہ

گذشتہ مطالب اورروایت سے یہ واضح ہوگیاہے کہ روزانہ پانچ نمازیں واجب ہیں مگراب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ خداوندعالم نے ان پانچ نمازوں کے لئے الگ الگ وقت کیوں معین کیاہے، پانچوں نماز کوایک ہی وقت میں کیوں واجب قرارنہیں دیا، پانچوں نمازکو صبح میں یادوپہرمیں یاعصرمیں یارات میں کسی بھی وقت واجب قراردے دیتا، یاکہہ دیتاکہ جسکے پاس رات دن میں جب بھی وقت مل جائے پانچوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لیاکرے، مگرخدانے ایسانہیں کیااور پانچوں نمازکوالگ الگ وقت میں واجب قراردیا اس کی کیاوجہ ہوسکتی ہے اوراس میں کیارازپایاجاتاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک نمازکوزوال کے وقت ،دوسری عصرکے وقت ،تیسری مغرب کے وقت ،چوتھی رات کی تاریکی میں اورپانچوی نمازکوسورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنے کاحکم دیاہے ؟اس بارے میں چندروایت ذکرہیں :

پہلی روایت

امام حسنسے مروی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں آئی اوراس جماعت کے سب سے بڑے عالم نے آنحضرت سے چندسوال کئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا: آپ ہمیں اس چیزکے بارے میں خبردیجئے کہ خداوندعالم نے آپ کی امت پرروزانہ ان پنچگانہ نمازوں کو ان ہی پانچ وقتوں میں کیوں واجب قراردیاہے ؟ پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اس یہودی عالم کے سوال کاجواب دیااورپنچگانہ نمازوں کوان پانچ اوقات میں واجب قراردئے کی وجہ بیان کی اورفرمایا:

زوال کے وقت سورج کے لئے ایک حلقہ (بن جاتاہے جس میں وہ داخل ہوجاتاہے اورجیسے ہی سورج اس دائرے میں داخل ہوتاہے توعرش کے علاوہ اس کے نیچے موجودنیاکی ہرچیزخدائے عزوجل کی تسبیح کرنے لگتی ہیں اوریہ وہی گھڑی ہے کہ جب میراپروردگارمجھ پردرود بھیجتاہے لہٰذاخدائے عزوجل نے مجھ پراورمیری امت پراس وقت نمازیں کوواجب قراردیااورفرمایا:

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللّیْل ﴾ (۱)

نمازقائم کروزوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک۔

یہ وہی گھڑی ہے کہ جس وقت روزقیامت جہنم کو سامنے لایاجائے گا، پس جومومن شخص بھی (دنیامیں) زوال کے وقت سجدہ یارکوع یاقیام کی حالت میں رہتاہوگاخداوندعالم اس کے جسم کونارجہنم پرحرام قراردے گا۔

حلقہ سے دائرہ نصف النہار مرادہے اوریہ وہ وقت ہے جب سورج نصف النہار کے دائرے میں داخل ہوجاتاہے

---

۱)سورہ أسراء / آیت ۷۸

وقت نماز کے بارے میں پنچگانہ نمازوں کے وقت کیاہیں اوران ہی اوقات میں نماز کے قراردئے جانے کی وجہ کیا ہے اورہرنماز کے لئے ایک مخصوص وقت کیوں معین کیاگیا ہے ؟ اس کے بعدنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے نمازعصر کے واجب قراردئے جانے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

نمازعصرکاوقت وہ وقت ہے کہ جب آدم (علیہ السلام)نے ممنوعہ درخت سے پھل توڑکرکھایاتوخدانے انھیں جنت سے باہرنکال دیااوران کی ذریت پرروزقیامت تک اس وقت میں نمازکوواجب قراردیااورخدانے اسی وقت میں نماز(ظہر)کومیری امت پربھی واجب قراردیاکیونکہ یہ نمازاللہ کے نزدیک سب سے زیاہ محبوب ہے اورمجھے (پنچگانہ نمازوں)اس وقت کی نماز کے پابندرہنے کی بہت زیادہ نصیحت اوروصیت کی گئی ہے۔

اس کے بعدنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے نمازمغرب کے واجب قراردئے جانے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

نمازمغرب کاوقت وہ وقت ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ادم (علیہ السلام)کی توبہ قبول کی اورحضرت آدم (علیہ السلام)کے درخت سے پھل توڑکرکھانے میں اوران کی توبہ قبول ہونے میں دنیاکے تین سوسال کافاصلہ تھااورنمازعصرومغرب کے درمیان قیامت کے ایک دن (جوکہ دنیاکے ایک ہزارسال کے برابرہے) کے برابرکافاصلہ تھااورآدم (علیہ السلام)نے توبہ قبول ہوتے ہی تین رکعت نمازپڑھی ، ایک رکعت اپنے خطااورلغزش کی بناپرجوآپ سے سرزدہوئی تھی اوردوسری رکعت حوا کے گناہ کے جبران کی وجہ سے اورتیسری رکعت بارگاہ خداوندی میں توبہ قبول ہوجانے کے شکرکی وجہ سے لہٰذاخداوندمتعال نے میری امت پران تین رکعت نمازوں کوواجب قراردیااوریہ وقت ایساہے کہ جس میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں لہٰذامیرے پروردگارنے مجھے وعدہ دیاہے کہ جوشخص اس وقت دعاکرے گامیں اس کی دعاکوضرورقبول کروں گااوریہ وہی وقت ہے کہ جب میرے پروردگارنے مجھے حکم دیا:

﴿ فَسُبْحَانَ اللهِحِيْنَ تُمْسُونْ وَحِيْنَ تُصْبِحُونَ ﴾ (۱)

تم لوگ تسبیح پروردگارکرواس وقت جب شام کرتے ہوجب صبح کرتے ہو۔

---

۱)سورہ رُوم / آیت ١٧

اس کے بعدنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نمازعشا کے واجب قراردئے جانے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

خداوندعالم نمازعشا کواس لئے واجب قراردیاتاکہ انسان اس نماز کے ذریعے آضرت کویادکرے کیونکہ قبرمیں اندھیراہوتاہے اورقیامت میں بھی اندھیراہوگاپس پروردگارعالم نے مجھ پراورمیری امت پررات کے وقت میں نمازعشا کو واجب قراردیاتاکہ انسان اس نماز کے ذریعہ قبرکومنورکرسکے اورمیری امت اس نمازکی روشنی میں پل صراط سے گزرسکے لہٰذاجولوگ اس نمازکوپڑھنے کے لئے قدم اٹھاتے ہیں خدائے عزوجل ان کے جسم کوآتش جہنم پرحرام کردیتاہے اوریہ وہ نمازہے جسے پروردگارنے اپنے ذکرکے لئے مجھ سے پہلے والے نبیوں پرواجب قراردیاتھا۔

اس کے بعدنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نماز صبح کے واجب قراردئے جانے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

صبح کے وقت نمازکواس لئے واجب قراردیاہے کیونکہ صبح میں جب سورج طلوع ہوتاہے توشیطان کے دونوں شاخ ظاہروآشکارہوجاتے ہیں اسی لئے پروردگارنے مجھے سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز صبح پڑھنے کا حکم دیااور صبح کے وقت نمازکواس لئے واجب قراردیاکیونکہ جب سورج طلوع ہوتا ہے توکافروآفتاب پرست سورج کو سجدہ کرتے ہیں لہٰذاس سے پہلے کہ کافر سورج (بت اورشیطان وغیرہ) کو سجدہ کریں خداوندعالم نے میری امت پرنماز صبح کوواجب قراردیااورنماز صبح کاوقت اللہ کے نزیک محبوب ترین وقت ہے اورنماز صبح وہ نمازہے جس میں رات اوردن دونوں کے ملائکہ شاہداورحاضررہتے ہیں (یعنی رات والے ملائکہ بھی اس نمازکوآسمان پرلے جاتے ہیں اوردن کے ملائکہ بھی جسے نمازی کودوبرابراجروثواب ملتاہے (جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) پانچ نمازوں کے وقت کے رازکوبیان کرچکے تواس یہودی آنحضرت سے عرض کیا:

صدّقت یامحمد !

اے محمد!آپ نے یہ رازبالکل صحیح فرمائے ہیں۔[۲]

۱.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۱۲

دوسری روایت

حسین ابن ابی العلاء سے مروی ہے ، امام صادق فرماتے ہیں :جب خداوند عالم نے آدم (علیہ السلام) کوجنت سے نکال کردنیامیں بھیجاتوآپ کے پورے جسم پرسرسے پیروں کے تلووں تک سیاہ رنگ کے داغ پڑگئے(جسے عربی میں شامہ کہتے ہیں) جس کی وجہ سے آپ کے جسم سے بدبوآنے لگی ، حضرت آدم (علیہ السلام) اپنے جسم کی یہ حالت دیکھ کراورزیادہ غمگین ہوگئے اورجب ایک درازمدت تک روتے وگڑگڑاتے رہے توجبرئیل نازل ہوئے اورپوچھا: اے آدم! تمھارے رونے کاسبب کیاہے ؟حضرت آدم (علیہ السلام)نے جواب دیا:ان کالے داغ اوران کے اندرپیداہونے والی بدبونے مجھے غمگین کردیاہے ،جبرئیل نے کہا:اے آدم! اٹھواورنمازپڑھوکیونکہ یہ پہلی نماز(یعنی نمازظہر)کاوقت ہے ، حضرت آدم(علیہ السلام) نے اٹھ کرنماز(ظہرپڑھی توفوراآپ کے جسم سے سروگردن کارنگ بالکل صاف ہوگیا،جب دوسری نماز(یعنی عصر)کاوقت پہنچاتوجبرئیل نازل ہوئے اورکہا:اے آدم(علیہ السلام)! اٹھو اور نمازپڑھوکیونکہ اب یہ دوسری نمازکاوقت ہے، جیسے ہی حضرت آدم(علیہ السلام) نے نمازعصرپڑھی توناف تک بدن کارنگ صاف ہوگیا،جب تیسری نماز(یعنی مغرب)کاوقت پہنچاتوجبرئیل آئے اورکہا:اے آدم(علیہ السلام)! اٹھواورنماز(مغرب)پڑھوکیونکہ اب یہ تیسری نمازکاوقت ہے ، جیسے حضرت آدم(علیہ السلام) نے نماز(مغرب)پڑھی تو دونوں گھٹنوں تک بدن کارنگ صاف ہوگیا،جب چوتھی نماز(یعنی عشا)کاوقت پہنچاتوکہا:اے آدم(علیہ السلام)! اٹھو اورنماز(عشا)پڑھوکیونکہ اب یہ چوتھی نمازکاوقت ہے ،حضرت آدم(علیہ السلام) نے نماز(عشا)پڑھی توپیروں تک بدن کارنگ بالکل صاف ہوگیا،جب پانچوی نماز(یعنی صبح)کاوقت پہنچاتوجبرئیل نے کہا:اے آدم(علیہ السلام)! اٹھواورنماز(صبح) پڑھوکیونکہ اب یہ پانچوی نمازکاوقت ہے ، جیسے ہی حضرت آدم(علیہ السلام) نماز(صبح) سے فارغ ہوئے تومکمل طورسے پورے کارنگ صاف ستھراہوگیااورآپ نے خداکی حمدوثناکی،جبرئیل نے کہا: اے آدم!تمہاری اولادکی مثال ان پنجگانہ نمازوں میں ایسی ہی ہے

جس طرح تم نے نمازپنجگانہ کے ذریعہ اس ان دانوں سے نجات پائی ہے پس تمہاری اولادمیں جو شخص شب وروزمیں یہ پانچ نمازیں پڑھے گاوہ گناہوں سے اسی طرح پاک ہوجائے گاجیسے تمھارابدن ان دانوں سے پاک وصاف ہوگیاہے ۔[1]

۱.)من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ص ۲۱۴ (

تیسری روایت

فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ امام رضا فرماتے ہیں: اگر کوئی تم سے یہ معلوم کرے کہ ان ہی اوقات میں نماز کو کیوں واجب قرار دیا گیا ہے اور انھیں ان کے اوقات سے نہ پہلے بجالایا جاسکتا ہے اور نہ موٴخر کیا جاستا ہے یعنی قدم کیا پہلے نہ بعد پہلے انھیں وقت سے پہلے یا بعد میں کیوں پڑھا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چار اوقات ایسے مشہور اور معروف اوقات ہیں جو کرہ أرض پر رہنے والے تمام لوگوں کو اپنے دائرے میں شامل کرتے ہیں اور ہر جاہل وعالم ان اوقات سے مطلع ہے اور وہ اوقات یہ ہیں: غروب مشہور و معروف وقت ہے لہٰذا اس وقت میں نماز وغرب پڑھی جائے، سقوط شفق بھی مشہور وقت ہے لہٰذا اس وقت میں نماز عشا پڑھی جائے، طلوع فجر بھی مشہور وقت ہے لہٰذا اس وقت میں نماز صبح پڑھی جائے، آفتاب کا زوال کرنا اور سایہ اپنی کمی کو پہنچنے کے بعد مشرق کی طرف بڑھنا شروع کرنا مشہور و معروف وقت ہے لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ اس وقت نماز ظہر پڑھے اور عصر کا وقت بھی بہت زیادہ مشہور ہے اس وقت میں نماز پڑھنے کا نظیر موجود نہیں ہے لہٰذا اس نماز کے وقت کو پہلی نماز (ظہر) کے ختم ہونے کے بعد رکھا گیا ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ چار برابر ہو جائے۔

ان اوقات میں نماز کے واجب قرار دئے جانے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ خداوند عزوجل اس چیز کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے کہ لوگ اپنے روزانہ کے ہر عمل کی ابتدا اس کی اطاعت اور عبادت کے ساتھ انجام دیں اسی لئے حکم دیا کہ انسان دن کی ابتدا ہوتے ہی (صبح سویرے نیند سے بیدار ہو کر) پہلے اس کی عبادت کرے اور اس کے بعد کسب معاش کی تلاش میں گھر سے باہر قدم نکالے، پس نماز صبح کو اس لئے واجب کیا گیا تاکہ انسان عبادت خداوندی کے ساتھ اپنے آرام کو ترک کرے اور اپنے دن اور کام کی ابتدا اس کے نام سے کرے اور خدا کو یاد کرکے گھر سے باہر قدم نکالے۔

جب دن اپنے درمیان کو پہنچتا ہے یعنی جب آدھا دن گذر جاتا ہے تو لوگ اپنے شغل وحرفہ سے ہاتھ روک لیتے ہیں اور بدن سے اس کام کے لباس کو اتار دیتے ہیں اور دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے اور تھوڑا سا آرام کے لئے گھر آتے ہیں، قیلولہ بھی کرتے ہیں لہٰذا خداوند عالم نے حکم دیا صبح سے مشغول کام کو نماز ظہر کے ذریعہ ختم کریں اور دوپہر کے ان کاموں کو اللہ کی عبادت کے ذریعہ شروع کریں

جب ظہر کاوقت گذرجائے اورلوگ اپنے گھروں سے دن کے دوسرے حصہ میں کام کرنے کے لئے نکلناچاہتے ہیں توپھراپنے کام کی ابتداحق تعالیٰ کے عبادت کے ذریعہ کریں، اس کے بعداپنے کام پرجائیں لہٰذاخداوندعالم نے اس وقت میں نمازکوواجب قراردیا جیسے ہی سورج ہوتاہے توانسان دن کے دوسرے حصہ میں کام سے فارغ ہوکراپنے گھرکی طرف آتاہے تو اسے چاہئے کہ تو کام کی انتہانماز مغرب کے ذریعہ کرے اس کے بعد رات کا کھانا کھائے لہٰذااس وقت خداوندعالم نے نمازمغرب کوو اجب قراردیا اور جب انسان بستر پر لیٹنا چاہے تو رات کے آرام کی ابتدا بھی نماز کے ذریعہ کرے اورلیٹنے سے پہلے حق تعالیٰ کی عبادت کرے اسی لئے اس وقت خداوندعالم نے نماز عشاکوواجب قراردیا

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب لوگ اس دستورپر عمل کریں گے اوراپنے ہرکام کی ابتدا عبادت خداوندی سے شروع کریں گے اورنمازکوبتائے گئے طریقہ سے انجام دیں گے اوراس کے بعداپنے دنیاوی حاجتوں میں کی تلاش میں نکلیں گے توہرگزخداکونہیں بھول سکیں گے اوراس کے ذکرسے غافل نہیں رہیں گے توہرگزدل میں قساوت نہیں رہے گی اورمیل ورغبت بھی کم نہیں ہوسکے گی ۔[1]

چوتھی روایت

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: اذازالت الشمس فتحت ابواب السماء وابواب الجنان واستجیب الدعاء فطوبیٰ لمن رفع له عمل صالح ۔[2] نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جب زوال کاوقت پہنچتاہے توآسمان اوربہشت کے تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں اودعائیں قبول ہوتی ہیں اوریہ خوشحالی ہے ان لوگوں کے لئے کہ جن کے اعمال صالح اوپر پہنچتے ہیں ۔

---

۱)علل الشرائع/ج۱/ص۲۶۳

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/ص۲۱۴

پانچوی روایت

عن اسحاق بن عمارقال:قلت لابی عبدالله علیه السلام:اخبرنی عن افضل المواقیت فی صلاةالفجر؟ قال:مع طلوع الفجر،انّ الله تعالیٰ یقول: ﴿ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُودا ﴾ یعنی صلاة الفجرتشهدملائکة اللیل وملائکة النهار، فاذا صلی العبد صلاة الصبح مع طلوع الفجر اثبت له مرتین تثبته ملائکة اللیل وملائکة النهار.

اسحاق ابن عمار سے مروی ہے کہ میں امام صادق سے پوچھا:نماز صبح کا افضل ترین وقت کیا ہے؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا:نماز صبح کا افضل ترین وقت فجریعنی صبح صادق ہے کیونکہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ اِنّ قَرْآنَ الْفَجْرِکَانَ مَشْهُوداً ﴾ [1]

نماز صبح بھی پڑھاکروکیونکہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیاگیاہے آیہ مبارکہ میں قرآن فجر سے نماز صبح مرادہے کہ جس وقت کی نمازکی گواہی کے لئے رات کے ملائکہ حاضرہوتے ہیں اوردن والے ملائکہ بھی حاضرہوجاتے ہیں پس جب کوئی بندہ فجرکے وقت نماز صبح اداکرتاہے تواس نمازکاثواب دومرتبہ اس کے نامہ اعمال میں لکھاجاتاہے،رات کے ملائکہ) بھی اس کے ثواب کونامہ اعمال میں درج کرتے ہیں اوردن کے ملائکہ بھی۔[2]

تعدادرکعت کے اسرار

جب یہ ثابت ہوگیاکہ روزانہ پانچ نمازیں(ظہروعصر،مغرب وعشااور صبح)واجب ہیں اوریہ بھی معلوم ہوگیاکہ ان اوقات میں نمازکوکیوں واجب قراردیاگیاہے اب سوال پیداہوتاہے کہ ان میں ہرنمازکت نی رکعت ہے اورات نی رکعت قراردئے جانے کی وجہ ہے مثلانمازظہرسفرمیں اورحضرمیں کت نی رکعت ہے اوراس کی وجہ کیاہے،نماز صبح سفراورحضردونوں میں دوہی رکعت ہے اس کی کیاوجہ ہے؟۔

جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پرگئے توخداوندعالم نے آنحضرتپرپانچ نمازوں کوواجب قراردیااورہرنمازکودورکعتی طورپرواجب قراردیا،اس طرح پانچوں نمازکی رکعتوں کی تعداددس ہوتی ہے مگرجب پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)مکہ سے مدینہ ہجرت کی اورامام حسین کی ولادت ہوئی جب امام حسن اورامام حسین اس دنیامیں آگئے اورخداوندعالم نے پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کوکھلی ہوئی تبلیغ کاحکم دیاتوآنحضرت نے سات رکعت کااضافہ کیا،اوراس طرح سے روزانہ سترہ رکعات نمازواجب ہوتی ہے اس بارے میں میں چندروایت قصرکی بحث میں ذکرکریں گے اورچندروایت یہاں پرذکرہیں:

---

۱)سورہ أسراء/آیت ۷۸

۲)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۳۷

۱۔فضیل ابن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کو اپنے بعض اصحاب سے یہ فرماتے سنا ہے:کہ خداوندعالم نے پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کودودو رکعت واجب قراردیاہے، اس طرح پنجگانہ نمازوں کی رکعتوں کی تعداددس ہوتی ہے ، اس کے بعدرسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے (نماز صبح اور مغرب کے علاوہ نماز ظہر و عصر اور عشا کی) ہردورکعت کے ساتھ دورکعت کا اضافہ کیااورنماز مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ کیااوریہ سات رکعت کہ جنھیں پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اضافہ کیاہے انھیں کی طرح واجب ہیں یعنی جس طرح وہ دس رکعتیں واجب ہیں اسی یہ سات رکعت بھی واجب ہیں، سفرکے علاوہ کسی بھی حالت میں ان سات رکعت کاترک کرناجائزنہیں ہے البتہ سفرکی حالت میں نمازمغرب کواسی حالت میں رکھناہے یعنی نمازگزارچاہے سفرمیں یاحضرمیں دونوں حالتوں میں نمازمغرب کومکمل انجام دیناہے اورخداوندعالم نے آنحضرت کواضافہ کرنے کی ترخیص دی ہے لہٰذااس زیادتی کے ساتھ واجب نمازسترہ رکعت ہوتی ہے ۔[۱]

۲۔امام محمدباقرعلیہ السلام فرماتے ہیں:(اللہ کی طرف سے)روزانہ دس رکعت نمازواجب قراردی گئی تھی ،ظہرکی دورکعت ،عصرکی دورکعت، صبح کی دورکعت، مغرب کی دورکعت ،عشاکی دورکعت،یہ دس رکعات نمازایسی ہیں کہ جس میں چون وچراکی گنجائش نہیں ہے ،اگرکوئی ان میں سے کسی چیزکے بارے میں کوئی چون وچراکرے گویااس نے نمازسے روگردانی کی ہے اوریہ وہ نمازہے جسے خدائے عزوجل نے قرآن کریم میں مومنین پرواجب قراردیاہے اورحضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی طرف واگذارکیاہے پس نبی اکرم نے ان دس رکعات میں سات رکعات کااضافہ کیااوریہ سات رکعتیں سنت ہیں اسی لئے تیسری اورچوتھی رکعت میں قرائت نہیں ہے بلکہ ان سات رکعتوں میں تسبیح و تہلیل اورتکبیرودعاہے ،ہاں اس چیزمیں اشکال کرسکتے ہیں کہ پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے مسافرین کے علاوہ حاضرین پردورکعت ظہرمیں ،دورکعت عصرمیں ،دورکعت عشاکی نمازمیں اضافہ کیاہے اورنمازمغرب میں مسافرو مقیم دونوں پرایک کااضافہ کیاہے ۔[۲]

---

۱)کافی /ج ۱/ص ۲۶۶

۲).کافی /ج ۳/ص ۲۷۳

۳۔امام محمدباقر فرماتے ہیں: جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پر گئے تو خداوند عالم نے دس رکعت نماز دو دو رکعت کرکے واجب قرار دی لیکن جب امام حسن اور امام حسین کی ولادت ہوئی تو آنحضرت نے شکر خدا کے خاطر ان دس رکعتوں میں سات رکعت کا اضافہ کے اکےونکہ خداوندعالم نے آنحضرت کو اضافہ کرنے کی ترخیص دی ہے ،پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے نماز صبح میں کسی رکعت کا اضافہ نہیں کیابلکہ اسے ضیق وقت کی وجہ سے اسی طرح رہنے دیا کیونکہ صبح کے وقت رات کے ملائکہ بھی حاضر رہتے ہیں اوردن کے ملائکہ بھی حاضر ہوتے ہیں ،جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے سات رکعت کا اضافہ کیا تو خداوندعالم نے حکم دیاکہ سفر میں نماز کو آدھی پڑھاجائے لہٰذا پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے زیادہ کی گئی رکعتوں میں چھ رکعت کو کم کردیا لےکن نماز مغرب سے اضافہ کی گئی رکعت کو کم نہیں کیا بلکہ اسے اسی طرح رہنے دیا، سفر کی حالت میں پیغمبر کی اضافہ کی ہوئی سات رکعتوں میں سے چھ رکعت نماز ترک کرنا واجب ہے ،پس جو شخص نماز کی اصلی دو رکعتوں میں شک کرتا ہے گویا وہ نماز کا منکر ہے۔ (۱)

۴۔سعد ابن مسیب سے مروی ہے کہ میں نے امام علی بن الحسین سے پوچھا : یہ نماز کہ جسے ہم سب اس کیفیت کے ساتھ پڑھتے ہیں اسے خداوندعالم نے مسلمانوں پر کس وقت واجب قرار دیا ہے ؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:جب رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کو کھلی ہوئی تبلیغ کا حکم ملا اور اسلام قوی ہوگیا تو خداوندعالم نے مسلمانوں پر نماز کو واجب قرار دیا، اورجس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو واجب کیا تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے (دس رکعت میں)سات رکعت کا اضافہ کیا،دو رکعت کو نماز ظہر میں ،دو رکعت کو نماز عصر میں ، ایک رکعت کو نماز مغرب میں اوردو رکعت کو نماز عشا میں اضافہ کیا اور نماز صبح کو اسی طرح دو رکعت رہنے دیا جس طرح سے واجب کیا گیا تھا(۲)اور نماز صبح میں کسی رکعت کا اس لئے اضافہ نہیں کیا کیونکہ رات کے ملائکہ کو آسمان کی طرف پلٹنے کی جلدی ہوتی ہے تاکہ دن کے ملائکہ بھی جلدی زمین پر پہنچ جائیں اوررات کے ملائکہ بھی پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے ساتھ نماز صبح کی شہادت دیتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ قُرْآنَ الْفَجْرِ،اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِكَانَ مَشْهُودا ﴾

نماز صبح بھی پڑھا کرو کیونکہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے۔ مسلمان بھی اس کی شہادت دیں گے اور شب و روز کے ملائکہ بھی شہادت دیں) گے۔(۳)

---

۱). کافی /ج ۳/ص ۴۸۷

۲)پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سات رکعت نماز کا اضافہ کیا ہے اور اس طرح پنجگانہ نمازوں کی رکعتوں کی تعداد سترہ قرار پائی ہے ۔

۳).من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۴۵۵

۵۔فضل بن شاذان سے مروی ہے امام علی رضا فرماتے ہیں:اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خداند عالم نے اصل نماز کودو دو رکعتی کیوں واجب قرار دیا ہے(ایک رکعتی یا اسسے بھی کم کیوں نہیں)؟ اور پھر بعد میں(نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے کہ جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز میں اضافہ کی ترخیص دی ہے)کسی نماز میں ایک رکعت اور کسی میں دو رکعت کا اضافہ کیا اور کسی نماز میں ایک رکعت بھی اضافہ نہیں کی، اس وجہ کیا ہے؟

امام (علیہ السلام)فرماتے ہیں:اس کا جواب یہ ہے کہ:اصل نماز کو دو رکعتی واجب قرار دئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں نماز ایک رکعتی ہے کیونکہ اصل عدد ایک ہے ، اگر ایک میں سے کچھ کم کر لیا جائے تو وہ عدد نہیں کہلاتا ہے اسی طرح اگر نماز کو ایک رکعت سے بھی کم رکھا جاتا تو وہ رکعت نہ کہلاتی اس لئے نماز کو ایک رکعت سے کم نہیں قرار دیا گیا اور نماز کو ایک رکعتی اس لئے قرار نہیں دیا گیا ہے کیونکہ ، خداوندعالم اس چیز کا علم رکھتا تھا کہ اس کے بندے ایک رکعت نماز کو زیادہ اہمیت نہیں دیں گے اور اسے مکمل وتمام(آداب شرائط کے ساتھ) ادا نہیں کرسکتے ہیں اور اس کے ادا کرنے میں دلچسپی نہیں رکھیں گے اور اس میں حضور قلب نہیں رکھ سکیں گے لہٰذا خداوندعالم نے ایک کے سات ایک اور رکعت کا اضافہ کیا تاکہ دوسری رکعت رکعت اول کے نقص کو پورا کرسکے اور اس طرح سے ہر نماز دو رکعتی قرار پائی.[1]

پس حقیقت یہ ہے کہ خداوندعالم نے ہر نماز کو دو رکعتی قرار دیا لیکن پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)بھی اپنی امت کے بارے میں اس چیز کا علم رکھتے تھے اللہ کے بندے ان دو رکعت کو تمام طور سے جس طرح حکم دیا گیا ہے اسے کاملاً اور تماماً ادا نہیں کرسکتے ہیں لہٰذا آنحضرت نے ظہر وعصر اور عشا کی نماز میں ہر ایک کے ساتھ دو دو رکعت کا ضمیمہ کیا تاکہ شروع کی دو رکعتیں مکمل ہوجائیں اور آنحضرت یہ بھی جانتے تھے کہ مغرب ایک ایسا وقت ہے کہ جس وقت غالباً لوگوں کو نماز پڑھنے کے علاوہ اور اپنے گھروں میں کام میں زیادہ مصروف رہتے ہیں، مثلاً افطار کرنا، کھانا پینا، وضو کرنا، مقدمات استراحت آمادہ کرنا اور سونے کی تیاری کرنا جیسے کام میں مشغول رہنا پڑتا ہے لہٰذا تاکہ لوگوں کو آسانی رہے نماز مغرب میں صرف ایک رکعت کا اضافہ کیا.

نماز مغرب میں ایک اضافہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شبانہ روز کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز طاق رہے نماز صبح کو اسی حالت پر چھوڑ دیا یعنی اس کی دو رکعت میں کسی رکعت کا ضمیمہ نہیں کیا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ صبح کے وقت انسان زیادہ مشغول رہتا ہے کیونکہ اسے اپنے کاروبار کی طرف جانے کے لئے جلدی بھی ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت انسان کا دل دماغ فکر وخیالات سے خالی رہتا ہے کیونکہ رات میں ایسے وقت پر لوگوں سے معاملات کم ہوتے ہیں ، لینا دینا بھی کم ہوتا ہے، لہٰذا انسان کا دل اس نماز میں دوسری نماز کے مقابلہ میں انسان دل خدا کی طرف زیادہ رہتا ہے اسلئے اسمیں کسی رکعت کا اضافہ نہیں کیا ۔

---

۱)علل الشرائع /ج ۱/ص ۲۶۱

راز جمع بین صلاتین

زوال کے بعد جب چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت گذر جائے نماز عصر کا وقت بھی شروع ہوجاتا ہے، اس وقت سے لے کر جب سورج غروب ہونے میں صرف چار رکعت نماز کا وقت باقی رہ جائے تو اس وقت تک نماز ظہر و عصر کا مشترک وقت ہوتا ہے اسی طرح سورج غروب ہونے کے بعد جب تین رکعت نماز پڑھنے کا وقت گذر جائے تو نماز عشا کا وقت بھی شروع ہوجاتا ہے اس وقت سے لے کر جب آدھی رات ہونے صرف چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو اس وقت نماز مغرب اور عشا کا مشترک وقت ہوتا ہے لہٰذا نماز ظہر کے فوراًبعد نماز عصر کا پڑھنا صحیح ہے اور نماز مغرب کے فوراًبعد نماز عشا کا پڑھنا صحیح ہے ۔

نماز ظہر کے فوراًبعد نماز عصر پڑھنے اور اسی طرح نماز مغرب کے فوراً بعد نماز عشا کے پڑھنے کو جمع بین صلاتین کہا جاتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں انسان کسی حال میں ہو سفر میں ہو یا حضر، دو نمازوں کے مشترک وقت میں پہلا وقت ہو یا آخری وقت، دین اسلام نے جمع بین صلاتین کو جائز قرار دیا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) بارش و باران اور موسم کی خرابی کی وجہ سے نماز ظہر کے بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور نماز مغرب بعد عشا کی نماز پڑھتے تھے اور موسم کی خرابی کے بغیر اختیاری و عادی حالت میں بھی نماز ظہر کے بعد عصر اور نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز پڑھتے تھے، اس بارے میں اہل سنت کی روایتیں موجود ہیں، احمد ابن حنبل نے اس بارے میں متعدد روایتیں نقل کی ہیں اور صحیح مسلم و صحیح بخاری میں بھی انکا ذکر موجود ہے، خود صحیح مسلم اور سنن دارمی وغیرہ جیسی کتابوں میں "الجمع بین صلاتین فی الحضر" کے نام سے ایک باب موجود ہے، جمع بین صلاتین سے متعلق مکتب تشیّع و تسنن چند روایت ذکر تے ہیں کہ جن میں جمع کرنے کی وجہ بھی ذکر کی گئی ہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: کان رسو ل اللہ صلی علیہ وآلہ اذاکان فی سفرا ؤعجلت بہ حاجۃ یجمع بین الظھروالعصروبین المغرب والعشاء الآخرۃ.

امام صادق فرماتے ہیں: نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) جب کبھی سفر میں ہوتے تھے یا حضر میں کسی حاجت کی جلدی ہوتی تھی تو ظہر و عصر کو ایک ساتھ جمع کرتے تھے اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ جمع کرتے تھے ۔[۱]

---

۱). کافی / ج ۳/ ص ۴۳۱ ۔ تہذیب الاحکام / ج ۳/ ص ۲۳۳

عن جعفربن محمدعن ابیه عن علی علیهم السلام قال:کان رسو ل الله صلی علیه وآله یجمع بین المغرب والعشاء فی اللیلة المطیرة وفعل ذلک مرارا.

حضرت علی فرماتے ہیں:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) بارانی راتوں میں نمازمغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے اوراس کام کوچندبارانجام دیاہے ۔[1]

عن عبدالله بن سنان عن الصادق علیه السلام: انرسو ل الله صلی علیه وآله جمع بین الظهروالعصرباذان واقامتین و جمع بین المغرب والعشاء فی الحضرمن غیرعلة باذان واحد واقامتین. *امام صادق فرماتے ہیں:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نمازظہروعصرکوایک اذان اوردو اقامت کے ساتھ جمع کرتے تھے اورمغرب وعشاء کوبغیرمجبوری حضرمیں بھی ایک اذان اوردو اقامت کے ساتھ جمع کرتے تھے ۔*[2]

عن ابی عبدالله علیه السلام قال: ان رسو ل الله صلی علیه وآله صلی الظهر والعصر فی مکان واحدمن غیرعلة ولاسبب فقال عمروکان اجرء القوم علیه :احدث فی الصلاة شی ؟قال(صلا،ولکن اردتُ ان اوسع علی امتی.

امام صادق فرماتے ہیں:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے نمازظہروعصرکوایک ہی جگہ پرکسی مجبوری وسبب کے بغیرایک ساتھ پڑھاتوعمرابن خطاب نے کہا:امت اسی پر عمل کرنے لگے گی اورایک نئی چیزایجادکردے گی ؟آنحضرت نے فرمایا:ایسانہیں ہے بلکہ میں نے اپنی امت پرتوسعہ کرنے کاارادہ کیاہے یعنی تاکہ میری امت پرنمازمیں اسانی ہوجائے ۔[3]

عن سعید بن جبیرعن ابن عباس قال:جمع رسول الله صلی الله علیه وآله بین الظهروالعصرمن غیرخوف ولاسفرفقال:ارادأن لایحرج علی احد من امته.

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے بغیرکسی خوف اورسفرکے نمازظہروعصرکویکے بعددیگرے پڑھااورابن عباس نے فرمایاکہ :پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کاارادہ یہ تھاکہ ان کی امت میں کسی شخص نمازپڑھنے میں کوئی حرج پیشنہ آئے۔[4]

---

۱). وسائل الشیعہ /ج ۳/ص ۱۶۰

۲) من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۸۷

۳). علل الشرائع /ج ۲/ص ۳۲۱

۴)علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۲۱

حدّثنایحیی بن یحیی قال:قراتُ علی مالکٍ عن ابی الزّبیرعن سعیدبن جُبَیرٍعن ابن عبّاس قال:صلّیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظّھرَوالعصرَجمیعاًوالمغرب والعشاء جمیعا فی غیرخوفٍ ولاسفرٍ۔[1]

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے بغیر کسی خوف اور سفر کے نماز ظہر و عصر کو یکے بعددیگرے اور نماز مغرب و عشا کو بھی یکے بعددیگرے پڑھا۔

حدّثنااحمدبن یونس وعون بن سلّام جمیعاًعن زُھیرقال ابن یونس: حدّثناابوالزّبیرعن سعیدبن جُبیرعن ابن عبّاس قال:صلّیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظّھرَوالعصرَجمیعاًبالمدینة فی غیرخوفٍ ولاسفرٍ.قال ابوالزّبیر:فسئلتُ سعیداًلِمَ فَعَلَ ذٰلک ؟فقال:سئلتُ ابن عبّاس کماسئلت نی فقال:اَرادَاَنْ لایُحرِجَ اَحَداًمِن امّته.[2]

ابوزبیرسے مروی ہے کہ سعیدابن جبیرنے ابن عباس سے نقل کیاہے:وہ کہتے ہیں کہ پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے مدینہ میں بغیرکسی خوف اور سفر کے نماز ظہر و عصر کو یکے بعددیگرے انجام دیا، ابوزبیرکہتے ہیں کہ میں نے سعید سے پوچھا: آنحضرت نے ایسا کیوں کیا؟توسعیدنے مجھے جواب دیا:جوسوال تونے مجھ سے کیاہےیہی سوال میں نے ابن عباس سے کیا تھاتوانھوں نے جواب دیا تھا:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) یہ چاہتے تھے کہ ان کی امت میں کوئی شخص کسی تکلیف اورزحمت سے دوچارنہ ہو۔

حدّثناابوبکربن ابی شیبة وابوکریب قالا:حدّثناابومعاویة وحدّثناابوکریب وابوسعیدالاشجع واللفظ لابی کریب قالا:حدّثناوکیعٌ کلاھماعن الاعمش عن حبیب ابن ابی ثابت عن سعیدبن جبیرعن ابن عباس قال:جَمَعَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَینَ الظّھرِوَالعصرِوالمغربِ وَالعشاءِ بِالمدینةِ فی غیرِخوفٍ ولامطرٍ(فی حدیث وکیع قال:قلتُ لابن عباس :لِمَ فَعَلَ ذٰلک ؟قال:کی لایحرج امته(وفی حدیث ابی معاویةقیلَ لابن عباس :مااَرادَاِلیٰ ذلک؟قال:اَرادَاَنْ لایُحرِجَ امّته.[3]

سعیدابن جبیرابن عباس سے نقل کرتے ہیں:وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نمازظہروعصراور مغرب وعشاء کوبغیرکسی خوف وبارش کے ایک ساتھ اداکیا(وکیع کی روایت میں آیاہے)سعیدنے کہا:میں نے ابن عباس سے معلوم کیا:پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا:اس لئے تاکہ آپ کی امت کسی مشقت میں نہ پڑے (ابومعاویہ کی روایت میں آیاہے) ابن عباس سے پوچھا: آنحضرت نے ایسا کیوں کیا؟کہا:تاکہ آپ کی امت کوکوئی زحمت و مشقت نہ ہو۔

---

۱) صحیح مسلم/ج۲/ص ۱۵۱

۲) صحیح مسلم/ج۲/ص ۱۵۱

۳) صحیح مسلم/ج۲/ص ۱۵۲)

روزانہ نماز کے تکرار کی وجہ

اگر کوئی شخص پنجگانہ نمازوں کے بارے میں یہ سوال کرے کہ روازنہ گذشتہ نماز کی تکرار ہوتی ہے جب دن بدل جاتا ہے تو نماز میں تبدیلی کیوں نہیں ہوتی ہے ؟ ہر روز گذشتہ روز کی طرح صبح وشام کی بھی تکرار ہوتی ہے اسی لئے نماز کی بھی تکرار ہوتی ہے مگر اس سوال کا حقیق جواب یہ ہے کہ انسان حضور قلب کے ساتھ جت نی زیادہ نمازیں پڑھتے جائیں گے ، اتنا ہی زیادہ انسان کا مرتبہ بلند ہوتا جائے گا اور اس کے اندر اتنا ہی زیادہ خلاص پیدا ہوتا جائے گا، وہ اللہ تبارک تعالی سے اتنا ہی زیادہ قریب ہوتا جائے گا۔ اس مطلب کو واضح کرنے کے لئے تین بہترین مثال ذکر ہیں:

۱۔وہ شخص جو کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ کی پہلی پیڑی پر قدم رکھتا ہے اس کے بعد دوسری پیڑی پر قدم رکھتا ہے پھر تیسری پیڑی پر قدم رکھتا ہے اور اسی طرح قدم رکھنے کی تکرار کرتا جاتا ہے اور جت نا بلند ہوتا جاتا ہے ہمت ات نی زیادہ بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد تک پہنچ جاتا ہے ، نماز بھی زینہ پر قدم رکھنے کے مانند ہے ،جت نا زیادہ نماز کی تکرار کی تکرار کرتے جائیں گے اتنا ہی ایمان میں تازگی پیدا ہوتی رہے اور خدا سے قربت بھی حاصل ہوتی جائے ۔

۲۔وہ شخص جو پانی حاصل کرنے کے لئے کسی بیلچہ یا کسی مشینری کا استعمال کرتا ہے اور زمین کو کھودنا شروع کرتا ہے ، کنواں کھودنے کے لئے زمین میں بیلچہ مارنا ظاہراً ایک تکراری کام ہے لیکن بیلچہ کے ذریعہ جت نا زیادہ زمین کو کھودتے جائیں گے اور مٹّی باہر نکالتے رہیں گے اسی مقدار میں پانی سے نزدیک ہوتے جائیں گے یہاں تک ایک روز اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے

ہر بیلچہ مارنے پر ایک قدم پانی سے قریب ہوتے جائیں گے اسی طرح جت نی زیادہ نمازیں پڑھتے جائیں گے اتنا ہی زیادہ خدا سے قریب ہوتے جائیں گے۔

۳۔اگر کوئی شخص کسی ایسے کنویں کے اندر موجود ہے کہ اور وہ ہاتھوں سے رسی کو پکڑا اوپر کی طرف آتا رہے تو اسے ہاتھوں کے چلانے کی تکرار کرے گا اور کنویں کے کنارے سے قریب ہوتا جائے گا لیکن ہاتھوں کی اس تکرار کی وجہ سے وہ جت نا زیادہ قریب ہوتا جائے گا اس کے دل میں خوف وہراس زیادہ پیدا ہوتا جائے گا کہ ہاتھ سے رسی چھٹ گئی تو کنویں گر مرجائے گا یا ہاتھ پیر ٹوٹ جائیں گے لہذا رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش کرے گا کیونکہ یہ رسی اس کی حیات کی ضامن ہے بس یہی حال نماز کا بھی ہے جب تک اس کی روزانہ تکرار ہوتی رہی گی تو انسان کے ایمان میں تازگی ، دل میں خوف خدا اور زیادہ پیدا ہوتا جائے گا اور اسی مقدار میں خدا سے قریب ہوتا جائے گا۔

نماز کے آداب و شرائط

نماز کے کچھ آداب و شرائط ایسے ہیں کہ جن کا لحاظ کرنا اور ان کی رعایت کرنا واجب و لازم ہے اور کچھ آداب ایسے ہیں کی رعایت کرنا سنت موکدہ ہے اور ایسے ہیں جن کا ترک کرنا مستحب ہے اور انجام دینا مکروہ ہے وہ شرائط کہ جن کی رعایت کرنا واجب ہے ان میں ایک وقت ہے جس کے بارے میں ذکر کر چکے ہیں اور اس کے اسرار کو بھی بیان کر چکے ہیں، اور بقیہ شرائط کو بھی یکے بعد دیگرے ذکر کر رہے ہیں

راز طہارت

طہارت کی دو قسم ہیں : ۱۔ظاہری طہارت ۲۔باطنی طہارت

باطنی طہارت

طہارت باطنی یہ ہے کہ جو حلال رزق و روزی اور گناہوں سے دوری کرنے کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، یہ طہارت جہنم کی آگ کو خاموش کرنے صلاحیت رکھتی ہے اور باطنی طہارت حاصل کرنے کے کچھ شرائط ہیں جو حسب ذیل ذکر ہیں:

۱۔گذشتہ میں انجام دئے گئے گناہوں پر نادم ہونا۔

۲۔تہہ دل سے توبہ کے ذریعہ اعضاء و جوارح کو شرک جیسی نجاست سے پاک کرنا جسے خدوندعالم نے ظلم عظیم سے تعبیر کیا ہے:

﴿ اِنّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾[۱] اور خداوندعالم نے مشرک کو نجس قرار دیا ہے: ﴿ اِنَّمَاالْمُشْرِکُوْنَ نَجِسٌ ﴾[۲] اور سورہ یُوسف میں ارشاد فرمایا کہ: اکثر لوگ ایسے ہیں جو ایمان بھی لاتے ہیں تو شرک کے ساتھ: ﴿ وَمَایُو مِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللهِ الَّاوَھُمْ مُشْرِکُوْنَ ﴾[۳] اور ان لوگوں میں اکثریت ایسی ہے جو خدا پر ایمان بھی لاتے ہیں تو شرک کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی صحبت میں بیٹھنے والے کچھ صحابی ایسے بھی تھے جو تہہ دل سے خدا و رسول پر ایمان نہیں رکھتے تھے فقط ظاہری طور سے اللھورسول اور قرآن پر ایمان رکھتے تھے اور باطنی طور سے شرک جیسی نجاست سے آلودہ تھے پس وضو کرنے والے کے لئے ضروری ہے وہ اپنی اندرونی نجاست کو بھی پاک کرے اور اپنے قلب کو غیر خدا سے مکمل طور سے خالی کرے تاکہ پروردگار سے مناجات میں لذّت حاصل کرے اور یکتاپرستی کا ثبوت بھی دے سکے۔

---

۱)سورہ لُقمان / آیت ۱۳

۲)سورہ تُوبہ / آیت ۲۸

۳.)سورہ یُوسف / آیت ۱۰۶..

۳۔زبان کومخلوق کی حمدوستائشسے پاک کرنا.

۴۔نفسکوصفات ذمیہّ سے پاک کرنا.

۵۔قلب کوماسوی اللہ کی یادسے خالی کرنا.

۶.دل سے کینہ اوربغض وحسددورکرنا.

۷۔ اپنے دل ودماغ کوعداوت اہلبیت اطہارسے اچھی طرح پاک کرنا۔

ظاہری طہارت

ظاہری وہ ہے کہ جوآب وخاک کے ذیعہ (وضووغسل وتیمم کی شکل میں)حاصل ہوتی ہے اوراسی آب وخاک کے ذریعہ حدث وخبث کی نجاست کودورکیاجاتاہے اورآب وخاک دونوں ایسی چیزیں ہیں جوآتش دنیاکو خاموش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اسی لئے خدانے آب وخاک کوطہارت کاذریعہ قراردیاہے لہذاانسان خداکی بارگاہ میں حاضرہونے کے لئے اعضائے وضوکوپانی سے دھوئے اوراگرپانی یسرنہ ہوتوتیمم کرے ۔

نمازکی حالت میں انسان کے بدن، لباس اورمکان کاظاہری اورباطنی طورسے پاک ہوناواجب ہے یعنی لباس کاپاک ومباح ہوناواجب ہے جیساکہ ہم آئندہ ذکرکریں گے ان تینوں چیزوں کے پاک ہونے کی وجہ یہ ہے: کیونکہ خدوندعالم پاک وپاکیزہ ہے اورپاک وپاکیزہ رہنے والوں کودوست بھی رکھتاہے،خداوندعالم نظیف ہے اورنظافت کودوست رکھتاہے کیونکہ وہ اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ اِنَّ اللّٰہ یُحِبّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ﴾

خداتوبہ کرنے اورپاکیزہ رہنے والوں کودوست رکھتاہے۔[۱].

اورسورہ ئوبہ میں ارشادفرماتاہے:

﴿ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ ﴾

خداپاکیزہ رہنے والوں کودوست رکھتاہے۔.[۲]

---

۱)سورہ بقرۃ/آیت ۲۲۳

۲)سورہ ئوبہ/آیت ۱۰۸

وضو کے اسرار

خداوندعالم پاک وپاکیزہ ہے اورپاکیزگی کودوست رکھتا ہے لہٰذااس نے اپنی بارگاہ میں حاضرہونے والوں کوحکم دیا:

﴿ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُواِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُواوُجُوھَکُم وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوابِرُو سِکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ﴾[۱]

اے ایمان والو!جب بھی تم نمازکے لئے اٹھوتوپہلے اپنے چہروں اورکہنیوں تک ہاتھوں کودھولیاکرواوراپنے سراورگٹّے تک پیروں کا مسح کرو۔ .

اس آیہ مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ نمازکے لئے وضوکرناواجب ہے اوراس کے بغیرپڑھنی جانے والی نمازباطل ہے اورسنت میں بھی اسکے واجب ہونے کوبیان کیاگیاہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم : مفتاح الصلاۃ الطهور وَتحریمِها التکبیر ، وتحلیلهاالسّلام ، ولایقبل اللہ صلاۃ بغیرالطهور.[۲]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:طہارت نمازکی کنجی ہے اورتکبیر(اللہ اکبر)اس کی تحریم ہے اورسلام نمازاس کی تحلیل ہے(جوچیزیں نمازکے منافی ہیں وہ تکبیرکے ذریعہ حرام ہوجاتی ہیں اورسلام کے بعدحلال ہوجاتی ہیں)اورخداوندعالم بے طہارت لوگوں کی نمازقبول نہیں کرتاہے۔

قال امیرالمومنین علی علیه اسلام : افتتاح الصلاۃ الوضوء ، وتحریمها التکبیر، وتحلیله االتسلیم.

مولائے متقیان حضرت علی فرماتے ہیں:وضو نمازکی کنجی ہے اورتکبیر(اللہ اکبر)اس کی تحریم اورسلام اس کی تحلیل ہے۔

اسی حدیث کومرحوم شیخ کلینی نے کتاب کافی میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی زبانی نقل کیاہے[۳]

عن ابی جعفرعلیه السلام قال : لاصلاۃ الاّ بطهور.[۴] امام باقرفرماتے ہیں:وضوکے بغیرنمازہی نہیں ہے۔

---

۱)سورہ مائدہ/آیت ۶

۲).۳۱۶/ بحارالانوار/ج ۷۷

۳.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۳-کافی/ج ۳/ص ۶۹

۴.)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۱۴۰

امام صادق فرماتے ہیں: ایک متقی و عالم شخص کو جب قبر میں رکھ دیا گیا تو اللہ کی طرف سے موکل فرشتوں میں ایک فرشتہ نے کہا: ہمیں تیرے جسم پر سو تازیانے لگانے کا حکم دیا گیا ہے اس نے کہا: میرے جسم میں ات نے تازیانہ کھانے کی ہمت نہیں ہے ،فرشتہ نے کہا: ہم ایک تازیانہ کم کردیتے ہیں ، کہا: اب بھی زیادہ ہیں ، خداوندعالم اس وجہ سے کہ وہ اخیار لوگوں میں سے تھا تعداد کے کم کرنے قبول کرتا گیا یہاں تک کہ جب ۹۹ /تازیانے کم کردئے گئے تو اس شخص نے جب آخری تازیانہ کے معافی چاہی تو فرشتہ نے کہا: اس کو ہرگز معاف نہیں کیا جاسکتا ہے اور یہ تازیانہ ضرور لگنا ہے لہٰذا یہ تازیانہ تو ضرور کھانا پڑے گا ، اس شخص نے پوچھا: آخر وہ کونسا گناہ ہے کہ جس کی سزا کو معاف نہیں کیا جاسکتا ہے ، فرشتہ نے جواب دیا: تو نے ایک روز وضو کئے بغیر نماز پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم ضعیف کے پاس سے گزرا لیکن تو نے اس کی کوئی مدد نہیں کی ، جیسے ہی اس کے جسم پر تازیانہ مارا گیا تو قبر سے آگ) بھڑک اٹھی۔[1]

وضو میں چار چیزیں واجب ہیں:

۱۔نیت ۲۔چہرے کا دھونا

،وضو میں چہرہ دھونے کے لئے ضروری ہے کہ لمبائی میں چہرے کو پیشانی کے اوپر سے (جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں) ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جت نا حصہ آجائے دھونا ضروری ہے اگر اس بتائی گئی مقدار میں سے تھوڑا سا بھی حصہ نہ دھویا جائے تو وضو باطل ہے لیکن یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ چہرے کا پورا حصہ دھو لیا گیا ہے بہتر ہے کہ بتائی گئی مقدار سے تھوڑا زیادہ دھویا جائے ۔

۳۔ دونوں ہاتھوں کا دھونا، اور ہاتھوں کو اس دھویا جائے کہ انسان اپنے دائیں ہاتھ کو اس طرح دھوئے کہ بائیں ہاتھ کے ذریعہ داہنے ہاتھ کی کلائی پر پانی ڈالے اور اسے اوپر سے نیچے کی طرف انگلیوں کے سرے تک ملے ، اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرے یعنی ہاتھوں کو دھونے میں انگلیوں کی طرف سے پانی ڈالے یا نیچے سے کہنی طرف ہاتھ پھیرے تو اس کا وضو باطل ہے ۔

۴۔ہاتھوں کے دھونے کے بعد وضو کے پانی تری جو ہاتھ رہ گئی ہے اسی سے سر کے اگلے حصہ کا مسح کرنا چاہئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف کیا بلکہ نیچے سے اوپر کی طرف بھی مسح کرنا جائز ہے ۔

۵۔ سر کا مسح کرنے کے بعد ہاتھ میں باقیماندہ تری سے پیروں کی انگلیوں کے سرے سے پیر کی پشت کے ابھار تک مسح کرنا واجب ہے

۱.) من لایحضرہ الفقیہ /ج ۱/ص ۵۸

رازوجوب وضو

امام علی رضا نے وضو کے واجب قراردئے جانے کی چندمندرجہ ذیل وجہ بیان کی ہیں: انّماأُمِربِالْوُضوءِ وَبدءَ بِهِ :لأنَ یکون العبد طاهراًاِذاقامَ بینَ یدیِ الجبار عندَمناجاتهِ ایّاه ، مطیعاًله فیماامره ، نقیاًمن الادناس والنجاسة مع مافیه من ذهاب الکسل وطردالنعاس وتزکیة الفوادللقیام بین یدی الجبار۔

نماز کے لئے وضو کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے کہ جب بندہ خدائے جبار کی بارگاہ میں مناجات کے لئے قیام کرے تو اسے پاک وپاکیزہ ہوناچاہئے ،اورچونکہ اس نے ادناس ونجاسات سے دوری کا حکم دیاہے اس لئے وضو کا حکم دیاہے تاکہ بندہ اُس کے اس حکم پر عمل کرسکے اورتاکہ اس کے ذریعہ انسان اپنے آپ سے نینداورکسالت سے دور کرسکے اور قلب کو باطنی قذورات ونجاست سے پاک کرکے خدائے جبار کی بارگاہ قیام کرے ۔(۱)

انسا ن کوچاہیئے کہ بارگاہ رب العزت میں کھڑے ہو نے سے پہلے اپنے حقیقی مولاکے امر کی اطاعت کرنے اورپلیدگی ونجاست سے دوررہنے کی خاطر اپنے جسم وروح سے ناپاکی وآلودگی کو برطرف کرے۔

اس حدیث یہ واضح ہے کہ وضوکے واجب ہونے کاایک رازیہ بھی ہے تاکہ نماز شروع کرنے پہلے انسان کے جسم سے کسالت دورہوجائے اورچہرہ شاداب ہوجائے تاکہ خضوع ونشاط کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرسکے اور باوضوہوکر بارگاہ خداوندی میں قیام کرنے سے انسان کا دل نورانی ہوجاتاہے۔

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:انّماالوضوء حدٌّمِن حدودِالله،لیعلم الله مَن یطیعه و من یعصیه.(۲)

امام محمدباقر فرماتے ہیں: وضو خداوند متعال کی حدودمیں سے ایک حد ہے ،(جسے اللہنے اس لئے واجب قرار دیا ہے)تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ کون لوگ اس کی اطاعت وبندگی کرتے ہیں اورکون اس کے حکم کی خلاف ورزی اورسرکشی کرتے ہیں اوربیشک مومن کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی ہے ۔

---

۱). علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۵۷

۲)کافی/ج ۳/ص ۲۱

رازوجوب نیت

انسان جس کام کوانجام دیتاہے اس کی طرف متوجہ ہونے اوراس کے مقصدسے آگاہ ہونے کونیت کہاجاتاہے یعنی اس کام کے انجام کادل میں ارادہ کرنے اوراس کے مقصدآگاہی رکھنے کونیت کہاجاتاہے اورہرکام کے انجام پرثواب وعقاب کاتعلق نیت سے ہوتاہے ،اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی جیسی نیت ہوتی ہے اسی کے مطابق اسے اجربھی دیاجاتاہے ،اگردل میں خداسے قربت حاصل کرنے کاقصدکیاہے تواسے عبادت میں لطف آئے گااورخداسے قریب ہوجائے گالیکن اگردل میں ریاکاری ،خودنمائی یاچہرہ اورہاتھوں کوٹھنڈک پہنچانے کاارادہ کیاہے تووضوباطل ہے اوراس کام پراللہ سے دوری کے علاوہ کوئی اجرنہیں ملتاہے

قال رسول الله صلى الله عليه وآله : انّماالاعمال بالنيات ولكلّ امرءٍ مانوىٰ،فمن غزىٰ ابتغاء ماعندالله فقدوقع اجره على الله،ومن غزىٰ يريدعرض الدنياا ؤنوىٰ عقالاًلم يكن له الّامانواه۔(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں:انسان کے ہرعمل کاتعلق اس کی نیت سے ہوتاہے اور عمل کی حقیقت نیت کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اورثواب بھی نیت کے حساب دیاجاتاہے ،اس کے نصیب میں وہی ہوتاہے جس چیزکاوہ قصدکرتاہے ،پس وہ جوشخص رضای الٰہی کی خاطرجنگ کرتاہے اورکسی نیک کام خداکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انجام دیتاہے توخداوندعالم اسے اس کااجروثواب عطاکرتاہے ضروراجرعطاکرتاہے اورجوشخص متاع دنیاکوطلب کرتاہے اسے اس کے علاوہ جسچیزکی اس نے نیت کی ہے کچھ بھی نصیب نہیں ہوتاہے۔

اگرکوئی شخص قصدقربت کے ساتھ کسی ریاکاری کابھی قصدرکھتاہووہ شخص مشرک ہے اورشرک حرام ہے جب شرک حرام وہ اسکاوہ عمل بھی بیکارہے عن ابی جعفرعليه السلام قال:لوانّ عبدا عمل عملايطلب به وجه الله عزوجل والدارالآخرة فادخل فيه رضى احدمن الناس كان مشركا.(۲)

اگرکوئی شخص کسی عمل خیرکوانجام دے اوراس میں خداسے قربت اورعاقبت بخیرکاارادہ کرے اوراس کے ساتھ کسی شخص کی رضایت حاصل کرنے کابھی قصدرکھتاہوتووہ شخص مشرک ہے ۔

---

۱)تہذیب الاحکام /ج ۱/ص ۸۳ ۔ج ۴/ص ۱۸۶

۲)تہذیب الاحکام /ج ۴/ص ۱۸۶ .

چہرہ اورہاتھوں کے دھونے اور سروپیر کے مسح کرنے کاراز

وضو میں چہرہ اورہاتھوں کے دھونے اورسروپاؤں کے مسح کرنے کی وجہ کے بارے میں چندروایت ذکرہیں:

۱۔روایت میں ایاہے کہ ایک دن یہودی کی ایک جماعت نبی اکرم پیغمبراکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ)کی خدمت میں مشرف ہوئی اوران سب سے بڑے عالم نے آنحضرتسے مختلف چیزوں کے بارے میں سوالات کئے اورمتعددمسائل کی علت بھی دریافت کی،انھوں نے آنحضرت سے ایک سوال یہ بھی کیا:اے محمد!آپ ہمیں اس چیزسے مطلع کریں کہ وضومیں چہرہ اورہاتھوں کے دھونے اورسروپیر کے مسح کرنے کارازکیاہے جبکہ یہ انسان کے بدن کے نظیف اورپاکیزہ ترین اعضا ہیں؟آنحضرت نے ان سے فرمایا:

لمااَن وَسوَسَ الشَّیطَان اِلٰی آدَم علیہ السلام دَنامِنَ الشَّجرۃِ فَنَظَرَاِلَیْھا فَذَ ھَبَ ماء وَجھِہِ ،ثمّ قام ومشی الیھاوھی اوّل قدم مشت الی الخطیئۃ ثمّ ت ناول بیدہ منھاماعلیھاواَکل فطارالحلی والحل عن جسدہ فوضع آدم یدہ علی راسہ وبکی فلمّاتاب اللہ عزّوجل فرض اللہ علیہ وذریتہ تطھیرھذہ الجوارح الاربع فاَمراللہ تعالی لغسل الوجہ لمانظرالی الشجرۃ ،واَمرہ بغسل الیدین الی المرفقین لمات نامنھا،واَمرہ بمسح الراس لماوضع یدہ علی ام راسہ ،واَمرہ بمسح القدمین لما مشی بھا الی الخطیئۃ.

جب شیطان نے حضرت آدم (علیھ السلام)کے دل میں وسوسہ ڈالااورآپ کواس درخت سے قریب کردیاکہ جس کے قریب جانے سے منع کیاگیاتھا،جیسے ہی آدم (علیھ السلام)نے اس درخت پرنگاہ ڈالی توآپ کے چہرے کی رونق ونورانیت چلی گئی،اس کے بعدآپ کھڑے ہوگئے اورپھر درخت کی جانب حرکت کی،عالم ہستی میں کسی خطاکی طرف اٹھنے والا سب سے پہلاقدم تھا،پھرآپ نے ہاتھوں سے درخت سے میوہ توڑکرت ناول کیاتوآپ کے جسم سے لباس وزینت اترگئے جس کی وجہ سے آپ اپنے سرپہ ہاتھ رکھ کربیٹھ گئے اورروکرتوبہ کرنے لگے،جب خداوندعالم نے آدم کی توبہ قبول کی توآپ پراورآپ کی اولادپران چاراعضا کے دضودینے کوواجب قراردیا۔خداوندعالم نے حضرت آدم(علیھ السلام) کوچہرہ دھونے کاحکم اس لئے دیاکیونکہ آپ نے اس درخت کی جانب نگاہ کی تھی تواس کی وجہ سے چہرہ کی رونق چلی گئی تھی اورکہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے دھونے کاحکم اس لئے دیاکیونکہ آپ نے ہاتھوں کے ذریعہ درخت سے پھل توڑکرت ناول کیاتھااورسر کے مسح کرنے کاحکم اسلئے دیاکیونکہ جب آپ برہنہ ہوئے تواپنے سرپرہاتھ رکھ کربیٹھ گئے تھے جس کی وجہ سے خدانے سر کے مسح کرنے کاحکم دیااورچونکہ آدم (علیھ السلام) اپنے ان دونوں پیروں کے ذریعہ چل کرممنوعہ درخت کی جانب) گئے تھے توخدانے حکم دیا:اے آدم!اپنے دونوں پاؤں کابھی مسح کرو۔[۱]

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۵۶

روایت میں آیاہے: رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)نماز صبح کے بعد بین الطلوعین (طلوع فجر وطلوع آفتاب) مسجد میں بیٹھتے تھے اور لوگوں کے سوالوں کا جواب دے دیتے تھے کہ ایک دن دو لوگوں نے اپنے سوال کو آنحضرت کی خدمت میں مطرح کرناچاہا توجس شخص کی نوبت پہلے تھی آنحضرت نے اس سے فرمایا: اے بھائی! اگرچہ تم اپنے اس دوسرے بھائی پر مقدم ہو اگر اجازت ہو تو اپنی نوبت اس شخص کو دیدو کیونکہ اسے ایک بہت ضروری کام درپیش ہے اس شخص نے آنحضرت کی فرمائش کو قبول کیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے بھائی! میں بتاؤ تم مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے یا خودہی بتانا پسند کروگے؟ دونوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہی بیان کیجئے، رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: تم میں ایک شخص حج کے بارے میں سوال کرناچاہتاہے اور دوسرا شخص ثواب وضو سے مطع ہونا چاہتا ہے، پہلے آپ نے ثواب وضو سے مطلع ہونے شخص کا جواب دیاتاکہ دوسرا شخص بھی اس سے مطلع ہوجائے لہٰذاآپ نے فرمایا:

وضومیں چہرہ اورہاتھوں کے دھونے اور سروپیروں کا مسح کرنے میں ایک راز پایاجاتاہے، وضو میں چہرہ دھونے کارازیہ ہے بارالٰہا! میں تیری بارگاہ میں کھڑے ہوکر عبادت کررہا ہوں اور پاک پیشانی کے ساتھ خاک پر سر رکھتاہوں، وضو میں ہاتھوں کا دھونے کے معنی یہ ہیں: خدایا! میں ان ہاتھوں کے ذریعہ انجام پانے والے گناہوں کو ترک کررہاہوں اور اب تک ان ہاتھوں کے ذریعہ جن گناہوں کا مرتکب ہواہوں ان سب نادم ہوں اورانھیں اپنے ان ہاتھوں سے پاک کرہا ہوں، وضو میں سرکا مسح کرنے کا معنی ہیں: یعنی بارالٰہا! وہ خیال باطل اورناپاک ارادے جومیں نے اپنے سرمیں داخل کئے ہیں ان سب ناپاک ارادوں کو ذہن سے خارج کرتا ہوں، پیروں کا مسح کرنے کے معنی ہیں: بارلہا! میں اپنے ان قدموں کوہر برائی کی طرف جانے سے اپنے قدموں کو محفوظ رکھوں گا اورجت نے بھی گناہ ان پیروں سے سرزدہوئے ہیں ان سب کو اپنے آپ سے دور کرتا ہوں۔[۱]

فضل بن شاذان سے روایت ہے: امام علی رضا فرماتے ہیں: اگرکوئی تم سے یہ معلوم کرے کہ چہرہ اورہاتھوں کادھونا اورسروپاؤں کا مسح کرنا کیوں واجب ہے تو اسے اس طرح جواب دو:

لانّ العبداذاقام بین یدی الجبارقائماینکشف من جوارحہ ویظھرماوجب فیہ الوضوء وذلک انّہ بوجھہ یستقبل ویسجدویخضع وبیدہ یسئل ویرغب ویرھب ویتبتل وبراسہ یستقبل فی رکوعہ وسجودہ وبرجلہ یقوم ویقعد.

---

۱)ہزارویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۱۶۷ /ص ۵۳

۲). علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۵۷

جب بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں قیام کرتا ہے تو اپنے اعضاء وجوارح سے مانع اور حاجب کو دور کرتا ہے اور وہ اعضا کہ جن کو وضو میں دھونا ہے یا مسح کرنا واجب ہے ان کے ذریعہ بندگی کا اظہار کرتا ہے، کیونکہ نماز میں چہرے کا قبلہ کی سمت رکھنا واجب ہے اور اس کے ذریعہ سجدہ کیا جاتا ہے اور خضوع وخشوع کا اظہار کیا جاتا ہے اور ہاتھوں کے ذریعہ بارگاہ ربوبیت میں سوال کیا جاتا ہے ،حاجتوں کو طلب کیا جاتا ہے اور غیر خدا کو اپنے آپ سے منقطع قرار دیا جاتا ہے اور ہاتھوں ہی کے ذریعہ ایک حالت سے دوسری میں منتقل ہوجاتا ہے اور رکوع و سجود میں جانے کے لئے اور قیام وقعود کے بھی دونوں ہاتھوں کا سہارا لیا جاتا ہے ، اور سر کے ذریعہ اپنے آپ کو رکوع و سجود میں قبلہ کی سمت رکھنا واجب ہے اور پیروں کے ذریعہ اٹھا اور بیٹھا جاتا ہے اسی لئے وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کے دھونے اور سر وپاؤں کے مسح کرنے حکم دیا گیا ہے۔

وضو میں تمام دھونا یا تمام مسح کیوں نہیں ہے؟

وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر وپاو ئ کا مسح کرنا واجب قرار دیا گیا ہے، وضو میں نہ تمام دھونا ہے اور نہ تمام کو مسح کرنا ہے بلکہ بعض کو دھویا جاتا ہے اور بعض کو مسح کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ وضو میں تمام اعضا کو دھونا کیوں نہیں ہے یا تمام کو مسح کو مسح کرنا کیوں نہیں ہے اس کی وجہ اور راز کیا ہے؟

فضل ابن شاذان سے مروی ہے کہ امام علی رضا نے وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونے اور سر وپاو ئ کا مسح کرنے کی چند وجہ بیان کی ہیں:

۱۔رکوع و سجود یہ دونوں ایسی عظیم وبرتر عبادت ہیں کہجنھیں چہرے اوردونوں ہاتھوں سے انجام دیا جاتا ہے نہ سر اوردونوں پاو ئ کے ذریعہ لہٰذا واجب ہے کہ وضو میں چہرہ اوردونوں ہاتھوں کو دھویا جائے تاکہ اس ذریعہ سے اور زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل ہوجائے ۔

۲۔انسان روزانہ چندمرتبہ اپنے سر اوردونوں پاو ئ کو دھونے کی قوت نہیں رکھتا ہے کیونکہ سردی گرمی، سفر وحضر، صحت وبیماری ،رات اوردن وغیرہ جیسے تمام حالات میں سر اورپاو ئ کے دھونے میں دشواری ہے لیکن سر وپاو ئ کے دھونے کے مقابلہ میں چہرہ اورہاتھوں کا کوئی مشکل کام نہیں ہے اور سر وپاؤں کے دھونے سے بہت زیادہ آسان ہے اسی لئے وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو دھونے اور سر وپاو ئ کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے ۔

۳۔چہرہ اوردونوں ہاتھ غالباً کھلے رہتے ہیں لیکن سر ٹوپی، عمامہ یا پگڑی سے چھپا رہتا ہے اور پاو ؤں بھی جوتے اور موزہ سے چھپے رہتے ہیں اس لئے وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے اور سر وپاو ؤں پر فقط مسح کیا جاتا ہے۔(۱)

---

۱)عیون اخبار الرضا /ج ۱/ص ۱۱۱

وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کے دھونے اور سر و پاؤں کے مسح کرنے کے چند علل و اسباب اور بھی ذکر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ذکر ہیں:

۱۔ چونکہ انسان ان اعضاء کو بہت زیادہ بروئے کار لاتا ہے اور ان کو اپنے کاموں میں بہت زیادہ استعمال کرتا ہے اس لئے خدا نے بعض اعضاء کے دھونے اور بعض کے مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲۔ انسان دوسرے اعضاء کے مقابلے میں ان اعضاء کے ذریعہ گناہوں کا زیادہ مرتکب ہوتا ہے جسکی وجہ سے یہ اعضاء آلودہ ہوجاتے ہیں۔

۳۔ وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کے دھونے کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ انسان اپنے دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ جس طرح ان اعضاء کو دھونا ضروری ہے دل و دماغ کو گناہوں کی گندگی سے پاک کرنا اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کیونکہ انسان دل ہی کے ذریعہ نماز میں باری تعالیٰ کی متوجہ ہوتا ہے اور خدا لوگوں کے چہروں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں پر نگاہ ڈالتا ہے کیونکہ دل تمام اعضائے بدن کا بادشاہ اور فرمانروا ہوتا ہے اور اعضائے وضو دل ہی کے حکم سے گناہوں کی طرف حرکت کرتے ہیں اور انسان کو یاد الٰہی سے غافل کرتے ہیں لہٰذا ان اعضاء کو دھونے سے پہلے قلب کو دھو لینا چاہئے تاکہ انسان ظاہری اور باطنی پلیدگی سے پاک ہو کر معبود حقیقی کی عبادت کرے۔

۴۔ ان اعضاء دھونے کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ہاتھ اور چہرہ کے دھونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا سے ہاتھ دھو رہے ہیں اور غیر خدا کی طرف ہونے سے منہ پھیر رہے ہیں۔ انسان کو سعادت اور خوش بختی اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے جب اس کے ہاتھ اور صورت دنیاوی پلیدگی میں آلودہ نہ ہوں کیونکہ دنیا و آخرت دو ایسی چیزیں ہیں کہ انسان ان دونوں میں سے جس سے جتنا زیادہ قریب ہوتا جائے گا دوسری سے اتنا ہی زیادہ دور ہوتا جائے گا لہٰذا انسان کو چاہئے کہ بارگاہ خداوندی میں قیام کرنے سے پہلے دنیا سے ہاتھ دھوئے اور اسسے اپنا منہ پھیر لے۔

۵۔ وضو میں سب سے پہلے چہرہ دھویا جاتا ہے جس کا راز یہ ہے کہ ظاہری صورت باطنی صورت کا آئینہ ہوتی ہے اور چہرے پر خدا کی طرف متوجہ ہونے کے آثار دوسرے اعضاء وضو کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوتے ہیں اسی لئے وضو میں چہرہ دھونے کو مقدم کیا گیا ہے۔

۶۔وضومیں ہاتھوں کے کہنیوں سمیت دھونے کواس لئے واجب قراردیاگیاہے کیونکہ یہی ہاتھ ہوتے ہیں جودوسرے اعضاء کے مقابلے میں دنیاوی امورکی طرف زیادہ درازہوتے ہیں اور گناہوں میں آلودہ ہوتے ہیں لہٰذاخداوندمتعال کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ہاتھوں کوآلودگی سے پاک کرلیناضروری ہے۔

۷۔سرکے مسح کرنے کافلسفہ یہ ہے کہ دماغی طاقت اسی کے اندرواقع ہے اوردنیاوی (مادّی وشہوتی) مقاصدحاصل کرنے کاارادہ اسی کے ذریعہ شروع ہوتاہے اورمادّی وشہوتی امورکی طرف متوجہ ہونامعنوی توجہ پیدانہ کرنے کاسبب واقع ہوتی ہیں اورمادی وشہوتی امورکی طرف سرہی کے ذریعہ متوجہ ہواجاتاہے لہٰذاسرکے مسح کرنے کامقصدیہ ہے کہ ہم مادّی وشہوتی امورکی طرف متوجہ ہونے سے دوری اختیارکررہے ہیں اوراپنارخ خداکی جانب کررہے ہیں۔

۸۔ پیروں کے مسح کرنے کارازیہ ہے کہ انسان انھیں کے ذریعہ تمام دنیاوی مقاصدکی جانب بڑھتاہے اورانھیں حاصل کرنے کی کوشش کرتاہے لہٰذاہم سرکے اگلے حصہ پر مسح کے ذریعہ اپنی جہت کوبدل رہے ہیں اور خداکی جانب حرکت کررہے ہیں کیونکہ عبادت خداکے ذریعہ اسی وقت سعادت نصیب ہوسکتی ہے اوراللہ کے ذکرسے اسی وقت دل کوآرام مل سکتاہے) جب ہم اپنی راہ کودنیاوی مقاصدسے خداکی طرف موڑدیں۔[۱]

محمدبن سنان سے مروی ہے کہ امام ابوالحسن علی موسی الرضا کی خدمت میں جوخط لکھے گئے ان میں ایک خط میں امام (علیہ السلام) سے متعددسوال کئے گئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھاکہ وضومیں چہرہ اوراہاتھوں کے دھوے اورسروپاؤں کے مسح کرنے کی وجہ کیاہے؟توامام (علیہ السلام)نے اس خط کے جواب میں تحریرکیااوراس طرح وجہ بیان کی: وضومیں چہرہ اوردونوں ہاتھوں کے دھونے اورسروپاؤں کے مسح کرنے کوواجب قراردیاگیاہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرتاہے توان چاراعضاوجوارح سے اس سے ملاقات کرتاہے ،چہرے کے دھونے کواس واجب قراردیاگیاہے کیونکہ اس کے ذریعہ سجوداورخضوع کرناواجب ہے اوردونوں ہاتھوں کے دھونے کااس لئے حکم دیاگیاہے کیونکہ انھیں حرکت دی جاتی ہے اوران کے ہی ذریعہ میل ورغبت ،خوف وحشت اورقطع کرناوجداکرناانجام پاتاہے لہٰذاان دونوں کے دھونے کوواجب قراردیاگیاہے اورسرودونوں پاؤں کے مسح کرنے کااس لئے حکم دیاگیاہے کیونکہ یہ دونوں ظاہرومکشوف یعنی کھلے رہتے ہیں اورتمام حالات میں ان کے ذریعہ استقبال کیاجاتاہے اوروہ خضوع خشوع جوچہرے اوردونوں میں نہیں پائی جاتی ہے وہ ان دونوں میں پائی جاتی ہے ۔[۲]

---

۱)قصص الصلاة/ج ۲/ص ۲۴ ۔ ۲۶

۲)علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۸۰

مرحوم کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں ایک روایت نقل کی ہے: ابن اذینہ سے مروی ہے کہ ایک دن امام صادق نے مجھ سے فرمایا: یہ ناصبی لوگ کس طرح کی روایت نقل کرتے ہیں؟ میں نے کہا: آپ پر قربان جاؤں کس بارے میں؟ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اذان، رکوع، سجود کے بارے میں؟ میں عرض کیا: وہ لوگ کہتے ہیں کہ ان تمام مسائل کو ''ابی ابن کعب'' نے خواب میں دیکھا ہے، امام (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں، دین خدا تو خواب میں دیکھنے سے بھی کہیں درجہ بلند وبالا ہے، راوی کہتا ہے کہ اسی وقت سدیر صیرفی نے امام (علیہ السلام) سے عرض کیا: ہم آپ پر قربان جائیں! آپ ہمارے لئے اس بارے میں کچھ بیان کیجئے، امام (علیہ السلام) نے فرمایا: جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پر گئے اور ساتوے آسمان پر پہنچے آنحضرت سے کہا گیا: اے محمد! اپنے سر کو بلند کرو اور اوپر کی طرف نگاہ کرو، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کہتے ہیں کہ: میں نے جیسے ہی سر بلند کیا تو دیکھا کہ آسمان کے تمام طبقے شکافتہ ہوگئے ہیں اور آسمان کے تمام پردے اٹھالئے گئے ہیں، اسکے بعد مجھ سے کہا گیا:

اے محمد! اب نیچے کی طرف بھی دیکھو! میں نے جیسے نیچے کی طرف نگاہ ڈالی تو خانہ کعبہ کے مانند ایک گھر نظر آیا اور مسجد الحرام کے مانند ایک حرم دیکھا، اگر میں اس وقت اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نیچے کی طرف چھوڑتا تو وہ سیدھی اسی حرم میں آکر گرتی، اس وقت مجھ سے کہا گیا: یامحمد اِنّ ھذالحرم وانت الحرام ولکل مثل مثال ثمّ اوحی اللہ الیّ: یامحمد! ادن من ''صاد'' فاغسل مساجدک وطھرھاوصلّ لربّک۔

اے محمد! یہ حرم ہے اور تو محترم اور ہر ایک چیز کی ایک مثالی تصویر ہوتی ہے، اس کے بعد مجھ پر وحی نازل ہوئی اور مجھ سے کہا گیا: اے محمد! صاد[1] کے قریب جاؤ اور اپنے اعضاء سجدہ کو پانی سے دھوؤ اور اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو، رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) صاد کے قریب پہنچے اور دائیں ہاتھ کی چلّو میں پانی لیا، چونکہ نبی نے دائیں ہاتھ سے پانی چلو میں لیا تو اسی لئے دائیں ہاتھ سے وضو کرنا سنت قرار پایا، پھر خدا نے وحی نازل کی: اغسل وجھک فانک ت نظرالیٰ عظمتی ثمّ اغسل ذراعیک الیمنیٰ والیسریٰ فانّک تلقی بیدک کلامی ثمّ امسح راسک بفضل مابقی فی یدک من الماء ورجلیک الیٰ کعبیک۔ اپنے چہرہ دھوؤ کیونکہ تم اس کے ذریعہ میری عظمتوں کا مشاہدہ کرتے ہو، اس کے بعد اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت دھوؤ کیونکہ تم ان ہی ہاتھوں کے ذریعہ میرے کلام کو حاصل کرتے ہو، اس کے بعد ہاتھ پر باقیماندہ پانی کی رطوبت کے ذریعہ سر کا اور پیروں کا کعبین تک مسح کرو پھر میں تمھیں ایک خوشی عطا کروں گا اور تمھارے قدموں کو وہاں تک پہنچادوں گا کہ) جہان پر آج تک کسی نے قدم نہیں رکھا ہے[2]

---

۱) کافی / ج ۳/ ص ۴۸۵

۲) صاد وہ پانی ہے جو عرش کی بائیں پنڈلی سے جاری ہے

۴۔خروج پیشاب ،پیخانہ اورریح سے وضو کے باطل ہونے کی وجہ

پیشاب ،پیخانہ ،ریح کے خارج ہونے اور مجنب ہوجانے سے وضوباطل ہوجاتی ہے خداوندعالم قرآن کریم ارشادفرماتاہے: ﴿ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنکُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ ﴾ . وضوکرو!اگرتم میں سے کسی پاخانہ نکل آئے یاعورت کولمس کرواورمنی نکل (توطہارت کرو)۔[۱]

عن زرارة قال:قلتُ لابی جعفر،وابی عبدالله علیهماالسلام :ماینقض الوضوء ؟ فقالا:مایخرج من طرفیک الاسفلین : من الذکروالدبر ، من الغائط والبول ، ا ؤالمنی ا ؤریح ، والنوم حتی یذهب العقل.

زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمدباقر اورامام جعفرصادق + سے پوچھا:کن چیزوں کے ذریعہ وضوباطل ہوجاتاہے ؟پس دونوں امام (علیہ السلام)نے فرمایا:وہ چیزکہ جوتمھارے نیچے کے دونوں حصے آلہ ت ناسل اوردبرسے خارج ہوتی ہیں یعنی پیشاب اورپاخانہ ،منی ،ریح،ایسی نیندکہ جسکے ذریعہ عقل ضائع ہوجائے۔[۲]

امام علی رضا فرماتے ہیں:اگرکوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ وہ چیزیں جوطرفین سے یعنی قُبل ودُبرسے خارج ہوتی ہیں ان کے ذریعہ اورنیندکے ذریعہ وضوباطل ہو جاتی ہے کسی دوسری چیزکے ذریعہ وضوکیوں باطل نہیں ہوتی ہے ؟اس کاجواب یہ ہے: کیونکہ طرفین یعنی قُبل ودُبردوایسے راستے ہیں جن کے ذریعہ نجاست خارج ہوتی ہے اورانسان میں ان دوراستوں کے علاوہ نجاست خارج ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے جوانسان سے خودبخودلگ جائے اوراسے مت نجس کردے لہٰذاجس وقت ان دوراستوں سے نجاست خارج ہوتی ہے توانسان پاک ہوتاہے اوران دوراستوں کے ذریعہ نجاست نکلتے ہیں مت نجسہوجاتاہے لہٰذاطہارت حکم دیاگیاہے۔

لیکن نیندکہ جب وہ انسان پرغالب آجاتی ہے تواس کے ذریہ بھی وضوباطل ہوجاتی ہے کیوں نکہ جوچیزانسان میں منافذہوتی ہے وہ کھل جاتی ہیں اورسست ہوجاتی ہیں اورغالباًایسے حال میں چندچیزیں خارج ہوتی ہیں کہ جسکی وجہ سے وضوکرناواجب ہوتاہے۔ .[۳]

---

۱)سورہ نٔساء/آیت ۴۳ ۔سورہ مائدہ/آیت ۶

۲.)کافی/ج ۳/ص ۳۶

۳) عیون اخبارالرضا/ج ۱/ص ۱۱۱

کھانے ،پینے سے وضوکے باطل نہ ہونے کی وجہ

کسی چیزکے کھانے پینے سے وضوباطل نہیں ہوتی ہے ،اس کی وجہ حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے ۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم : توضو أممایخرج منکم ، ولاتوضو أ ممایدخل فانه یدخل طیبایخرج خبیثا.

نبی اکرم (صلی اللہ علیه و آله)فرماتے ہیں:ان چیزوں کی وجہ سے باطل ہوجاتاہے کہ جوتمھارے بدن سے خارج ہوتی ہیں اوران چیزوں سے وضوباطل نہیں ہوتاہے کہ تمھارے بدن میں داخل ہوتی ہیں کیونکہ بدن میں پاک چیزجاتی ہے اوربدن سے خارج ہونے والی چیزخباثت کاحکم رکھتی ہیں۔[1]

آب وضوکے پاک، مباح اور مطلق ہونے اوربرت ن کے مباح ہونے کی وجہ

جس پانی سے وضویاغسل کرتے ہیں اس کاپاک ، مطلق اورمباح ہوناضروری ہے ، اگرانسان عمداًیاسہواً نجس ، مضاف یاغصبی پانی سے وضویاغسل کرے تووہ وضواورغسل باطل ہے اوراس سے پڑھی جانے والی نمازیں بھی باطل ہیں،خواہ نمازکے لئے وقت باقی ہویانہ ہواورچاہے پہلے سے پانی کے نجس یاغصبی ہونے کاعلم رکھتاہویانہ کیونکہ نجس یاغصبی پانی سے وضوکرنے سے خدا سے تقرب حاصل نہیں ہوسکتاہے بلکہ خداسے تقرب حاصل کرنے کے لئے طہارت شرط ہے ۔

غصبی پانی یاغصبی برت ن سے وضوکے باطل ہونے کاسبب یہ ہے کیونکہ اگرغیرمباح ظرف یاپانی سے وضوکیاجائے تو اسے تصرف غصبی میں شمارہوجائے گااورتصرف غصبی حرام ہے پس جب تصرف حرام ہے توعبادت بھی باطل ہے دوسرے یہ کہ وضومیں قصدقربت شرط ہے ، غصبی پانی کے ذریعہ وضو کرنے سے قصدقربت حاصل نہیں ہوسکتی ہے پس جب قصدقربت کاوجودنہیں ہے تووضوباطل ہے ۔

قال امیرالمومنین علیه السلام : انّ اللّٰہ تعالیٰ فرض الوضوء علی عباده بالماء الطاهروکذلک الغسل من الجنابة.

حضرت علی فرماتے ہیں:خداوندعالم نے اپنے بندوں پرواجب قراردیاہے کہ وضوکوپاک پانی کے ذریعہ انجام اوو‌راسی طرح غسل جنابت کو۔

---

۱) علل الشرائع /ج ۱/ص ۲۸۲

۶۔خودوضو کرنے کی شرط کی وجہ:

وضوکے شرائط میں ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپناوضوخودکرے یعنی اپنے چہرے، دونوں ہاتھوں کوخوددھوئے اورسروپاوئ کامسح بھی خودکرے ،اگرکوئی شخص بغیرکسی مجبوری کے کسی دوسرے سے وضوکرائے یعنی کوئی دوسرا شخص اس کے چہرے کویاہاتھوں کودھوئے ،سریاپیرکامسح کرے تواس کی وضوباطل ہے مگریہ کہ خودوضوکرنے کی قدرت نہیں رکھتاہواوربغیرکسی مجبوری کے کسی دوسرے سے پانی وضوکے لئے پانی ڈلوانامکروہ ہے جسکی وجہ قرآن وسنت اس طرح بیان کی گئی ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْلِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاًصَالِحًاوَّلَايُشْرِك بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا ﴾ جوبھی اپنے رب سے ملاقات کاامیدوار ہے اسے چاہیئے کہ عمل صالح کرے اورکسی کواپنے پروردگارکی عبادت میں شریک قرارنہ دے ۔ [۱]

شیخ صدوقؒ "من لایحضرہ الفقیہ"میں ایک روایت نقل کی ہے: کان امیرالمومنین علیه السلام اذاتوضا لَم یدع یصب علیه الماء قال:لاا حُبّان اشرک فی صلاتی احداً.

امیرالمومنین حضرت علیجب بھی وضوکرتے تھے توکسی کوپانی ڈا لنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اورفرماتے تھے :میں اپنی نمازوعبادت میں کسی کوشریک کرناپسندنہیں کرتاہوں۔[۲]

قال رسول الله صلی الله علیه وآله: خصلتان لااُحب ان یشارکنی فیهمااحد:وضوئی فانه من صلاتی وصدقتی فانهامن یدی الی یدالسائل فانهاتقع فی یدالرحمن. نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:دو خصلت ایسی ہیں کہ میں ان میں کسی دوسرے کوشریک کرناپسندنہیں کرتاہوں: ایک میراوضوکیونکہ وہ میری نمازکاحصہ ہے دوسرے میراصدقہ کیونکہ میرے ہاتھوں سے سائل کے ہاتھوں میں پہنچتاہے اورچونکہ وہ خدائے کے ہاتھوں میں پہنچتاہے۔[۳]

---

۱)سورہ کہف/آیت ۱۱۰

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۴۳

۳) خصال (شیخ صدوق)ص ۳۳

۷۔سورج کے ذریعہ گرم پانی سے وضو کرنے کی کراہیت کی وجہ:

سورج کے ذریعہ گرم شدہ پانی سے کوئی حرج نہیں ہے البتہ مکروہ ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : الماء الذى تسخنه الشمس لاتتوضو أ به ، ولاتغسلوا به ولاتعجنوا به ، فانه يورث البرص.

نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ) فرماتے ہیں: وہ پانی کہ جسے سورج نے گرم کردیا ہے اس سے وضونہ کرواور غسل بھی نہ کرواوراس کے ذریعہ آٹے کو خمیر بھی نہ کروکیونکہ اس کے ذریعہ برص کے مرض کا خطرہ ہے ۔[۱]

وضو کے آداب

۱۔وضو سے پہلے مسواک کرنا

مستحب ہے کہ جب انسان نمازکاارادہ کرے تو وضو سے پہلے مسواک کرے اور پاک و معطر دہن کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قدم رکھے کیونکہ معصومین کی یہی سیرت رہی ہے کہ وہ وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے اورمسواک کرنے کی فرمائش و نصیحت بھی کرتے تھے ۔

قال رسولللہ صلى الله عليه وآله وسلّم لِعليّ فى وصيّته:عليک بالسواک عندوضوء کلّ صلاة[۲]

نبی اکرم (صلی اللہ علیھ و آلھ) مولائے کائنات حضرت علی سے وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :اے علی! تم ہر نماز سے وضوکرتے وقت مسواک ضرورکیاکرو۔

ياعلى !عليک بالسواک وان استطعت ان لاتقل منه فافعل فانّ کل صلاة تصليهابالسواک تفضل على الّتى تصليهابغيرسواک اربعين يوما.[۳]

اے علی ! میں تم کو مسواک کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور اگرتم اس کے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتے تو خوداسے انجام دیتے رہو کیونکہ ہر وہ نمازکہ جس سے پہلے مسواک کی جاتی ہے وہ نماز ان چالیس دن کی نمازوں سے افضل ہیں جو نماز بغیر مسواک پڑھی جاتی ہیں ۔

---

۱)علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۸۱

۲.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۵۳

۳.)مکارم الاخلاق/ص/ ۵۱

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:رکعتان بالسواک افضل من سبعین رکعة بغیرسواک.[۱] امام صادق فرماتے ہیں:مسواک کے ذریعہ دورکعت پڑھی جانے والی نماز بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : لولاان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل صلاة.[۲]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: اگر میری امت پر مسواک کرنا باعث مشقت نہ ہوتاتومیں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کولازم قرار دیتا۔

۲۔ وضوکرتے وقت معصوم (علیہ السلام) سے منقول ان دعاؤں کوپڑھنا

امام صادق فرماتے ہیں:ایک دن امیرالمومنیناپنے فرزند"محمدابن حنفیہ" کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا:اے محمد!میرے لئے ایک ظرف میں پانی لے کرآوٴتاکہ میں نماز کے لئے وضوکروں، محمدپانی لے کرآئے اور امام(علیہ السلام) نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پرپانی ڈالااوریہ دعاپڑھی:

بسم اللھوباللھوالحمدللہ الذّی جعل الماء طھوراًولم یجعلہ نجساً

اس کے بعدامام(علیہ السلام) نے استنجاکیا اوریہ دعاپڑھی:

اللّھم حصّن فرجی وَاَعِفّہ ،وَاسترعورتی وَحرّمنی علی النّار.

اس کے بعد(تین مرتبہ کلی کی)اوریہ دعاپڑھی:

اللّھم لقّنی حُجّتی یوم اَلْقاک واطلق لسانی بذکراک واجعلنی ممن ترضی عنہ

اس کے بعد ناک میں پانی ڈالا اورپروردگارسے عرض کیا:

اللّھم لاتحرّم علیّ ریح الجنّة وَاجْعلنی ممّن یشمّ ریحھاوروحھاوطیبھا۔

اس کے بعدچہرہ دھویا اوریہ دعاپڑھی:

اللّھم بیّض وجھی یوم تسودّفیہ الوجوہ ولاتسوّدوجھی یوم تبیضّ فیہ الوجوہ.

اس کے بعد داہناہاتھ دھوتے وقت یہ دعاپڑھی:

اللّھم اعطنی کتابی بیمینی والخلد فی الجنان بیساری وحاسبنی حساباًیسیراً.

---

۱)

۲)کافی /ج ۳/ص ۲۲

بائیں ہاتھ کودھوتے وقت یہ دعاپڑھی:

اللّھم لاتعطنی کتابی بیساری ولاتجعلھامغلولة الیٰ عنقی واعوذبک(ربی من مقطعات النیران.

سر کا مسح کرتے وقت بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اللّھم غشنی برحمتک وبرکاتک وعفوک. دو

نوں پیر کا مسح کرتے وقت یہ دعاء پڑھی:

اللّھم ثبت نی علٰی الصراط یوم تزل فیه الاقدام،واجعل سعیی فیمایرضیک عنّی یاذوالجلال والاکرام.

جب وضو سے فارغ ہوئے توسر بلند کرکے "محمدابن حنفیہ " سے مخاطب ہوکرارشادفرمایا: یامحمد !من توضّاَبمثل مَاتوضّاتُ وَقالَ مثل ماقُلتُ خلق الله من کلّ قطرة ملکاًیقدسه ویسبحه ویکبّره ویهلله ویکتب له ثواب مثل ذٰلک.

اے محمد!جو شخص میری طرح وضوکرے اوروضوکرتے وقت میری طرح ان اذکارکو زبان پرجاری کرے خداوندمتعال اس کے آب وضوکے ہرقطرے سے ایک فرشتہ خلق کرتا ہے تسبیح) وتقدیساورتکبیرکہتارہتاہے اوراسکے لئے قیامت تک اس کاثواب لکھتا رہتا ہے[۱] زرارہ سے مروی ہے امام محمدباقرفرماتے ہیں:جب تم اپنے ہاتھ کوپانی میں قراردیں توکہیں: "بسم اللهوبالله اجعلنی من التّوابین واجعلنی من المطهّرین"اورجب وضوسے فارغ) ہوجاو تو"الحمدلله ربّ العالمین"کہیں۔[۲]

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:من توضا فَذکر اسم اللهطهرجمیع جسده وکان الوضوء الی الوضوء کفّارة لمابینهما من الذنوب ومن لم یسم لم یطهرمن جسده الّا ما اصابه الماء.[۳] اگرکوئی شخص وضوکرے اورخداکانام زبان پر جاری کرے تو اس کاپورا جسم طیب وطاہر ہوجاتا ہے اورہر وضو بعدوالی وضو کے انجام دینے تک ان گناہوں کاکفارہ ہوتاہے جو دونوں وضوکے درمیان سرزد ہوئے ہیں اوراگرنام خدازبان پرجاری نہیں کرتاہے تواس کے بدن کا وہی حصّہ پاک ہوتاہے جسپروہ پانی ڈالتاہے۔

---

۱)من لایحضره الفقیہ/ ج ۱/ص ۴۲ / حدیث ۸۴

۲)تہذیب الاحکام /ج ۱/ص ۷۶

۳)من لایحضره الفقیہ/ج ۱/ص ۵۰

۳۔ گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا

اگرانسان نیند سے بیدار ہونے ، یا استنجا کرنے کے بعد وضو کرے تو مستحب ہے پہلے ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے اور اگر پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد وضو کرے تو دو مرتبہ دھوئے اور اگر مجنب ہونے کے بعد وضو کرتا ہے تو تین مرتبہ ہاتھوں کو دھوئے

عبداللہ ابن علی حلبی سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق پوچھا: اس سے پہلے کہ انسان وضو کے لئے برت ن ہاتھ ڈالے اسے اپنے دائیں ہاتھ کو کت نی مرتبہ دھونا چاہیئے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

واحدة من حدث البول واثنتان من حدث الغائط وثلاث من الجنابة.[۱] اگر پیشاب کے بعد وضو کرے تو ایک مرتبہ حدث مرتبہ ، پاخانہ کے بعد دو مرتبہ اور اگر جنابت کے وضو کرے تو تین مرتبہ دھوئے ۔

۴۔ تین مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونے کے بعد مستحب ہے کہ تین مرتبہ کلی کی جائے اس کے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا جائے ، اگر کوئی شخص وضو میں کلی کرنا یا ناک میں ڈالنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے

عن ابی جعفروابی عبداللہ علیہم السلام انھماقالا: المضمضة والاست نشاق لیسامن الوضوء لانّھمامن الجوف.[۲]

امام محمد باقر فرماتے ہیں: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (واجبات) وضو میں سے نہیں ہیں کیونکہ دو دونوں باطن وضو میں محسوب ہوتے ہیں اور اعضائے وضو ظاہر ہوتے ہیں

---

۱) استبصار/ ج ۱/ ص ۵۰ ۔ تہذیب الاحکام/ ج ۱/ ص ۳۶

۲) علل الشرائع/ ج ۱/ ص ۲۸۷

۵۔ چہرہ اورہاتھوں پردوسری مرتبہ پانی ڈالنا

واجب ہے کہ چہرہ اورہاتھوں پرایک مرتبہ پانی ڈالاجائے اوردوسری مرتبہ مستحب ہے لیکن تیسری مرتبہ پانی ڈالناحرام وبدعت ہے

قال ابوجعفرعلیه السلام:انّ الله تعالی وترٌ یحب الوتر فقدیجزیک من الوضوء ثلاث غرفات : واحدة للوجه ، واثنتان للذراعین ، وتمسح ببلة یمناک ناصیتک ومابقی من بلة یمناک ظهرالقدمک الیمنی ، وتمسح ببلة یسراک ظهرقدمک الیسری.[۱]

امام محمدباقر فرماتے ہیں:خدایکتاویگانہ ہے اوریکتائی کوپسند کرتاہے لہٰذاوضومیں تمھارے لئے تین چلوپانی کافی ہے ،ایک چلوچہرہ کے لئے ،ایک دائیں ہاتھ اورایک بائیں ہاتھ کے لئے ،اب وہ تری جوتمھارے دائیں ہاتھ میں ہے اس سے سرکے اگلے حصہ کا مسح کریں،اس بعدجوتری دائیں باقی رہ گئی ہے اس سے دائیں پیرکا مسح کریں اوروہ تری جوتمھارے بائیں ہاتھ پرلگی ہے اس کے ذریعہ بائیں پیرپر مسح کریں۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:الوضوء واحدة فرض ، واثنتان لایوجر ، والثالث بدعة.[۲]امام صادق فرماتے ہیں:وضومیں(چہرہ وہاتھوں کا) ایک مرتبہ دھوناواجب ہے اوردوسری دھونے میں کوئی اجرنہیں ملتاہے لیکن تیسری مرتبہ دھونابدعت ہے

شدیدتقیہ کی صورت میں جبکہ جان ،مال ،عزت وآبروکاخطرہ ہوتوتین مرتبہ دھوناجائزہے بلکہ واجب ہے اسی طرح دونوں پیروں کادھوناواجب ہے

رویات میں آیاہے کہ علی ابن یقطین نے امام علی ابن موسی الرضا کے پاس ایک خط لکھاکہ اصحاب کے درمیان پیروں کے مسح کرنے کے بارے میں اختلاف پایاجاتاہے ،میں آپ سے التجاکرتاہوں کہ آپ ایک خط اپنے ہاتھ سے تحریرکیجئے اوراس میں مجھے بتائیں کہ میں کس طرح وضوکروں؟

---

۱)کافی/ج۱/ص۲۵۔تہذیب الاحکام/ج۱/ص۳۶۰

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج۱ ۴۰)

امام (علیہ السلام) نے علی ابن یقطین کو خط کے جواب میں تحریر کیا اور لکھا کہ میں سمجھ گیا ہوں میں کہ اصحاب وضو کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں لہٰذا میں تمھیں جو حکم دے رہا ہوں تم اسی طرح کرنا اور وہ حکم یہ ہے کہ تم اس طرح وضو کرو:

تمضمض ثلاثا ، وتست نشق ثلاثا ، وتغسل وجھک ثلاثا ، تخلل شعرلحیتک وتغسل یدیک الی المرفقیه ثلاثا ، ومسح راسک کله ، وتمسح ظاھراذنیک وباطنھما ، وتغسل رجلیک الی الکعبین ثلاثا ، ولاتخالف ذلک الی غیرہ

اے علی ابن یقطین !تین مرتبہ کلی کرو ، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو ، تین مرتبہ چہرہ دھوو ، اور پانی کو اپنی ڈاڑھی کے بالوں کو جڑوں تک پہنچاؤ اور تین مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوو ، پورے سر کا اس طرح مسح کرو کہ کانوں پر دونو طرف ظاہری و باطنی حصہ پر ہاتھ پھیرو ، اور اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھوو ، اور اپنے وضو کو دوسروں کے وضو سے فرق میں نہ رکھو اور یاد رکھو! اس حکم کے خلاف نہ کرنا.

جب یہ خط علی ابن یقطین کے پاس پہنچا تو اسے پڑھ کر بہت تعجب کیا کہ یہ بالکل شیعوں خلاف حکم دیا ہے ، لہٰذا دل میں سوچا: میرے امام بہتر جانتے ہیں اور حالات سے واقف ہیں لہٰذا اس کے بعد علی ابن یقطین امام (علیہ السلام) کے فرمان کے مطابق وضو کرنے لگے ہارون رشید پاس یہ خبر پہنچی کہ علی ابن یقطین رافضی ہے اور وہ تیرا مخالف ہے ،ہارون رشید نے اپنے ایک خواص سے کہا: تم علی ابن یقطین کے بارے میں بہت باتیں بناتے ہو اور اس پر رافضی ہونے کی تہمت لگاتے ہو جبکہ میں اس کی دیکھ بھال کرتا ہوں، میں چند مرتبہ اس کا امتحان لے چکا ہوں، یہ تہمت جو تم اس پر لگا رہے ہو میں نے ایسا بالکل نہیں دیکھا ہے، میں اسے وضو کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ علی ابن یقطین رافضی ہے اگر امام رضا علی ابن یقطین کو اس طرح وضو کرنے کا حکم نہ دیتے تو ہارون رشید کو معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص رافضی ہے اور فوراً قتل کرا دیتا

جب علی یقطین کے بارے میں ہارون رشید کے نزدیک صفائی ہو گئی تو علی ابن یقطین نے دوبارہ امام (علیہ السلام) کے پاس خط لکھا اور وضو کا طریقہ معلوم کیا تو امام (علیہ السلام) نے لکھا: تم اس طرح وضو کرو جسطرح خدا نے وضو کرنے کا حکم دیا ہے یعنی:

اغسل وجھک مرۃ فریضة ، واخریٰ اسباغا ، واغتسل یدیک من المرفقین کذلک وامسح بمقدم راسک وظاھرقدمیک من فضل نداوۃ وضوئک فقدزال ماکنانخاف علیک والسلام. اے علی ابن یقطین! چہرہ کو ایک مرتبہ واجبی طور سے دھوو ، اور دوسری مرتبہ اسباغی و تکمیل کی نظر سے ، اپنے دونوں ہاتھوں کہنیوں سے انگلیوں کے پوروں تک دھوو اور اسی آب وضو کی تری سے سر کے اگلے حصہ

کا اور پیروں کے اوپری حصہ کا مسح کرو ، جس چیز کا ہمیں) خوف تھا وہ وقت تمھارے سر سے گذر گیا ہے والسلام علیکم ۔(۱)

---

۱) ارشاد(شیخ مفید)/ ص ۳۱۴

۶۔ آنکھوں کو کھولے رکھنا

مستحب ہے کہ چہرہ دھوتے وقت آنکھوں کو بند نہ کریں بلکہ کھولے رکھیں لیکن آنکھوں کے اندر پانی کا پہنچانا واجب نہیں ہے اور آنکھوں کے کھلے رہنے وجہ اس طرح بیان کی گئی ہے :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:افتحواعیونکم عندالوضوء لعلھالاتری نارجھنم[۲] نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: وضو کرنے وقت اپنی آنکھوں کو کھولے رکھو اس لئے تا کہ تم نار جہنم کو نہ دیکھ پاو۔

۷۔ عورت ہاتھوں کے دھونے میں اندر کی طرف اور مرد کہنی پر پانی ڈالے

مرد کے لئے مستحب ہے کہ دائیں اور بائیں ہاتھ کو دھونے کے لئے جب پالی مرتبہ پانی ڈالے کہنی کی طرف پانی ڈالے اور جب دوسری مرتبہ پانی ڈالے تو اندر کی طرف ڈالے اور عورت کے لئے مستحب ہے وہ مرد کے برخلاف کرے یعنی جب پہلی مرتبہ اندر کی طرف پانی ڈالے اور دوسری مرتبہ باہر کی طرف ۔

عن ابی الحسن الرضاعلیہ السلام قال:فرض اللہ علی النساء فی الوضوء للصلاۃ ان یبتدئن بباطن اذرعھن وفی الرجل بظاھرالذراع[۲]

جب عورت نماز کے لئے وضو کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنی کہنی اندر کی طرف سے پانی ڈالے اور مرد کے لئے مستحب ہے کہ ہاتھ باہری حصہ پر پانی ڈالے ۔

۸۔ چہرے پر خوف خدا کے آثار نمایاں ہونا

مستحب ہے کہ انسان اپنے چہرے پر خوف خدا کے آثار نمایاں کرے کان امیرالمومنین علیہ السلام اذااخذت الوضوء یتغیّروجھہ من خیفۃ اللہ تعالیٰ[۳] جس وقت امیر المومنین حضرت علی وضو کرتے تھے، خوف خدا میں آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا۔

کان حسین بن علی علیھماالسلام :اذااَخذت الوضوء یتغیرلونہ ،فقیل لہُ فی ذٰلک ؟فقال:حقٌّ مَن ارادَاَنْ یدخلَ علیٰ ذی العَرْشِیتغیّرلہُ.[۴]

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ص ۵۰

۲)کافی/ ج ۳/ ص ۲۹ ۔تہذیب الاحکام/ ج ۱/ ص ۷۷

۳). عدۃ الداعی/ ص ۱۳۸ ۔ بحارالانوار/ ج ۸۰/ ص ۳۴۷

۴) الخصائص الحسینیۃ/ ص ۲۳

حضرت امام حسین کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ: جب بھی آپ وضو کرتے تھے تو پورا بدن کانپ جاتا تھا اورچہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، جب لوگ آپ سے اس کی وجہ معلوم کرتے تھے تو امام(علیہ السلام) فرماتے تھے، حق یہی ہے کہ جسوقت بندہ مؤمن خدائے قہّار کی بارگاہ میں قیام کرے تو اس کے چہرے کا رنگ متغیّر ہو جائے اور اس کے جسم میں لرزاں پیدا ہونا چاہیئے۔ کان الحسن (عاذافرغ من وضوئه يتغير[۱]

امام حسن جب وضوسے فارغ ہوتے تھے توآپ کے چہرے کارنگ متغیرہوتا تھا۔

۹۔ رحمت خداسے قریب ہونے اوراس مناجات کرنے کا ارادہ کرنا

قال الصادق عليه السلام :اذاأردت الطهارة واالوضوء فتقدم الى الماء تقدمک الى رحمة اللهفانّ الله تعالى قدجعل الماء مفتاح قربته ومناجاته ودليلاالٰى بساط خدمته وكماان رحمته تطهرذنوب العبادفكذٰلک نجاسات الطاهرة يطهرالماء لاغيرفطهرقلبک بالتقوى واليقين عندطهارة جوارحک۔[۲]

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: جب آپ وضو وطہارت کا ارادہ کریں تو یہ سوچ کر پانی کی طرف قدم بڑھائیں کہ رحمت خدا سے قریب ہورہے ہیں کیونکہ پانی مجھ سے تقرب ومناجات حاصل کرنے کی کنجی ہے اور میرے آستانے پر پہنچنے کے لئے ہدایت ہے لہٰذا اپنے بدن واعضاء کو دھوتے وقت اپنے قلب کو تقویٰ ویقین سے پاک کرلیا کریں

۱۰۔ پانی میں صرفہ جوئی کرنا

سوال یہ ہے کہ جب ہم پاک صاف ہوکر اللہ کی بندگی کرتے ہیں توخداہماری دعاؤں کو مستجاب کیوں نہیں کرتاہے ؟اکثرمومنین جب وضوکرتے ہیں توپانی کابہت زیادہ اسراف کرتے ہیں اوردین اسلام میں اسراف کرنے کو سختی سے منع کیاگیاہے اورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)اسراف کومدنظر رکھتے تھے اوروضومیں اس مقدارمیں پانی خرچ کرتے تھے:عن ابى بصيرقال:سئلت اباعبدالله عليه السلام عن الوضوء فقال:كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتوضا بِمد من ماءٍ ويغتسل بصاعٍ[۳]

---

۱)میزان الحکمۃ/ج۲/ح۱۰۶۰۸

۲)مصباح الشریعۃ/ص۱۲۸

۳)استبصار/ج۱/ص۱۲۱۔تہذیب الاحکام/ج۱/ص۱۳۶

ابوبصیر سے مروی ہے :میں نے امام صادق سے آب وضوکی مقدار کے بارے پوچھاتو امام (علیہ السلام)نے فرمایا: پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)ایک مدّ،پانی سے وضوکرتے اورایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے ، مدیعنی تین چلّوپانی ، صاع ،یعنی تین کلوپانی، پس آنحضرتوضومیں ایک چلّوپانی چہرے پراورایک داہنے پراورایک بائیں ہاتھ پرڈالتے تھے اور غسل میں تین کلوپانی استعمال کرتے تھے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وآله : الوضوء مد ، والغسل صاع وسیاتی اقوام بعدی یستقلون ذلک[۱]

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں : وضوکرنے کے لئے دس سیراور غسل کرنے کے لئے تین کلو پانی کافی ہے لیکن آئندہ ایسے بھی لوگ پیدا ہونگے جو اس مقدارکو غیر کافی سمجھیں گے(اور صرفہ جوئی کے بدلے اسراف کریں گے) اور وہ لوگ میری روش اور سیرت کے خلاف عمل کریں گے ۔

وضو کے آثار وفوائد

روینا عن علی ، عن رسول الله صلی الله علیه وآله سلم انّه قال: یحشره الله اُمّتی یوم القیامة بین الامم ، غرّاًمُحجّلین مِن آثارالوضوء[۲]

حضرت علیسے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:خداوندعالم روزقیامت میری امت کودوسری امتوں کے درمیان اس طرح محشورکرے گاکہ میری امت کے چہروں پروضوکے آثارنمایاں ہونگے اورنورانی چہروں کے ساتھ واردمحشرہونگے۔ .

حضرت امام باقر فرماتے ہیں : ایک روز نماز صبح کے بعد سیدالمرسلین حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اپنے اصحاب سے گفتگو کررہے تھے، طلوع آفتاب کے بعد تمام اصحاب یکے بعد اٹھ کراپنے گھرجاتے رہے لیکن دو شخص (انصاری وثقفی)آنحضرت کے پاس بیٹھے رہ گئے، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا : میں جانتاہوں تم مجھ سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں ، اگرتم چاہو تو میں دونوں کی حاجتوں کوبیان کرسکتا ہوں کہ تم کس کام کے لئے ٹھہرے ہوئے ہواوراگرتم چاہوتوخودہی بیان کرو ، دونوں نے نہایت انکساری سے کہا:

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۴

۲)دعائم الاسلام/ ج ۱/ص ۱۰۰

یارسول اللہ ! آپ ہی بیان کیجئے. آنحضرت نے انصاری سے کہا: تمھاری منزل نزدیک ہے اور ثقفی بدوی ہے ، انھیں بہت جلدی ہے اورکوئی ضروری کام ہے لہٰذپہلے ان کے مسئلہ کاجواب دے دوں اور تمھارے سوال کاجواب دوں گا، انصاری کہا:بہت اچھا، پس آنحضرت نے فرمایا : اے بھائی ثقفی ! تم مجھ سے اپنے وضوونمازاوران کے ثواب کے بارے میں مطلع ہوناچاہتے ہوتو جان لو:

جب تم وضوکے لئے پانی میں ہاتھ ڈالتے ہواور "بسم اللہ الرحمن الرحیم "کہتے ہوتوتمھارے اپنے ان ہاتھوں کے ذریعہ انجام دئے گئے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اورجب اپنے چہرے کودھوتے ہوتوجوگناہ تم نے اپنی ان دونوں انکھوں کی نظروں سے اوراورمنہ کے ذریعہ بولنے سے انجام دئے ہیں سب معاف ہوجاتے ہیں اورجب اپنے دونوں ہاتھوں کودھوتے ہوتووہ گناہ جوتمھارے اپنے دائیں وبائیں پہلوسے سرزدہوئے ہیں معاف ہوجاتے ہیں اورجب تم اپنے سروپاوٴں کا مسح کرتے ہوتووہ تمام گناہ کہ جن طرف تم اپنے ان پیروں کے ذریعہ گئے ہوسب معاف ہوجاتے ہیں، یہ تھاتمھارے وضوکاثواب ، اسکے بعدآنحضرت نے نمازکے ثواب کاذکرکیا۔[1]

قال امیرالمومنین علیہ السلام لابی ذر:اذانزل بک امر عظیم فی دین او دنیا فتوضا وارفع یدیک وقل :یااللّٰہ سبع مرّات فانّہ یستجاب لک۔[2] حضرت علی نے ابوذر غفاری سے فرمایا : جب بھی تمھیں دینی یا دنیاوی امورمیں کوئی مشکل پیش آئے تو وضوکرو اوردرگاہ الٰہی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو بلندکر کے سات مرتبہ "یا اللہ" کہو! یقیناً خداوندعالم تمھاری دعامستجاب کرے گا۔

گھر سے باوضو ہوکر مسجد جانے کاثواب

عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال: انّ اللّٰہ وَعدَ اَن یدخل الجنّة ثلاثة نفربغیرحساب،ویشفع کل واحد منھم فی ثمانین الفا:المؤذّن،والامام،ورجل یتوضا ثمّ دخل المسجد،فیصلّی فی الجماعة[3]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: پروردگارعالم کا وعدہ ہے کہ تین لوگوں کو بغیر کسی حساب وکتاب کے بہشت میں بھیجا جائے گا اور ان تینوں میں سے ہر شخص /۸۰ ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا وہ تین شخص یہ ہیں:

۱۔ موذّن ۲۔ امام جماعت ۳۔ جو شخص اپنے گھر سے با وضو ہو کر مسجدمیں جاتاہے اور نماز کو جماعت کے ساتھ اداکرتا ہے ۔

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/ص

۲)بحارالانوار/ ۸۰/ ص ۳۲۸

۳)مستدرک الوسائل/ج ۶/ص ۴۴۹

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:مکتوب فی التوراۃ انّ بیوتی فی الارض المساجد، فطوبیٰ لمن تطھرثمّ زارنی وحقّ علی الزور اَن یکرم الزائر.[1] امام صادق فرماتے ہیں:توریت میں لکھا ہے:مساجدزمین پرمیرے گھرہیں، خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے خوشبحال ہے جواپنے گھرمیں وضوکرتے ہیں اس کے بعدمجھ سے ملاقات کے میرے گھرآئے ،مزورکاحق ہے کہ وہ اپنے زائرکااحترام واکرام کرے۔

کسی کو وضو کے لئے پانی دینے کاثواب

حضرت صادق فرماتے ہیں : روزقیامت ایک ایسے شخص کو خدا کی بارگاہ خداوندی میں حاضرکیاجائے گاکہ جس کے اعمال نامہ میں کوئی نیکی نہ ہوگی اور اس نے دنیا میں کوئی کارخیر انجام نہیں دیا ہوگا ، اس سے پوچھا جائے گا : اے شخص ! ذرا سوچ کر بتا کیا تیرے دنیامیں کوئی نیک کام انجام دیاہے ؟ وہ اپنے اعمال گذشتہ پر غور وفکر سے نگاہ ڈال کر عرض کرے گا : پرور دگارا!مجھے اپنے اعمال میں ایک چیز کے علاوہ کوئی نیک کام نظرنہیں آتا ہے اوروہ یہ ہے کہ ایک دن تیرافلاں مومن بندہ میرے پاس سے گذررہاتھا ، اس نے وضوکے لئے مجھ سے پانی کاطلب کیا، میں نے اسے ایک ظرف میں پانی دیا اور اس نے وضو کرکے تیری نمازپڑھی ، اس بندہ کی یہ بات سن کرخدا وندعالم کہے گا:میں تجھے تیرے اس نیک کام کی وجہ سے بخش دیتاہوں اورپھرفرشتوں کو حکم دے گامیرے اس بندے کو بہشت میں لے جاؤ ۔[2]

ہرنماز کے لئے جداگانہ وضو کرنے کاثواب

ہرنمازکےلئے جداگانہ طورسے وضوکرنا مستحب ہے اورہمارے رسول وآئمہ اطہار بھی ہرنماز کے لئے الگ وضوکرتے تھے جیساکہ روایت میں آیاہے: إنّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ : کان یجددالوضوء لکل فریضۃ ولکل صلاۃ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)تمام فریضہ الٰہی اورنمازکوانجام کودینے کے لئے تجدید) وضوکرتے تھے ۔[3]

عن علی علیہ السلام انّہ کان یتوضا لُکلّ صلاۃٍ ویقرء: ‘‘ اذاقمتم الی الصلاۃ فاغسلواوجوھکم’’[4]

حضرت علی ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرتے تھے اورآیہ ‘‘﴿ یاایھاالذین آمنوا اذاقمتم الی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم ﴾’’کی تلاوت کرتے تھے ۔

---

۱)علل الشرائع /ج ۱/ص ۳۱۸ .

۲)بحارالانوار/ج ۸۲ /ص ۲۰۶

۳)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۹ ..

۴)مستدرک الوسائل /ج ۱/ص ۲۹۳ .

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :الوضوء علی الوضوء نورٌعلیٰ نورٌ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: وضو پر وضو کرنا "نورٌ علیٰ نور" ہے۔[1]

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:من جدّدوضوئہ لغیرحدث جدّداللہ توبتہ من غیراستغفار.[2]

امام صادق فرماتے ہیں:جو شخص نماز کے علاوہ کسی دوسرے کام کے لئے تجدیدوضو کرتا ہے خداوندمتعال استغفارکئے بغیرہی اسکی توبہ قبول کرلیتاہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :من توضاعلی طھرکتب لہ عشرحسنات۔[3]نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص وضوپروضوکرے اس کے لئے دس لکھی جاتی ہیں۔

حکایت کی گئی ہے کہ ایک مومن بندہ ہمیشہ باوضورہتاتھاجب وہ اس دارفانی سے کوچ کرگیاتوایک دوسرے مومن نے اسے خواب میں دیکھاکہ اس کاچہرہ نورانی ہے اوربہشت کے باغات میں سیرکررہاہے ، میں نے اس سے معلوم کیا:اے بھائی! تم دنیامیں اتنابڑے متقی وپرہیزگارتونہیں تھے پھرتم دنیامیں ایساکونساکام کرتے تھے جس کی وجہ سے تجھ کویہ منزلت حاصل ہوئی اورتم یہ پر نورانیت کس طرح آئی؟اس نے جواب دیا:اے بھائی ! میں دنیامیں ہمیشہ باوضورہتاتھاجس کی وجہ سے خداوندمتعال نے میرے ان اعضاء کونوربخشا﴿ وَاللہُ یُحِبُّ المتَطَھِّرِین ﴾ [4] اورخداپاک رہنے والوں کودوست رکھتاہے.

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:یااَنس!اکثرمن الطھوریزیدہ اللھفی عمرک،وان استطعت ان تکون باللیل والنھارعلی طھارۃ فافعل،فانّک تکون اذامتّ علیٰ طھارۃٍ شھیداً.وعنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:من احدث ولم یتوضا فقد جفانی.[5]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں : اے انس!اکثراوقات باوضو رہا کروتاکہ خدا آپ کی عمرمیزیادتی کرے اور اگر ہوسکے تو دن اوررات وضو سے رہو کیونکہ اگر تمھیں وضوکی حالت میں موت آگئی تو تمھاری موت شہیدکی موت ہوگی اورآنحضرتدوسری حدیث میں فرماتے ہیں:اگرکسی شخص سے حدث صادرہوجائے اوروہ وضونہ کرے توگویااس نے مجھ پرجفاکی

---

۱)محجۃ البیضاء/ج ۱/ص ۳۰۲

۲)ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ص ۳۸

۳)وسائل الشیعہ/ج ۱/ص ۲۶۴)

۴)سورہ توبۃ/آیت ۱۰۸

۵)نماز،حکایتہاوروایتہا/۱۵).

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلّم :یقول الله تعالیٰ:من احدث ولم یتوضا فَقدجفانی ومن احدث ویتوضا وُلم یصلّ رکعتین فقدجفانی ومن احدث ویتوضا وُصلّ رکعتین ودعانی ولم اَجبه فیماسئلنی من اَمردینه ودنیاه فقدجفوته ولستُ برب جافٍ.(۱)

حدیث قدسی شریف میں آیا ہے خدا وند متعال فرماتا ہے :اگر کسی سے حدث صادرہوجائے اوروہ وضونہ کرے توگویااس نے مجھ پرجفاکی اور اگرکسی کوحدث صادرہوجائے اوروضوبھی کرلے لیکن وہ دورکعت نمازنہ پڑھے تواس نے بھی مجھ پر جفا کی، اگرکسی کوحدث صادرہوجائے اوروہ وضوبھی کرے اوردورکعت نمازبھی پڑھے اس کے بعد مجھ سے کسی چیزکاسوال کرے اورمیں اس کے سوال امردین و دنیاکوپورانہ کروں توگویااس شخص پرجفاکی اور میں جفا کارپروردگار نہیں ہوں ۔

کامل طورسے وضوکرنے کاثواب

کامل طورسے وضوکرنے سے مرادکیاہے اس چیزکوہم اسی موردکے فوراًبعدذکرکریں گے لیکن یہاں پرفقط کامل طور سے وضوکرنے کاثواب ذکرکررہے ہیں

عن ابی الحسن العسکری علیه السلام قال:لما کلّم الله عزّوجل موسیٰ علیه السلام قال:الٰهی مَاجَزَاء مَنْ اَتَمّ الوضوء مِنْ خِشْیَتِک؟قال:اَبْعَثه یوم القیامة ولهُ نورٌبین عینیه یتلا لأ.(۱) امام حسن عسکری فرماتے ہیں :جب(کوہ طورپر) خداوندعالم حضرت موسی سے ہمکلام ہواتوحضرت موسیٰ نے بارگاہ ربّ العزت میں عرض کی :پروردگارا ! اگرکوئی تیرے خوف میں مکمل طورسے وضوکرے اسکا اجروثواب کیاہے ؟ خداوندعالم نے فرمایا :روزقیامت اس کو قبرسے اس حال میں بلندکروں گا کہ اس کی پیشانی سے نور ساطع ہوگا ۔

فی الخبراذاطهرالعبدیخرج الله عنه کل خبث ونجاسة وانّ من توضافاحسن الوضوء خرج من ذنوبه کیوم ولدته من امه۔(۲)

روایت میں آیاہے جب کوئی وضوکرتاہے توخداوندعالم اسے ہرنجاست وخباثت سے پاک کردیتاہے اورجوشخص مکمل طورسے وضوکرتاہے توخدااسے گناہوں سے اس طرح پاک کردیتاہے جیسے اس نے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیاہو۔

---

۱)وسائل الشیعہ/ج۱/ص۲۶۸

۲)بحارالانوار/ج۷۷/ص۳۰۱

۳)مستدرک الوسائل/ج۱/ص۳۵۸

قال النّبی صلی الله علیه وآله وسلّم :یٰاَنس اَسبغ الوضوء تمرُّعلی الصراط مرّالسحاب.[1] رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: اے انس! وضو کو مکمل اور اس کے تمام آداب شرائط کے ساتھ انجام دیا کرو تاکہ تم تیز رفتار بادل کے مانند پل صراط سے گزر سکو۔

آب وضو سے ایک یہودی لڑکی شفا پا گئی

جناب نفیسہ خاتون جو کہ اسحاق بن امام جعفر صادق کی زوجہ اور حسن بن زید بن امام حسن مجتبیٰ کی صاحبزادی تھیں، آپ ایک عظیم و با ایمان خاتون تھیں اور مدینہ میں زندگی بسر کرتی تھیں، اس عظیم خاتون نے پورا قرآن مع التفسیر حفظ کر رکھا تھا، دن میں روزہ رکھتی اور راتوں کو عبادت و مناجات کرتی تھیں، آپ تیس مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئیں اور غالباً سفر حج کو پیدل طے کرتی تھیں جبکہ آپ بہت زیادہ صاحب ثروت تھیں لیکن اپنے مال و دولت کو بیماروں و حاجتمندوں پر خرچ کرتی تھیں

آپ کی بھتیجی "زینب بنت یحییٰ" کہتی ہیں کہ: میں نے اپنی زندگی کے چالیس برس اپنی پھوپھی کی خدمت میں گذارے ہیں، اس مدت کے دوران میں نے انھیں رات میں کبھی سوتے ہوئے اور دن میں کوئی چیز کھاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، آپ رات میں عبادت کرنے اور دنوں میں روزہ رکھنے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہو چکی تھیں ایک دن میں ان سے کہا: آپ اپنا علاج کیوں نہیں کرتی ہیں؟ جواب دیا: میں اپنے نفس کا علاج کس طرح کروں ابھی تو راستہ بہت دشوار ہے اور اس راستہ سے فقط ناجی لوگ ہی گزر سکتے ہیں۔

ایک سال جب جناب نفیسہ نے اپنے شوہر (حسن بن زید بن امام حسن مجتبیٰ) کے ہمراہ حضرت ابراہیم کی قبر کی زیارت کے لئے فلسطین کا سفر کیا اور زیارت کے بعد سفر سے واپسی کے درمیان مصر میں قیام کیا آپ کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس کے گھر میں ایک نابینا لڑکی تھی، ایک دن اس یہودی لڑکی نے نفیسہ کے وضو کے پانی کو بعنوان تبرک اپنی آنکھوں پر ڈالا تو فوراً شفا پا گئی جب اس خبر کو مصر کے یہودیوں نے سنا تو ان میں سے اکثر نے دین اسلام قبول کیا اور وہاں کے اکثر لوگ آپ کے عقیدتمند ہو گئے، جب آپ نے مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو اہل مصر نے اصرار کیا کہ آپ یہیں پر قیام پذیر ہو جائیں، آپ نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا اور وہیں پر زندگی گذارنے لگیں۔

---

۱) خصال (شیخ صدوق)/ص ۱۸۱

جناب نفیسہ نے مصرمیں اپنے ہاتھوں سے ایک قبربنارکھی تھی اور سفر آخرت کا انتظارکرتی تھیں ، روزانہ اس قبرمیں داخل ہوتی اورکھڑے ہوکر نمازپڑھتی تھیں اور اسی قبرمیں بیٹھ کرچھ ہزارمرتبہ اور ایک روایت کے مطابق ۱۹۰ /مرتبہ قرآن ختم کیا ہے اور آپ ماہ رمضان المبارک ۲۰۸ ھ میں روزے کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے داربقاء کی طرف کوچ کرگئیں [۱]

آب وضوسے درخت بھی پھلدارہوگیا

جواداﻻئمہ حضرت امام محمدتقی کی تاریخ حیات میں لکھا ہے کہ: جس وقت آپ اپنے شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بغداد سے مدینہ کا سفر طے کررہے تھے تو غروب آفتاب کے وقت کوفہ کے قریب پہنچے اورایک جگہ پرجس کا نام"دارمسیب"ہے قیام کیا اوروہاں کی مسجدمیں داخل ہوئے کہ مسجدکے صحن مسجدمیں ایک درخت تھا جس پرکوئی پھل نہیں لگتا تھا

حضرت امام محمدتقی نے ایک برت ن میں پانی طلب کیا اور اس درخت کے نیچے بیٹھ کر وضوکیا اور نمازمغرب کو اوّل وقت اداکیا اورلوگوں نے آپ کی اقتداء میں جماعت سے نمازپڑھی ، امام (علیہ السلام)نے پہلی رکعت میں حمدکے بعد "اذاجاء نصراللہ" اوردوسری رکعت میں حمدکے بعد"﴿ قل هوالله احد ﴾ "کی قرائت کی اورسلام نماز کے بعدذکرخدا اور تسبیح میں مشغول ہوگئے اس کے بعدچار رکعت نافلہ نمازپڑھی اور تعقیبات نمازپڑھ کرسجدہ شکر اداکیا،اورنمازعشا کے لئے کھڑے ہوگئے،جب لوگ نمازودعاسے فارغ ہونے کے بعد اٹھ کرمسجد سے باہرآنے لگے اور صحن مسجدمیں پہنچے تو دیکھا کہ اس درخت پرپھل لگے ہوئے ہیں اس معجزے کو دیکھ کرسب کے سب حیرت زدہ ہوگئے اور سب نے درخت سے پھل توڑکرکھاناشروع کیا تودیکھا کہ میوہ بہت ہی زیادہ میٹھا ہے اور اس کے اندرکوئی گٹھلی بھی نہیں ہے اس کے بعد امام محمدتقی (علیہ السلام)اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ کی طرف) راوانہ ہوگئے ۔[۲]

---

۱)سفینۃ البحار/ج ۲/ص ۶۰۴ ۔ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ص ۳۶

۲)ارشادشیخ مفید/ص ۶۲۸ باب ۲۵

راز تیمم

اگر وضو کے لئے پانی کا ملنا ممکن نہ ہو، یا پانی تک رسائی نہ ہو، یا پانی کا استعمال مضر ہو، یا کسی نفسکے لئے خطرہ ہو تو ان صورتوں میں وضو کے بجائے تیمم کرنا واجب ہے قرآن کریم ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ اَوعَلٰى سَفَرٍاَوْجَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوامَاءً فَتَيَمَّمُواصَعِيْدًاطَيِّبًافَامْسَحُوابِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِنْهُ ﴾ [1] اگر تم مریض ہو یا سفر کے عالم ہو یا پاخانہ وغیرہ نکل آیا ہے یا عورتوں کو باہم لمس کیا ہے اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور بھی اس طرح سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔

اس آیہ مبارک میں تیمم کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تیمم کی نیت کرکے دونوں ہاتھوں کو گرد، خاک، ریت، ڈھیلے، پتھر پر ماریں اور اس کے بعد دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو پوری پیشانی اور اس دونو طرف جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں، ابرووں تک اور ناک اوپر تک پھیریں، اس کے بعد دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر گٹے سے انگلیوں کے سرے تک پھیریں، اس کے بعد اسی طرح بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پشت پر پھیریں۔ جسچیز پر تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے کیونکہ خداوند عالم نے آیہ مُبارکہ میں "صعیداًطیباً" کہا ہے

راز تیمم یہ ہے کہ: جب آپ کو وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہو سکے تو خاک کو جو کہ پست ترین پدیدہ جُہان ہے اپنے ہاتھ اور چہرے پر ملیں تاکہ آپ کے اندر سے غرور و تکبّر اور شہوت نفسانی اور شیطانی خواہشیں دور ہو جائیں اور شاید خدا کو آپ کی اس تواضع و خاکساری پر رحم آجائے اور راہ راست کی ہدایت کر دے۔

---

۱) سورہ مائدہ / آیت ۶

خداوندعالم نے آب وخاک کوطہارت کاذریعہ کیوں قراردیاہے اوران دونوں کووسیلہ طہارت قراردینے کی کیاوجہ کیاہے؟

کشف الاسرارمیں اس حکم خداکی دو حکمت اس طرح بیان کی ہیں:

۱۔ خداوندعالم نے انسان کو پانی اور مٹّی سے پیدا کیا ہے ،ان دونوں نعمتوں پرخداکاشکر کرناچاہئے اسی لئے آب وخاک کوطہارت کاذریعہ قراردیاہے تاکہ ہم اس مطلب کو ہمیشہ یادرکھیں اور ان دونوں نعمتوں کودیکھ کرخداکاشکرخدا کریں

۲۔ دوسری حکمت اس طرح بیان کی جاتی ہے: خداوندعالم نے آب وخاک کو طہارت کا ذریعہ اس لئے قراردیا ہے کہ انسان اس کے ذریعہ دنیاوی آگ (آتش شہوت) اور آخرت کی آگ (نار جہنم وعقوبت) کو خاموش کرسکے کیونکہ مومن کے لئے دوآگ درپیش ہیں :

۱۔دنیاوی آگ جسے شہوت نفسانی کی آگ کہاجاتاہے

۲۔ آخرت کی آگ جسے نار عقوبت و جہنم کہاجاتاہے) اورانسان آب وخاک کے ذریعہ دنیوی اوراضروی آگ کوخاموش کرسکتاہے۔[۱]

امام محمدباقر فرماتے ہیں:سرکے بعض اورپیروں کے بھی بعض حصے کے مسح کرنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خداوندعالم نے آیہ مبارکہ فلم تجدوماء فتیمموا صعیداً طیباًفامسحوابوجوہکم پانی نہ ملنے کی صورت میں دھونے کے وجوب کوساقط کردیااوراسکے بدلے میں کرناواجب کردیااورفرمایا: ”فامسحوابوجوہکم “یعنی اپنے چہرے کامسح کرواوراس کے بعدفرمایا:”وایدیکم “یعنی اپنے ہاتھوں کابھی مسح کرو،ہاتھوں کے مسح کرنے کوچہرے کے مسح کرنے عطف کیااوراس کے بعد”منہ “ فرمایا:یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں خاک پاک پرتیمم کرواوراپنے چہرے اورہاتھوں پرتھوڑی سی خاک ملواب یہ جوکہاجاتاہے کہ چہرے اورہاتھوں پرتھوڑی سی خاک ملواس کی وجہ یہ ہے کہ خداوندعالم جانتاہے کہ پورے چہرے پرخاک نہیں ملی جاتی ہے کیونکہ جب ہاتھوں کوخاک پرمارتے ہیں توتھوڑی سی خاک ہاتھوں پرلگ جاتی ہے اوربقیہ تواپنی جگہ پررہتی ہے اورہاتھوں پرنہیں لگتی ہے لہذاجب ہاتھوں چہرے پرملتے ہیں تواس میں سے کچھ خاک چہرے پرلگ جاتی ہے نہ کہ پوری خاک، اس کے بعدخداوندعالم ارشادفرماتاہے:﴿ مَايُرِيْدُاللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ﴾

خداوندعالم تمھیں کسی مشکل میں نہیں ڈالناچاہتاہے ۔[۲]

---

۱)کشف الاسرار/ج۳/ص ۴۹ ۔ ۵۰

۲).کافی /ج ۳/ص ۳۰

رازوجوب ستر

مرد کے لئے واجب ہے کہ نمازکی حالت میں اپنی شرمگاہ (آگے پیچھے کا حصے) کو چھپائے چاہے اسے کوئی دیکھ رہاہویانہ، اوربہتر ہے کہ ناف سے زانوتک چھپائے ۔ عورت کے لئے واجب ہے کہ نمازکی حالت میں اپنے پورے بدن کوچھپائے یہاں تک کہ اپنے بال اورسرکوبھی چھپائے ،صرف چہرہ اورگٹوں تک ہاتھ پاؤں کھلے رہ سکتے ہیں لیکن یہ یقین کرنے کے لئے کہ مقدارواجب کوچھپالیاگیاہے تھوڑاساچہرے کے اطراف اورگٹوں سے نیچے کوبھی چھپائے ۔

جب ہم کسی کی مہمانی میں جاتے ہیں توعقلمنداورصاحب عفت انسان کی عقل یہی حکم دیتی ہے کہ بہترین لباس پہن کرجائیں اوروہ بھی ایسالباس کہ جس سے لوگ ہمارے جسم کے قبائح پرنظرنہ ڈال سکے ،اگرکوئی بغیرلباس کے مہمانی میں جائے توصاحب خانہ اوروہاں پرموجودلوگ اس کے جسم پرنگاہ نہیں کریں گے؟اسی لئے نمازکی حالت میں سترکوواجب قراردیاگیاہے تاکہ اپنے رب کی مہمانی میں بغیرکسی خوف کے خضوع وخشوع کے ساتھ نمازپڑھ سکے ۔

نمازکی حالت میں بدن کے ڈھانپنے کی وجہ روایت میں اس طرح بیان کی گئی ہے: امام صادق فرماتے ہیں:مومنین کامزین ترین لباس تقویٰ وہیزگاری کالباس ہے اوران کالطیف ترین لباس ایمان وعقیدہ کالباس ہے جیساکہ خداوندمتعال اپنی کاتا میں ارشادفرماتاہے :

﴿ لِبَاسُ التَّقْوىٰ ذٰلِکَ خَيْرٌ ﴾[1] لباس تقویٰ بہترین لباس ہے ،لیکن لباس ظاہری خداوندعالم کی نعمتوں سے کہ جسے اولادآدم(علیہ السلام) کے لئے ساترقراردیاگیاہے ،اولادآدم کوچاہئے کہ لباس کے ذریعہ اپنی عورت کوچھپائے ذریت آدم(علیہ السلام) کے لئے سترعورت ایک خاص کرامت ہے جسے انسان کے علاوہ کسی بھی موجودات عطانہیں کیاگیاہے پس مومنین پرواجب ہے کہ اسے واجبات الٰہی کوانجام دینے میں ضروراستعمال کرے ،اورتمھارابہترین لباس وہ ہے کہ جوتمھیں یادخدا سے غافل نہ کرے اوردوسرے کام میں مشغول نہ کرے بلکہ شکروذکراوراطاعت پروردگار سے نزدیک کرے ،پس ایسے لباس سے پرہیزکیاجائے جوانسان کویادپرورگارغافل اوردوری کاسبب بنے ،اورجان لوکہ لباس بلکہ تمام مادی امورہیں کہ جوانسان کے ذات پروردگار سے دوری اوراشتغال دنیاکاسبب واقع ہوتے ہیں اورتمھارے اس نازک سے دل میں ایک برااثرڈالتے ہیں اورریاکاری ،فخر،غرورمیں مبتلاکرتے ہیں،یہ سب دین تمھارے دین کونابودکرنے والے ہیں اوردل میں قساوت پیدا کرتے ہیں

---

۱). سورہ اعراف/آیت ۲۶. مصباح الشریعۃ/ص ۳۰

جب تم اس ظاہری لباس کواپنے ت ن پرڈالوتواس چیزکویادکروکہ خداوندمتعال اپنی رحمت کبریائی سے تمھارے گناہوں کوچھپاتاہے لیکن یہ بھی یادرہے ظاہری پہنے کے ساتھ باطنی لباس سے غفلت نہ کرو،جس طرح تم ظاہری طور سے اپنے آپ کوچھپارہے ہوباطنی طورسے بھی ملبس کرو، تمھیں چاہئے کہ جس طرح تم ظاہری طورسے کسی خوف کی بناپراپنے آپ کوملبس کرتے ہواسی باطنی میں ملبس کرواوراپنے رب کے فضل وکرم سے عبرت حاصل کروکہ اس نے تمھیںظاہری لباس عطاکیاتاکہ تم اپنے ظاہری عیوب کوپوسیدہ کرسکو، اس نے تمھارے لئے توبہ کادوروازہ کھول رکھاہے تاکہ تم اپنی باطنی شرمگاہوں کوبھی لطف گناہوں اوربرے کارناموں سے پوشیدہ کرسکو،یادرکھوکسی ایک رسوانہ کرناتاکہ تمھارپروردگارتمھیں رسوانہ کرے ، اپنے عیوب کی تلاش کروتاکہ تمھاری اصلاح ہوسکے اورچیزتمہاری اعانت نہ کرسکے اس سے صرف نظرکرو،اوراس چیزسے دوری کروکہ تم دوسروں کے عمل کی خاطراپنے آپ کوہلاکت یںڈالواوردوسرے کے اعمال کانتیجہ تمھارے نامہ اعمال میں لکھاجائے اوروہ تمھارے سرمایہ میں تجاوزکرنے لگیں اورتم اپنے آپ کوہلاک کرلو،کیونکہ انجام دئے گئے گناہوں کو بھول جانے سے ایک خداوندعالم دنیامیں اس پرایک سخت عقاب نازل کرتاہے اورآخرت میں بھی اس کے لئے دردناک عذاب ہے

جب تک انسان اپنے آپ کوحق تعالی کی اطاعت سے دوررکھتاہے اوراپنے آپ کودوسروں کے عیوب کی تلاش میں گامزن رکھتاہے اورجب تک انسان اپنے گناہوں بھولے رکھتاہے اوراندرپائے جانے والے عیوب کونہیں جانتاہے اورفقط قوت پراعتمادرکھتاہے وہ کبھی بھی نجات نہیں پاسکتاہے۔

رازمکان و لباس

رازطہارت بدن، لباس اورمکان

نمازی کے بدن اورلباس کاپاک ہوناشرط صحت نمازہے، خواہ انسان واجبی نمازپڑھ رہاہویا مستحبی ،اگربدن یالباس پرنجاست لگی ہوتواس کاپاک کرناواجب ہے خواہ بال یاناخن ہی نجسہوں سجدہ کرنے کی جگہ پاک ہوناچاہئے اگرسجدہ گاہ نجس ہوچاہے ہوخشک ہی کیوں نہ ہونمازباطل ہے البتہ سجدہ گاہ کے علاوہ دوسری جگہ کاپاک ہوناضروری نہیں ہے اگرنمازی کی جگہ سجدہ گاہ کے علاوہ نجس ہو تووہ ایسی ترنہ ہوکہ اس کی رطوبت بدن یالباس سے لگ جائے ورنہ نمازباطل ہے البتہ اگرنجاست کی مقدارمعاف ہونے کے برابرہے تونماز صحیح ہے ۔ نمازکی حالت میں انسان کے بدن ولباس اورمکان کاظاہری اورباطنی طورسے پاک ہوناواجب ہے یعنی لباس کاپاک ومباح ہوناواجب ہے ان تینوں چیزوں کے پاک ہونے کی وجہ یہ ہے: کیونکہ خدوندعالم پاک وپاکیزہ ہے اورپاک وپاکیزہ رہنے والوں کودوست بھی رکھتاہے، خداوندعالم نظیف ہے اورنظافت کودوست رکھتاہے کیونکہ وہ اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ اِنَّ اللهُ یُحِبّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتطَهِّرِیْنَ ﴾ (۱)

خداتوبہ کرنے اورپاکیزہ رہنے والوں کودوست رکھتاہے۔.

اورسورہ توبہ میں ارشادفرماتاہے:

﴿ وَاللهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ﴾ (۲)

خداپاکیزہ رہنے والوں کودوست رکھتاہے۔.

رازاباحت لباس ومکان

انسان جس لباس میں اورجس جگہ پرنمازپڑھ رہاہے _ان دونوں کامباح ہوناواجب ہے ،اگردونوں میں ایک چیزبھی غصبی ہوتونمازباطل ہے اورمباح لباس ومکان میں نمازکااعادہ کرناواجب ہے کیونکہ نمازمیں بدن کاچھپاناواجب ہے اورکسی حرام چیزکے ذریعہ بدن کوچھپاناحرام ہے اورکسی حرام کام کے ذریعہ واجب کواد‌انہیں کیاجاستاہے کیونکہ نمازمیں نیت ضروری ہے اورنیت میں قربت ہوناضروری ہے اورحرام کام کے ذریعہ قربت کاحاصل کرناغیرممکن ہے پسقربت حاصل نہیں ہوسکتی ہے ۔

---

۱)سورہ بقرة/آیت ۲۲۳

۲) سورہ توبہ/آیت ۱۰۸

چوری اور غصب حرام اور قبیح ہیں، اورنمازمیں قربت کی نیت ضروری ہے اورقباحت وقربت ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے ہیں پس نمازباطل ہے۔

اگرکسی شخص پر خمس یازکات واجب ہے اوروہ خمس یازکات نہ نکالے اوراس خمس کے مال سے کوئی لباس یامکان خریدے اوراس میں نمازپڑھے تووہ نماز باطل ہے کیونکہ اس لباسیامکان میں دوسرے کا حق ہے جسے ادانہیں کیاگیاہے گویااسکے اس خریدے ہوئے لباس یامکان میں دوسروں کاپیسہ بھی شامل ہے جسے اس نے غصب کرلیاہے اوراس میں نمازپڑھ رہاہے لہذااس کی یہ نمازباطل ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی جناب کمیل سے وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یاکمیل ! انظرفی ماتصلی وعلی ماتصلی ان لم یکن من وجهه وحله فلاقبول۔[1] اے کمیل! تم ذرایہ دیکھاکروکہ کس لباس میں اورکس جگہ پر نمازپڑھ رہے ہو،اگروہ تمھارے لئے مباح وحلال نہیں ہے توتمھاری نمازقبول نہیں ہے۔

عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال:المسلم اخوالمسلم لایحلّ ماله الّاعن طیب نفسه۔[2]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں: مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں،کسی شخص کے لئے مالک کی رضایت کے بغیراسکے مال کا ستعمال کرناجائزنہیں ہے۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:ایمارجل اتی رجلافاستقرض منه مالاوفی نیته ان لایو ذیه فذلک اللص.

امام صادق فرماتے ہیں:کتنے لوگ ایسے ہیں جوکسی دوسرے شخص کے پاس جاتے ہیں اورکوئی مال ادھارلیتے ہیں لیکن معاوضہ دینے کی نیت نہیں رکھتے ہیں،ایسے لوگ چورشمارہوتے ہیں۔[3]

---

۱)وسائل الشیعہ/ج۳/ص ۴۲۳

۲)مستدرک الوسائل/ج۳/ص ۳۳۱

۳)من لایحضرہ الفقیہ/ج۳/ص ۱۸۳

نمازی کا لباس مردہ حیوان سے نہ بنا ہو

نمازی کا لباس خون جہندہ رکھنے والے مردہ حیوان کے کسی ایسے اجزاء سے نہ ہو کہ جن میں حیات حلول کرتی ہے جیسے کھال چاہے اسے پیراستہ کردیا گیا ہو لیکن وہ اجزاء کہ جن میں حیات حلول نہیں کرتی ہے ان میں نماز پڑھنا جائز ہے جیسے بال اور اون جبکہ وہ حلال گوشتی جانور سے اخذ کی گئی ہو۔ نمازی کے پاس کسی مردار کے ان اجزاء میں سے کوئی چیز نہ ہو جو روح رکھتی ہیں لیکن وہ اجزاء کہ جن میں روح نہیں ہوتی ہے جیسے بال اون اگر یہ نمازی کے ہمراہ ہوں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

امام صادق سے اس قول خداوندی کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو اس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا:

﴿ یَامُوسیٰ اِنِّیْ اَنَارَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِالْمُقَدَّسِ طَوًی وَاَنَااَخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لَمَایُوحیٰ اِنَّنِیْ اَنَااللهُ فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ ﴾ [۱]

اے موسیٰ! میں تمہارا پروردگار ہوں لہٰذا تم اپنی جوتیوں کو اتار دو کیونکہ تم طویٰ نام کی مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہو۔

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کانتامن جلدحمارمیت. وہ دونوں جوتیاں مردہ گدھے کی کھال سے بنی ہوئی تھیں۔[۲]

حرام گوشت جانور کے اجزا بنے سے لباس میں نماز کے باطل ہونے کی وجہ:

نمازی کا لباس حرام گوشت جانور کی کھال، بال، اون وغیرہ سے نہ بنا ہو بلکہ اگر حرام گوشت جانور کے بال بھی نمازی کے ہمراہ ہوں تو نماز باطل ہے اسی طرح حرام گوشت جانور کا لعب دہن، ناک یا کوئی دوسری رطوبت نمازی کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو نماز باطل ہے اور اسی طرح اگر حلال گوشت جانور کہ جسے غیر شرعی طور سے ذبح کیا گیا ہو اس کی کھال، بال، اون وغیرہ سے بھی بنائے گئے لباس میں پڑھی جانے والی نماز باطل ہے، لیکن حلال گوشت جانور کے بال، کھال، اون وغیرہ کے لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ اسے تذکیہ کیا گیا ہو اسی بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ذکر ہیں:

حدثناعلی بن احمدرحمہ اللہ قال: حدثنامحمدبن عبداللہ بن محمدبن اسماعیل باسنادیرفعہ الیٰ ابی عبداللہ علیہ السلام قال: لایجوزالصلاۃ فی شعرووبرمالایوکل لحمہ لانّ اکثرھامسوخ۔[۳]

حرام گوشت جانور کی کھال وبال میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ جانور کہ جن کا گوشت کھانا حرام ہے ان میں سے اکثر جانور مسخ شدہ ہیں۔

---

۱)سورہ طٰہٰ / آیت ۱۲

۲)من لایحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ص ۲۴۸

۳)علل الشرایع / ص ۳۴۲

مردکا لباس سونے اورخالص ریشم کا نہ ہو

مردکا لباس سونے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کیونکہ مردوں کا اپنے آپ کوسونے سے زینت دیناحرام ہے مثلاسونے کی انگوٹھی یازنجیرپہننا،گھڑی کا بندسونے کاہونایہ سب نمازاورغیرنمازحالت میں حرام ہیں خواہ وہ سونے کی چیزیں ظاہرہوں یاپنہاں ہوں نمازباطل ہے لیکن عورتوں اورلڑکیوں کے لئے نمازاورغیرنمازکی حالت میں اپنے آپ کوسونے سے زینت دیناجائزہے ۔

سونے کے تاروں سے بنے ہوئے لباس مردوں کے لئے حرام ہیں،خواہ ظاہرہوں یاپنہاں ہوں ،اگرکسی کااندرونی لباس مثلابنیان وغیرہ سونے سے بناہوااوروہ دکھائی نہ دیتاہوتوتب بھی نمازباطل ہے یعنی معیارسوناپہنناہے خواہ وہ دکھائی دیتاہویانہ عن ابی عبدالله(ع قال:قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لامیرالمومنین (ع:لاتختم بالذهب فانّه زینتک فی الآخرة ـ[۱]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)امیرالمومنین علی ابن ابی طالب +سے فرماتے ہیں:سونے کی انگوٹھی نہ پہنناکیونکہ یہ تمھارے لئے آخرت کی زینت ہے۔.

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:الحدید انه حلیة اهل النار ، والذهب حلیة اهل الجنة ، وجعل الله الذهب فی الدنیازینة النساء فحرم علی الرجال لبسه والصلاة فیه. امام صادق فرماتے ہیں:لوہا اہل جہنم کازیورہے اور سونا اہل بہشت کازیورہے اورخداوندعالم نے دنیامیں سونے کوعورت کازیورقراردیاہے اورمردکے لئے سوناپہننااوراس میں نمازپڑھنا حرام ہے ـ[۲]

نمازی کے لئے مستحب ہے کہ نمازپڑھتے وقت تحت الحنک کے ساتھ سرپر عمامہ لگائے ،دوش پرعباڈآلے خصوصاً پیش نماز،پاکیزہ اورسفیدلباس پہنے، عطر و خوشبو لگائے ، عقیق کی انگوٹھی پہنے۔

---

۱)کافی /ج/۶/ص ۴۶۸

۲)تہذیب الاحکام/ج/۱/ص ۲۲۷

مستحب ہے کہ جب انسان اپنے گھر سے نماز کے لئے مسجد کی طرف روانہ ہو تو بہترین لباس پہن کر اور عطر وخوشبو لگاکر مسجد میں آئے اور اگر گھر میں بھی نماز پڑھے تو خشبو لگاکر نماز پڑھے، عورت کے لئے مستحب ہے کہ جب گھر میں نماز ادا کرے تو عطر خوشبو کا استعمال کرے، عطر لگاکر نماز پڑھنے کے بارے میں روایت میں آیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکعتان علیٰ اثرطیب افضل من سبعین رکعة لیست کذلک [۱]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: خوشبو کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا ان ستر رکعت نمازوں سے افضل ہیں جو عطر لگائے بغیر پڑھی جاتی ہیں۔ قال الرضاعلیه السلام :کان یعرف موضع جعفرعلیه السلام فی المسجد بطیب ریحه وموضع سجوده ۔[۲]

حضرت امام صادق کے بارے میں امام رضا فرماتے ہیں: کہ امام صادق کی محل نماز و سجدہ کو مسجد میں ان کی خوشبو کے ذریعہ پہچان لیا جاتا تھا۔ حسین دیلمی نے اپنی کتاب "ہزارویک نکتہ درباره "میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام زین العابدین جب بھی نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے اور محل نماز پر کھڑے ہوتے تھے تو) اپنے آپ کو اس عطر سے جو آپ کے مصلّے میں رکھا رہتا تھا معُطّر کرتے تھے۔[۳]

حمام، گِل، نمک زار زمین، کسی بیٹھے یا کھڑے ہوئے انسان کے مقابلے میں، کھلے ہوئے دروازے کے سامنے، شاہروں اور سڑکوں پر، گلیوں میں جبکہ آنے جانے والے کے لئے باعث زحمت نہ ہو، اگر باعث زحمت ہو تو حرام ہے، آگ اور چراغ کے سامنے ،باورچی خانہ میں، جہاں اگ کی بھٹی ہو، کنویں کے سامنے، ایسے گڑھے کے سامنے کہ جہاں حمام ولیٹرین وغیرہ کا پانی پہنچتا ہے، ذی روح کی تصویر یا مجسمہ کے سامنے، جس کمرہ میں مجنب موجود ہو، قبر کے اوپر یا قبر کے سامنے یا قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قال: عشرة مواضع لایصلی فیها: الطین والماء والحمام والقبورومسان الطریق وقری النمل ومعاطن الابل ومجری الماء والسبخ والثلج.

امام صادق فرماتے ہیں: دس مقام ایسے کہ جہاں نماز نہ پڑھی جائے : گِل، پانی، حمام، قبور، گذرگاہ، چیونٹی خانہ ، اونٹوں کی جگہ ،(گندے) پانی کی نالی یا گڑھے کے پاس ، نمک زار زمین پر، برف پر۔[۴]

۱۔) آثار الصادقین / ج ۱۲ / ص ۱۰۲

۲۔) مکارم الاخلاق / ص ۴۲

۳۔) ہزارویک نکتہ درباره نماز / ش ۲۲۳ / ص ۶۹

۴) وسائل الشیعہ / ج ۳ / ص ۴۴۱

عن معلی بن خنیس قال:سئلت اباعبداللہ علیہ السلام عن الصلاۃ علی ظھرالطریق؟فقال:لا،اجت نبواالطریق.

معلی بن خنیس سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے راستے پر نماز کے پڑھنے کے بارے میں سوال کیاتوآپ نے فرمایا: صحیح نہیں ہے ،او رفرمایا:راستے پر نمازپڑھنے سے پرہیزکرو۔[1]

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:لاتصل فی بیت فیہ خمرولامسکرلان الملائکۃ لاتدخلہ. امام صادق فرماتے ہیں:کسی ایسے گھرنمازنہ پڑھوکہ جس میں شراب یاکوئی مسکرشے مٔوجودہوکیونکہ ایسے گھروں میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے ہیں۔[2]

---

۱)وسائل الشیعہ/ج۳/ص۴۴۶

۲)استبصار/ج۱/ص۱۸۹

مسجد

مسجد کی اہمیت

مسجد روئے زمین پر اللہ کا گھر ہے اور زمین کی افضل ترین جگہ ہے ، اہل معارف کی جائےگاہ اور محل عبادت ہے، صدر اسلام سے لے کر آج تک مسجد ایک دینی و الٰہی مرکز ثابت ہوئی ہے، مسجد مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کا محور ہے اور ان کے لئے بہترین پناہگاہ بھی ہے، مسجد خانہ ہدایت و تربیت ہے مسجد مومنین کے دلوں کو آباد اور روحوں کو شاد کرتی ہے اور مسجد ایک ایسا راستہ ہے جو انسان کو بہشت اور صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے ۔ دین اسلام میں مسجد ایک خاص احترام و مقام رکھتی ہے ، کسی بھی انسان کو اس کی بے حرمتی کرنے کا حق نہیں ہے اور اسکا احترام کرنا ہر انسان پر واجب ہے ۔ ابو بصیر سے مروی ہے: میں نے حضرت امام صادق سے سوال کیا کہ: مسجدوں کی تعظیم واحترام کا حکم کیوں دیا گیا ہے ؟ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا:

انّما امر بتعظیم المساجد لانّها بیوت اللّٰہ فی الارض ۔(۱)

مسجدوں کے احترام کا حکم اس لئے صادر ہوا ہے کیونکہ مسجدیں زمین پر خدا کا گھر ہیں اور خدا کے گھر کا احترام ضروری ہے ۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اپنے ایک طولانی خطبہ اور گفتگو میں ارشاد فرماتے ہیں: من مشیٰ الی مسجد من مساجد اللّٰہ فلہ بکل خطوۃ خطاھا حتی یرجع الی منزلہ عشر حسنات ،ومحی عنہ عشر سیئات ، ورفع لہ عشر درجات.

ہر وہ جو شخص کسی مسجد خدا کی جانب قدم اٹھائے تو اس کے گھر واپسی تک ہر اٹھنے والے قدم پر دس نیکیاں درج لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں اس نامہ أعمال سے محو کردی جاتی ہیں اور دس درجہ اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے ۔(۲)

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ: من کان القرآن حدیثہ والمسجد بیتہ بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ.

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جس شخص کی گفتگو قرآن کریم ہو اور مسجد اس کا گھر ہو تو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایک عالیشان گھر تعمیر کرتا ہے ۔(۳)

---

۱) علل الشرئع / ج ۲/ ص ۳۱۸

۲). ثواب الاعمال / ص ۲۹۱

۳). تہذیب الاحکام / ج ۳/ ص ۲۵۵

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:من مشی الی المسجد لم یضع رجلاعلی رطب ولایابسالّاسبحت لہ الارض الی الارض السابعة.

امام صادق فرماتے ہیں:جو شخص مسجد کی طرف قدم اٹھائے اب وہ زمین کی جس خشک وترشے پُھی قدم رکھے توساتوزمین تک ہرزمین اس کے لئے تسبیح کرے گی۔.(۱)

عن الصادق علیہ السلام:ثلٰثة یشکون الی اللہ عزوجل مسجدخراب لایصلی فیہ اھلہ وعالم بین الجھال ومصحف معلق قدوقع علیہ غبارلایقرء فیہ۔(۲)

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: تین چیزیں اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں شکوہ کرتی ہیں:

۱۔ویران مسجدکہ جسے بستی کے لوگ آباد نہیں کرتے ہیں اور اس میں نماز نہیں پڑھتے ہیں

۲۔وہ عالم دین جو جاہلوں کے درمیان رہتا ہے اور وہ لوگ اس کے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں

۳۔ وہ قرآن جو کسی گھر میں گرد وغبار میں آلودہ بالائے تاق رکھا ہوا ہے اور اہل خانہ میں سے کوئی شخص اس کی تلاوت نہیں کرتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :من سمع النداء فی المسجد فخرج من غیرعلة فھومنافق الّاان یریدالرجوع الیہ۔(۳)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: منافق ہے وہ شخص جو مسجد میں حاضر ہے اور اذان کی آواز سن کر بغیر کسی مجبوری کے نماز نہ پڑھے اور مسجد سے خارج ہو جائے مگر یہ کہ وہ دوبارہ مسجد میں پلٹ آئے۔

---

۱)تہذیب الاحکام/ج ۳/ص ۲۵۵

۲.)سفینة البحار/ج ۱/ص ۶۰۰

۳.)امالی(شیخ صدوق)/ص ۵۹۱

قال رسول الله صلی الله علیه وآله :ان اللهجل جلاله اذارا ئ اهل قریة قداسرفوافی المعاصی وفیهاثلاثة نفرمن المومنین ناداهم جل جلاله وتقدست اسمائه:یااهل معصیتی !لولامَن فیکم مِن المومنین المتحابّین بجلالی العامرین بصلواتهم ارضی ومساجدی والمستغفرین بالاسحارخوفاًمِنّی ،لَاَنزَلْتُ عَذَابِیْ ثُمَّ لااُبَالِی ۔(۱)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جب خداوندعالم کسی بستی کے لوگوں کوگناہوں میں آلودہ دیکھتاہے اور اس بستی میں فقط تین افرادمومن باقی رہ جاتے ہیں تواس وقت خدائے عزوجل ان اہل بستی سے کہتاہے:

اے گنا ہگار انسانو ! اگر تمھارے درمیان وہ اہل ایمان جومیری جلالت کے واسطے سے ایک دوسرے کودوست رکھتے ہیں، اورمیری زمین ومساجدکواپنی نمازوں کے ذریعہ آبادرکھتے ہیں، اورمیرے خوف سے سحرامیں استغفارکرتے ہیں نہ ہوتے تومیں کسی چیزکی پرواہ کئے بغیرعذاب نازل کردیتا۔

وہ لوگ جو مسجدکے ہمسایہ ہیں مگراپنی نمازوں کومسجدمیں ادانہیں کرتے ہیں ان کے بارے میں چندروایت ذکرہیں:

قال النبی صلی الله علیه وآله:لاصلاة لجارالمسجدالاّفی المسجده۔(۲).

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:مسجدکے ہمسایوں کی نمازقبول نہیں ہوتی ہے مگریہ کہ وہ اپنی نمازوں کو اپنی مسجدمیں اداکریں۔

عن الصادق علیه السلام انه قال::شکت المساجدالی الله الّذین لایشهدونهامن جیرانهافاوحی الله الیهاوعزتی جلالی لاقبلت لهم صلوة واحدة ولااظهرت لهم فی الناس عدالة ولانالتهم رحمتی ولاجاورنی فی الجنة ۔(۳)

حضرت امام صادق فرماتے ہیں:مسجدوں نے ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے ہمسایہ ہیں اوربغیرکسی مجبوری کے نماز کے لئے مسجدمیں حاضرنہیں ہوتے ہیں درگاہ خداوندی میں شکایت کی ،خداوندعالم نے ان پر الہام کیا اور فرمایا: میں اپنے جلال وعزت کی قسم کھاکرکہتاہوں، میں ایسے لوگوں کی ایک بھی نمازقبول نہیں کرتاہوں اوران کو معاشرے میں اورنیک اورعادل آدمی کے نام سے شہرت وعزت نہیں دیتاہوں اوروہ میری رحمت سے بہرہ مندنہ ہونگے اوربہشت میں میرے جوارمیں جگہ نہیں پائیں گے۔

---

۱)علل الشرایع/ج۲/ص۵۲۲

۲)وسائل الشیعه/ج۳/ص۴۷۸

۳)سفینة البحار/ج۱/ص۶۰۰

عن ابی جعفرعلیه السلام انه قال:لاصلاة لمن لایشهدالصلاة من جیران المسجد الّامریض ا ؤمشغول.

امام محمدباقر فرماتے ہیں:ہروہ مسجدکاہمسایہ جونمازجماعت میں شریک نہیں ہوتاہے اس کی نمازقبول نہیں ہوتی ہے مگریہ کہ وہ شخص مریض یاکوئی عذرموجہ رکھتاہو۔[1]

مسجدکوآبادرکھنااورکسی نئی مسجدکی تعمیرکرنابہت زیادہ ثواب ہے،اگرکوئی مسجدگرجائے تواس کی مرمت کرنابھی مستحب ہے اوربہت زیادہ ثواب رکھتاہے، اگر مسجدچھوٹی ہے تواس کی توسیع کے لئے خراب کرکے دوبارہ وسیع مسجدبنانابھی مستحب ہے ﴿اِنَّمَایَعْمُرُمَسٰاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِوَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلّااللّٰہَ فَعَسٰیٰ اُوْلٰئِکَ اَنْ یَکُوْنُوامِنَ الْمُھْتَدِیْنَ﴾ .[2]

اللہ کی مسجدوں کوصرف وہ لوگ آبادکرتے ہیں جو خدا اور روزآخرت پر ایمان رکھتے ہیں اورجنھوں نے نمازقائم کی ہے اورزکات اداکی ہے اور خداکے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو عنقریب ہدایت یافتہ لوگوں میں شمارکئے جائیں گے۔

عن ابی عبیدة الحذاء قال سمعت اباعبدالله علیه السلام یقول :من بنیٰ مسجدا بنی اللهله بیتاًفی الجنة۔[3]

ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کویہ فرماتے سناہے:ہروہ شخص جوکسی مسجدکی بنیادرکھے توخداوندعالم اسکے لئے بہشت میں ایک گھربنادیتاہے ۔

تاریخ میں لکھاہے کہ جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ پہنچے توآپ نے سب سے پہلے ایک مسجدکی بنیادرکھی (جو مسجد النبی کے نام سے شہرت رکھتی ہے)اوراس کے تعمیرہونے کے بعدحضرت بلال / نے اس میں بلندآوازسے لوگوں کونمازکی طرف دعوت دینے کاحکم دیا ۔

---

۱). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۷۶

۲.)سورہ توبہ/آیت ۱۸

۳)تہذیب الاحکام /ج ۳/ص ۲۶۴

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:اذادخل المهدی علیه السلام الکوفة قال الناس: یاابن رسول الله(ص انّ الصلاة معک تضاهی الصلاة خلف رسول الله(ص، وهذا المسجد لایسعنا فیخرج الی العزی فیخط مسجدا له الف باب یسع الناس ویبعث فیجری خلف قبر الحسین علیه السلام نهرایجری العزی حتی فی النجف.

امام صادق فرماتے ہیں:جب امام زمانہ (ظہور کے بعد)کوفہ میں وارد ہونگے تو وہاں کے لوگ آپ سے نماز پڑھانے کی فرمائش کریں گے ،اورکہیں گے آپ پیچھے نماز پڑھنا رسول خدا(ص)کے پیچھے نماز پڑھنے کے مانند ہے مگر یہ مسجد بہت چھوٹی ہے پ،یہ سن کرامام (علیہ السلام) عزیٰ کے جانب حرکت کریں گے اورزمین ایک خط کھینچ کر مسجد کا حصار بنائیں گے اوراس مسجد کے ہزاردروازے ہونگے جس میں تمام (شیعہ)لوگوں کی گنجائش کی جگہ ہوگی اورسب لوگ اس میں حاضر ہوجائیں،امام حسینکی قبر مطہرکی پشت سے ایک نہرجاری ہوگی جوعزی تک پہنچے گی یہاں تک کہ شہر نجف میں بھی جاری ہوگی۔(۱)

.عن ابی عبدالله علیه السلام قال:ان قائمنااذاقام یبنی له فی ظهرالکوفة مسجدله الف باب.

امام صادق فرماتے ہیں:جب امام زماں قیام کریں گے توپشت کوفہ میں ایک مسجد تعمیر کریں گے جسکے ہزاردروازے ہونگے ۔(۲)

مساجد فضیلت کے اعتبار سے

سنت موکدہ ہے کہ انسان اپنی نمازوں کو مسجدمیں اداکرے اور مسجدوں میں سب سے افضل مسجدالحرام ہے جس میں نماز پڑھنا سوہزارثواب رکھتاہے اس کے بعد مسجدالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ)ہے اس کے مسجدکوفہ اس کے بعد بیت المقدس اس کے بعدہرشہرکی جامع مسجداس کے بعد محلہ اوربازارکی مسجدہے اورجیسے ہی مسجدمیں داخل ہوتودورکعت نماز تحیت مسجدپڑھے۔

عن النبی صلی الله علیه انه قال:اذادخل احدکم المسجد فلایجلسحتی یصلی رکعتین

رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں:تم میں جب بھی کوئی شخص مسجدمیں داخل ہو تو محل نماز پر بیٹھنے سے پہلے دورکعت نماز(تحیت مسجد)پڑھے ۔(۳)

---

۱) بحارالانوار/ج ۹۷/ص ۳۸۵

۲). بحارالانوار/ج ۹۷/ص ۳۸۵

۳) المبسوط/ج ۸/ص ۹۰

مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا ثواب

عن ابی جعفرعلیه السلام انه قال:من صلی فی المسجد الحرام صلاة مکتوبة قبل اللهبهامنه کل صلاة صلاهامنذیوم وجبت علیه الصلاة وکل صلاة یصلیهاالی ان یموت.

امام باقر فرماتے ہیں:جو شخص مسجد الحرام میں ایک واجب کوادا کرے توخداوندعالم اس کی ان تمام نمازوں کوجواس نے واجب ہونے کے بعد سے اب تک انجام دی ہیں قبول کرتا ہے اوران تمام کوبھی قبول کرلیتا ہے جووہ آئندہ مرتے دم تک انجام دے گا۔.[۱]

قال محمدبن علی الباقرعلیه السلام: صلاة فی المسجدالحرام ا فضل من مئة الف صلاة فی غیره من المساجد۔[۲]

امام باقر فرماتے ہیں:مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنادوسری مسجدوں میں سوہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔

مسجد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ)میں نماز پڑھنے کا ثواب

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:صلاة فی مسجدی تعدل عندالله عشرة آلاف فی غیره من المساجدالّامسجدالحرام فانّ الصلاة فیه تعدل ما ئة ا لف صلاة۔

(ا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:میری مسجد(مسجد النبی)میں ایک نماز پڑھنا مسجد الحرام کے علاوہ دوسری مساجدمیں ایک ہزارنمازپڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مسجد الحرام میں ایک نمازپڑھنادوسری مساجدمیں سوہزارنمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔[۳] .

قال ابوعبدالله علیه السلام : صلاة فی مسجد النبی صلی الله علیه وآله تعدل بعشرة آلاف صلاة.

امام صادق فرماتے ہیں:مسجد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ)میں ایک نمازپڑھناہزارنمازوں کے برابرہے۔[۴]

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۲۸

۲)ثواب الاعمال/ص ۳۰.

۳)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۲۸

۴).کافی/ج ۴/ص ۵۵۶

مسجد کوفہ میں نماز پڑھنے کا ثواب

مسجد کوفہ وہ مسجد ہے کہ جس ایک ہزار انبیاء اور ایک ہزار اوصیاء نے نمازیں پڑھیں ہیں، وہ ت نور بھی اسی مسجد میں ہے کہ جس سے حضرت نوح کے زمانے میں پانی کا چشمہ جاری ہوا اور پوری دنیا میں پانی ہی پانی ہوگیا تھا، یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں سے کشتی نوح (علیہ السلام) نے حرکت کی اور اس میں سوار ہونے والے لوگوں نے نجات پائی، یہ وہ مسجد ہے کہ جسے معصومین نے جنت کا ایک باغ قرار دیا ہے، یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں امام اول علی ابن ابی طالب کو شہید کیا گیا ہے، اس مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں روایت میں ایا ہے:

عن محمدبن سنان قال: سمعت اباالحسن الرضاعليه السلام يقول:الصلاة فی مسجدالكوفة فردا أفضل من سبعين صلاة فی غيرها جماعة ـ

محمدبن سنان سے مروی کہ میں نے امام علی رضا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: مسجد کوفہ میں فرادیٰ نماز پڑھنا (بھی) دوسری مساجد میں جماعت سے ستر نمازیں پڑھنے سے افضل ہے ۔[(۱)]

عن المفضل بن عمرعن ابی عبدالله عليه السلام قال:صلاة فی مسجدالكوفة تعدل الف صلاة فی غيره من المساجدـ

مفضل ابن عمر سے مروی کہ امام صادق فرماتے ہیں: مسجد کوفہ میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں جماعت سے پڑھنے سے افضل ہے ۔[(۲)]

عن ابی جعفرعليه السلام قال:صلاة فی مسجدالكوفة،الفريضة تعدل حجة مقبولة والتطوع فيه تعدل عمرة مقبولة

امام محمدباقر فرماتے ہیں: مسجد کوفہ میں ایک واجب نماز پڑھنا ایک حج مقبولہ کا ثواب ہے اور ایک مستحبی نماز پڑھنا ایک عمرہ مقبولہ کا ثواب ہے۔[(۳)]

---

۱). بحارالانوار/ج ۸۰/ص ۳۷۲

۲). ثواب الاعمال/ص ۳۰

۳.) کامل الزیارات/ص ۷۱

امام صادق سے مروی ہے: حضرت علی مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہا: "السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "امام علی (علیہ السلام) نے اس کے سلام کے جواب دیا، اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ پر قربان جاؤں، میں نے مسجد الاقصیٰ جانے کا ارادہ کیا ہے، لہٰذا میں نے سوچا کہ آپ کو سلام اور خدا حافظی کرلوں، امام (علیہ السلام) نے پوچھا: تم نے کس سبب سے وہاں جانے کا قصد کیا ہے؟ جواب دیا: خدا کا فضل کرم ہے اور اس نے مجھے ات نی مال ودولت عطا کی ہے یبفلسطین جا کر واپسآ سکتا ہوں، پسامام (علیہ السلام) نے فرمایا:

فبع راحلتک وکلّ ذادک وصلّ فی هذاالمسجدفانّ الصلاة المکتوبة فیه مبرورةوالنافلة عمرة مبرورة۔

تم اپنے گھوڑے اورزادسفر کوفروخت کردو اور اس مسجد کوفہ میں نماز پڑھو کیونکہ اس مسجد میں ایک واجب نماز ادا کرنا ایک مقبولی حج کے برابر ثواب رکھتا ہے اور مستحبی نماز پڑھنا ایک مقبولی عمرہ کے برابر ثواب رکھتا ہے۔[1]

قال النبی صلی الله علیه وآله:لمااسری بی مررت بموضع مسجدکوفة واناعلی البراق ومعی جبرئیل علیه السلام فقال: یامحمد!انزل فصل فی هذاالمکان ، قال: فنزلتُ فصلیتُ.

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جب مجھے آسمانی معراج کے لئے لے جایا گیا تو میں براق پہ سوار تھا اور جبرئیل (علیہ السلام) بھی میرے ساتھ تھے، جب ہم مسجد کوفہ کے اوپر پہنچے تو جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھ سے کہا: اے محمد! زمین پر اتر جاؤ اور اس جگہ پر نماز پڑھو، میں زمین پر نازل ہوا اور (مسجد کوفہ میں) نماز پڑھی۔[2]

---

۱). کافی/ج ۱/ص ۴۹۱

۲). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۳۱

حرم آئمہ اطہار میں نماز پڑھنے کا ثواب

آئمہ اطہار کے حرم میں نماز پڑھنا بہت ہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے، یہ وہ مقامات ہیں کہ جہاں نماز پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے، دعائیں مستجاب ہوتی ہیں، روایات میں ایا ہے کہ امام علی کے حرم میں ایک نماز پڑھنا دولاکھ نمازوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ حرم آئمہ اطہار میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے بارے میں دعا کے باب میں ذکر کریں گے۔

مسجد قبا اور مسجد خیف میں نماز پڑھنے کا ثواب

مدینہ میں ایک مسجد قبا ہے کہ جس کی بنیاد روز اول تقویٰ وپرہیزگاری پر رکھی گئی ہے، مسجد فضیح جسے مسجد ردّشمس بھی کہاجاتا ہے اسی مسجد کے پاس ہے مسجد قبامیں نماز پڑھنے کے بارے میں روایت میں ایا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله:من اتیٰ مسجدی مسجدی قبافصلی فیه رکعتین رجع بعمرة

.نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص میری مسجد مسجد قبامیں دو رکعت نماز پڑھے وہ ایک عمرہ کے برابر ثواب لے کروا پسہوتا ہے۔[1]

مسجد خیف وہ مسجد ہے کہ جو منی میں واقع ہے اور اس مسجد میں ایک ہزار انبیاء نے نمازیں پڑھی ہیں اور بعض روایت کے مطابق اس میں سات سو انبیائے الٰہی نے نماز پڑھی ہیں معاویہ ابن عمار سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے معلوم کیا:اس مسجد کو مسجد کہنے وجہ کیا ہے ؟

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: لانه مرتفع عن الوادی وکل ماارتفع عن الوادی سمی خیفا.کیونکہ یہ مسجد وادی منی کی بلندجگہ ہے اور وادی میں جو چیز بلند ہوتی ہے اسے خیف کہتے ہیں[2]

عن ابوجمزة الثمالی عن ابی جعفرعلیه السلام انه قال:من فی مسجد الخیف بمنی مئة رکعة قبل ان یخرج منه عدلت سبعین عاما ومن سبح فیه مئة تسبیحة کتب له کاجرعتق رقبة

.ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے امام باقر فرماتے ہیں:جو شخص مسجد خیف میں منی میں اس سے باہر آنے سے پہلے سو رکعت نماز پڑھے اس کی وہ نماز ستر سال کی عبادت کے برابر ثواب رکھتی ہے اور جو شخص اس میں سو مرتبہ تسبیح پروردگار کرے اس کے لئے راہ خدا میں ایک غلام آذار کرنے کا ثواب لکھاجاتا ہے۔[3]

---

١).من لایحضرہ الفقیہ/ج ١/ص ٢٢٩

٢).علل الشرائع/ج ٢/ص ۴٣۶

٣)من لایحضرہ الفقیہ/ج ١/ص ٢٣٠

مسجد سہلہ میں نماز پڑھنے ثواب

مسجد سہلہ کوفہ میں واقع ہے ،جس میں حضرت ابراہیماور حضرت ادریس کا گھر ہے ،روایت میں ایا ہے کہ وہ سبز پتھر کہ جس پر تمام انبیائے کرام کی تصویر بنی ہے اسی مسجد میں واقع ہے اور وہ پاک پتھر بھی اسی مسجد میں ہے کہ جس کے نیچے کی خاک سے خداوندعالم نے انبیاء کو خلق کیا ہے۔

عن الصادق علیه السلام قال:اذادخلت الکوفة فات مسجدالسهلة فضل فیه واسئل الله حاجتک لدینک ودنیاک فانّ مسجدالسهلة بیت ادریس النبی علیه السلام الذی یخیط فیه ویصلی فیه ومن دعالله فیه بمااحبّ قضی له حوائجه ورفعه یوم القیامة مکاناعلیاالی درجة ادریس علیه السلام واجیرمن الدنیاومکائد اعدائه.

امام صادق فرماتے ہیں:جب آپ شہر کوفہ میں داخل ہوں اور مسجد سہلہ کا دیدار کریں تو مسجد میں ضرور جائیں اور اس میں مقامات مقدسہ پر نماز پڑھیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی دینی اور دنیاوی مشکلات کو حل کرنے کی دعا کریں ،کیونکہ مسجد سہلہ حضرت ادریس کا گھر ہے جسمیں خیاطی کرتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے جو شخص اس مسجد میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر اس چیز کے بارے میں جسے وہ دوست رکھتا ہے دعا کرے تو اس کی وہ حاجت پوری ہوگی اور روزقیامت حضرت ادریس کے برابر میں ایک بلند مقام سے برخوردار ہوگا اور اس مسجد میں عبادت کرنے اور نیازمندی کا اظہار کرنے کی وجہ سے دنیاوی مشکلیں اور دشمنوں کے شر سے خدا کی امان میں رہے گا۔[1]

روی ان الصادق علیه السلام انه قال:مامن مکروب یاتی مسجدسهلة فیصلی فیه رکعتین بین العشائین ویدعوالله عزوجل الّاافرج الله کربته.

امام صادق فرماتے ہیں:ہروہ شخص جو کسی بھی مشکل میں گرفتار ہو مسجد سہلہ میں ائے اور نماز مغرب وعشا کے میں درمیان دورکعت نماز پڑھ کر خدائے عزوجل سے دعا کرے تو خداوندعالم اس کی پریشانی دور کردے گا۔[2]

قال علی بن الحسین علیهماالسلام :من صل فی مسجدالسهلة رکعتین ، زادالله فی عمره سنتین.

امام زین العابدین فرماتے ہیں:جو شخص مسجد سہلہ میں دورکعت نماز پڑھے ،خداوندعالم اس کی عمر میں دوسال کا اضافہ کردیتا ہے۔[3]

---

۱) بحارالانوار/ج ۱۱ /ص ۲۸۰

۲).تہذیب الاحکام/ج/۶/ص ۳۸

۳).مستدرک الوسائل /ج/۳/ص ۴۱۷

مسجد براثا میں نماپڑھنے کاثواب

مسجد براثاعراق کے شہربغدامیں واقع ہے، اس مسجدکی چند فضیلت یہ ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ کی زمین ہے ،جب حضرت علی جنگ نہروان سے واپس ہورہے تھے اوراس جگہ پرپہنچے توآپ نے یہاں پرنمازپڑھی اور حسن وحسین نے بھی اس مسجدمیں نمازپڑھی ہے ،اس مسجدمیں ایک پتھرہے کہ جس پرحضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کوقراردیاتھا،اسی جگہ پرحضرت مریم کے لئے چشمہ جاری ہواتھا،یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت علی کے لئے سورج پلٹااورآپ نے نمازعصرکواس کے وقت میں اداکیا، اورکہاجاتاہے کہ حضرت یوشع اسی مسجدمیں دفن ہیں(۱)

بیت المقدس، مسجدجامع، محلہ وبازارکی مسجدمیں نمازپڑھنے کاثواب

عن السکونی عن جعفربن محمدعن آبائہ عن علی علیہم السلام قال:صلاة فی البیت المقدس تعدل ا لٔف صلاة ، وصلاة فی مسجدالاعظم مائة صلاة ، وصلاة فی المسجدالقبیلة خمس وعشرون صلاة ، وصلاة فی مسجدالسوق اثنتاعشرة صلاة ، وصلاة الرجل فی بیتہ وحدہ صلاة واحد۔

حضرت علی فرماتے ہیں:بیت المقدس میں ایک نمازپڑھناہزارنمازوں کے براجرہے اورشہرکی جامع مسجدمیں ایک نمازپڑھناسونمازوں کے برابرہے اورمحلہ کی مسجدمیں ایک نمازپڑھنا پچیس نمازوں کے برابرہے اوربازارکی مسجدمیں ایک نمازپڑھنابارہ نمازوں کے بابرہے اورگھرمیں ایک نمازپڑھناایک ہی نمازکاثواب رکھتاہے ۔(۲)

مسجدکے میں مختلف حصوں میں نمازپڑھنے کی وجہ

جب انسان مسجدمیں جائے اوراپنی نمازکی جگہ کوبدلنا مستحب ہے یعنی دوسری کودوسری پرپڑھے

عن الصادق جعفربن محمد علیہما السلام انّہ قال:علیکم بِاتْیان الْمساجد فانّھابیوت اللہ فی الارض،مَن اَتاھامتطھراًطَھرہ اللہ مِن ذنوبہ،وکتب من زوّارہِ، فاکثروفیھامن الصلاة والدعاء وصلوا المساجدفی بقاع المختلفة فان کل بقعة تشھد للمصلی علیھایوم القیامة تم مسجدمیں حاضر ہوا کروکیونکہ مسجدیں زمین پرخداکاگھرہیں پس جو شخص طہارت کے ساتھ مسجدمیں داخل ہوتا ہے خداوندعالم اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کا نام زائرین خدا میں لکھاجاتاہے پس تم مسجدمیں بہت زیادہ نمازیں پڑھاکرواوردعائیں کرواور مسجدمیں مختلف جگھوں پرنمازپڑھاکروکیونکہ مسجدکاہرقطعہ روزقیامت اپنے اوپرنمازپڑھنے والے کے لئے نمازکی گواہی دے گا(۳)

---

۱) رہنمائے زائرین کربلا/ص ۲۵---۲)ثواب الاعمال /ص ۳۰

۳)امالی(شیخ صدوق)/ص ۴۴۰

مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دائیں قدم رکھنے کی وجہ

مستحب ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھیں اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں قدم باہر رکھیں کیونکہ داہنا قدم بائیں قدم سے اشرف ہوتا ہے، اور تا کہ خداوند عالم اسے اصحاب یمین میں قرار دے اور قدم رکھتے وقت بسم اللہ کہیں، حمد وثنائے الٰہی کریں محمد وآل محمد علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجیں اور خدا سے اپنی حاجتوں کو طلب کریں

عن یونس عنهم علیهم السلام قال قال:الفضل فی دخول المسجد ان تبدا بُرجلک الیمنی اذادخلت وبالیسری اذاخرجت.

یونس سے روایت ہے، معصوم (علیہ السلام) فرماتے ہیں: مسجد میں داخل ہونے کے لئے بہتر ہے کہ آپ دائیں پیر سے داخل ہوا کریں اور بائیں پیر سے باہر آیا کریں۔.[۱]

روایت میں ایا ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) مسجد میں داخل ہوتے تھے وقت "بسم اللہ اللھمّ صل علی محمد وآل محمد، واغفرلی ذنوذبی وافتح لی ابواب رحمتک" اور مسجد سے کے باہر آتے وقت دروازے کے پاس کھڑے ہوکر "اللھمّ اغفرلی ذنوذبی وافتح لی ابواب فضلک" کہتے تھے[۲]

اہل مدینہ کی ایک بزرگ شخصیت ابو حفص عطار سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جب بھی تم میں سے کوئی شخص نماز واجب پڑھے اور مسجد سے باہر آنے لگے تو دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ دَعَوْت نی فَاَجَبْتُ دَعْوَتَکَ وَصَلَّیْتُ مَکْتُوْبَتَکَ وَانْتَشَرْتُ فِیْ اَرْضِکَ کَمااَمَرْت نیْ فَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَمَلَ بِطَاعَتِکَ وَاجْت ناب مَعْصِیَتِکَ وَالْکِفَافَ مِنَ الرِّزْقِ بِرَحْمَتِکَ.

ترجمہ: بارالٰہا! تونے مجھے دعوت دی، پس میں نے تیری دعوت پر لبیک کہا اور تیرے واجب کو ادا کیا اور میں تیرے فرمان کے مطابق تیری زمین پر (روزی کی تلاش میں) نکلا، پس میں تیرے فضل وکرم سے تجھ سے اپنے عمل میں تیری اطاعت کی درخواست کرتا ہوں اور گناہ و معصیت سے دوری چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کے وسیلے سے رزق وروزی میں کفاف) چاہتا ہوں۔[۳]

---

۱) کافی/ج/۳/ص ۳۰۹

۲.) مستدرک الوسائل/ج ۳/ص ۳۹۴

۳.) وسائل الشیعہ/ج ۳/ص ۵۱۷

مسجد کے صاف وتمیز رکھنے کی وجہ

مسجدمیں جھاڑو لگانا اوراس کی صفائی کرنا سنت موکدہ ہے اوراسے نجس کرنا حرام ہے۔

مسجدمیںصفائی کرنے اوراس میں چراغ کے جلانے سے انسان کے دل میں نورانیت پیدا، خضوع وخشوع اورتقرب الٰہی ہوتی ہے اورلوگ اسے ایک اچھا انسان محسوب کرتے ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:من کنس فی المسجدیوم الخمیس لیلة الجمعة فاخرج منہ التراب قدرمایذر فی العین غفراللہ لہ۔[۱]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص جمعرات کے دن شب جمعہ مسجدمیں جھاڑولگائے اورآنکھ میں سرمہ لگانے کے برابرگردوخاک کو مسجدسے باہرنکالے توخداوندعالم اس کے گناہوں بخشدیتا ہے ۔

حکایت کی گئی ہے کہ ایک مجوسی اپنی کمرپر مجوسی کمربندباندھے اورسرپر مجوسی ٹوپی لگائے ہوئے مسجدالحرام میں داخل ہوا،جب وہ خانہ کعبہ کے گردگھوم رہاتھاتواس نے دیکھاکہ دیوارکعبہ پرکسی کا لعاب دہن لگاہواہے ،اس نے دیوارکعبہ سے لعاب دہن کوصاف کردیااورمسجدالحرام سے باہرنکل آیا،جیسے ہی وہ باہرآیاتوناگہان ہواکاایک تیزجھونکاآیااوراس کے سرپہ لگی ہوئی ٹوپی ہوامیں اڑھ گئی،اس نے اپنی ٹوپی کوہرچندپکڑنے کی کوشش کی مگروہ اس کے ہاتھ نہ آئی ،ناگاہ ہاتف غیبی سے ایک آوازاس کے کانوں سے ٹکرائی :جب تجھے ہمارے گھرپہ کسی کالعاب دہن لگے ہوئے دیکھناپسندنہیں ہے توہمیں بھی تیرے سرپرکفرکی نشانی لگے ہوئے دیکھناپسندنہیں ہے ،یہ بات سن کراس آتش پرست نے اپنی کمرسے وہ کمربندبھی کھول کرپھینک دیااورمسلمان ہوگیا۔[۲]

روایت میں آیاہے کہ ایک بوڑھی اوربےنوا عورت اس مسجدمیں کہ جس میں پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نمازپڑھتے تھے ، جھاڑو لگایا کرتی تھی اورمسجدکوصاف رکھتی تھی ،وہ عورت بہت ہی زیادہ غریب وفقیرتھی اورمسجدکے کسی ایک گوشہ میں سویا کرتی تھی ، نمازجماعت میں حاضرہونے والے لوگ اس کے لئے آب وغذاکا انتظام کرتے تھے ،ایک دن پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)اورمسجدمیں داخل ہوئے اوراس ضعیفہ کو مسجدمیں نہ پایاتومسجدموجودلوگوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا،حاضرین مسجدنے جواب دیا:

---

۱)ثواب الاعمال/ص ۳۱

۲)نماز،حکایتہاوروایتہا/ص ۱۴

یانبی اللہ! وہ عورت شب گذشتہ انتقال کر گئی ہے اور اسے دفن بھی کردیا گیا ہے، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) اس کے انتقال کی خبر سن کر بہت زیادہ غمگین ہوئے اور کہا: تم نے مجھ تک اس کے مرنے کی خبر کیوں نہیں پہنچائی تھی تم مجھے اس عورت کی قبر کا پتہ بتاؤ، ان لوگوں نے آنحضرت کو اس ضعیفہ کی قبر کا پتہ بتایا اور نماز کے بعد چند لوگ آپ کے ہمراہ اس کی قبر پر پہنچے، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اس کی قبر نماز پڑھنے کے لئے کہا، آنحضرت آگے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے لوگ صف باندھ کر پیچھے کھڑے ہوگئے اور سب نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز میت پڑھی اور) اس کی مغفرت کے لئے دعائیں مانگی ۔[۱]

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں انے کی کراہیت کی وجہ

مسجد میں کوئی ایسی چیز کھا کر آنا یا ساتھ میں لانا مکروہ ہے کہ جس کی بو سے مومنین کو اذیت پہنچے، لہسن یا پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں آنے سے پرہیز کیا جائے ۔

عن محمدبن مسلم عن ابی جعفرعلیه السلام قال:سئلته عن اکل الثوم فقال:انمانهی رسول صلی الله علیه واله عنه لریحه فقال:من اکل هذه البقلة المنت نة فلایقرب مسجدنا.

محمدابن مسلم سے مروی ہے کہ میں امام باقر سے لہسن کے بارے میں معلوم کیا تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ): نے اس کی بدبو کی وجہ سے (اسے کھا کر مسجد میں جانے کو) منع کیا ہے اور فرمایا ہے: جو شخص اس بدبودار گھاس کو کھائے تو وہ ہمارے مسجدوں کے قریب بھی نہ آئے ۔[۲]

عن محمدبن سان قال:سئلت اباعبدالله علیه السلام عن اکل البصل الکراث، فقال:لاباس باکله مطبوخاوغیرمطبوخ ،ولکن ان اکل منه ماله اذافلایخرج الی المسجد کراهیة اذاه علی من یجالس.

محمدابن سان سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے پیاز اور ترہ کے بارے میں سوال کیا تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: ان دو چیزوں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ پختہ استعمال کیا جائے یا غیر پختہ، لیکن اگر انھیں کھا کر مسجد میں نہ جائے کیونکہ اس کی بدبو سے مسجد میں بیٹھے والوں کو اذیت ہوتی ہے۔[۳]

---

۱)ہزار یک نکتہ دربارہ نماز/ش ۷۵۸/ ص ۲۳۸

۲)علل الشرائع/ج ۲/ص ۵۱۹

۳)علل الشرائع/ج ۲/ص ۵۲۰

مسجدوں کا اس طرح بلند بنانا کہ اس سے اطراف میں موجود گھروں کے اندرنی حصے نظر آتے ہوں مکروہ ہے

عن جعفربن محمد عن ابیه علیه السلام : انّ علیارا ئ مسجدا بالکوفة قدشرف فقال: کانھابیعة ،وقال:ان المساجدلاتشرف تبنی جما.

روایت میں آیاہے کہ حضرت علی نے کوفہ میں ایک مسجد کو اطراف کے گھروں سے بلند دیکھاتوآپ نے فرمایا:یہ گرجاگھر(معبدیہودونصاریٰ)ہے اورفرمایا: مسجدوں کوبلند نہیں بناناچاہئے بلکہ انھیں پست وکوتاہ بنایاجائے۔[۱]

قبلہ

جب بندہ مومن اس چیزکا علم رکھتاہے کہ خداوندعالم ہرجگہ اورہرسمت میں موجودہے،نہ اس کے رہنے کی کوئی جگہ مخصوص ہے وہ لامکان ہے ،ہم جدھربھی اپنا رخ رکھیں وہ ہمیں دیکھ رہاہے اورسن رہاہے پھرکیاضروری ہے کہ انسان کسی ایک مخصوص سمت رخ کرکے پروردگارکی عبادت کرے اوراس سے رازونیازکرے؟ صرف ظاہری طورسے جس طرف بھی کھڑے ہوکر نمازپڑھنے ،رکوع وسجودکرنے کوعبادت نہیں کہتے ہیں بلکہ باطنی طورسے بھی عبادت کرناضروری ہے یعنی دل کوپروردگارعالم کی طرف متوجہ کرناضروری ہے ،اگردل خداکی طرف نہ ہوتواسے عبادت نہیں کہتے ہیں

خداوندعالم یہی چاہتااوردوست رکھتاہے اوراسی چیزکاامرکرتاہے میرابندہ باطنی طورسے بھی میری ہی عبادت کرے اورظاہری طورکے علاوہ معنوی اعتبارسے بھی میری طرف توجہ رکھے اورغیرخداکاخیال بھی نہ کرے لہٰذاپروردگارنے زمین پرایک جگہ معین کیاتاکہ بندے اس طرف رخ کرکے اس کی عبادت کریں اوراپنے دل میںغیراخداکاارادہ بھی نہ کریں۔ خداوندعالم کی حمدوثنااور تسبیح وتقدیس کرنے میں کسی دوسرے کادل میں خیال بھی نہیں آناچاہئے بلکہ دل کوپروردگارکی طرف مائل رکھنازیادہ ضروری ہے ،کیونکہ اگرکتاب وسنت کی طرف رجوع کیاجائے توسب کاحکم یہی ہے کہ انسان رب دوجہاں کی عبادت کرنے میں اپنے دل کوبھی متوجہ رکھے بلکہ کتاب وسنت میں دل وباطن کوخداکی طرف متوجہ رکھنے کوزیادہ لازم قراردیاگیاہے

---

۱) علل الشرائع/ ۲/ص ۳۲۰

قرآن وسنت میں کسی چیز کو قبلہ قرار دینے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی اصلی وجہ دل وباطن کو خدا کی طرف توجہ کرنا مقصود ہے، تاکہ انسان کے تمام اعضاوجوارح یثبات پایا جائے کتاب وسنت میں ایک مخصوص سمت رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جب دل ایک طرف رہے گا تو اس یںزیادہ سکون واطمینان لیکن اگر اعضاوجوارح مختلف جہت وسمت میں ہوں تو پھر دل بھی ایک طرف نہیں رہے گا اور بارگاہ خداوندی میں حاضر نہیں رہ سکے گا اور عبادت میں اصلی چیز دل وباطن کو خدا کی طرف توجہ کرنا ہے اور وہ آیات وروایات کہ جن میں ذکر وعبادت اور تقوائے الٰہی اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے وہ سب قلب کے متوجہ ہونے کو لازم قرار دیتی ہیں۔

جس سمت رخ کرکے تمام مسلمان اپنی نمازوں اور عبادتوں کو انجام دیتے ہیں، اور جس کی طرف اپنے دلوں کو متوجہ کرتے ہیں اسے قبلہ کہا جاتا ہے اسی لئے کعبہ کو قبلہ کہا جاتا ہے کیونکہ تمام مسلمان اپنی نماز وعبادت کو اسی کی سمت انجام دیتے ہیں خانہ کعبہ مکہ مکرمہ میں واقع ہے جو پوری دنیا تمام مسلمانوں کا مرکز اور قبلہ ہے خانہ کعبہ کے بارے میں چند اہم نکات وسوال قابل ذکر ہیں:

۱۔خانہ کعبہ کو کعبہ کیوں کہا جاتا ہے؟

اس بارے میں روایت میں آیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں ائی اور انھوں نے آنحضرتسے چند سوال کئے، ان میں سے ایک یہودی نے معلوم کیا: کعبہ کو کعبہ کیوں کہا جاتا ہے؟ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: لانّھاوسط الدنیا۔ کیونکہ کعبہ دنیا کے درمیان میں واقع ہے۔[۱]

۲۔خانہ کعبہ کے چار گوشہ کیوں ہیں؟

یہودی نے بنی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے معلوم کیا: خانہ کعبہ کو چار گوشہ بنائے جانے کی وجہ کیا ہے؟

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: کلمات اربعہ (سبحان اللہ ، والحمدللہ ، ولاالہ الّاللہ ، واللہ اکبر) کی وجہ سے۔[۲]

---

۱). امالی (شیخ صدوق)/ص ۲۵۵

۲). امالی (شیخ صدوق)/ص ۲۵۵

روایت میں آیا ہے کہ کسی نے امام صادق سے معلوم کیا: کعبہ کو کعبہ کیوں کہا جاتا ہے ؟آپ نے فرمایا؟ کیونکہ کعبہ کے چار گوشہ ہیں، اس نے کہا: کعبہ کے چار گوشہ بنائے جانے کی وجہ کیا ہے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیونکہ کعبہ بیت المعمور کے مقابل میں ہے اور اس کے چار گوشہ (لہٰذا کعبہ کے بھی چار گوشہ ہیں) اس نے معلوم کیا: بیت المعور کے چار گوشہ کیوں ہیں؟ فرمایا: کیونکہ وہ عرش کے مقابل میں ہیں اور اس کے چار گوشہ ہیں (لہٰذا بیت المعمور کے بھی چار گوشہ ہیں) روای نے پوچھا: عرش کے چار گوشہ کیوں ہیں؟ فرمایا: کیوں وہ کلمات کہ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ چار ہیں جو کہ یہ ہیں:

سبحان الله ، والحمدلله ، ولااله الّاالله ، و الله اکبر.(۱)

۳۔خانہ کعبہ کو "بیت اللہ الحرام" کیوں کہا جاتا ہے؟

حسین بن ولید نے حنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں نے امام صادق سے معلوم کیا: خانہ کعبہ کو "بیت اللہ الحرام" کیوں کہا جاتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیونکہ اس میں مشرکوں کا داخل ہونا حرام ہے اس لئے کعبہ کو "بیت اللہ الحرام" کہا جاتا ہے

۴۔خانہ کعبہ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے ؟

ابو خدیجہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے معلوم کیا: خانہ کعبہ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے ؟ آپ نے فرمایا: کعبہ اس لئے عتیق کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ سیلاب میں غرق ہونے سے آزاد اور محفوظ ہے (جب طوفان نوح (علیہ السلام) آیا تھا تو اسوقت بھی کعبہ غرق نہیں ہوا تھا اور نوح نے کشتی میں بیٹھے ہوئے کعبہ کا دیدار کیا تھا(۲)

ابن محاربی سے مروی ہے امام صادق فرماتے ہیں:

خداوندعالم نے حضرت نوح کے زمانہ میطوفان کے وقت کعبہ کے علاوہ پوری زمین کو پانی میں غرق کردیا تھا اسی لئے اس بقعہ مبارکہ کو بیت عتیق کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جگہ اس وقت بھی غرق ہونے سے آزادو محفوظ تھی ،راوی کہتا ہے کہ میں نے امام (علیہ السلام) سے عرض کیا: کیا یہ بقعہ مبارکہ اس دن آسمان پر جلا گیا تھا جو غرق ہونے سے محفوظ رہا؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: نہیں بلکہ اپنی جگہ پر تھا اور پانی اس تک نہیں پہنچا اور یہ بیت پانی سے مرتفع قرار پایا۔(۳)

---

۱)علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۹۸

۲). علل الشرئع /ج ۲/ص ۳۹۸

۳) تفسیر نور الثقلین/ج ۳/ص ۴۹۵

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر سے معلوم کیا: خداوند عالم نے کعبہ کو عتیق کے نام سے کیوں ملقب کیا ہے ؟آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: خداوند عالم نے روئے زمین پر جتنے بھی گھر بنائے ہیں ہر گھر کے لئے ایک مالک اور ساکن قرار دیا ہے مگر کعبہ کا کسی کو مالک و ساکن قرار نہیں دیا بلکہ پروردگار اس گھر کا مالک و ساکن ہے اور امام (علیہ السلام) نے فرمایا: خداوند عالم نے اپنی مخلوقات میں سب سے پہلے اس گھر پیدا کیا اس کے بعد زمین کو اس طرح وجود میں لایا کہ کعبہ کے نیچے سے مٹی کو کھینچا اور پھر اسے پھیلا دیا۔[۱]

کعبہ کب سے قبلہ بنا ہے؟

کیا اسلام کے آغاز ہی سے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور تمام مسلمان خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے آرہے ہیں اور کیا خانہ کعبہ اول اسلام سے مسلمانوں کا قبلہ ہے یا کعبہ سے پہلے کوئی دوسرا بھی قبلہ تھا اور اس طرف نماز پڑھی جاتی تھی اور بعد میں قبلہ تبدیل کردیا گیا ہے؟

جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) درجہ رسالت پر مبعوث ہوئے تو اس وقت مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا جسے قبلہ اوّل کہا جاتا ہے لیکن بعد میں خدا کے حکم سے قبلہ کو بدل دیا گیا اور خانہ کعبہ مسلمانوں کا دوسرا قبلہ قرار پایا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے درجہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد ۱۳ / سال تک مکہ مکرمہ میں قیام مدت کے درمیان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے رہے اور مدینہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سترہ مہینہ تک اسی طرف نمازیں پڑھتے رہے۔

معاویہ ابن عمار سے مروی ہے کہ: میں نے امام صادق معلوم کیا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے چہرے کو کس وقت کعبہ کی طرف منصرف کیا گیا؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

بعدرجوعه من بدر،وكان يصلى فى المدينة الى بيت المقدس سبعة عشرشهرا ثمّ اعيدالى الكعبة۔[۲]

جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) جنگ بدر سے واپس ہوئے تو قبلہ کو تغییر کردیا گیا اور مدینہ ہجرت کے بعد آنحضرت سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے رہے اس کے بعد قبلہ کو کعبہ کی طرف گھما دیا گیا۔

---

۱). کافی / ج ۴ / ص ۱۸۹

۲)وسائل الشیعہ / ج ۳ / ص ۲۱۶

ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام باقر یا امام صادق +میں کسی ایک امام (علیہ السلام) سے معلوم کہا: کیا خداوندعالم .بیت المقدس کی سمت رخ کرکے نمازپڑھنے کا حکم دیا تھا؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: ہاں، کیاتم نے یہ آیہ مبارکہ نہیں پڑھی ہے

﴿ وَمَاجَعَلْنَا الْقِبْلَةَالَّتِی کُنْتَ عَلَیْهَاالِاَّلِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَبِعِ الرَّسُول مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَةً اِلاّعَلَی الَّذِیْنَ هُدَی اللّٰهُ وَمَاکَانَ اللّٰهُ لِیُضِیعَ اِیْمَانَکُمْ ﴾ [۱][۲]

اور ہم نے پہلے قبلہ (.بیت المقدس) کو صرف اس لئے قبلہ بنایا تھا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ کون رسول! کا اتباع کرتا ہے اور پچھلے پاؤں جاتاہے گرچہ یہ قبلہ ان لوگوں کے علاوہ سب پر گراں ہے جن کی اللہ نے ہدایت کردی ہے اور خدا تمہارے ایمان کو ضایع نہیں کرناچاہتا تھا ، وہ بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کعبہ کوبہت زیادہ دوست رکھتے تھے اورمدینہ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب .بیت المقدس کی سمت نمازپڑھتے تھے توکعبہ کواپنے اور.بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے

حماد حلبی سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے معلوم کیا: کیانبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ).بیت المقدس کی سمت نمازپڑھتے تھے ؟فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا اس وقت خانہ کعبہ آنحضرت کی کمر کے پیچھے رہتا تھا؟ فرمایا: جسوقت آپ مکہ میں رہتے تھے توکعبہ کوکمر کے پیچھے قرارنہیں دیاکرتے تھے لیکن مدینہ ہجرت کرنے کے بعدکعبہ کی طرف قبلہ تحویل ہونے تک کعبہ کواپنی پشت میں قرار دیتے تھے ۔[۳]

---

۱)سورہ بقرہ/آیت ۱۴۳.

۲)وسائل الشیعہ/ج ۳/ص ۲۱۶.

۳).کافی/ج ۳/ص ۲۸۶

راز تحویل قبلہ

تحویل قبلہ کے بارے میں چار اہم سوال پیدا ہوتے ہیں: قبلہ بیت المقدس سے کعبہ طرف کب اورکیوں تحویل ہوا ہے اورخداوندعالم نے روزاول ہی سے کعبہ کی سمت نماز پڑھنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اوربیت المقدس کی سمت پڑھی گئی کی تکرار واجب ہے یا نہیں ؟ پہلے سوال کے جواب میں تفسیر منہج الصادقین میں لکھا ہے کہ: جس دن اللہ کی طرف سے تغییر قبلہ کا حکم نازل ہوا اس دن نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) مسجد بنی سلمہ میں تشریف رکھتے تھے اور مسلمان مردو عورتوں کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ظہر پڑھنے میں مشغول تھے اور دوسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ جبرئیل امین نے آنحضرت کے دونوں بازو پکڑ کر آپ کا چہرہ کعبہ کی سمت کردیا اور جومردو عورت آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ان سب کے چہروں کو بھی کعبہ کی سمت کردیا اورمرد عورتوں کی جگہ اورعورتیں) مردوں کی جگہ پر کھڑے ہوگئے ۔[1]

اس مسجد کو "ذوا لقبلتین" دوقبلہ والی مسجد کہا جاتا ہے کیونکہ یہی وہ مسجد ہے کہ جس میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) نماز ظہر ادا کررہے تھے کہ جبرئیل نے آنحضرت کے چہرہ کا رخ دونوں شانے پکڑ کر بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کردیا ،پیغمبر کی یہ آخری نماز تھی جو بیت المقدس کی طرف پڑھی گئی اوریہ پہلی نماز تھی جو کعبہ کی سمت پڑھی گئی تھی ،آنحضرت نے اس نماز کو دو قبلہ کی طرف انجام دیا پہلی دو رکعت بیت المقدس کی طرف اوردوسری دو رکعت نماز کعبہ کی سمت ادا کی لہٰذا یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں ایک ہی نماز کو دو قبلہ کی طرف رخ کرکے پڑھا گیا ہے اسی لئے اس مسجد کو "ذوا لقبلتین" کہا جاتا ہے ۔

قبلہ کے تحویل کرنے کی چندوجہیں بیان کی گئی ہیں :

پہلی وجہ

کتب تفاسیر میں لکھا ہے: کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے درجہ نبوت پرفائز ہونے کے بعد ۱۳ / سال تک مکہ مکرمہ میں قیام مدت کے درمیان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے رہے اور مدینہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سترہ مہینہ تک اسی طرف نمازیں پڑھتے رہے جو روزاول سے یہودیوں کا قبلہ تھا اوریہودی اسے اپنے قبلہ مانتے تھے لہٰذا وہ لوگ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) وان کی پیروی کرنے والوں کو طعنہ دیا کرتے تھے اورکہتے تھے کہ : تم مسلمان تو ہمارے قبلہ کی رخ کرکے نماز ھتے ہیں اور ہماری پیروی کرتے ہیں، اورکہتے تھے کہ: جب تم ہمارے قبلہ کو قبول رکھتے ہو اور اسی کی طرف رخ کرکے نمازیں پڑھتے ہوتو پھر ہمارے مذہب کو کیوں قبول نہیں کرلیتے ہو؟۔

۱.)تفسیر منہج الصادقین /ج ۱/ص ۳۴۱

ہجرت کرنے کے بعد بھی پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) گرچہ بیت المقدس کی سمت شوق سے نمازیں پڑھتے تھے اور دل وجان سے حکم خدا پر عمل کرتے تھے مگر دشمنوں کی طعنہ زنی سے رنج بھی اٹھا تے تھے اور غمگین رہتے تھے پس جب دین اسلام قدرے مستحکم ہوگیا تو ایک دن آپ نے جبرئیل سے کہا: میری یہ خواہش ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہم مسلمانوں کو قبلہ یہود کی طرف کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے منع کرے اور ہمارے لئے ایک مستقل قبلہ کی معرفی کرے، جبرئیل نے عرض کیا: میں بھی آپ کی طرح ایک بندۂ خدا ہوں مگر آپ خداوند عالم کے نزدیک اولوالعزم پیغمبر ہیں لہٰذا آپ خود دعا کریں اور اپنی آرزو کو پروردگار سے بیان کریں لیکن رسول اکرام (صلی اللہ علیہ و آلہ) اپنی طرف سے کوئی تقاضا نہیں کرنا چاہتے تھے، فقط جس کام کا خدا آپ کو حکم دیتا تھا وہی انجام دیتے تھے اور جس بارے میں فرمان خدا ابلاغ نہیں ہوتا تھا اس کے انتظار میں رہتے تھے، تبدیل قبلہ کے بارے میں بھی وحی الٰہی کے منتظر تھے، لہٰذا ایک دن نماز ظہر کے درمیان جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے:

﴿ وَقَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَ لِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَاكُنْتُمْ فَوَلُّوْاوَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴾ (۱)

ترجمہ: اے رسول! ہم آپ کا آسمان کی طرف متوجہ ہونے کو دیکھ رہے ہیں، ہم عنقریب آپ کو اس قبلہ کی طرف موڑدیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا اپنا رخ مسجد الحرام کی جہت کی طرف موڑدیجئے اور جہاں بھی رہیئے اسی طرف رخ کیجئے۔

دوسری وجہ

تبدیل قبلہ کے بارے میں جو اسرار بیان کئے جاتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ خداوند عالم تبدیل کی وجہ سے پہچان کرانا چاہتا تھا کہ کون لوگ حقیقت میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی پیروی کرتے ہیں اور کون حکم خدا ورسول کی خلاف ورزی کرتے ہیں جیساکہ خداوند معتال قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ وَمَاجَعَلْنَا الْقِبْلَةَالَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَااِلّاَلِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلّاعَلَى الَّذِيْنَ هُدَى اللهُ وَمَاكَانَ اللهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ ﴾

اور ہم نے پہلے قبلہ (بیت المقدس) کو صرف اس لئے قبلہ بنایا تھا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ کون رسول! کا اتباع کرتا ہے اور پچھلے پاؤں جاتاہے گرچہ یہ قبلہ ان لوگوں کے علاوہ سب پر گراں ہے جن کی اللہ نے ہدایت کردی ہے اور خدا تمہارے ایمان کو ضایع نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ) بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ (۲)

۱۔) سورہ بقرہ/آیت ۱۴۴

۲۔) سورہ بقرہ/آیت ۱۴۳

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: هذا بيت استعبد الله تعالى به خلقه ليختبر به طاعتهم فى اتيانه فحثهم على تعظيمه وزيارته وجعله محل انبيائه وقبلة للمصلين له.

یہ گھر اتنا بلند ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں سے مطالبہ کیا ہے وہ اس کے واسطے سے میری عبادت کریں تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کا امتحان لے سکوں اور یہ پتہ چل جائے کہ کون اس کی عبادت کرتے ہیں اور کون عبادت کو ترک کرتے ہیں اسی لئے میں نے کعبہ کی تعظیم وزیارت کا حکم دیا ہے اور اسے انبیاء کرام کا محل اور نمازگزاروں کا قبلہ قرار دیا ہے۔[1]

اس آیہ مٔبارکہ اور حدیث شریفہ سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے زمانے میں دو طرح کے مسلمان تھے، کچھ ایسے لوگ تھے جو آسانی سے فرمان خدا کو نہیں مانتے تھے اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے قول وفعل پر اعتراض اور چون وچرا کرتے تھے، وہ لوگ نبی کی ہر بات کو نہیں مانتے تھے اور خانہ کعبہ کو قبلہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو یقین سے اللہ ورسول اور قرآن پر ایمان رکھتے تھے اور اس چیز پر اعتقاد رکھتے تھے کہ رسول اسلام اپنی مرضی سے نہ کچھ کہتے ہیں اور نہ کرتے ہیں بلکہ وہی کرتے اور کہتے ہیں جسکا م کا خدا آپ کو حکم دیتا ہے اور وہ لوگ دل و جان سے حکم الٰہی کو اجرا کرتے تھے جیسے ہی ان لوگوں تک تبدیل قبلہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے رخ کعبہ کی طرف کرلئے لیکن جو منافق تھے انھوں نے اعتراض شروع کردئے۔

تیسری وجہ

علامہ ذیشان حیدر جوادی ترجمہ وتفسیر قرآن کریم میں لکھتے ہیں: تحویل قبلہ کا ایک رازیہ بھی ہے کہ اس طرح یہودیوں کا وہ استدلال ختم گیا کہ مسلمان ہمارے قبلہ کی اتباع کررہے ہیں، اور یہ دلیل ہے کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور اس کے علاوہ کوئی مذہب خدائی نہیں ہے، قرآن کریم واضح کردیا کہ بیشک بیت المقدس ایک قبلہ ہے لیکن جس خدا نے اسے قبلہ بنایا ہے اسے تبدیل کرنے کا حق بھی رکھتا ہے، اگر یہودیوں کا ایمان خدا پر ہے تو جس طرح پہلے حکم خدا کو تسلیم کیا تھا اسی طرح دوسرے حکم کو بھی تسلیم کرلیں۔

روز اول ہی کعبہ کو قبلہ کیوں قرار نہیں دیا؟

اگر کوئی یہ سوال کرے: کیا وجہ ہے کہ خداوند عالم نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور ان کی اتباع کرنے والوں کو پہلے بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس کے بعد خانہ کعبہ کی طرف نماز ادا کرنے کا حکم جاری کیا اور بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے سے منع کردیا؟

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ص ۲۵۰

جس وقت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اپنی رسالت کا اعلان کیا تو مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم تھی اور مسلمان کے پاس کوئی طاقت وغیرہ نہیں تھی لیکن یہود و مسیح کی تعداد بہت زیادہ تھی اور طاقت بھی انہی لوگوں کے پاس تھی اگر خداوند عالم اسی وقت کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم جاری کردیتا اور مسلمان ان کے قبلہ کی مخالفت کردیتے اور بیت المقدس کی طرف نماز نہ پڑھتے تو ان کے اندر غصّہ کی آگ بھڑک جاتی اور اسی وقت مسلمانوں کی قلیل جماعت کو ختم کرکے اسلام کونابود کردیتے اسی لئے خدا نے مسلمانوں کو پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ قوم یہود و مسیح (جو بیت المقدس کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے) مسلمانوں کو بغض وکینہ کی نگاہوں سے نہ دیکھیں اور انھیں اپنا دشمن شمار نہ کریں اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ بھی نہ بنائیں لیکن جب روز بروز قرآن واسلام کی پیروی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور مسلمان طاقتور ہوتے گئے اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی رہبری میں ایک مستقل حکومت کے قابل ہو گئے تو اس وقت خداوند عالم نے قبلہ بدلنے کا حکم جاری کیا اور کہا کہ آج کے بعد تمام مسلمان مستقل ہیں اور ان کا قبلہ بھی مستقل ہو گا، قبلہ تبدیل ہونے کے بعد اگر دشمن مخالفت بھی کرتے تھے تو مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

قبلہ اول کی سمت پڑھی گئی نمازوں کا حکم کیا ہے؟

جب حکم خدا سے قبلہ تبدیل ہوگیا تو مسلمانوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہم نے اب تک جت نی بھی نمازیں بیت المقدس کی سمت رخ کرکے پڑھی ہیں ان کا کیا حکم ہے، ہماری وہ نمازیں صحیح ہیں یا باطل ہیں اور ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے؟ لہٰذا کچھ لوگوں نے اس مسئلہ کو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں مطرح کیا اور آنحضرت سے پوچھا: یانبی اللہ! ہم نے وہ تمام نمازیں جو بیت المقدس کی طرف رخ کرکے انجام دی ہیں کیا وہ سب قبول ہیں یا ان کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟ جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [1] جان لیجئے کہ وہ نمازیں جو تم نے قبلہ اوّل (بیت المقدس) کی طرف انجام دیں ہیں وہ سب صحیح ہیں خدا تمھارے ایمان (نماز) کو ضایع نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: اس آیہ مبارکہ میں نماز کو ایمان کا لقب دیا گیا ہے۔ [2]

---

۱) سورہ بقرہ / آیت ۱۳۸

۲) نورالثقلین / ج ۱ / ص ۱۳۷).

اذان واقامت

وہ چیزکہ جس کے ذریعہ لوگوں کونمازکاوقت پہنچنے کی اطلاع دی جاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنے ونمازپڑھنے کی طرف دعوت دی جاتی ہے اسے اذان کہاجاتاہے ۔ لغت قاموس میں "اذّن ،أُذان،اَذِّن" کے معنی اعلان،دعوت اوربلانا بیان کئے گئے ہیں اور "مصباح المنیر" میں اس طرح لکھاہے:"آذَنتُهُ اِیذَاناًوَتَا ذِّنْتُ (اَعلَمتُوَا ذّن الموذّنُ بالصلاۃ عُلم بِها" میں نے اعلان کیااورموذن نے اذان دی یعنی لوگوں کونمازکی طرف دعوت دی اورقرآن کریم میں بھی لفظ "اذّن واذان "اعلان کرنے کے معنی میں استعمال ہواہے

﴿ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾ .اورلوگوں کے درمیان حج کااعلان کرو۔[۱] ﴿ وَاَذَانٌ مِنَ اللهِوَرَسُوْلِهِ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرْ ﴾ [۲]

اوراللهِ ورسول کی طرف سے حج اکبرکے دن انسانوں کے لئے اعلان عام ہے

اذان واقامت کی اہمیت

مستحب ہے کہ بلکہ سنت موکدہ ہے کہ نمازگزاراپنے اپنی روزانہ کی پانچوں واجب نمازوں کواذان واقامت کے ساتھ پڑھے خواہ انسان ان نمازوں کوان کے وقت میں اداکررہاہو یاان کی قضابجالارہاہو البتہ اگرنمازجماعت ہورہی ہے توجماعت کی اذان واقامت پراکتفاء کرنا صحیح ہے،خواہ اس نے نمازجماعت کی اذان واقامت کوسناہویانہ سناہو،اذان واقامت کے وقت مسجدمیں حاضرہویانہ ہو۔نمازجمعہ سے پہلے بھی اذان واقامت کہناسنت موکدہ ہے اورعیدالفطر و عیدالاضحی کی نمازکے لئے تین مرتبہ "الصلاۃ" کہاجائے ۔ خداوندعالم قرآن کریم میں اذان کامسخرہ کرنے والوں کوغیرمعقول انسان قراردیتے ہوئے ارشادفرماتاہے:

﴿ وَاِذَا نَا دَیْتُم اِلیٰ الصَّلٰوۃِ اتَّخذوھا ھُزواً وَلَعِباً ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قُومٌ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴾ اورجب تم نمازکے لئے اذان دیتے ہو تو یہ اس کا مذاق اورکھیل بنالیتے ہیں کیونکہ یہ بالکل بے عقل قوم ہیں۔[۳]

---

۱)سورہ حج آیت ۲۷

۲.)سورہ توبہ آیت ۳

۳.)سورہ مائدہ آیت ۵۸

امام صادق فرماتے ہیں:مریض کو بھی چاہئے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھے خواہ آہستہ اور اپنے لئے ہی کہے ،(اگر اپنے بھی اذان و اقامت کے کلمات کو زبان سے ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اذان اقامت کہے) کسی نے پوچھا اگر انسان بہت زیادہ مریض ہو تو کیا پھر بھی اسے اذان و اقامت کہنا چاہئے ؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:ہر حال میں اذان اقامت کہنا چاہئے کیونکہ اذان و اقامت کے بغیر نماز ہی نہیں ہے ۔[1]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم : من ولدله مولودفلیو ذُن فی اذنه الیمنی باذان الصلاۃ والیقم فی اذنه الیسری فانّھاعصمه من الشیطان الرجیم۔[2]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:کسی بھی گھرمیں جب کوئی بچہ دنیامیں آئے تو اس کے دائیں کان میں اذان اوربائیں کان میں اقامت کہی جائے کیونکہ اس کے ذریعہ وہ بچہ شیطان رجیم کے شرسے محفوظ رہتا ہے ۔

علی ابن مہزیار نے محمدابن راشدروایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ہشام ابن ابراہیم اپنے بارے میں بتایاہے کہ میں امام علی رضا کی خدمت میں مشرف ہوئے اوراپنے مریض و بے اولادہونے کے بارے میں شکایت کی تو امام(علیہ السلام) نے مجھے حکم دیاکہ اے ہشام!تم اپنے گھرمیں بلندآوازسے اذان کہاکرو

ہشام کا بیان ہے کہ :میں نے امام (علیہ السلام)کے فرمان کے مطابق عمل کیااورخداوندعالم نے اس عمل کی برکت سے مجھے اس بیماری سے شفابخشی اور کثیراولادعطاکی.

محمدابن راشدنے کہتے ہیں کہ :میں اورمیرے اہل خانہ اکثربیماررہتے تھے ،جیسے ہی میں نے ہشام سے امام (علیہ السلام) کی یہ بات سنی تومیں نے بھی اس پر عمل کیاتوخداوندعالم نے مجھ اورمیرے عیال سے مریضی دورکردیا۔[3]

امام علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں:جو شخص اذان و اقامت کے ساتھ نمازپڑھتاہے ملائکہ کی دو صف اس کے پیچھے نمازپڑھتی ہیں کہ جن کے دونوں کنارے نظرنہیں آتے ہیں اورجو شخص فقط اقامت کے ساتھ نمازپڑھتاہے توایک فرشتہ اسکے پیچھے نمازپڑھتاہے ۔[4]

۱.)استبصار/ج ۱/ص ۳۰۰

۲.)کافی /ج ۶/ص ۲۴

۳.)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۵۹

۴.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۸۷

مفضل ابن عمر سے مروی ہے حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص واجب نمازوں کو اذان واقامت کے ساتھ انجام دیتا ہے ، ملائکہ کی دو صفیں اس کی اقتداء کرتی ہیں اور جو شخص فقط اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ کی ایک صف اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے، میں نے پوچھا: اس کی مقدار کتنی ہے ؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا: اس مقدار حداقل مشرق ومغرب کے درمیان کی زمین ہے اور حداکثر زمین وآسمان کے درمیان ہے ۔(۱)

امام صادق فرماتے ہیں: پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی مسجد کی دیوار آدمی کے برابر تھی ، رسولخدا بلال سے کہتے تھے: اے بلال! دیوار کے اوپر جاؤ اور کھڑے ہو کر بلند آواز سے اذان کہو کیونکہ خداوندعالم نے ایک ہوا کو معین کر کھا ہے جو اذان کی آواز کو آسمان تک پہنچاتی ہے اور جب ملائکہ اہل زمین سے اذان کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں : یہ حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی امت کی آواز ہے جو اللہ کی وحدانیت کا نعرہ لگا رہی ہے اور وہ فرشتے اللھسے امت محمدی کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتے ہیں ۔(۲)

موذن کے فضائل

روایت میں ایا ہے کہ شام سے شخص ایک امام حضرت امام صادق کی خدمت میں مشرف ہوا، آپ نے اس مرد شامی سے فرمایا : انّ اوّل من سبق الیٰ الجنۃ بلالٌ، قال: ولِمَ؟ قال: لانّہ اوّل من اذّنَ ۔ حضرت بلال وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہونگے اس نے پوچھا ! کسلئے ؟ آپ نے فرمایا : کیونکہ بلال وہ شخصہیں جنھوں نے سب سے پہلے اذان کہی ہے ۔(۳)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: موذن اذان واقامت کے درمیان اس شہید کا حکم رکھتا ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں غلطاں ہوتا ہے پس حضرت علی سے آنحضرتسے عرض کیا: آپ نے اذان کہنے کی ات نی بڑی فضلیت بیان کردی ہے کہ مجھے خوف ہے کہ آپ کی امت کے لوگ اس کام کے لئے ایک دوسرے پر شمشیر چلائیں گے (اور موذن بننے کے لئے ایک دوسرے کا خون بہائیں گے)، آنحضرت نے فرمایا : وہ اس کام کو ضعیفوں کے کاندھوں پر رکھ دیں گے (اذان کہنا اتنا زیادہ ثواب و فضیلت رکھنے کے باوجود ضعیف لوگوں کے علاوہ دوسرے حضرات اذان کہنے کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے) اور موذن کا گوشت وہ ہے کہ جسپر جہنم کی آگ حرام ہے جو اسے ہرگز نہیں جلا سکتی ہے ۔(۴)

---

۱). ثواب الاعمال/ ص ۳۳

۲). کافی/ ج ۳/ ص ۳۰۷

۳) تہذیب الاحکام/ ج ۲/ ص ۲۸۴

۴). من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ باب الاذان والاقامۃ/ ص ۲۸۳

جابرابن عبداللہ سے مروی ہے کہ:رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے موذن کے لئے تین باردعاکی : بارالٰہا!موذن لوگوں کو بخش دے،جابرکہتے ہیں میں نے کہا:یارسول اللہ!اگرموذن کایہ مقام ہے توایسالگتاہے کہ اذان کہنے کے لئے لوگوں کے درمیان تلواریں چلاکریں گی ؟آنحضرت نے فرمایا:

اے جابر!ایک وقت ایسابھی آئے گاکہ اذان کاکام بوڑھوں کے کاندھوں پرڈال دیاجائے گا(اورجوان لوگ اذان کہنااپنے لئے عیب شمارکریں گے)اورسنو!کچھ گوشت ایسے ہیں جن پرآتش جہنم حرام ہے اوروہ موذن لوگوں کاگوشت ہے۔(۱)

قال علی علیه السلام:یحشرالمو ذنون یوم القیامة طوال الاعناق۔ حضرت علی فرماتے ہیں:موذن لوگ روزقیامت سرافرازاورسربلند محشورہونگے۔(۲)

ایک یہودی نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے موذن کی فضیلت کے بارے میں سوال کیاتوآپ نے فرمایا:میری امت کے موذن روزقیامت کے دن انبیاء وصادقین اورشہداء کے ساتھ محشورہونگے۔(۳)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں : خداوندمتعال کا وعدہ ہے کہ تین لوگوں کو بغیرکسی حساب کے داخل بہشت کیا جائے گا اوران تینوں میں سے ہر شخص ۸۰ / ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا اوروہ تین شخص یہ ہیں:

۱۔ موذّن ۲۔ امام جماعت ۳۔ جو شخص اپنے گھر سے با وضو ہو کر مسجدمیں جاتاہے اور نماز کو جماعت کے ساتھ اداکرتاہے۔(۴)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله:من اذان فی مصرمن امصارالمسلمین وجبت له الجنة. رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص (اپنے) مسلمان بھائیوں کے کسی شہرمیں اذان کہے تواس پرجنت واجب ہے۔(۵)

---

۱)مستدرک الوسائل/ج۴/ص ۲۲

۲)بحارالانوار/ج ۸۳/ص ۱۴۹

۳) الخصال/ص ۳۵۵

۴) مستدرک الوسائل/ج ۱/ص ۴۸۸

۵).ثواب الاعمال/ص ۳۱

اذان واقامت کے راز

فضل بن شاذان نے اذان کی حکمت کے متعلق امام علی رضا سے ایک طولانی حدیث نقل کی ہے کہ جس میں امام (علیہ السلام) فرماتے ہیں: خداوندتبارک وتعالیٰ کی جانب سے لوگوں کواذان کا حکم دئے جانے کے بارے میں بہت زیادہ علت و حکمت پائی جاتی ہیں،جن میں چند حکمت اس طرح سے ہیں :

۱۔اذان، بھول جانے والوں کے لئے یاددہانی اورغافلوں کے لئے بیداری ہے،وہ لوگ جونمازکا وقت پہنچنے سے بے خبر رہتے ہیں اوروہ نہیں جانتے ہیں کہ نمازکاوقت پہنچ گیاہے یاکسی کام میں مشغول رہتے ہیں تووہ اذان کی آوازسن کروقت نماز سے آگاہ ہوجاتے ہیں،موذن اپنی اذان کے ذریعہ لوگوں کوپروردگاریکتاکی عبادت کی دعوت دیتاہے اوران میں عبادت خداکی ترغیب وتشویق پیداکرتاہے،توحیدباری تعالی کے اقرارکرنے سے اپنے مومن ومسلمان ہونے کااظہارکرتاہے،غافل لوگوں کووقت نماز پہنچنے کی خبردیتاہے۔

۲۔موذن کوموذن اس لئے کہاجاتاہے کہ وہ اپنی اذان کے ذریعہ نمازکااعلان کرنا ہے

۳۔تکبیرکے ذریعہ اذان کاآغازکیاجاتاہے اس کے بعد تسبیح وتہلیل وتحمیدہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوندعالم نے پہلے تکبیرکوواجب کیاہے کیونکہ اس میں پہلے لفظ ”اللہ“آیاہے اورخداوندعالم دوست رکھتاہے کہ اس کے نام ابتداکی جائے اوراس کایہ مقصد تسبیح (سبحان اللہ)اورتحمید(الحمدللہ)اورتہلیل (لاالہ الااللہ)میں پورانہیں ہوتاہے ان کلمات کے شروع لفظ ”اللہ“نہیں ہے بلکہ آخرمیں ہے۔

۴۔اذان کے ہرکلمہ کودودومرتبہ کہاجاتاہے،اس کی وجہ یہ ہے تاکہ سننے والوں کے کانوں میں اس کی تکرارہوجائے اورعمل میں تاکیدہوجائے تاکہ اگرپہلی مرتبہ سننے میںغفلت کرجائیں تودوسری مرتبہ میں غفلت نہ کرسکیں اوردوسری وجہ یہ ہے کیونکہ دودورکعتی لہذااذان کے کلمات بھی دودوقراردئے گئے ہیں۔

۵۔اذان کے شروع میں تکبیرکوچارمرتبہ قرادیاگیاہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان بطورناگہانی شروع ہوتی ہے،اس سے پہلے کوئی کلام نہیں ہوتاہے کہ جوسننے والوں کوآگاہ ومتنبہ کرسکے،پس شروع میں پہلی دوتکبیرسامعین کومتنبہ وآگاہ کرنے کے لئے کہی جاتی ہیں تاکہ سامعین بعدوالے کلمات کوسننے کے لئے آمادہ ہوجائیں

۶۔تکبیر کے بعد "شہادتین" کو معین کئے جانے کی وجہ یہ ہے: کیونکہ ایمان دوچیزوں کے ذریعہ کامل ہوتا ہے:

۱۔ توحید اور خداوندعالم کی وحدانیت کا اقرار کرنا۔

۲۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی رسالت کی گواہی دینا کیونکہ خدا ورسول کی اطاعت اور معرفت شناخت ایک دوسرے سے مقرون ہیں یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ اس کے رسول کی رسالت کی گواہی دینا ضروری ہے کیونکہ شہادت اور گواہی اصل و حقیقت ایمان ہے اسی لئے دونوں کی شہادت دو شہادت قرار دیا گیا ہے یعنی خدا کی واحدانیت کا اقرا بھی دو مرتبہ ہونا چاہئے اوراس کے رسول کی رسالت کا اقرار بھی دو مرتبہ ہونا چاہئے جس طرح بقیہ حقوق میں دو شاہد کے ضروری ہونے کو نظر میں رکھا جاتا ہے ،پس جیسے ہی بندہ خداوندعالم کی وحدانیت اوراس کے نبی کی رسالت کا اعتراف کرتا ہے تو پورے ایمان کا اقرار کرلیتا ہے کیونکہ خدا اوراس کے رسول کا اقرار کرنا اصل و حقیقت ایمان ہے ۔

۷۔پہلے خدا ورسول کا اقرار کیا جاتا ہے اس کے بعد لوگوں نماز کی طرف دعوت دی جاتی ہے ، اس کی وجہ یہ ہے: حقیقت میں اذان کو نماز کے لئے جعل وتشریع کیا گیا ہے کیونکہ اذان کے معنی یہ ہیں کہ مخلوق کو نماز کی طرف دعوت دینا، اسی لئے لوگوں کو نماز کی طرف دعوت دینے کو اذان کے درمیان میں قرار دیا گیا ہے یعنی چار کلمے اس سے پہلے ہیں اورچار کلمے اس کے بعد ہیں،دعوت نماز سے پہلے کے چار کلمے یہ ہیں: دو تکبیر اوردو شہادت و اقرار، اوردعوت نماز کے بعد کے چار کلمے یہ ہیں: لوگوں کو فلاح و کامیابی کی طرف دعوت دینا اوراس کے بعد بہترین عمل کی طرف دعوت دینا تاکہ لوگوں میں نماز پڑھنے کی رغبت پیدا ہو، اس کے بعد موذن ندائے تکبیر بلند کرتا ہے اوراس کے بعد ندائے تہلیل (لا الہ الا اللہ) کرتا ہے، پس جس طرح دعوت نماز (حیّ علی الصلاۃ) سے پہلے چار کلمے کہے جاتے ہیں اسی طرح اس کے بعد بھی چار کلمے ہیں اورجس طرح موذن ذکرو حمد باری تعالیٰ سے اذان کا آغاز کرتا ہے اسی طرح حمدو ذکر باری پر ختم کرتا ہے ۔

۸۔اگر کوئی یہ کہے کہ: اذان کے آخر میں تہلیل (لاالہ الا اللہ) کو کیوں قرادیا گیا ہے اورجس طرح اذان کے شروع میں تکبیر کو رکھا گیا تھا تو آخر میں کیوں نہیں رکھا گیا ہے ؟ اذان کے آخر میں تہلیل (لاالہ الا اللہ) کو قرار دیا گیا تکبیر کو نہیں اور شروع میں تکبیر کو رکھا گیا ہے تہلیل کو نہیں، اس کی وجہ ہے کہ: خداوندعالم یہ چاہتا ہے کہ آغاز اور انجام اس کے نام وذکر سے ہونا چاہئے، تکبیر کے شروع میں لفظ "اللہ" ہے اور تہلیل کے آخر میں بھی لفظ "اللہ" ہے پس اذان کا پہلا لفظ بھی "اللہ" ہے اورآخری لفظ بھی اسی لئے اذان کے شروع میں تکبیر کو اورآخر میں تہلیل کو قرار دیا گیا ہے ۔[1]

---

۱) علل الشرائع /ج ۱/ص ۲۵۸

حضرت امام حسین فرماتے ہیں کہ: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مسجد کی مینار سے موذن کی آواز بلند ہوئی اور اس نے "اللہ اَکبَر، اَللہ اَکبَر" کہا تو امیر المومنین علی ابن ابی طالب اذان کی آواز سنتے ہی گریہ کرنے لگے، انھیں روتے ہوئے دیکھ کر ہماری بھی آنکھوں میں آنسوں اگئے، جیسے ہی موذن نے اذان تمام کی تو امام (علیہ السلام) ہمارے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ موذن اذان میں کیا کہتا ہے اور اس کا ہر کلمہ سے کیا راز اور مقصد ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول اور وصی پیغمبر ہم سے بہتر جانتے ہیں، پس آپ (علیہ السلام) نے فرمایا:

لوتعلمون مایقول: لضحکتم قلیلاوَلبَکَیْتم کثراً۔ اگر تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ موذن اذان میں کیا کہتا ہے تو پھر زندگی بھر کم ہنسیں گے اور زیادہ روئیں گے، اس کے بعد مولائے کائنات اذان کی تفسیر اور اس کے راز و اسرار بیان کرنے میں مشغول ہوگئے اور فرمایا:

"اَللہُ اَکْبَر"

اس کے معنی بہت زیادہ ہوتے ہیں جن میں چند معنی یہ بھی ہیں کہ جب موذن "اللہ اکبر" کہتا ہے تو وہ خداوند متعال کے قدیم، موجود ازلی وابدی، عالم، قوی، قادر، حلیم وکریم، صاحب جود و عطا اور کبریا ہونے کی خبر دیتا ہے لہٰذا جب موذن پہلی مرتبہ "اللہ اکبر" کہتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں:

خدا وہ ہے کہ جو امر و خلق کا مالک ہے، تمام امر و خلق اس کے اختیار میں ہیں ہر چیز اس کی مرضی و ارادہ سے وجود میں اتی ہے اور اسی کی طرف بازگشت کرتی ہے، خدا وہ ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جو ہر چیزے سے پہلے بھی تھا اور ہر چیز کے فنا ہو جانے کے بعد بھی رہے گا، اس کے علاوہ دنیا کی تمام چیزوں کے لئے فنا ہے وہ ہر چیز سے پہلے بھی تھا اور ہر چیز کے بعد بھی رہے گا، وہ ایسا ظاہر ہے کہ جو ہر شے پُر فوقیت رکھتا ہے اور کوئی اسے درک نہیں کرسکتا ہے، وہ باطن ہر شے ہے کہ جو نہیں رکھتا ہے پس وہ باقی ہے اور اس کے علاوہ ہر شئ کے لئے فنا ہے۔

جب موذن دوسری مرتبہ "اللہ اکبر" کہتا ہے تو اسکے یہ معنی ہوتے ہیں: العلیم الخبیر، علم بماکان ویکون قبل ان یکون یعنی خداوند عالم ہر چیز کا علم و آگاہی رکھتا ہے، وہ ہر اس چیز کا جو پہلے ہو چکی ہے اور جو کام پہلے ہو چکا ہے پہلے سے علم رکھتا تھا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے یا وجود میں انے والا ہے اس کا بھی پہلے ہی علم رکھتا ہے۔

جب تیسری مرتبہ "اللہ اکبر" کہتا ہے تو اسکے یہ معنی ہیں: القادر علی کل شیئقدر علی مایشاء ، القوی لقدرتہ، المقتدر علی خلقہ، القوی لذاتہ، قدرتہ قائمۃ علی اشیاء کلّہا، ﴿ اِذَاقَضٰی ا مْرًافَاِنَّمَایَقُوْلُ لَه کُنْ فَیَکُوْنُ ﴾ ۔ خدا وہ ہے کہ جو ہر شے پُر اختیار و قدرت رکھتا ہے، وہ اپنی قدرتے بل بوتے پر سب سے قوی ہے ، وہ اپنے مخلوق پر صاحب قدرت ہے ، وہ بذات خود قوی ہے اور یہ قدرت اسے کسی عطا نہیں ہے ، اس قدرت تمام پر محکم و قائم ہے ، وہ جب چاہے کسی امر کا حکم دے سکتا ہے اور جیسے ہی وہ کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے اور اس کے ہونے ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف "کُن "یعنی ہوجا کہتا ہے اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔

جب چوتھی مرتبہ "اللہ اکبر" کہتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے: خداوندعالم حلیم و بردبار ہے اور بڑا کرامت والا ہے ، وہ ایسا اس طرح مدد و ہمراہی کرتا ہے کہ انسان کو اس کی جبر بھی نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ دکھائی دیتا ہے ، وہ عیوب اس طرح چھپاتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو بے گناہ محسوس کرتا ہے ، وہ اپنے حلم و کرم اور صفاحت کی بناپر جلدی سے عذاب بھی نازل نہیں کرتا ہے۔ " اللہ اکبر" کے ایک معنی بھی ہیں کہ خداوندعالم مہربان ہے ، عطاو بخشش کرنے والا ہے اور نہایت کریم ہے ۔

" اللہ اکبر" کے ایک معنی بھی ہیں کہ خداوندعالم جلیل ہے اور جن صفات کا مالك ہے صفت بیان کرنے والے بھی اس موصوف کامل صفت بیان نہیں کرسکتے ہیں اور اس کی عظمت و جلالت کی قدر کو بھی بیان نہیں کرسکتے ہیں، خداوندعالم علو و کبیر ہے ، صفت بیان کرنے صفات کے بیان کرنے بھی اسے درک نہیں کرسکتے ہیں پس موذن "اللہ اکبر" کے ذریعہ یہ بیان کرتا ہے :

اللہ اعلیٰ و جل ، وھو الغنی عن عبادہ ، لاحاجۃ بہ الی اعمال خلقہ خداوندعالم اعلیٰ و اجلّ ہے، سب سے بلند و برتر ہے ، وہ اپنے بندوں سے بے نیاز ہے ، وہ بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے (وہ اس چیز کا محتاج نہیں ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں ، کوئی اس کی عبادت کرے وہ جب بھی خدا ہے اور کوئی اس کی نہ کرے وہ تب بھی خدا ہے ، ہماری عبادتوں سے اس کی خدائی میں کوئی زیادتی نہیں ہوسکتی ہے اور عبادت نہ کرنے سے اس کی خدائی میں کوئی کمی نہیں آسکتی ہے)۔

"اشھدان لا الٰہ الاّاللہ"

جب پہلی مرتبہ اس کلمہ شہادت کوزبان پرجاری کرتاہے تواس چیزکااعلان کرتاہے کہ پر وردگار کے یکتا ویگانہ ہونے کی گواہی دل سے معرفت وشناخت کے ساتھ ہونی چاہئے دوسرے الفاظ میں یہ کہاجائے کہ موذن یہ کہتاہے کہ: میں یہ جانتاہوں کہ خدا ئے عزوجل کے علاوہ کوئی بھی ذات لائق عبادت نہیں ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیزکومعبودو مسجودکے درجہ دیناحرام اورباطل ہے اورمیں اپنی اس زبان سے اقرارکرتاہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے اوراس چیزکی گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے علاوہ میری کوئی پناگاہ نہیں ہے اوراللہ کے علاوہ کوئی بھی ذات ہمیں شریرکے شرسے اورفت نہ گرکے فت نہ سے نجات دینے والانہیں ہے۔

جب دوسری مرتبہ "اشھدان لاالٰہ الاّاللہ "کہتاہے تواس کی معنی اورمرادیہ ہوتے ہیں: میں گواہی دیتاہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی ہدایت کرنے والاموجودنہیں ہے اوراس کے کوئی راہنمانہیں ہے ،میں اللہ کوشاہدقراردیتاہوں کہ اس کے علاوہ میراکوئی معبودنہیں ہے ،میں گواہی دیتاہوں کہ تمام زمین وآسمان اورجت نے بھی ان انس وملک ان میں رہتے ہیں اوران میں تمام پہاڑ، درخت ،چوپایہ ،جانور،درندے ،اورتمام خشک وترچیزیں ان سب کااللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے ،اوراللہ کے علاوہ نہ کوئی رازق ہے اورنہ کوئی معبود،نہ کوئی نفع پہنچانے والاہے اورنہ نقصان پہنچانے والا،نہ کوئی قابض ہے نہ کوئی باسط،نہ کوئی معطی ہے اورنہ کوئی مانع ،نہ کوئی دافع ہے اورنہ کوئی ناصح ،نہ کوئی کافی ہے اورنہ کوئی شافی ،نہ کوئی مقدم ہے اورنہ کوئی موخر،بس پروردگارہی صاحب امروخلق ہے اورتمام چیزوں کی بھلائی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیارمیں ہے جودونوں جہاں کارب ہے۔

"اشھدان محمدًارسول اللہ"

جب موذن پہلی مرتبہ اس کلمہ کوزبان پرجاری کرتاہے تواس چیزکااعلان کرتاہے کہ :میں اللہ کوشاہدقراردیتاہوں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے اورحضرت محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ) اس کے بندے اوراس کے رسول وپیامبرہیں اورصفی ونجیب خداہیں،کہ جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے دنیامیں بھیجاہے ،انھیں دین حق دیاہے تاکہ اسے تمام ادیان پرآشکارکریں خواہ مشرکین اس دین کوپسندنہ کریں ،اورمیں زمین وآسمان میں تمام انبیاء ومرسلین اورتمام انس وملک کوشاہدقراردیتاہوں کہ میں یہ گواہی دے رہاہوں کہ حضرت محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ)سیدالاولین والآخرین ہیں۔

جب موذن دوسری مرتبہ کلمہ " اشھدان محمدًا رسول اللہ "کوزبان جاری کرتاہے تووہ یہ کہتاہے کہ کسی کوکسی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سب کواللہ کی ضرورت ہے، وہ خداکہ جوواحدو قہارہے اوراپنے کسی بندے بلکہ پوری مخلوق میں کسی کامحتاج نہیں ہے، خداوہ ہے کہ جس نے لوگوں کے درمیان ان کی ہدایت اور تبلیغ وترویج دین اسلام کے لئے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) بشیرونذیراورروشن چراغ بناکر بھیجاہے، اب تم میں جو شخص بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) اوران کی نبوت ورسالت کاانکارکرے اور آنحضرتپرنازل کتاب (قرآن مجید) پر ایمان نہ لائے توخدائے عزّوجل اسے ہمیشہ کے لئے واصل جہنم کردے گا اور وہ ہرگزناراپنے آپ کونارجہنم سے نجات دلاسکے

"حیّ علیٰ الصلاة"

جب پہلی مرتبہ اس کلمہ کوزبان کہتاہے تواس کی مرادیہ ہوتی ہے: اے لوگو! اٹھو اوربہترین عمل (نماز) کی طرف دوڑو اور اپنے پروردگارکی دعوت کو قبول کرو اور اپنی بخش کی خاطراپنے رب کی بارگاہ میں جلدی پہنچو، اے لوگو! اٹھواوروہ آگ جوتم نے گناہوں کوانجام دینے کی وجہ سے اپنے پیچھے لگائی ہے اسے نماز کے ذریعہ خاموش کرو، اوراپنے آپ کوگناہوں سے جلدی آزادکراؤ، صرف خداوندعالم تمھیں برائیوں سے پاک کر سکتاہے، وہی تمھارے گناہوں کومعاف کرسکتاہے، وہی تمھاری برائیوں کونیکیوں سے بدل سکتاہے کیونکہ وہ بادشاہ کریم ہے، صاحب فضل وعظیم ہے۔

جب دوسری مرتبہ " حیّ علیٰ الصلاة "کہتاہے تواس کے یہ معنی ہوتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب سے مناجات کے لئے اٹھواوراپنی حاجتوں کواپنے رب کی بارگاہ میں بیان کرو، اپنی باتوں کواس تک پہنچاؤاوراس سے شفاعت طلب کرو، اس کاکثرت سے ذکرکرو، دعائیں مانگواورخضوع وخشوع کے ساتھ رکوع وسجودکرو۔

"حیّ علیٰ الفلاح"

جب موذن پہلی مرتبہ اس کلمہ کو کہتاہے تووہ لوگوں سے یہ کہتا ہے : اے اللہ کے بندو !راہ بقا کی طرف آجاؤ کیونکہ اس راستے میں فنانہیں ہے اوراے لوگو!راہ نجات کی طرف آجاؤ کیونکہ اس راہ میں کوئی ہلاکت وگمراہی نہیں ہے ،اے لوگو!راہ زندگانی کی طرف آنے میں جلدی کروکیونکہ اس راہ میں کوئی موت نہیں ہے، اے لوگو! صاحب نعمت کے پاس آجاؤکیونکہ اس کی نعمت ختم ہونے والی نہیں ہے ، اس بادشاہ کے پاس آجاؤکہ جس کی حکومت ابدی ہے جوکبھی ختم نہیں ہو سکتی ہے ، خوشحالی کی طرف آؤکہ جس کے ساتھ کوئی رنج و غم نہیں ہے ،نورکی طرف آؤکہ جس کے ساتھ کوئی تاریکی نہیں ہے ، بے نیازکی طرف آؤکہ جس کے ساتھ فقرنہیں ہے ، صحت کی طرف آؤکہ جس کے ساتھ کوئی مریضی نہیں ہے ،قوت کے پاس آؤکہ جس کے ساتھ کوئی ضعف نہیں ہے اوردنیاوآخرت کی خوشحالی کی طرف قدم بڑھاؤاور نجات آخرت کاسامان کرو۔

جب دوسری "حیّ علیٰ الفلاح "کہتاہے تواس کی مرادیہ ہوتی ہے :اے لوگو!آؤاوراپنے آپ کو خدا سے قریب کرو اورجس چیزکی تمھیں دعوت دی گئی ہے اس کی طرف چلنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو اور فلاح ورستگاری کے ساتھ حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)(اورائمہ اطہار)کے قرب وجوارجگہ حاصل کرو ۔

"اللہ اکبر"

جب موذن اذان کے آخرمیں پہلی مرتبہ " اللہ اکبر "کہتاہے تووہ یہ جملہ کہہ کر اس بات کا اعلا ن کرتا ہے کہ ذات پروردگار اس سے کہیں زیادہ بلند وبرتر ہے کہ اس کی مخلوق میں کوئی یہ جانے اس کے پاس اپنے اس بندے کے لئے کیا کیا نعمت وکرامتیں ہیں جو اس کی دعوت پرلبیک کہتاہے ، اس کی پیروی کرتاہے، اس کے ہرامرکی اطاعت کرتاہے ، اس کی معرفت پیداکرتاہے ، اس کی بندگی کرتاہے ، اس کا ذکرکرتاہے ، اس سے انس و محبت کرتاہے ، اسے اپنی پناگاہ قراردیتاہے ، اس پراطمینان کامل رکھتاہے ، اپنے دل میں اس کاخوف پیداکرتاہے اوراس کی مرضی پرراضی رہتاہے تو خدا ومتعال اس پراپنا رحم وکرم نازل کرتا ہے۔ جب موذن اذان کے آخرمیں دوسری مرتبہ " اللہ اکبر "کہتاہے تووہ اس کلمہ کے ذریعہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ذات پروردگار اس سے کہیں زیادہ بلند وبرترہے کہ اس کی مخلوق میں کوئی یہ جانے اس کے پاس اپنے اپنے اولیاء اوردوستوں کے لئے کس مقدارمیں کرامتیں موجودہیں اور اپنے دشمنوں کے لئے اس کے پاس کتناعذاب وعقوبت ہے ،جواس کی اس کے رسول کی دعوت پرلبیک کہتاہے اور حکم خداورسول کی اطاعت کرتاہے ان کے لئے اس کی عفوو بخشش کتنی ہے اورکتنی نعمتیں ہیں اور شخص اس کے اوراس کے رسول کے حکم کوماننے سے انکارکرتاہے اس کے لئے کتنابڑاعذاب ہے۔

”لَااِلٰہ اِلّااللہ“

جب موذن ” لَااِلٰہ اِلّااللہ “ کہتاہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں:خدا وند عالم لوگوں کے لئے رسول ورسالت اوردعوت وبیان کے ذریعہ ایک دلیل قاطع ہے کیونکہ اسنے لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول ورسالت کابہترین انتظام کیاہے،پس جواس کی دعوت پرلبیک کہتاہے اس کے لئے نوروکرامت ہے اورجوانکارکرتاہے چونکہ خداوندعالم دوجہاں سے بے نیازہے لہٰذااس کاحساب کرنے میں بہت جلدی کرتاہے ۔

”قدقامت الصلاة“

جب بندہ نمازکے لئے اقامت کہتاہے اوراس میں ” قدقامت الصلاة “کہتاہے تواس کے یہ معنی ہیں:

حان وقت الزيارة والمناجاة ، وقضاء الحوائج ، ودرک المنی والوصول الی الله عزوجل والی کرامة وغفرانه وعفوه ورضوانه

یعنی پروردگار سے مناجاتاوراس سے ملاقات کرنے ،حاجتوں کےپوراہونے ،آرزوئ کے پہنچنے ،بخشش،کرامت ،خوشنودی حاصل کرنے کاوقت پہنچ گیاہے ۔ شیخ صدوق اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:اس حدیث کے راوی نے تقیہ میں رہنے کی وجہ سے جملہ ” حیّ علیٰ خیرالعمل “کا ذکر نہیں کیا ہے کہ حضرت علینے اس جملہ کیاتفسیرکی ہے لیکن اس جملہ کے بارے میں دوسری حدیثوں میں آیاہے:

روی فی خبرآخر:انّ الصادق علیه االسلام عن ”حی علی خیرالعمل“ فقال:خیرالعمل الولایة، وفی خبرآخرخیرالعمل بر فاطمة وولدها علیهم السلام.

روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام صادق سے ”حیّ علیٰ خیرا لعمل “کے بارے میں سوال کیاگیا ، حضرت نے فرمایا : ”حیّ علیٰ خیرا لعمل “یعنی ولایت اہل بیت ۔ اوردوسری روایت میں لکھا ہے : ”حیّ علیٰ خیرا لعمل “یعنی حضرت فاطمہ زہرا اوران کے فرزندں کی نیکیوںطرف آو۔(۱)

---

۱). توحید(شیخ صدوق)/ ص ۲۳۸ ۔معانی لاخبار/ ص ۴۱ ۔ بحارالانوار/. ۸۱ / ص ۱۳۱

عن محمدبن مروان عن ابی جعفرعلیه السلام قال:ا تٔدری ماتفسیر"حی علی خیرالعمل" قال:قلت لا، قال:دعاک الی البر، ا تٔدری برّمن؟قلت لا، قال:دعاک الی برّفاطمة وولدها علیهم السلام.

محمدابن مروان سے مروی ہے کہ امام محمدباقر نے مجھ سے فرمایا:کیاتم جانتے ہوکہ "حی علی خیر العمل" کے کیا معنی ہیں؟میں نے عرض کیا:نہیں اے فرزندرسول خدا،آپ نے فرمایا:موذٔن تمھیں خیرونیکی کی طرف دعوت دیتاہے،کیاتم جانتے ہووہ خیرنیکی کیاہے؟میں نے عرض کیا:نہیں اے فرزندرسول خدا،توامام(علیہ السلام) نے فرمایا:وہ تمھیں حضرت فاطمہ زہرا اوران کی اولاداطہار کے ساتھ خیرونیکی کاحکم دیتاہے۔(۱)

بلال کوموذٔن قراردینے کی وجہ

اذان واقامت میں شرط یہ ہے کہ موذٔن وقت شناس ہواورنمازکاوقت شروع ہونے کے بعداذان واقامت کہے،وقت داخل ہونے سے پہلے کہی جانے والی اذان واقامت کافی نہیں ہے،اگروقت سے پہلے کہہ بھی دی جائے تووقت پہنچنے کے بعددوبارہ کہاجائے،بلال وقت شناس تھے،اورکبھی وقت سے پہلے اذان نہیں کہتے تھے اورنبی اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ)بلال کی اذان وآوازکودوست رکھے اسی لئے بلال کوحکم دیاکرتے تھے اورکہتے تھے:اے بلال!جیسے نمازکاوقت شروع ہوجائے تومسجدکی دیوارپرجاؤاوربلندآوازسے اذان کہو۔

ایک اورروایت میں آیاہے کہ نبی اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ)کے پاس دوموذٔن تھے ایک بلال اوردوسرے ابن ام مکتوم،ابن ام مکتوم نابیناتھے جوصبح ہونے سے پہلے ہی اذان کہہ دیاکرتے تھے اورحضرت بلال طلوع فجرکے وقت اذان کہاکرتے تھے،نبی اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ)نے فرمایا:

ان ابن مکتوم یو ذٔن بلیل، اذاسمعتم اذانه فکلواواشربواحتی تسمعوااذان بلال

.ابن مکتوم رات میں اذان کہتے ہیں لہٰذاجب تم ان کی اذان سنوتوکھاناپیناکیاکرویہاں تک کہ تمھیں بلال کی اذان کی آوازآئے (لیکن اہل سنت نے پیغمبرکی اس حدیث کوپلٹ دیاہے اورکہتے ہیں کہ بلال رات میں اذان دیاکرتے تھے،اورکہتے ہیں:نبی نے فرمایاہے کہ:جب بلال کی اذان سنوتوکھاناپیناکرو)(۲)

---

۱).علل الشرائع/ج۲/ص۳۶۸

۲)من لایحضره الفقیہ/ج۱/ص/۲۹۷

موذن کے مرد، مسلمان اورعاقل ہونے کی وجہ

اذان واقامت کہنے والے کامردہوناچاہئے اورکسی عورت کااذان واقامت کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مردوں کاعورت کی اذان واقامت پراکتفاکرنا صحیح نہیں ہے لیکن عورت کاعورتوں کی جماعت کے لئے اذان واقامت ذان جماعت کہنا صحیح اورکافی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اذان واقامت کہنے والی عورت آوازات نی بلندرہے کہ اس کی آوازمردوں کے کانوں تک نہ پہنچے کیونکہ عورتوں کواپنی آوازکوبھی پردہ میں رکھناچاہئے اسی لئے عورت عورت کوچاہئے کہ جہری نمازوں اگرنامحرم آوازکوسن رہاہوتوآہستہ پڑھے جیساکہ ہم رازجہرواخفات میں ذکرکریں گے۔

زاراہ سے مروی ہے کہ میں نے امام باقر سے پوچھا:کیاعورتوں کوبھی اذان کہناچاہئے) ؟امام(علیہ السلام)(علیہ السلام)نے فرمایا:ان کے لئے شہادتین کہناہی کافی ہے۔(۱)

قال الصادق علیه السلام:لیسعلی النساء ا ذأن ولااقامة ولاجمعة ولاجماعة. امام صادق فرماتے ہیں:عورتوں کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت ،اورنہ جمعہ ہے نہ جماعت۔(۲)

موذن کے لئے ضروری ہے کہ عاقل وباایمان ہواگرکوئی مجنون یاغیرمومن اذان یااقامت کہے تووہ قبول نہیں ہے کیونکہ قلم تکلیف اٹھالیاگیاہے البتہ موذن کابالغ ہوناشرط نہیں ہے بلکہ نابالغ بچہ کی اذان واقامت صحیح ہے جبکہ وہ بچہ ممیزہو۔

اذان کے کلمات کی تکرارکرنے کومستحب قراردئے جانے کی وجہ

جولوگ اذان کی آوازکوسن رہے ہیں ان کے لئے مستحب ہے کہ جب موذن اذان کہہ رہاہوتو اس وقت خاموش رہیں اور اذان کے کلمات کوغورسے سنیں اورموذن کی زبان سے اداہونے والے کلموں کی تکرارکریں،یہاں تک اگرانسان بیت الخلامیں بھی اذان کی آوازسنے تواس کی تکرارکرے

قال ابوعبدالله علیه السلام :ان سمعت الاذان وانت علی الخلاء فقل مثل مایقول المو ذن ولاتدع ذکرالله عزوجل فی تلک الحال.

امام صادق فرماتے ہیں:اگرتم بیت الخلامیں ہواوراذان کی آوازسنوتوموذن کے کلمات کی تکرارکرواوراس حال میں ذکرخدا سے غفلت نہ کرو۔(۳)

---

۱)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۵۸

۲.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۹۸

۳).علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۸۴

سلیمان ابن مقبل مدائنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام موسی کاظمسے پوچھا: حدیث میں آیا ہے: مستحب ہے کہ جب موذن اذان کہے تو اذان سننے والا اذان کے کلموں کی تکرار کرے خواہ اذان کو سننے والا بیت الخلا میں ہی کیوں نہ بیٹھا ہو، اس کے مستحب ہونے کی کیا وجہ ہے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

انّ ذلک یزیدفی الرزق

کیونکہ اذان کے کلموں کی حکایت اور تکرار کرنے سے رزق وروزی میں اضافہ ہوتا ہے ۔[۱]

ایک شخص حضرت امام جعفرصادق کی خدمت میں آیا کہا: اے میرے مولا میں بہت ہی غریب ہوں اپ مجھے کوئی ایسا چیز بتائیں کہ جس سے میری یہ فقیری ختم ہوجائے، امام (علیہ السلام) نے اس فرمایا:

ا ذِّنْ کُلّماسمعت الاذان کمایو ذِّنُ المو ذِّن۔

جب بھی تم اذان کی آواز سنو تو اسے موذن کی طرح تکرار کرو[۲]

اذان واقامت کانقطہ آغاز

اذان واقامت کہ جس کی اہمیت اوراس کے فضائل وفوائد اوراس کے احکام کے متعلق آپ نے ات نی زیادہ نے ملاحظہ فرمائیں ان چیزوں سے یہ معلوم ہوتاہے کہ اس نقطہ آغازوحی الٰہی ہے ،تمام علماء وفقہائے شیعہ اثناعشری کااس بات اتفاق وعقیدہ ہے کہ دین اسلام میں اذان واقامت کاآغازوحی الٰہی کے ذریعہ ہواہے کیونکہ ہمارے پاس کے بارے میں معتبرروایتیں موجودہیں جواس چیزکوبیان کرتی ہیں کہ اذان اقامت کاآغازاورمشروعیت وحی کے ذریعہ ہوئی ہے لیکن علمائے اہل سنت اکثریت اس بات پرعقیدہ رکھتی ہے کہ اذان واقامت کاعبداللہ ابن زیدکے خواب کے ذریعہ ہواہے جسے حدیث رویاکانام دیاگیاہے اورکہتے ہیں کہ اذان واقامت کے متعلق اللہ کی طرف کوئی نازل نہیں ہوئی ہے۔

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۳/باب الاذان والاقامۃ. بحارالانوار/ج ۸۴/ص ۱۷۴

۲.) مکارم الاخلاق /ص ۳۴۸

وہ احادیث جووحی کواذان واقامت کے نقطہ آغاز قرار دیتی ہیں:

عن ابی جعفرعلیہ السلام قال:لما اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء فبلغ البیت المعمورو‌حضرت الصلاۃ فاذّن جبرئیل علیہ السلام واقام فتقدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصف الملائکۃ والنبیون خلف محمدصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔(۱)

حضرت امام باقرفرماتے ہیں:جب شب معراج پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کو آسمان کی سیر کرائی گئی اوربیت المعمورمیں پہنچے ،جب وہاں نمازکاوقت پہنچاتو اللہ کی طرف سے جبرئیل امین (علیہ السلام)نازل ہوئے اوراذان واقامت کہی ،رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نمازجماعت کے لئے آگے کھڑے ہوئے اورانبیاء وملائکہ نے حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے پیچھے صف میں کھڑے ہوکرجماعت سے نمازپڑھی۔

زرارہ اورفضیل ابن یسارنے امام محمدباقر سے روایت کی ہے جسمیں آپ فرماتے ہیں:جب شب معراج نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کو آسمان کی سیرکرائی گئی اوربیت المعمورمیں پہنچے اورنمازکاوقت پہنچاتو اللہ کی طرف سے جبرئیل امین (علیہ السلام)نازل ہوئے اوراذان واقامت کہی ،رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نمازجماعت کے لئے آگے کھڑے ہوئے اورانبیاء وملائکہ نے آنحضرتکے پیچھے جماعت سے نمازپڑھی ،ہم نے امام باقرسے پوچھا:جبرئیل نے کس طرح اذان واقامت کہی؟آپ (علیہ السلام)نے فرمایا:اس طرح سے:اللہ اکبر،اللہ اکبر،اشہدان لاالہ الّااللہ ،اشہدان لاالہ الّااللہ ، اشہدانّ محمدارسول اللہ ، اشہدانّ محمدارسول اللہ ،حیّ علی الصلاح، حیّ علی الصلاح،حیّ علی الفلاح،حیّ علی الفلاح،حیّ علی خیرالعمل ،حیّ علی خیرالعمل ، اللہ اکبر،اللہ اکبر،لاالہ الّااللہ،لاالہ الّااللہ۔

اوراقامت بھی اذان کی طرح کہی بس ات نے فرق کے ساتھ کہ"حیّ علی خیرالعمل" اور"اللہ اکبر"کے درمیان" قدقامت الصلاۃ ،قدقامت الصلاۃ "کہا۔ امام صادق فرماتے ہیں کہ:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے بلال / کو اذان کی تعلیم دی اورپیغمبرکے زمانہ میں اسی طرح اذان ہوتی رہی یہاں تک کہ آنحضرت اس دنیاسے) رخصت ہوگئے۔(۲)

---

۱) کافی (باب بدء الاذان و الاقامۃ)۔ من لایحضرہ الفقیہ(باب الاذان الاقامۃ) (استبصار/ج ۱ (عدد فصول الاذان و الاقامۃ)/ص ۳۰۵ ۔ تہذیب /ج ۱ (باب عدد فصول الاذان. والاقامۃ)/ص ۶۰

۲) استبصار/ج ۱ /ص ۳۰۵. ۔ تہذیب /ج ۱ /ص ۶۰

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:لماهبط جبرئیل علیه السلام بالاذان علیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان راسه فی حجرعلی علیه السلام فاذن جبرئیل واقام فلما انبته رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال:یاعلی سمعت ؟قال:نعم ،قال حفظت ؟قال:نعم ،قال:ادع لی بلالاًنعلمه فدعاعلی علیه السلام بلالاًفعلمه۔(۱)

امام صادق فرماتے ہیں:جس وقت جبرئیل اذان لے کرنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)پرنازل ہوئے تواس وقت آنحضرت (کعبہ کے سایہ میں)امام علی (علیہ السلام)کے زانوئے اقدس پرسرپرر رکھے ہوئے آرام کررہے تھے ،جبرئیلنے اذان واقامت کہی ، جیسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ)بیدارہوئے اورکہا:یاعلی(علیہ السلام)!جبرئیل نے جوکچھ مجھ سے کہاکیاوہ سب کچھ تم نے بھی سناہے؟حضرت علینے جواب دیا:جی ہاں،آنحضرت نے کہا:کیااسے حفظ کیا؟فرمایا:جی ہاں،اس کے بعدآنحضرت نے کہا:اے علی (علیہ السلام)!بلال کوبلاؤاورانھیں اس کی تعلیم دو،امام علی نے بلال کوبلایااورانھیں اذان کی تعلیم دی۔ وہ اذان واقامت جوجبرئیل نے شب معراج کہی تھی خودنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے لئے کہی تھی لیکن جب دوسری مرتبہ اذان واقامت لے کرنازل ہوئے تووہ لوگوں تک پہچانے اوراسے شرعی قراردینے کے لئے لے کرنازل ہوئے ۔

احادیث اہل سنت

علمائے اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں ایسی احادیث موجودہیں جواس بات کوبیان کرتی ہیں کہ اذان واقامت کاآغازوحی پروردگارکے ذریعہ ہواہے اورحدیث رؤیاکوباطل اوربے بنیادقراردیتی ہیں شہاب الدین ابن حجرعسقلانی ”فتح الباری “میں لکھتے ہیں:
انّ الاذان شرع بمکة قبل الهجرة

ہجرت سے پہلے مکہ میں اذان کا شرعی طورسے حکم نازل ہوچکاتھاکیونکہ طبرانی نے سالم ابن عبداللہ ابن عمرنے اپنے والدسے یہ روایت نقل کی ہے:لما اسری بالنبی صلی الله علیه وسلم اوحی الله الیه الاذان فنزل به فعلمه بلالا.

جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پرگئے توخداوندعالم نے ان پروحی کے) ذریعہ اذان نازل کی اورآنحضرت (زمین پر)اذان لے کرنازل ہوئے اوراس کی بلال کوتعلیم دی ۔(۲)عن انس :انّ جبرئیل اَمَرَالنّبی صلّی الله علیه وسلم بِالاذانِ حین فُرِضَتْ الصّلاةُ.(۳)انس سے مروی ہے:جب نمازواجب ہوئی توجبرئیل نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کواذان کاحکم دیا۔

---

۱)کافی (باب بدء الاذان والاقامة)ج ۳/ص ۳۰۲ ۔من لایحضره الفقیه(باب الاذان . والاقامة)/ج ۱/ص ۲۸۱

۲)فتح الباری شرح بخاری /ج ۲//ص ۶۲

۳)فتح الباری شرح بخاری /ج ۲//ص ۶۲)

عن عائشة:لما أُسری بی اذّن جبرئیل فظنّت الملائکة انّه یصلّی بهم فقدّمَنِی فَصَلّیْتُ.[۱]

عائشہ سے روایت ہے کہ:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایاہے :جب مجھے معراج پرلے جایاگیاتووہاں جبرئیل (علیہ السلام)نے نمازکے لئے اذان کہی توملائکہ نے گمان کیاکہ پیغمبرہمارے ساتھ نمازپڑھناچاہتے ہیں لیکن انھوں نے مجھے آگے کیا،پھرمیں نے نمازپڑھی ۔

بزازنے علی سے روایت کی ہے:جب خداوندعالم نے اپنے رسول کواذان کی تعلیم دینے کاارادہ کیاتوجبرئیل نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے لئے ایک براق نامی سواری لے کرآئے اورآنحضرت اس پرسوارہوئے اورجیسے ہی اس حجاب تک پہنچے کہ جوخدائے رحمن سے ملاہواتھا،ایک فرشتہ اس پردہ سے باہرآیااوراس نے "اللہ اکبر،اللہ اکبر"کہاتوپردے کے پیچھے سے آوازآئی:میرابندہ صحیح کہتاہے ،میں ہی سب سے بڑاہوں ، میں ہی سب سے بڑاہوں اس کے بعدملک نے "اشہدان لاالہ الااللہ"کہاتوپردے کے پیچھے سے آوازآئی:میرابندہ صحیح کہتاہے ،میں ہی معبودبرحق ہوں اورمیرے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے اس کے بعدملک نے "اشہدان محمدارسول اللہ "کہاتوپردے کے پیچھے سے آوازآئی:میرابندہ صحیح کہتاہے ،میں نے محمدکورسول بناکربھیجاہے اس کے بعدملک نے "حی الصلاح ، حی علی الفلاح ، قدقامت الصلاة"کہااوراس کے بعد"اللہ اکبر،اللہ اکبر"کہاتوپردے کے پیچھے سے آوازآئی: میرابندہ صحیح کہتاہے ،میں ہی سب سے بڑاہوں ، میں ہی سب سے بڑاہوں،اس کے بعدملک نے " لاالہ الااللہ "کہاتوپردے کے پیچھے سے آوازآئی:میرابندہ صحیح کہتاہے ،میں ہی معبودبرحق ہوں اورمیرے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے۔

اس کے بعداس فرشتے نے آنحضرت کاہاتھ پکڑااورآگے بڑھایااورتمام اہل آسمان نے کہ)جن میں ادم ونوح بھی تھے آپ کی امامت میں نمازجماعت اداکی ۔[۲]

---

۱)فتح الباری ابن حجرعسقلانی/ج ۲//ص ۶۲ ۔دزمنثور(جلال الدین سوطی)/ج ۴/ص ۱۵۴

۲.)ینابیع المودة/ج ۱/ص ۶۶ ۔درمنثور/ج ۴/ص ۱۵۴

سفیان اللیل سے مروی ہے کہ:جب امام حسن (اور معاویہ کے درمیان صلح)کا واقعہ رونما ہوا، میں اسی موقع مدینہ میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس وقت آپ کے اصحاب بھی بیٹھے ہوئے تھے، کافی دیرتک آپ(علیہ السلام) سے باتیں ہوتی رہیں، راوی کہتا ہے:ہم نے ان کے حضور میں اذان کے بارے میں گفتگو چھیڑدی تو ہم سے میں سے بعض لوگوں نے کہا:اذان کا آغاز عبداللہ ابن زید ابن عاصم کے خواب کے ذریعہ ہوا ہے تو حسن ابن علی (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا:

اذان کا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ بلند برتر ہے، جبرئیل (علیہ السلام) نے (شب معراج) آسمان میں دو مرتبہ اذان کہی اور اسے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو تعلیم دی) اور ایک مرتبہ اقامت کہی اور اسکی بھی رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو تعلیم دی ۔ [1]

"درمنثور" اور "کنزالعمال" میں حضرت علی سے یہ روایت نقل کی گئی ہے

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُلّم الاذان لیلۃ أُسْرِیَ بِهِ وَفُرِضَتْ علیہ الصّلاۃُ.

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو معراج کی شب اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ پر نماز واجب کی گئی۔ [2]

ابو العلاء سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ:میں نے محمد ابن حنفیہ سے کہا:ہم لوگ کہتے ہیں کہ اذان کا آغاز ایک انصاری کے خواب کے ذریعہ ہوا ہے یہ بات سنتے ہی محمد ابن حنفیہ نے ایک شدید چیخ مار کر کہا:کیا تم لوگوں نے شریعت اسلام کے اصولوں میں ایک اصل اور اپنے دین کی علامتوں میں سے ایک علامت کو ہدف قرار دیا ہے اور یہ گمان کرتے ہو کہ یہ ایک انصاری کے خواب سے ہوا ہے جو اس نے اپنی نیند میں دیکھا ہے جبکہ خواب میں سچ اور جھوٹ دونوں کا امکان پایا جاتا ہے، کبھی باطل خیالات بھی ہو سکتے ہیں، میں نے محمد ابن حنفیہ سے کہا:یہ حدیث تو لوگوں کے درمیان عام اور مشہور ہے، انھوں نے جواب دیا:خدا کی قسم یہ عقیدہ بالکل باطل ہے)۔ [3]

اہل سنت کی ان مذکورہ احادیث اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ دین اسلام میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی ہجرت سے کئی سال پہلے مکہ میں شب معراج وحی کے ذریعہ اذان کا آغاز ہو چکا تھا اور عبداللہ ابن زید کے خواب کا واقعہ جو نقل کیا جاتا ہے وہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے مدینہ ہجرت کرنے کے کافی عرصہ بعد کا واقعہ ہے ۔

۱.)المستدرک (حاکم نیشاپوری)/ج ۳/ص ۱۷۱

۲.)کنزالعمال/ج ۱۲ /ص ۳۵۰ /ح ۳۵۳۵۴ ۔درمنثور/ج ۴/ص ۱۵۴

۳.)السیرۃ الحلبیہ/ج ۲/ص ۳۰۰، منقول ازکتاب الاعتصام/ص ۲۹

حدیث رؤیا

اکثر علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ اذان واقامت کا آغاز عالم رؤیا میں ہوا ہے اور اذان واقامت کے متعلق اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ اذان اقامت کا آغاز عبداللہ ابن زید کے خواب سے ہوا ہے جسے حدیث رویٔا کا نام دیا گیا ہے اور عمر ابن خطاب نے اس کے خواب کی تائید کی ہے اور وہ حدیث رؤیا یہ ہے:

عبداللہ ابن زید سے روایت ہے کہ جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے، میں اس وقت سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے میرے گرد گھوم رہا ہے، میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا یہ ناقوس بیچنا پسند کروگے؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کروگے؟ میں نے کہا: اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤں گا، اس نے کہا: کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمھیں ناقوس سے بہتر چیز کی راہنمائی کروں؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے لئے اس طرح کہو اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھدان لا الہ الا اللہ، اشھدان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاح، حی علی الصلاح، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔ عبداللہ ابن زید کا کہنا ہے کہ جب وہ شخص میرے پاس سے جانے لگا تو کچھ دور چل کر بولا: اور جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوجاؤ تو اس طرح اقامت کہو: اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھدان لا الہ الا اللہ، اشھدان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاح حی علی الفلاح ،قدقامت الصلاۃ قدقامت الصلاۃ، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ . عبداللہ ابن زید کہتا ہے کہ میں صبح ہوتے ہی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں پہنچا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آنحضرت کے حضور میں بیان کردیا۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ تیرا یہ خواب سچا ہے لہٰذا بلال کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ اور جو کچھ خواب میں دیکھا ہے وہ سب بلال کو یاد کراؤ تاکہ وہ اسی طرح اذان کہا کریں کیونکہ بلال کی آواز تم سے بہت اچھی ہے لہٰذا میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا اور انھیں اذان کی تعلیم دی اور بلال نے اذان شروع کی۔ عبداللہ ابن زید کہتا ہے کہ: جب بلال نے اس طرح اذان کہی اور عمر ابن خطاب جو اس وقت اپنے گھر میں تھے اذان کی آواز سنی تو فوراً گھر سے باہر نکلے اور حالت یہ تھی کہ عباء مین پر گھسٹ رہی تھی، تیزی کے ساتھ دوڑے ہوئے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پاس آئے اور بولے: یارسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو پیغمبری پر مبعوث کیا ہے میں نے بھی اسی کی طرح خواب دیکھا ہے جیسے اس نے دیکھا ہے۔[1]

---

۱) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب کیف الاذان، رقم ۴۹۹/ ص ۱۲۰

حدیث رؤیا کے بارے میں شیعوں کا نظریہ

جیسا کہ پہلے ذکر کر چکے ہیں تمام علمائے شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اذان واقامت کا آغاز وحی پروردگار کے ذریعہ ہے ،پس وحی کے علاوہ کسی چیز کے ذریعہ اذان واقامت کا نقطہ آغاز قرار دینا باطل اور بے بنیاد ہے ،اس بارے میں چند نکات ذکر ہیں:

١۔غور وفکر کی بات ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے اپنے حبیب کو نماز، روزہ ،حج ،زکات اوران کے احکامات کی تعلیم دی ہے ،توکیا اس نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو لوگوں کو نماز کی طرف دینے اوراس کے وقت پہنچنے کی اطلاع دینے کے لئے جبرئیل امین کسی چیز کو بیان نہیں کیا ہوگا کہ اس طرح سے لوگوں کو وقت نماز پہنچنے کی اطلاع دیا کرو۔

٢۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)دومرتبہ اذان واقامت ک تعلیم دی گئی تھی ایک مرتبہ اس وقت کہ جب آپ معراج پرگئے تووہاں جبرئیل نے اذان اقامت کہی اورملائکہ وانبیائے الٰہی نے آپ کے پیچھے نماز اداکی اوردوسری مرتبہ اس وقت زمین پرلے کر نازل ہوئے جب آنحضرت مولائے کائنات کے زانوئے وبارک سر رکھے ہوئے آرام کررہے تھے توجبرئیل وحی لے کرنازل ہوئے اورفرمایا کہ نماز سے پہلے اس طرح اذان واقامت کہا کرپس عبداللہ ابن زید کے خواب کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔

٣۔اگراذان واقامت کی اہمیت اوراس کے فضائل وفوائد کے بارے ہم نے جوروایتیں نقل کی ہیں ان سب چیزوں یہ واضح ہوتاہے کہ اذان کو اللہ تبارک تعالی کی جانب سے مشروعیت دیاگیاہے ورنہ اسکی دین اسلام میں ات نی زیادہ اہمیت نہ ہوتی ۔

۴۔ابن عقیل نے اجماع نے دعوی کیاہے: اجتمعت الشیعة علی ان الصادق علیه السلام لعن قوما رعموا،انّ النبی صلی الله علیه وآله اخذالاذان من عبدالله بن زید فقال(علیه السلام:ینزل الوحی علی نبیکم ، فتزعمون انه اخذالاذان من عبدالله ابن زید

دین اسلام میں وحی الٰہی کو نقطہ آغاز اذان قرار دیناضروریات مذہب شیعہ ہے اورعلمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ امام صادق نے اس جماعت پر لعنت کی ہے کہ جویہ گمان کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اذان کو عبداللہ ابن زید کے خواب سے اخذ کیاہے اوریہ رسول پر ایک تہمت وبہتان ہے بلکہ اذان کو وحی پروردگار سے اخذ کیاگیاہے جیساکہ امام صادق فرماتے ہیں:

۵۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کہ جنھوں نے جودین اسلام کی بنیادرکھی اورلوگوں نماز وحکمت کی تعلیم دی ،کیاآپ نے دین اسلام میں کسی چیزکو وحی پروردگار کے علاوہ رائج کیاہے

۶۔جولوگ عبداللہ ابن زید کے خواب کواذان کی ابتداقرادیتے ہیں اس کی بنیادی وہ یہ ہے کیونکہ ایک صاحب نے اس کے خواب تائیدکی تھی اس لئے تاکہ دین اسلام میں پیغمبر کے ساتھ ان کانام بھی روشن رہے اس لئے ایک حدیث کوجعل کرلیاگیا۔

۷۔یہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص معیار آدمیت ہو،ذمہ دارشریعت ہو،افضل المرسلین ہو، وحی کے بغیرکوئی کلام ہی نہ کرتاہواوراللہ تبارک وتعالیٰ کامحبوترین بندہ ہواس پراذان واقامت کے متعلق اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہواورحتی خواب میں بھی نہ دکھے اوران کے بعض صحابہ اذان کے کلمات کوخواب حاصل کرلیں اورانھیں یادرہیں کہ ہم نے خواب میں یہ اوریہ کلمات دیکھے ہیں؟

حدیث رؤیاکے بارے میں بعض اہل سنت کانظریہ

اہل سنت کی کتابوں سے وہ احادیث جوہم نے "اذان واقامت کے نقطہ آغاز" کے عنوان میں ذکرکی ہیں ان میں بعض احادیث میں عبداللہ ابن زیدکے خواب کوغلط قرادیاگیاہے حدیث رؤیاکے بارے میں سرخی اپنی کتاب "المبسوط"میں لکھتے ہیں: ابوحفص عالم خواب میں اذان کے آغازہونے سے انکارکرتے تھے اورکہتے تھے کہ:تم لوگوں نے معالم اورشعائراسلامی میں سے ایک پراعتمادکرتے ہواورکہتے ہوکہ وہ رؤیاکے ذریعہ ثابت ہواہے لیکن ایساہرگزنہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کومعراج ہوئی اورآپ کو مسجدالاقصیٰ لے جایاگیااورانبیاء کوجمع کیاگیاتوایک فرشتہ نے اذان واقامت کہی اورپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے ان کے ساتھ اداکی اورکہاجاتاہے کہ جبرئیل اذان لے کرنازل ہوئے تھے ۔[۱]

حدیث رویامیں جن راویوں کے ذکرکئے گئے ہیں ان کے بارے میں کتب اہل سنت سے ایک مختصرساجائزہ ذکرہے:

حدیث رؤیاکے راویوں میں محمدابن اسحاق کاذکرکیاگیاہے ،جس کی سندکے بارے میں دارقطنی کہتے ہیں:

"اختلف الآئمة ولیس بحجة انمایعتبربه "آئمہ کے درمیان اس کے بارے میں اختلاف)پایاجاتاہے اوروہ حجت نہیں ہے ،بساس پرتھوڑاسااعتبارکیاگیاہے ۔[۲]

قال ابوداو ذ:سمعت احمدذکرمحمد بن اسحاق فقال:کان رجلا یشتهی الحدیث ،فیا خذکتب الناس فیضعهافی کتبه۔[۳]

ابوداؤدکہتے ہیں:میں نے محمدابن اسحاق کے بارے میں احمدابن حنبل سے سنا،وہ کہتے ہیں کہ: اسے حدیثیں نقل کرنے کی بہت زیادہ ہوس رہتی تھی لہٰذاوہ لوگوں کی کتابیں لے کرانھیں اپنی کتابوں میں قراردیاکرتا تھا۔

۱.) المبسوط/ج ۱/ص ۱۲۸

۲.) تہذیب الکمال/ج ۲۴/ص ۴۲۱

۳)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۳۸)

قال المروذی قال احمدبن حنبل: کان اسحاق یدلس وقال ابوعبدالله: قدم ابن اسحاق بغداد، فکان لایبالی عمن یحکی ،عن الکلبی وغیرہ."[۱]

مروذی کہتاہے: احمدابن حنبل نے محمدابن اسحاق کے بارے کہاہے کہ وہ تدلیس کرتاتھااور حقیقت کوچھپادیاکرتاتھا پس جب وہ بغدادآیاتوکسی بات کی پرواہ کئے بغیرہرایک سے(جیسے دل چاہے) کلبی وغیرہ سے حدیث نقل کرتاتھا۔

قال حنبل بن اسحاق :سمعت اباعبدالله یقول: ابن اسحاق لیسبحجة.[۲]

حنبل ابن اسحاق کہتے ہیں: میں نے ابوعبدللہ کویہ کہتے سناہے کہ ابن اسحاق حجت نہیں ہے۔

قال عبدالله بن احمدمارا یٴت ا بیٴ اتقن حدیثه قط،وکان یتتبّعه بالعلووالنزول،قیل له :یحتج به؟قال:لم یکن یحتج به فی السنن.[۳]

عبداللہ ابن احمدکہتے ہیں: میں نے کبھی نہیں دیکھاکہ میرے باپ نے اس کی حدیث پریقین کیاہواوراسے معتبر قراردیاہوبلکہ اس کی نقل کی ہوئی حدیث کے بارے میں تحقیق کرتے تھے جب ان سے پوچھاگیاکہ کیامحمدابن اسحاق کی احادیث کودلیل کے طورپرپیش کیاجاسکتاہے ؟انھوں نے جواب دیا: سنن میں ان سے احتجاج نہیں کیاجاسکتاہے۔

قال ایوب بن اسحاق سامری: سئلت احمد بن حنبل :اذاانفرد ابن اسحاق بحدیث تقبله ؟قال :لا،والله انّی را یٴته یحدث عن جماعة بالحدیث الواحدولایفضل کلام ذامن کلام ذا۔[۴]

ایوب ابن اسحاق ابن سافری کہتے ہیں: میں نے احمدابن حنبل سے پوچھا: اگرکسی حدیث کوفقط ابن اسحاق سے نقل کیاجائے توکیاآپ اسے قبول کریں گے؟جواب دیا: ہرگزنہیں، خداکی قسم میں نے دیکھاہے کہ وہ ایک جماعت سے حدیث کونقل کرتاہے بغیراسکے کہ وہ ایک کی بات کودوسرے کی بات سے الگ کرے۔

---

۱)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج۹/ ۳۸

۲)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۳۸/۹۰

۳)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۹/۳۸

۴)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۹/۳۸.

نسائی اس کے بارے میں کہتے ہیں:

"لیسبالقوی"

وہ راوی قوی نہیں ہے۔[۱]

حدیث رؤیامیں محمد ابن ابراہیم ابن حارث جیسے راوی کاذکر بھی ہے، اس راوی کے بارے میں عقیلی نے عبداللہ ابن احمدسے اورانھوں نے اپنے والد(حنبل) سے نقل کیاہے جس میں امام حنبل کہتے ہیں:

فی حدیثه شئ یروی احادیث ا حٔادیث مناکیرا ؤمنکرة۔[۲]

اس راوی کی حدیث کے بارے یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ مجہول اورناپسندروایتیں نقل کرتاہے۔

حدیث رؤیامیں عبداللہ ابن زیدکانام ہے کہ جسنے اذان کے بارے میں یہ خواب دیکھاتھا، اس کے بارے میں بعض کتب اہل سنت میں ترمذی کے حوالے سے بخاری کایہ قول نقل کیاگیاہے:

"لانعرف له الّاحدیث الاذان" ہم عبداللہ ابن زیدکی اس حدیث اذان کے علاوہ کسی دوسری روایت کونہیں جانتے) ہیں۔[۳]

حاکم نیشاپوری "المستدرک "میں عبداللہ ابن زیدکے بارے میں لکھتے ہیں:عبدالله بن زید هوالذی اریٰ الاذان ،الّذی تداوله فقهاء الاسلام بالقبول ولم یخرج فی الصحیحین لاختلاف الناقلین فی اسانیده.[۴]

عبداللہ ابن زیدوہ شخص ہے جسنے اذان کوخواب میں دیکھااورعلمائے اسلام نے اسے رسمیت دی ہے لیکن اس حدیث سندکی کے بارے میں ناقلین کے درمیان اختلاف پائے جانے کی وجہ سے مسلم اوربخاری دونوں نے اپنی صحیح میں اس حدیث کوبالکل ذکرنہیں کیاہے۔.

---

۱)تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۳۹ (۵۰/

۲.)تہذیب التہذیب(ابن حجر) /ج ۹/ص ۶.

۳)تہذیب الکمال/ج ۱۴ /ص ۵۴۱ ۔تہذب التہذیب(ابن حجر)/ج ۱۹۷

۴)المستدرک (حاکم نیشاپوری)/ج ۳/ص ۳۳۶

حاکم نیشاپوری کا یہ دعویٰ اس چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کی نظر میں عبداللہ ابن زید کے خواب کے ذریعہ اذان واقامت کا آغاز ہونا باطل اور بے بنیاد ہے اور حاکم نیشاپوری کے علاوہ متعدد علمائے اہل سنت نے بھی اذان کی ابتداء کو عبداللہ ابن زید کے خواب ذریعہ ہونے سے انکار کیا ہے اور وحی الٰہی کے ذریعہ اذان کے آغاز ہونے کو قبول کیا ہے۔ اذان واقامت میں حضرت علی کی امامت کی گواہی دینے کا راز اذان واقامت میں "اشھدان محمدا رسول اللّٰہ" کے بعد حضرت علی کی امامت وولایت کی دومرتبہ گواہی دینا یعنی "اشھدان علی ولی اللّٰہ" کہنا

علما وفقہا کہتے ہیں: "اشھدان علی ولی اللّٰہ" اذان واقامت کا جزء نہیں ہے مگر پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) رسالت کی گواہی کو مکمل کرتا ہے اور آج کے زمانہ میں شیعوں پہچان ہونے شمار ہوتا ہے پس "اشھدانّ محمد رسول اللہ" کے بعد قربت اور تبرک کی نیت سے "اشھدان علی ولی اللّٰہ" بہتر ہے

جس طرح نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نبوت ورسالت میں کوئی شک نہیں ہے اسی طرح حضرت علی خدا کے ولی اور مومنین کے مولا وامیر برحق ہونے بھی کوئی شک نہیں ہے، روایت معراج میں لکھا ہے کہ عرش معلی پر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ مولائے کائنات بھی لکھا ہوا ہے، جنت کے دروازے بھی آپ کا نام لکھا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ جس پر بھی پروردگار نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا نام لکھ رکھا ہے اسی کے ساتھ امام علی کا نام بھی لکھا ہوا ہے لیکن کچھ لوگوں ان روایتوں سے آپ کے نام کو ختم کردیا ہے اور اپنے بزرگوں کا نام لکھ دیا ہے اسی لئے ہم شیعہ حضرات اذان واقامت میں "اشھدانّ محمد رسول اللہ" کے بعد "اشھدان علی ولی اللہ" کہہ کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ عرش معلی پر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ علی ابن ابی طالب کا نام درج ہے نہ ان کا کہ جنھیں لوگوں نے حدیث معراج میں داخل کردیا ہے۔

پس اذان واقامت میں امام علی کی شہادت کی گواہی دینے سے اذان واقامت باطل نہیں ہوسکتی ہے، اور نہ اسے بدعت کہا جاسکتا ہے کیونکہ ہم اسے اذان اقامت کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں اور اسے بقصد قربت کہتے ہیں، اہل سنت کی کتابوں میں بھی علی کے ذکر کو عبادت قرادیا گیا ہے اور یہ روایت نقل کی گئی ہے: "ذکر علی عبادۃ." علی کا ذکر عبادت ہے۔

جب علی کا ذکر عبادت ہے تو اذان واقامت میں ان ذکر کرنے سے کیسے اذان واقامت باطل ہوسکتی ہے اور ان کا ذکر کیسے بدعت ہوسکتا ہے۔

.کنز العمال/ج ۱۱/ص ۶۰۱ ۔البدایۃ والنہایۃ/ج ۷/ص ۳۹۴ ۔ینابیع المودۃ/ج ۲/ص ۲۲۹

اول وقت

مستحب ہے کہ ہر مسلمان اپنی نمازوں کو اول وقت ادا کرے، دین اسلام میں نماز کو اول وقت ادا کرنے اور اوقات نماز کی محافظت کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور آیات وروایات میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے

اکثر علمائے کرام نے محافظت نماز سے نماز کا اول وقت مراد لیا ہے اور معصومین بھی یہی اشارہ دیا ہے وہ آیات کریمہ اور احادیث کہ جنھیں ہم نے ابھی "نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا" کے عنوان میں ذکر کی ہیں ان میں محافظت نماز سے نماز کا اول وقت مراد ہے کتب احادیث میں اول وقت کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں معصومین سے کثیر تعداد میں روایتیں نقل ہوئی ہیں:

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) مولائے کائنات سے وصیت کرتے ہیں:

لاتو خّرھا فانّ فی تاخیرھامن غیرعلۃ غضب اللہ عزوجل.[۱]

اے علی! نماز کو تاخیر میں نہ ڈالنا، جو شخص نماز کو بغیر کسی مجبوری کے تاخیر میں ڈالتا ہے اس سے خداوندمتعال ناراض ہوجاتا ہے۔

قال علی علیہ السلام :اوصیکم بالصلاۃ وحفظھافانھاخیرالعمل وھی عمود دینکم۔[۲]

مولائے کائنات حضرت علیفرماتے ہیں:میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اوقات نماز کی حفاظت کرتے رہنا اور ہر نماز کو اول وقت ادا کرتے رہنا، کیونکہ نماز سب سے بہترین عمل ہے اور وہی تمھارے دین کا ستون ہے۔

عن محمدبن مسلم قال:سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول:اذادخل وقت صلاۃ فتحت ابواب السماء لصعودالاعمال،فمااحب ان یصعدعمل اول من عملی، ولایکتب فی الصحیفۃ احداوّل منی.[۳]

امام صادق فرماتے ہیں: جیسے نماز کا وقت شروع ہوتا ہے تو اوپر تک اعمال کے پہونچنے کے لئے آسمان تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں، میری تمنا یہ ہوتی ہے میرا عمل سب سے پہلے صعود کرے لور مجھ سے پہلے صحیفہ میں کسی کا نام نہ لکھا جائے۔

عن ابی جعفرعلیہ السلام قال:ایمامومن حافظ علی الصلاۃ الفریضۃ فصلاھالوقتھافلیس ھومن الغافلین۔[۴]

حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں: ہر وہ مومن جو واجب نمازوں کا پابند رہتا ہے اور انھیں اوّل وقت بجالاتا ہے اس کو گروہ غافلین میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

---

۱)خصال (شیخ صدوق) /ص ۷۹،۵۴۳/

۲)بحارالانوار/ج ۲۰۹). ۱

۳)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۴۱

۴)وسائل الشیعۃ/ج ۲/ص ۶۵۶ .

عن ابی عبداللہ علیه السلام قال:انّ فضل الوقت الاول علی الاخیرکفضل الآخرة علی الدنیا.[1]

امام صادق فرماتے ہیں: نماز کا اوّل وقت آخروقت پر اسی طرح فضیلت رکھتا ہے جس طرح آخرت دنیا پر فضیلت رکھتی ہے۔

قال ابوعبداللہ علیه السلام :امتحنواشیعت ناعندمواقیت الصلاة کیف محافظتهم علیها۔[2]

امام صادق فرماتے ہیں :ہمارے شیعوں کو اوقات نماز کے ذریعہ پہچانو!اوردیکھوکہ وہ اوقات نماز کی کس طرح حفاظت کرتے ہیں۔عبداللہ ابن سنان سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

لکلّ صلاة وقتان واول الوقت افضله ولیس لاحدٍا نٔ یجعل آخرالوقتین وقتا الّافی عذرمن غیرعلة.[3]

ہرنماز کے دووقت ہوتے ہیں (اول وقت اورآخروقت)اوراول وقت (آخروقت)سے افضل ہوتا ہے اورکسی کے لئے جائزنہیں ہے کہ بغیرکسی عذرو مجبوری کے آخری وقت کواپنی نمازکاوقت قراردے اورآخری وقت میں نمازاداکرے ۔

حکیم لقمان نے اپنے فرزند کو وصیت کرتے ہوئے کہا : اے بیٹا ! مرغ کو اپنے آپ سے زیادہ ہو شیارنہ ہونے دینا ، کیونکہ مرغ نماز کا وقت شروع ہوتے ہی اپنی آواز بلند کردیتا ہے اور) نماز کا وقت پہنچنے کا اعلان کرتا ہے ، پس اے بیٹا ! مرغ کے بولنے سے پہلے بیدار ہو اکرو ۔[4]

قال علیه السلام :ان العبداذاصلی الصلاة فی وقتهاوحافظ علیهاارتفعت بیضاء نقیة ،تقول حفظت نی حفظک اللہ واذالم یصلهالوقتهاولم یحافظ علیهاارتفعت سوداء مظلمة تقول ضیعت نی ضیعک اللہ.[5]

امام صادق فرماتے ہیں :جب کوئی بندہ نمازکواس کے اول وقت میں اداکرتا ہے اوراوقات نمازکی حفاظت کرتا ہے تو وہ نمازپاک وسفیدہوکرآسمان کی طرف جاتی ہے اورصاحب کے لئے کہتی ہے :جس طرح تونے میری حفاظت کی ہے خداوندعالم تیری بھی اسی حفاظت کرے لیکن جوبندہ نمازکواس کے وقت میں ادانہیں کرتا ہے اوراوقات نمازکی حفاظت نہیں کرتا ہے تووہ نمازسیاہ چہرہ کے ساتھ آسمان کی طرف روانہ ہوتی ہے اورصاحب نمازکے کہتی ہے:جس طرح تونے مجھے ضائع وبربادکیاہے خداتجھے بھی اسی طرح ضائع وبربادکرے۔

---

۱)کافی/ج ۳/ص ۲۷۴

۲)سفینة البحار/ج ۲/ص ۴۴

۳)کافی/ ج ۳/ص ۲۷۴

۴)ہزارویک نکتہ دربارہ ٔنماز/ش ۹۷۸ / ص ۳۰۱)

۵)من لایحضرہ الفقیه/ ج ۱/ ص ۲۰۹

عن ابی عبدا للّٰہ علیہ السلام قال:من صلی الصلوات المفروضات فی اول وقتھاواقام حدودھارفعھاالی السماء بیضاء نقیة وھی تھتف بہ تقول حفظک اللّٰہ کماحفظت نی واستودعک اللّٰہ ملکاکریما،ومن صلھابعدوقتھامن غیرعلة ولم یقم حدودھارفعھاالملک سوداء مظلمة وھی تھتف بہ ضیعت نی ضیعک اللّٰہ کماضیعت نی.

امام صادق فرماتے ہیں:جب کوئی بندہ نمازکواس کے اول وقت میں اداکرتاہے اورحدود نمازکی حفاظت کرتاہے توایک فرشتہ اس نمازکوپاک وسفیدشکل کے ساتھ آسمان کی طرف لے جاتا ہے اوروہ نمازاس نمازی سے یہ صاحب کے لئے کہتی ہے:جس طرح تونے میری حفاظت کی ہے خداوندعالم تیری بھی اسی طرح حفاظت کرے،تونے مجھے ایک عظیم وکریم ملک کے سپردکیاہے لیکن جوبندہ نمازکوبغیرکسی مجبوری کے نمازکوتاخیرمیںڈالتاہے اوراس کے حدودکی حفاظت نہیں کرتاہے توایک ملک اس نمازکوسیاہ وتاریک بناکرآسمان کی طرف روانہ ہوتا ہے اوروہ اس صاحب نمازسے بلندآوازمیں کہتی ہے:تونے مجھے ضائع کیاخداتجھے اسی طرح ضائع وبربادکرے جس طرح تونے مجھے ضائع وبربادکےاہے۔[1]

قال رسول اللّٰہ صلی علیہ وآلہ :مامن صلاة یحضروقتھاالّانادیٰ ملک بین یدی الناس:ایھاالناس !قومواالیٰ نیرانکم الّتی ا ؤقدتموھاعلیٰ ظھورکم فاطفو ھٰابصلاتکم۔[2] پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتےہیں:ہرنمازکاوقت شروع ہوتے ہی ایک فرشتہ ندائے عمومی بلندکرتاہے:اے لوگو!اٹھواوروہ آگ جوخودتم نے گناہوں کوانجام دےکراپنے ہی ہاتھوں سے اپنےپیچھے لگائی ہے اسے نمازکےذریعہ خاموش کردو۔اسی روایت کوبعض راویوں نے اس طرح نقل کیاہے:

ان ملک الموت علیہ السلام یحضرفی کلّ یوم خمس مرات فی بیوت الناس فی اوقات الصلوات الخمس وینادی علیٰ احدمن الاحادوینادی بھذہ ایھاالناس! قومواالیٰ نیرانکم التی اوقدتموھا۔[3]

بیشک ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ پنجگانہ نمازکےوقتوں میں لوگوں کےگھروں میں حاضرہوتاہےاورہرایک شخص کوآوازدیتاہے اوراس طرح دیتاآوازہے:اے لوگو!اٹھواوروہ آگ جوخودتم نےگناہوں کوانجام دےکراپنےہی ہاتھوں سے اپنےپیچھے لگائی ہے اسے نمازکےذریعہ خاموش کردو۔

---

۱). امالی (شیخ صدوق) ۴/ص۳۲۸

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/ص۲۰۸.

۳)من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/ص۲۰۸.)

اول اوقات نماز کی محافظت و فضیلت کے بارے میں چند مندرجہ ذیل واقعات ذکرہیں:

امام علی ابن ابی طالبکی تاریخ حیات میں لکھا ہے کہ آپ جنگ صفین میں دشمنان اسلام سے جنگ کررہے تھے کہ آپ اچانک سورج کی طرف دیکھنے لگے ، ابن عباس نے کہا:یا امیرالمومنین ! یہ آپ کیا کررہے ہیں ؟حضرت علینے جواب دیا: اَنْظُرُاِلَی الزَّوَالِ حتّی نُصَلِّی.

میں دیکھ رہاہوں کہ ابھی زوال کاوقت ہواہے یانہیں تاکہ(اول وقت)نمازاداکروں، ابن عباس نے تعجب سے کہا:کیایہ نمازکاوقت ہے؟اس وقت ہم دین اسلام کے دشموں سے جنگ کرنے میں مشغول ہیں لہٰذااس وقت جنگ کونمازپرترجیح دیناچاہئے، اگرہم نے ایسے خطرناک موقع جنگ سے ہاتھوں کوروک لیاتودشمن ہم پرغالب آجائیں گے ، مولائے کائنات نے جواب دیا:علیٰ مانقاتلهم ؟انّمانقاتلهم علی الصلاة .

ہماری ان سے کس بنیادپرجنگ ہورہی ہے ؟بے شک اسی نمازہی کی وجہ سے ان) دشمنوں سے جنگ ہورہی ہے ۔(۱)

روایت میں ملتاہے کہ مولائے کائنات نے کبھی نمازکوتاخیرمیں نہیں ڈالافقط دو موقع ایسے پیشآئے ہیں کہ امام علی کو نمازپڑھنے میں ات فی دیرہوگئی کہ آپ کے نماز قضاہوگئی اورسورج کوپلٹایاگیااورامام(علیہ السلام) نے نمازکواس کے وقت میں اداکیا اوروہ دوموقع یہ ہیں: ۱۔محمدابن عمیرحنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق کی محضرمبارک میں عرض کیا:جب امام علی پرنمازظہروعصرجمع کرنالازم تھاتوپھرکس علت وسبب کی بناپرمولائے کائنات نے نمازعصرکوتاخیرمیں ڈالااوراسے ترک کیا؟

امام(علیہ السلام) نے فرمایا:

جب امیرالمومنین نمازظہرسے فارغ ہوئے توایک مردے کی کھوپڑی نظرآئی ، امام (علیہ السلام) نے اس سے معلوم کیا:توکون ہے ؟

۱.)وسائل الشیعہ /ج ۳/ص ۱۷۹

اس نے جواب دیا: میں فلاں سرزمین کے فلاں بادشاہ کا فرزند ہوں، امیر المومنین نے فرمایا: تو مجھے اپنی داستان زندگی کو بیان کر اور اپنے زمانے میں اچھے اور برے رونما ہوئے واقعات کو بیان کر، اس جمجمہ نے اپنے داستان زندگی بیان کرنا شروع کیا اور اپنے زمانے میں گذرہوئے واقعات کو بیان کرنے لگا اور امام (علیہ السلام) اس کی داستان زندگی سننے میں سرگرم ہوگئے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، اس کے بعد جب امام (علیہ السلام) اس جمجمہ سے باتیں سن چکے تو سورج کو پلٹنے کا حکم دیا، سورج نے کہا: اب یںغروب ہوچکا ہوں لہذا اس وقت کیسے پلٹ سکتا ہوں، امیر المومنیننے خدائے عزوجل سے سورج کو پلٹا دینے درخواست کی پس خداوندعلام نے سترہزار فرشتوں کو سترہزار زنجیروں کے ساتھ سورج کی طرف روانہ کیا، ان فرشتوں نے زنجیروں کو سورج کی گردن یںڈالا اور کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ سورج اوپر آگیا اور دوبارہ اس کی روشنی سب جگہ پھیل گئی اور سورج صاف طرح نظر آنے لگا اور امیر المومنیننے اپنی نماز کو عصر کو اس کے وقت میں ادا کیا اور پھر سورج دوبارہ اپنی جگہ پر پہنچ گیا، اس کے بعد امام صادق نے فرمایا: یہ تھی امیر المومنینکی تاخیر سے نماز کی پڑھنے وجہ۔(۱)

۲۔ محمد ابن جعفر کی دو بیٹیاں ''ام جعفر'' یا ''ام محمد'' نے اپنی جدّہ محترمہ ''اسمابنت عمیس سے روایت کی ہے، ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا بیان ہے کہ: میں اپنی جدّہ محترمہ اسمابنت عمیس اور اپنےچچا عبداللہ ابن جعفر کے ہمراہ گھر سے باہر گئی ہوئی تھی ،جب ''صہبا'' کے قریب پہنچے تو اسمابنت عمیسنے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹی! ایک دن ہم رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے ہمراہ اسی جگہ پر موجود تھے کہ آنحضرت نے نماز ظہر پڑھی اور اس کے بعد علی (علیہ السلام) کو اپنی خدمت میں طلب کیا اور امام (علیہ السلام) سے اپنی ضرورتوں میں مدد چاہی یہاں تک کہ عصر کا وقت پہنچ گیا اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نماز پڑھی، اس کے بعد علی (علیہ السلام) آنحضرت کی خدمت میں پہنچے اور پیغمبر کے پہلو میں بیٹھ گئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی نازل کی اور آنحضرت نے اپنے سر مبارک کو امیر المومنین کے دامن اقدس رکھ کر آرام کرتے رہے یہاں تک سورج غروب ہوگیا، جب آنحضرت نے آنکھیں کھولیں تو علی (علیہ السلام) سے معلوم کیا:

اے علی (علیہ السلام)! کیا تم نماز پڑھ لی تھی، حضرت علی (علیہ السلام) نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) کیونکہ آپ کا سر مبارک میرے دامن پر رکھا اور آپ آرام کررہے تھے اور میں نے آپ کو بیدار نہیں کرنا چاہا لہذا سی طرح بیٹھا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے دعا کے ہاتھ بلند کئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

---

۱۰)علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۵۱

اللّھمّ ان ھذاعلیّ عبداحتبس نفسه علی نبیک فردّعلیه الشرقھا. بارالٰہا! یہ علی (علیہ السلام) تیرا بندہ ہے کہ جس نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ نماز پڑھنے سے رو کے رکھا اور اپنے آپ کو محبوس رکھا پس تو اس کے لئے سورج پلٹا دے تاکہ وہ نماز کو ادا کر سکے ابھی نبی دعا میں مشغول تھے کہ سورج طلوع ہوا اور تمام زمین و پہاڑ پر اس کی روشنی پھیل گئی اور علی (علیہ السلام) نے بلند ہو کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی ، اس کے بعد سورج دوبارہ غروب ہو گیا ۔(۱)

روایت میں ایا ہے کہ ایک روز مامون نے اپنے دربار میں امام علی رضا کو دعوت دی جب امام (علیہ السلام) اس کے دربار میں پہنچے اور وہاں پر عمران صابی (گروہ صائبین کے رہنما) سے بحث و مناظرہ شروع ہوا، بحث و گفتگو یہاں اس حد تک پہنچی کہ عمران کے دل میں آہستہ آہستہ قبول اسلام کی حالت پیدا ہو رہی تھی کہ اسی دوران اذان کی آواز بلند ہوئی ، جیسے امام (علیہ السلام) نے اذان کی آواز کو سنا تو بحث و مناظرہ کو اسی جگہ پر ختم کر دیا اور عمران سے فرمایا: نماز کا وقت ہو گیا ہے ، عمران نے کہا : اے میرے آقا! اس وقت میرا دل کچھ نرم ہوتا جارہا تھا اگر آپ اور کچھ دیر تک مناظرہ کو جاری رکھتے تو شاید میں مسلمان ہو جاتا، امام نے فرمایا : پہلے نماز پڑھیں اس کے مناظرہ کو ادامہ دیں گے ، امام (علیہ السلام) نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ بحث و مناظرہ شروع کیا اور عمران صابی نے مذہب اسلام قبول کر لیا یہ واقعہ بہت طولانی ہے مگر اصل چیز کو بیان مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ امام (علیہ السلام) نے اول وقت کو ترجیح دی اور مناظرہ کو روکنا پسند کیا، اس واقعہ کو شیخ صدوق نے اپنی کتاب توحید میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابراہیم ابن موسی القزار سے روایت ہے کہ امام رضا بعض آل ابوطالب کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے اور ہم آنحضرت کے ہمراہ تھے ،جب نماز کا وقت پہنچا تو امام اپنے صحابیوں کے ساتھ اسی جگہ پر قریب میں گئے اور ایک بڑے سے پتھر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ سے فرمایا: اے ابراہیم ! نماز کا وقت ہو چکا ہے لہٰذا تم اذان کہو، میں نے عرض کیا: اے ہمارے آقا! ہم اس وقت اپنے آنے والے صحابیوں کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں، امام (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا تمھارے گناہوں کو معاف کرے، بغیر کسی عذر کے نماز کو تاخیر میں نہ ڈالو، پس تم آؤ اور ہمارے ساتھ اول وقت نماز پڑھو، راوی کہتا ہے کہ میں نے اذان کہی اور امام (علیہ) السلام) کے ساتھ نماز ادا کی ۔(۲)

---

۱)علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۵۲ .

۲)منتہی الاعمال/ج ۲/ص ۸۸۱ (.

حضرت امام حسن عسکری کی عادت یہ تھی کہ جیسے نمازکاوقت پہنچتا تھاتو فوراًاپنے ہاتھوں کوہراس کام جس میں مشغول ہوتے تھے پیچھے کھینچ لیا کرتے تھے اور کسی بھی کام کو نماز پر ترجیح نہیں دیتے تھے بلکہ نماز کوہرکام پر مقدم رکھتے تھے ابوہاشم جعفری سے مزوی ہے کہ : میں ایک روزجب حضرت امام حسن عسکریکی خدمت میں مشرف ہوا تودیکھاکہ امام (علیہ السلام) اس وقت کسی چیز کے لکھنے میں مشغول ہیں مگر جیسے ہی نماز کا وقت پہنچا تو امام (علیہ السلام) نے لکھنا بند کردیا اور فوراً نماز وعبادت میں مشغول ہوگئے

محمد شاکری سے مروی ہے کہ: امام حسن عسکری رات بھر نمازعبادت میں مشغول رہتے تھے اوررکوع و سجود کرتے رہتے تھے اور میں سوجاتاتھا، جب نیند سے بیدار ہوتاتھاتو امام(علیہ السلام) کو سجدے کی حالت میں پاتا تھا

امام حسن عسکری کی سوںح حیات میں کہ:آپ زندان بھی میں دنوں میں روزہ رکھتے اور راتوں کو بیدار رہ کر عبادت کرتے تھے اور عبادت کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرتے تھے اور کسی سے کوئی گفتگو بھی نہیں کرتے تھے، امام (علیہ السلام) کی عبادت اورزہد وتقویٰ کا اثریہ تھاکہ جن لوگوں کو امام کو آزارواذیت پہنچانے کے لئے زندان میں بھیجا جاتاتھا ، وہ آپ کو عبادت و مناجات کی حالت میں دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوتے تھے ، عباسیوں (کہ جن کے حکم سے امام حسن عسکری کو زندان کیا گیا تھا)نے صالح بن وصیف سے کہا : کہ وہ امام (علیہ السلام) پربہت زیادہ فشارڈالے اورہرگز ان پر رحم نہ کرے ، صالح نے کہا : میں نے دو بدترین جلاّد کو ان کے سرپہ چھوڑرکھا ہے ، لیکن ان دونوں کے دلوں پر امام کی عبادت و نماز) روزے کا اثر یہ ہو اکہ وہ دونوں عبادت کے بلند مرتبہ پر فائز گئے ۔[۱]

حضرت امام جعفر صادق اپنے ایک شاگرد“مفضل ابن عمر”کوتوحید باری تعالیٰ کے بارے میں ہفتہ میں چاردن ، صبح سے زوال تک ایک خصوصی درس دیاکرتے تھے اورروزانہ نمازظہر) کاوقت شروع ہوتے ہی درس کو ختم کردیاکرتے تھے.[۲]

---

۱) امام حسن عسکری/ص ۴۱ ۔ ۴۲

۲.)بحارالانوار/ج ۳/ص ۸۹ .

حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ایک عورت بہت ہی زیادہ نیک و عبادت گزار تھی، جب بھی نماز کا وقت ہوجاتا تھا اور جس کام میں بھی مشغول رہتی تھی فوراً اس کام کو اسی حالت پر چھوڑ دیا کرتی تھی اور نماز و اطاعت خداوندی میں مشغول ہوجاتی تھی، ایک دن جب یہ عورت ت نور میں روٹیاں بنانے میں مشغول تھی تو موذن کی صدائے اذان بلند ہوئی تو اس کام کو درمیان میں ہی چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑی ہو گئی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئی، وہ نماز پڑھ رہی تھی تو شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ جب تک تو نماز سے فراغت پائے گی تو ت نور میں لگی ہوئی روٹیاں جل کر راکھ ہو جائیں گی، مومنہ نے دل میں جواب دیا: اگر میری تمام روٹیاں بھی جل جائیں تو یہ روز قیامت میرے بدن کے آتش جہنم میں جلنے سے بہتر ہے، ابھی یہ عورت نماز میں ہی مشغول تھی کہ اس کا بچہ ت نور میں گر گیا، شیطان نے کہا:

اے عورت! تو نماز پڑھ رہی ہے اور تیرا بچہ ت نور میں جل رہا ہے، اس عابدہ نے جواب دیا: اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہی مرضی ہے کہ میں نماز پڑھوں اور میرا بیٹا آگ میں جل جائے تو میں خدا کے اس حکم پر راضی ہوں اور مجھے مکمل یقین ہے کہ جب تک میں نماز میں مشغول ہوں میرا پروردگار میرے فرزند کو آگ میں جلنے سے محفوظ رکھے گا، ابھی یہ عورت نماز میں مشغول تھی کہ اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ زوجہ نماز میں مشغول ہے اور ت نور میں روٹیاں صحیح و سالم موجود ہیں اور بچہ بھی سکون کے ساتھ ت نور میں بیٹھا ہوا آگ سے کھیل رہا ہے اور اس کے بدن پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہے، خدائے مہربان کی قدرت سے وہ آگ گلزار بن گئی، جب وہ عورت نماز سے فارغ ہو گئی تو شوہر نے زوجہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے ت نور کے پاس لایا، عورت نے جیسے ہی ت نور میں نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ بچہ اور روٹیاں دونوں صحیح و سالم ہیں: آگ نے نہ بچہ کے بدن پر کوئی اثر کیا ہے اور نہ روٹیاں جلی ہیں، یہ ماجرا دیکھ کر دونوں تعجب میں رہ گئے، مرد نے باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عورت نے سجدہ شکر ادا کیا، شوہر نے بچہ کو ت نور سے باہر نکالا اور حضرت عیسیٰ کی خدمت میں لے کر آیا اور آپ سے پورا واقعہ بیان کیا، حضرت عیسیٰ نے کہا: جاؤ اور اس بچہ کی ماں سے معلوم کرو اس نے خدا کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے اور اس کے پاس خدا کا کیا راز ہے؟ اگر یہ کرامت کسی مرد کے پاس ہوتی تو جبرئیل خدا کی طرف اس پر وحی لے کر نازل ہوتے وہ مرد بچہ کو لے کر اپنے گھر واپس آیا اور زوجہ سے معلوم کیا: تم خدا سے کت نی زیادہ قریب ہو کہ یہ معجزہ رونما ہوا ہے؟ بیوی نے جواب دیا: میں کار آخرت کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دیتی ہوں، نماز و عبادت کو ہر کام پر مقدم رکھتی ہوں اور جب سے ہوش سنبھالا ہے

ان چند روز کے علاوہ جو ہر ماہ میں عورتوں سے مخصوص ہیں بغیر طہارت (وضو) کے نہیں رہتی ہوں اُن ایّام کے علاوہ بقیہ دوسرے دنوں میں خواہ میرے پلس ہزار کام ہی کیوں نہ ہوں جیسے ہی اذان کی آواز سنتی ہوں فوراً کام سے ہاتھ پیچھے ہٹا لیتی ہوں اور نماز وعبادت پروردگار میں مشغول ہو جاتی ہوں، اگر کوئی مجھ پر ظلم وجفا کرتا ہے یا مجھ کو گالیاں دیتی ہے، ان تمام کینہ و عداوت کو دل سے نکال دیتی ہوں اور اس کے عوض میں کوئی جواب نہیں دیتی ہوں، میں خداوند متعال کی قضاء وقدر پر راضی ہوں، فرمان خدا کی تعظیم کرتی ہوں، اس کی مخلوق پر رحم کرتی ہوں، اپنے گھر سے کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتی ہوں اور نماز شب و صبح ہر گز ترک نہیں کرتی ہوں، جب حضرت عیسٰیاس عورت کی یہ تمام خصوصیا) ت سنی تو فرمایا: اگر یہ عورت مرد ہوتی تو ضرور پیغمبر خدا ہوتی۔[1]

حضرت امام خمینی اپنے زمانے میں ایک نمونہ شخصیت تھے کہ جنھوں نے نماز پڑھنے کے لئے بہت زیادہ تاکید کی ہے اور لوگوں کو نماز کی حقیقت و معارف سے آگاہ کیا ہے، آپ نے کبھی بھی زندگی کے مشکل ترین حالات یا اوج کامیابی کے وقت، صحیح و سالم ہوں یا بیمار ہوں، سفر میں ہوں یا حضر میں، اپنے ملک میں ہوں یا جلاوطنی میں نماز اول وقت ادا کرتے تھے اور کسی بھی کام کو نماز پر ترجیح نہیں دیتے تھے بلکہ نماز کو ہر کام پر مقدم رکھتے تھے، حضرت امام خمینی کی تاریخ زندگی میں لکھا ہے:

جس وقت آپ فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہے تھے، وہ حضرات جو آپ کے ہمراہ تھے ان میں سے بعض کا بیان ہے کہ جس وقت آپ فرانس میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے معلوم کیا کہ قبلہ کسی طرف ہے، آپ پیرس میں رات میں بھی تین بجے نیند سے بیدار ہوتے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوجاتے تھے.

حجت الاسلام جناب سید احمد خمینی بیان کرتے ہیں: جس وقت ایران سے شاہ نے فرار اختیار کی، ہم اس وقت پیرس میں تھے، فرانس کی پولیس نے تمام سڑکیں اور شاہراہ بند کردئے تھے، مختلف ملکوں سے آئے ہوئے صحافی اور خبرنگار وہاں پر موجود تھے، افریقہ، ایشا، یورپ وامریکہ وغیرہ کے اخباری نمائندے بھی موجود تھے اور تقریباً ایکسو پچاس ملکوں کے ویڈیو کیمرے فیلم بنا رہے تھے اور امام خمینی کی تقریر کو براہ راست پخش کررہے تھے، آپ یقین کیجئے ات نی تعداد میں خبرنگار حاضر تھے، کیونکہ اس سال کی یہ سب سے بڑا حادثہ اور خبر تھی، سب کی نظریں اس طرف جمی ہوئی تھی کہ ایران سے شاہ فرار کرگیا ہے، پس اس کے بعد اب امام خمینی کیا تصمیم گیری کرتے ہیں، امام سڑک کے کنارے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے، تمام کیمروں کے رخ آپ ہی کی طرف تھے، امام نے چند منٹ تقریر کی اور حالات و مسائل کو بیان کیا، میں آپ کے برابر میں کھڑا ہوا تھا،

---

۱) ہزار و یک نکتہ دربارہ نماز/ ش ۴۲۹ / ص ۱۳۵

ایک دفعہ امام میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا : احمدبیٹا! کیا نمازظہر کا وقت ہوگیا ہے ؟ میں نے کہا : جی باباجان ! اب ظہر کا وقت ہے ، جیسے ہی امام خمینی کووقت نماز سے آگاہ ہوئے فوراً : " السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ "کہا اوراسی موقع پر اپنی تقریر کو ختم کرکے نماز کے لئے آمادہ ہوگئے کیونکہ نماز ظہر کا اول وقت تھا ، آپ فکرکریں ایسی جگہ پر کہ جہاں پر آپ کوپوری دنیا میں اوربی بی سی لندن کے ٹیلیویزن سے دیکھ رہے ہیں. C N N لاکھوں ، کروڑوں انسان خصوصاً اور امام اپنی تقریر کواول وقت نمازکی وجہ سے ختم کردیں اور نماز ظہرکواول وقت ادا کرنے کے لئے تقریرکو ختم کردیں اورجب آپ رات میں پیرس سے تہران کے لئے روانہ ہوئے توجہاز کے اندر سب حضرات) سورہے تھے، صرف آپ ہی ت نہا بیدار تھے اور نماز شب پڑھ رہے تھے۔[1]

نمازکوضائع کرنے کاعذاب

بغیرکسی مجبوری کے نمازکوتاخیرمیں ڈالنے اوراول وقت اداکرنے میںغفلت اور سستی کرنے کو دوسری عبارت میں نمازکوضائع کرناکہاجاتاہے،جس طرح قرآن وروایات میں اول وقت نمازاداکرنے کی بہت زیادہ تاکیدکی گئی ہے اوراول وقت اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہیں اسی طرح ان لوگوں کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے جواپنی نمازوں میں سہل لنگاری کرتے ہیں،اوراول وقت نمازکے اداکرنے میں غفلت و سستی استعمال کرتے ہیں۔ خداوندعالم نے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے لئے ایک عذاب معین کاوعدہ دیاکہ جس کانام ویل ہے :

﴿ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ الَّذِ يْنَ هُمْ عَن صَلاَ تِهِمْ سٰاهُونَ ﴾ [2] ویل اورتباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں ۔ .[2]

امام صادق اس قول خداوندی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ساہون " سے مرادیہ ہے: تاخیرالصلاۃ عن اول وقتھالغیرغذر .بغیرکسی مجبوری کے نمازکواس کے اول وقت سے تاخیرمیںڈالنے کوسہل انگاری کہاجاتاہے

اورخداوندعالم سورہ مٔریم ارشادفرماتاہے:﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌاَضاعُواالصَّلاَةَوَاتَّبَعُواالشَّهَوٰاتَ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غيا ﴾

[3]

---

۱)ہزارویک نکتہ دربارہ نٔماز/ش ۲۹۰ /ص ۹۴

۲)سورہ ماعون/آیت ۴۔ ۵

۳)سورہ مریم /آیت ۵۸ ۔ ۵۹

پھران کے بعدان کی جگہ پروہ لوگ آئے جنھوں نے نمازکوبربادکردیااورخواہشات کااتباع کرلیاپسیہ عنقریب اپنی گمراہی سے جاملیں گے۔

"غی" جہنم میں ایک وادی ہے کہ جس کی آگ سب سے زیادہ تیزاورعذاب سب سے زیادہ سخت ہوگا۔

تفسیر منہج الصادقین میں لکھاہے کہ:آیت میں نمازکے ضائع کرنے اورخواہشات نفس کی اتباع کرنے والوں سے امت محمدی کےیہودی اورفاسق وگنہگارلوگ مرادہیں۔(۱)

قال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم :لاتضیعواصلاتکم فانّ من ضیع صلاته حشره اللہ مع قارون وفرعون وهامان (لعنهم اللہ واخزلهم وکان حقاًعلی اللہ ان یدخله النارمع المنافقین والویل لمن لم یحافظ صلاته۔(۲)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :اپنی نمازوں کوضایع نہ کرو، جو شخص اپنی نمازوں کوضایع کرتاہے خداوندعالم اسے قارون،فرعون اورہامان (خداان پر لعنت کرے اوررسواکرے)کے ساتھ محشورکرے گااورخداوندمتعال کوحق ہے کہ نمازکے ضایع کرنے والوں کو منافقین کے ساتھ جہنم میں ڈال دے اورویل ہے ان لوگوں کے لئے جواوقات نمازکی محافظت نہیں کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم :لایزال الشیطان دعراًمن المومن ماحافظ علی الصلوات الخمس فاذاضیعن تجارا غلیه وا ؤقعه فی العظائم۔(۳)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:بیشک شیطان ہراس مومن سے خوف کھاتاہے جواپنی پنجگانہ نمازوں کواول وقت پابندی سے اداکرتا رہتا ہے لیکن جب وہ اپنی نمازوں کونمازوں ضایع کرتاہے توشیطان اس پرقابض ہوجاتاہے اوراسے گناہ کبیرہ میں ڈال دیتاہے۔

قال علی علیه السلام:من ضیع صلاته ضیع عمله غیره۔(۴)

امام علی فرماتے ہیں:جس نے اپنی نماز کو تباہ وبرباد کردیا اس کے دوسرے اعمال اس سے زیادہ تباہ وبرباد ہو جائیں گے ۔

---

۱)سورہ ٔماعون/آیت ۴۔ ۵

۲)بحارالانوار/ج ۸۲ /ص ۲۰۲

۳)بحارالانوار/ج ۸۲ /ص ۲۰۲

۴)مستدرک الوسائل/ج ۱ /ص ۱۷۲

عن اميرالمومنين عليه السلام انّه قال:عليكم بالمحافظة على اوقات الصلاة فليس منى من ضيع الصلاة.(۱)

امام المتقین حضرت علی فرماتے ہیں : اوقات نماز کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہے جو شخص نماز کو ضایع کرتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صلى الصلاة لغيروقتهارفعت له سوداء مظلمة تقول ضيعت نى ضيعک الله کماضيعت نى.(۲)

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص نماز کو اس کے غیر وقت میں پڑھتا ہے تو اس وہ نماز سیاہ اور تاریک ہوکر روانہ ہوتی ہے اور صاحب نماز سے کہتی ہے: تونے مجھے ضائع کیا ہے خدا تجھے بھی اسی طرح ضائع وبرباد کرے جس طرح تونے مجھے ضائع وبرباد کیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لاينال شفاعتى غدا من اخرالصلاة المفروضة بعدوقتها۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: کل روز قیامت اسے میری ہرگز شفاعت نصیب نہ ہوگی جو اپنی واجب نمازوں کو ان کے وقت سے تاخیر یںڈالتے ہیں۔(۳)

---

۱)مستدرک الوسائل/ج۱/ص ۱۸۴

۲)ثواب الاعمال/ص ۲۲۹

۳) امالی (شیخ صدوق)/ص ۴۸۳

نمازجماعت

نمازجماعت کی اہمیت

وہ لوگ جومسجد کے پڑوسی ہیں یامسجد سے اذان کی آوازسنتے ہیں ان کے لئے مستحب ہے بلکہ سنت موکدہ ہے کہ اپنی روزانہ کی پانچوں واجب نمازوں جماعت کےساتھ اداکریں،بالخصوص نماز صبح اور مغرب وعشاء کی نماز کوجماعت کے ساتھ اداکریں اورنمازجمعہ اورعیدین کے کوبھی جماعت سے پڑھاجائے ۔

نمازجماعت اہمیت کے لئے چنداحادیث ذکرہیں:

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے پنجگانہ نمازوں میں سے ایک بھی نمازکوجماعت کے بغیرادانہیں کیاہے اوراسلام کے آغاز سے نمازجماعت قائم کرتے تھے اورحضرت علیاورجناب خدیجہ کے ساتھ نمازجماعت برگذارکرتے تھےیہاں تک کہ آپ نے رحلت کے وقت بھی نمازجماعت قائم کی۔

مرحوم شیخ عباس قمی "منتہی الاعمال" میں نقل کرتے ہیں:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نمازجماعت کواس قدراہمیت دیاکرتے تھے کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی نمازجماعت کادامن نہیں چھوڑااورشدیدبیمار ہونے کے باوجوداپنے دستہائے مبارک کوامام علی (علیہ السلام)اورفضل ابن عباس کے شانوں پررکھا اور ان کا سہارالے کرنہایت مشکل سے مسجدمیں تشریف لائے اور نماز کو جماعت کے ساتھ اداکیا۔(۱)

حضرت امام صادقفرماتے ہیں:ایک مرتبہ جب پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے ان لوگوں کے گھروں کوجلادینے کاحکم جاری کیا جو(منافقین)لوگ اپنے گھروں میں نمازپڑھتے تھے اورنمازجماعت میں حاضرنہیں ہوتے تھے،ایک نابینا شخص آنحضرت کی خدمت میں ایا اورعرض کیا:اے اللہ کے پیارے نبی ! میں ایک نابیناشخص ہوں،جب اذان کی آوازبلندہوتی ہے تومجھے کوئی شخص ایسا نہیں ملتاہے جو میری راہنمائی کرے تاکہ میں مسجدمیں پہنچ سکوں اورآپ کے پیچھے کھڑے ہوکر جماعت سے پڑھوں ؟ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اس نابیناکی بات سن کرارشادفرمایا :

شدّمن منزلک الی المسجدحبل واحضرالجماعة .

تم اپنے گھر سے لے کر مسجدتک ایک رسی کو وسیلہ قراردو اوراس کی مددسے اپنے آپ کو نمازجماعت کے لئے مسجدتک پہنچایا کرو ۔(۲)

---

۱) منتہی الاعمال/ج ۱/ص ۱۰۳

۲). تہذیب الاحکام/ج ۳/ص ۲۶۶

امام صادق فرماتے ہیں:کوفہ میں امام المتقین حضرت علی کوخبردی گئی کہ مسجد کے ہمسایوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز جماعت میں حاضرنہیں ہوتے ہیں توآپ نے فرمایا:

لیحضرون معناصلات ناجماعة ،اولَتحولن عنّاولایجاورناولا نجاورھم۔

ان لوگوں کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ نماز جماعت میں شرکت کیاکریں یاپھر وہ ایساکریں یہاں سے دور چلے جائیں تاکہ انھیں مسجد کا ہمسایہ نہ کہاجاسکے اور ہم بھی ان کے ہمسایہ نہ کہلائیں۔[۱]

دین اسلام میں نمازجماعت کو ات نی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اوراس کے بارے میں ات نی زیادہ تاکیدکی گئی ہے کہ اگرکوئی شخص اجتماع سے پرہیزکرنے کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہویاجماعت سے بے اعت نائی کرے اوربغیرعذرکے جماعت میں شریک نہ ہوتواس کی نمازباطل ہے ۔

زرارہ اور فضیل سے روایت ہے کہ ہم دونوں نے (امام صادق) سے معلوم کیا:کیانمازکو جماعت سے پڑھناواجب واجب ہے ؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:الصلوات فریضة ولیس الاجتماع بمفروض فی الصلوات کلھاولکنھاسنة من ترکھاسنة رغبة عنھاوعن جماعة المسلمین من غیرعلة فلاصلاة له.

نمازواجب ہے لیکن کسی بھی نمازکوجماعت سے پڑھناواجب نہیں ہے بلکہ سنت موٴکدہ ہے اورجو شخص اس سنت سے دوری اورجماعت مسلمین سے دوری کرنے کی بناپربغیرکسی مجبوری کے نمازجماعت کوترک کرے تواس کی نمازہی نہیں ہوتی ہے ۔[۲]

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:من ترک الجماعة رغبة عنھاوعن جماعة المسلمین من غیرعلة فلاصلاة له۔

امام باقرفرماتے ہیں:جوشخص نمازجماعت سے اور مسلمانوں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوجانے سے دوری اختیارکرنے کی بناپربغیرکسی مجبوری کے نمازجماعت کوکرترک کرتاہے تو اس کی نمازہی نہیں ہوتی ہے ۔[۳]

قال امیرالمومنین علیه السلام:من سمع النداء فلم یجبه من غیرعلة فلاصلاةله۔

امیرالمومنین حضرت علی فرماتے ہیں :جو شخص اذان کی آوازسنے اور اسپرلبیک نہ کہے اوربغیرکسی مجبوری کے نماز جماعت میں شرکت نہ کرے (اورفرادیٰ نمازڑھے) گویا اس نے نمازہی نہیں پڑھی ہے۔[۴]

---

۱)امالی (شیخ صدوق)/ص ۶۹۶

۲)تہذیب الاحکام/ ۳/ص ۲۴

۳) امالی/ص ۵۷۳

۴).تہذیب الاحکام/ج ۳/ص ۲۴

عن ابی جعفرعلیه السلام انّه قال:لاصلاۃ لمن لایشهدالصلاۃ من جیران المسجد الّامریض ا ؤمشغول۔

حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں: جو شخص مسجد کا ہمسایہ ہے اور نماز جماعت میں شرکت نہیں کرتا ہے، اس کی نماز ہی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ شخص مریض ہو یا کوئی عذر رکھتا ہو۔[۱]

عن الصادق علیه السلام :شکت المساجدالی الذین لایشهدونهامن جیرانها ، فاوحی الله عزوجل الیها:وعزتی وجلالی لااقبلت لهم صلاة واحدة ولااظهرت لهم فی الناس عدالة ولانالتهم رحمتی ولاجاورنی فی الجنة۔

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: مسجدوں نے بارگاہ خداوندی میں ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے ہمسایہ ہیں اور بغیر کسی عذر کے نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے ہیں شکایت کی توخداوندعالم نے مسجدوں پر وحی نازل کی: میں اپنے جلال وعزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں: میں ان لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی بھی نماز قبول نہیں کرتا ہوں،(میں دنیا میں ان لوگوں کو)ان کے معاشرے میں اچھے اور نیک آدمی کے نام سے نہیں شناخت نہیں کراتاہوں(اور تمام لوگ انھیں برابھلاکہتے ہیں اور آخرت میں ان انجام یہ ہوگاکہ) انھیں میری رحمت نصیب نہ ہوگی اور بہشت میں میرے قرب وجوار میں جگہ نہیں پائیں گے۔[۲]

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:قال لقمان لابنه :صلّ فی الجماعة ولوعلی راسٔ زجّ۔

حضرت امام صادق فرماتے ہیں:حضرت لقماننے اپنے فرزند سے وصیّت کی : اے بیٹا! ہمیشہ نماز کو جماعت کے ساتھ اداکرنا خواہ تم نیزے پرہی کیوں نہ ہو۔

جماعت کی فضیلت وفوائد

جب دین اسلام نمازجماعت کی ات نی زیادہ تاکیدکی گئی اوراس قدرکی اہمیت بیان کی گئی ہے یقیناًنمازجماعت کے لئے بہت زیادہ ثواب معین کیاگیاہوگااوربہت زیادہ فضائل بیان کئے ہوگے ۔

دین اسلام میں معصومین کی زبانی نمازجماعت فضائل کے جوفضائل وفوائد ذکرگئے ہیں ہم ان میں سے چند احادیث کوذکرکررہے ہیں:

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۷۶

۲)سفینۃ البحار/ج ۱/ص ۶۶۰

۳). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/ص ۲۹۷

امیرالمومنین حضرت علی فرماتے ہیں : خداوندعالم نے جت نے بھی فرشتے خلق کئے ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جوہمیشہ صف میں سیدھے کھڑے رہتے ہیں اورکسی بھی وقت حالت قیام سے باہرنہیں آتے ہیں اور بعض فرشتے ایسے جوہمیشہ رکوع کی حالت میں رہتے ہیں اورکسی بھی وقت حالت رکوع سے باہرنہیں آتے ہیں اور بعض فرشتے ایسے ہیں جوہمیشہ زمین پرسجدے میں رہتے ہیں اور کسی بھی وقت سجدے سے سربلندنہیں کرتے ہیں ،پس جولوگ اپنی نمازوں کوجماعت کے ساتھ اداکرتے ہیں تووہ قیام ،رکوع اورسجودکی حالت میں ان فرشتوں کے مشابہ ہیں اب اگرکوئی شخص ان تمام فرشتوں کے ثواب سے بہرہ مندہوناچاہتاہے ان سب کے برابرثواب حاصل کرناچاہتاہے تواسے چاہئے کہ نماز جماعت کو ترک نہ کرے۔[1]

محمدبن عمارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا سے ایک خط کے ذریعہ معلوم کیا:کسی شخص کانمازواجب کومسجدکوفہ میںفرادیٰ پڑھناافضل ہے یااسے جماعت پڑھنا؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

الصلافی جماعة افضل.

جماعت سے پڑھناافضل ہے۔[2]

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:من حافظ علی الجماعة حیث ماکان مرّعلی الصراط کالبرق اللامع فی اول زمرة مع السابقین ووجهه ا ضٔوءُ من القمرلیلة البدر،وکان له بکل یوم ولیلة یحافظ علیهاثواب شهید.

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:ہروہ شخص جونمازجماعت کا پابند رہتا ہے وہ روزقیامت سب سے پہلے پل صراط سے بجلی کے مانندتیزی سے گذرجائے گا اوراس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ چمکدارہوگا،پس وہ شخص جو شب وروزکی پنچگانہ نمازوں کے اوقات کی محافظت کرتاہے اورنمازکوجماعت سے اداکرتاہے تواسے ایک شہیدکادرجہ وثواب عطاکیاجاتاہے ۔[3]

---

۱)مناہج الشارعین /ص ۲۱۲ ۔ ۲۱۳

۲)تہذیب الاحکام /ج ۳/ص ۲۵

۳)ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ص ۲۹۱

عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: انّ الله وَعدَ اَن یدخل الجنّة ثلاثة نفربغیرحساب،ویشفع کل واحد منهم فی ثمانین الفا:المؤذّن،والامام،ورجل یتوضا ثمّ دخل المسجد،فیصلّی فی الجماعة.

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: خداوندمتعال کا وعدہ ہے کہ تین لوگوں کو بغیر کسی حساب کے داخل بہشت کیا جائے گا اور ان تینوں میں سے ہر شخص ۸۰ / ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا اور وہ تین شخص یہ ہیں: ۱۔ موذن ۲۔ امام جماعت ۳۔ وہ شخص جو اپنے گھر سے باوضو ہو کر مسجدمیں جاتاہے اور نماز کو جماعت کے ساتھ اداکرتاہے(۱)

قال النبی صلی الله علیه واله:صفوف الجماعة کصفوف الملائکة والرکعة فی الجماعة،اربعةوعشرون رکعة،کلّ رکعة احب الی اللهمن عبادة اربعین سنة۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:میری امت کی نمازجماعت کی صفیں آسماں پر ملائکہ کی صفوں کے مانندہیں، خداوند عالم نمازجماعت کی ہررکعت کو چالیس برس کی عبادتوں سے بھی زیادہ دوست رکھتاہے۔(۲)

قال رسول الله صلی الله علیه وآله:من مشیٰ الیٰ المسجد یطلب فیه الجماعة کان له بکل خطوة سبعون الف حسنة ویرفع له من الدرجات مثل ذٰلک فان مات وهوعلیٰ ذٰلک وکّل الله به سبعین الف ملک یعودونه فی قبره ویبشرونه ویو نٔسونه فی وحدته ویستغفرون له حتی یبعث۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:جو شخص نمازجماعت میں شریک ہونے کی غرض سے مسجدکی جانب قدم بڑھائے تو اس کے ہرقدم پرسترہزارنیکیاں لکھی جاتی ہیں اوراسی مقدارمیں اس کامقام بلندہوتاہے، اگروہ اس حالت میں انتقال کرجائے توخداوندعالم سترہزارملائکہ کوا سے قبرمیں اتارنے کے لئے روانہ کرتاہے،وہ فرشتے ا سے خوشخبری د یتےہیں اورقبرکی ت نہائی(اورتاریکی) اس کی مددکرتے ہیں اورجب تک وہ فرشتے اس کی قبرمیں رہتے ہیں اس کے لئے استغفارکرتے رہتے ہیں۔(۳)

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:الصلاة فی جماعة تفضل علی کلّ صلاة الفردباربعة وعشرین درجة تکون خمسة وعشرین صلاة.

امام صادق فرماتے ہیں:نمازجماعت فرادیٰ نمازپرچوبیس درجہ فضیلت رکھتی ہے کہ ایک نمازپچیس نمازوں کاثواب رکھتی ہے (۴)

---

۱) مستدرک الوسائل/ج۶/ص۴۴۹

۲) الاختصاص(شیخ مفید)۳۹

۳) من لایحضرہ الفقیہ/ج۴/ص۱۷

۴).تہذب الاحکام/ج۳/ص۲۵

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: ایک دن نماز ظہر کے بعد جبرئیل امین ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ نازل ہوئے اور مجھ سے کہا: اے محمد! تمہارا پروردگا تم پر درود و سلام بھیجتا ہے اور اس نے تمہارے لئے دو تحفے بھیجے ہیں جو تم سے پہلے کسی بھی نبی کو ہدیہ نہیں کئے گئے ہیں، میں نے جبرئیل سے پوچھا: وہ دو ہدیہ کیا ہیں؟ جبرئیل نے عرض کیا: تین رکعت نماز وتر اور پانچ وقت نماز جماعت، میں نے کہا: اے جبرئیل! اللہ تبارک تعالیٰ نے میری امت کے لئے نماز جماعت میں کیا اجر و ثواب معین کیا ہے؟ جبرئیل نے جواب دیا: اگر جماعت میں دو شخص (ایک امام اور دوسرا اماموم) ہوں تو خداوند عالم ہر شخص کے نامہ أعمال میں ہر رکعت کے عوض ایکسو پچاس نمازوں کا ثواب درج کرتا ہے اور اگر تین شخص ہوں تو ہر ایک شخص کے لئے ہر رکعت کے عوض چھ سو نمازوں کا ثواب درج کرتا ہے اور اگر چار آدمی ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے عوض بارہ سو نمازوں کا ثواب لکھتا ہے، اگر پانچ آدمی ہیں تو ہر ایک کے لئے دس ہزار چار سو نمازوں کا ثواب لکھتا ہے، اگر چھ آدمی ہیں تو ہر ایک کے لئے چار ہزار آٹھ سو نمازوں کا ثواب لکھتا ہے، اگر سات آدمی ہیں تو ہر ایک کے لئے نو ہزار چھ سو نمازیں لکھی جاتی ہیں، اگر آٹھ آدمی ہوں تو ہر ایک کے لئے ۱۹۲۰۰ / نمازیں لکھی جاتی ہیں اسی طرح اگر جماعت میں نو شخص موجود ہوں تو تب بھی یہی ثواب لکھا جاتا ہے اور جب نماز جماعت میں حاضر ہونے والوں کی تعداد دس تک پہنچ جاتی ہے تو اگر تمام آسمان کاغذ، تمام دریا و سمندر روشنائی، تمام درخت قلم اور تمام جن وملک اور انسان کاتب بن جائیں تب بھی ان دس لوگوں کی ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے ہیں. اس کے بعد جبرئیل نے مجھ سے عرض کیا: اے محمد! کسی مومن کا امام جماعت کی ایک تکبیر کو درک کر لینا ساٹھ ہزار حج و عمرہ سے بہتر ہے اور دنیا و مال دنیا سے ستر ہزار درجہ افضل ہے اور کسی مومن کا امام (علیہ السلام) کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھنا فقیروں اور حاجتمندوں پر ایک لاکھ دینار خرچ کرنے سے افضل ہے اور کسی مومن کا امام (علیہ السلام) کے ساتھ ایک سجدہ کرنا راہ خدا میں سو غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔[۱]

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دن عبد اللہ ابن مسعود ات نی تاخیر سے نماز جماعت میں پہنچے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) پیغمبر افتتاحی تکبیر (یعنی تکبیرۃ الاحرام) کہہ چکے تھے اور ابن مسعود اس تکبیر کو حاصل نہ کر سکے تو اس کے عوض ایک بندہ آزاد کیا، اس کے بعد پیغمبر اسلام کی خدمت میں ائے اور عرض کیا: یا نبی اللہ! کیا ایک غلام کے آزاد کردینے سے مجھے جماعت کی اس تکبیر کا ثواب حاصل ہو گیا ہے جسے میں درک نہیں کر پایا تھا؟ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے جواب دیا: ہرگز نہیں، یہ جواب سن کر عبد اللہ ابن مسعود نے عرض کیا: اگر میں ایک اور غلام آزاد کردوں؟ آنحضرت نے فرمایا: اے ابن مسعود! اگر تم جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کو راہ خدا میں انفاق کردو پھر بھی اس تکبیر کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے ہو۔[۲]

---

۱). بحار الانوار/ج ۸۵/ص ۱۴ ۔ ۱۵

۲.) جامع الاخبار/ص ۹۱ ۔ ۹۲

صف اول کی فضیلت

مستحب ہے کہ انسان نمازجماعت کی پہلی صف میں خصوصا امام جماعت کے پیچھے حاصل کرے لیکن یہ بھی مستحب ہے کہ بزرگ وافضل ومتقی لوگ امام کے پیچھے کھڑے ہوں،پہلی صف میں کھڑے ہوکرنمازپڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے ،اس بارے میں چندروایت ذکرہیں:

قال ابوالحسن موسی الجعفرعلیهماالسلام :ان الصلاة فی صف الاول کالجهادفی سبیل الله عزوجل ۔

حضرت امام موسیٰ بن جعفر فرماتے ہیں: صف اول میں کھڑے ہوکر جماعت کے ساتھ پڑھنا راہ خدا میں جہاد کرنے کے مانندہے ۔[1]

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:افضل الصفوف اوّلهاوافضل اوّلهادنامن الامام

امام محمدباقر فرماتے ہیں:سب سے افضل وبرترپہلی صف ہے اورپہلی صف میں امام کے قریب والی جگہ سب سے افضل ہوتی ہے۔[2]

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:من حافظ علی الصف الاول والتکبیر الاولی لایوذی مسلما اعطاه اللهمن الاجر مایعطی المو ذّن فی الدنیاوالآخرة۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جوشخص پہلی صف میں نمازپڑھتاہے اورپہلی تکبیرکودرک کرلیتاہے کوئی بھی مسلمان اسے اذیت نہیں پہنچاسکتاہے اورخداوندعالم اسے وہی اجروثواب عطاکرتاہے جوایک موذن کودنیاوآخرت میں عطاکرتاہے ۔[3]

نمازجماعت کانقطہ آغاز

اس میں کوئی شک نہیں ہے اورکتب تواریخ میں بھی یہی ملتاہے کہ جس وقت سے خداوندعالم نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)درجہ رسالت مبعوث کیا اورآپ کوپہلے آپ کواپنے اقرباء کے لئے تلیغ دین کاحکم ملااوراس کے بعدکھلی کوئی تبلیغ کرنے کے لئے حکم خداملاتوسب سے پہلے مولائے کائنات علی ابن ابی طالب ایمان لائے اس کے بعدحضرت خدیجہ ایمان دین اسلام سے مشرف ہوئیں اورجیسے ہی پروردگارنے آنحضرت کونمازپڑھنے کاحکم دیاتوآپ نے امام علی (علیہ السلام)اورخدیجہ کے ساتھ نمازجماعت قائم کی اورزندگی میں کبھی بھی جماعت کے بغیرنمازادانہیں کی ۔

---

۱). من لایحضره الفقیه/ج ۱/ص ۳۸۵

۲.) وسائل الشیعه/ج ۵/ص ۳۸۷

۳). من لایحضره الفقیه/ج ۴/ص ۱۸

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)وہ ذات گرامی ہیں کہ جنھوں نے زندگی میں کبھی فرادیٰ نماز نہیں پڑھی ہے بلکہ ہمیشہ اپنی واجب نمازوں کو جماعت سے پڑھے تھے اور آغاز اسلام کے بعد سے چھ مہینہ تک صرف تین شخص نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)، حضرت علی اور جناب خدیجہ کے درمیان نماز جماعت قائک ہو تھی ۔

اسماعیل ابن ایاس ابن عفیف کندی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں ایک تاجر آدمی تھا، جب میں تجارت کے لئے زمانہ جاہلیت میں شہر مکہ میں داخل ہو ا اور تجارت کا سامان خریدنے کے لئے عباس ابن عبدالمطلب کے پاس پہنچا کیونکہ وہ بھی ایک تاجر شخص تھے ، ہم دونوں (خانہ کعبہ کے نزدیک کھڑے ہوئے)ناگہاں میں نے کعبہ کے قریب ایک خیمہ سے ایک جوان نکلتے ہوئے دیکھا، وہ جوان کعبہ قریب آئے ، میری نگاہوں نے اتنا حسین چہرہ آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ جوان کعبہ کے مقابل آکر کھڑے ہو ئے اور سورج کس طرف دیکھا(کہ نماز کے وقت ہوگیا ہے یا نہیں)اس کے بعد وہ جوان نماز کے لئے کھڑے ہوگئے ، اسی وقت ایک بچہ اور ایک عورت خیمہ سے باہر نکلے وہ بچہ آکر دائیں جانب کھڑا ہوگیا اور وہ عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی ، ہماری نگاہوں نے دیکھا کہ وہ بچہ اور عورت اپنے آگے کھڑے ہونے کی شخص کی اتباع کررہے ہیں، اگر وہ رکوع میں جاتے ہیں تو یہ دونوں ان کے ساتھ رکوع میں کرتے ہیں اور اگر وہ سجدہ کرتے ہیں تو یہ دونوں بھی ان کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں ، اس بے سابقہ منظر کو دیکھ کر میرے جسم پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی ، اور میرے اندر ہیجان پیدا ہوگیا لہذا میں نے نہایت تعجب کے ساتھ عباس ابن عبدالمطلب سے پوچھا : یہ کون لوگ ہیں ؟ عباس نے جواب دیا:

وہ شخص جو آگے کھڑے ہوئے ہیں محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ)ہیں اور وہ بچہٗ عبداللہ کے بھائی عمران کے فرزند علی ابن ابی طالبہیں اور وہ عورت جو پیچھے کھڑی ہوئی ہیں وہ حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی ہمسر خدیجہ ہیں، اس کے بعد عباس ابن مطلب نے کہا:

میرے چچازاد بھائی حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: ایک دن وہ بھی آئے گا کہ جب قیصر وکسریٰ کا پورا خزانہ ہمارے اختیار میں ہو گا ، لیکن خدا کی قسم اس وقت پوری کائنات میں اس مذہب کی پیروی کرنے والے صرف یہی تین لوگ ہیں، اس کے بعد راوی کہتا ہے :اے کاش !خداوندعالم مجھے ات نی توفیق دیتا کہ آنحضرت کے پیچھے اس وقت) نماز پڑھنے والوں علی (علیہ السلام) کے بعددوسرا آدمی ہوتا۔(۱)

۱.)مناقب امیر المومنین /ج ۱/ص ۲۶۱ ۔ینابیع المودۃ/ج ۲/ص ۱۴۷ (

امام علی ابن طالب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اناعبداللہ ، واخورسول اللہ ، واناالصدیق الاکبر، لایقولھابعدی الآکاذب مفتری ولقدصلیت مع رسول اللہ (صقبل الناس بسبع سنین واناأوّل من صلی معه

میں بندہ خداہوں اوررسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کابھائی ہوں اورمیں ہی صدیق اکبرہوں اورمیرے بعد صدیق اکبرہونے کادعویٰ کرنے والاشخص خالصتاً جھوٹ بولتاہے اورجن لوگوں نے سب سے پہلے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کی ہے میں نے ان لوگوں سے سات سال پہلے آنحضرت کے پیچھے نمازیں پڑھناشروع کردی تھی اورمیں ہی پہلا وہ شخص ہوں جسنے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔[1]

مرحوم ثقۃالاسلام شیخ ابوجعفر کلینی کتاب "کافی" میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

عن ابی جعفر علیه السلام قال:لمااسریٰ برسول اللہ صلی اللہ علیه وآله الی السماء فبلغ البیت المعموروحضرت الصلاة فاذن جبرئیل واقام فتقدم رسول صلی اللہ علیه وآله وصف الملائکة والنبیون خلف محمدصلی اللہ علیه وآله.

حضرت امام باقر فرماتے ہیں:جب شب معراج پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو آسمان پرلے جایاگیاتو آنحضرتبیت المعمورمیں پہنچے ،جیسی ہی نمازکاوقت پہنچاتواللہ کی طرف سے جبرئیل امین (علیہ السلام)نازل ہوئے اوراذان واقامت کہی ،رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نمازجماعت کے لئے آگے کھڑے ہوئے اورانبیا(علیہ السلام)وملائکہ نے آنحضرتکے پیچھے صف میں کھڑے ہوکرجماعت سے نمازپڑھی ۔[2]

روایت میں آیاہے کہ پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)شدید گرمی کے ایام میں بھی نمازظہروعصرکے لئے جماعت قائم کرتے تھے لیکن منافقین کاایک گروہ جومومنین کی صفوں میں تفرقہ ایجادکرنے کے لئے گرم ہواکوبہانہ قراردیتے تھے اورنمازجماعت میں شرکت نہیں ہوتے تھے بلکہ دوسرے ل

---

۱)الغدیر/ج ۳/ص ۲۲۱ ۔سنن کبروی /ج ۵/ص ۱۰۷

۲).کافی (باب بدء الاذان والاقامة)ج ۳/ص ۳۰۲

وگوں کونماز جماعت میں شریک ہونے سے منع کرتے تھے، ان کے اس پروپیگنڈہ کی وجہ سے نماز جماعت میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کم ہوتی گئی اوریہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾ تم اپنی نمازوں بالخصوص نماز وسطیٰ نماز ظہر کی محافظت اورپابندی کرو اوراللہ کی بارگاہ میں خضوع وخشوع کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ۔[1]

ان مذکورہ احادیث سے یہ واضح ہوتاہے کہ اجیسے ہی نماز کے وجوب کاحکم نازل ہواتو اسی وقت پہلی ہی نمازیں جماعت کی بنیادرکھ دی گئی تھی اورآغازسلام ہی سے نماز جماعت کاآغاز ہوچکاتھا اورشب معراج ایک عظیم نماز جماعت برگذارہوئی کہ جبرئیل امین نے اذان واقامت کہی اوراس کے بعد انبیائے الٰہی اورتمام ملائکہ نے آنحضرت کے پیچھے نماز جماعت پڑھ کراپنے لئے فخرومباہات کیا۔

روئے زمین پرایک اورنماز بڑے عظمت وقار کے ساتھ برگذارہوگی کہ جب ہمارے آخری امام ظہورفرمائیں گے اورآسمان سے عیسیٰ (علیہ السلام) بھی آکراس نمازیں شرکت کریں گے، خداوندعالم سے دعاہے کہ بہت جلدامام زمانہ کرے اورہمیں ان کے اصحاب وانصاراوران کے ماموین سے قراردے(آمین یارب العالمین)۔

---

١)سورہ بقرة/آیت ٢٣٨. تفسیرنمونہ/ج ٢/ص ١۴۶

رازجماعت

دین اسلام میں نمازجماعت کے قائم کرنے کی چندوجہ بیان کی گئی ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ نمازکے ذریعہ کے مسلمانوں کے درمیان اتحادقائم ہوتاہے،مومنین کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے،احوال پرسی ہوتی ہے،سب ایک دوسرے کی خبررکھتے ہیں۔ امام علی بن موسی الرضا +فرماتے ہیں:دین اسلام میں نمازجماعت کواس لئے قراردیاگیاہے تاکہ اس کے ذریعہ اخلاص،توحید،اسلام اورعبادت خداندی ظاہری طورسے بھی اظہارہوجائے کیونکہ نمازجماعت کے اظہارکے ذریعہ عالم شرق وغرب کے لئے خداوندعالم کے بارے میں ایک دلیل قائم ہوجاتی ہے اورنمازجماعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ منافق لوگ جونمازہلکااورآسان کام شمارکرتے ہیں وہ اس چیزپرمجبورہوجائیں جس چیزکاظاہری طورسے اقرارکرتے ہیں اس کاسب لوگوں کے سامنے اقرارکرے اوراس چیزکے پابندجائیں جووہ اپنی زبان سے اسلام کے بارے میں اظہارکرتے ہیں اورنمازجماعت کے قراردئے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نمازجماعت میں حاضرہونے والے لوگ ایک دوسرے کے مسلمان اورمتقی وپرہیزگارہونے کی گواہی دے سکیں۔(۱)

عن ابی عبدالله علیه السلام قال : انماجعلت الجماعة والاجتماع الی الصلاة لکی یعرف من یصلی ممن لایصلی ، ومن یحفظ مواقیت الصلاة ممن یضیع.

امام صادق فرماتے ہیں:دین اسلام میں نمازجماعت کواس لئے قراردیاگیاہے تاکہ اس کے ذریعہ نمازپڑھنے والوں کی نمازنہ پڑھنے والوں سے پہچان ہوسکے اوریہ معلوم ہوجائے کہ کون لوگ اوقات نمازکی پابندی کرتے ہیں اورکون نمازکوضایع کرتے ہیں ۔(۲)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نمازجماعت کے وجہ مومنین ومسلمین کے درمیان اتحادبرقرارہوتاہے مومنین صبح ،دوپہراورشام میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں،احوال پرسی کرتے ہیں،دین اسلام میں نمازجماعت کواسی لئے مقررکیاگیاہے کہ تاکہ صبح سویرے مومن بھائی ایک دوسرے سے ملاقات کریں ایک دوسرے کی احوال پرسی کریں اورپھردوبارہ ظہرمیں ملاقات کریں

---

۱)علل الشرایع/ج ۱/ص ۲۶۲

۲)وسائل الشیعه/ج ۵/ص ۳۷۷

اوررات میں بھی ملاقات کریں اورنماز جماعت کواس لئے مقرر کیاگیاہے تاکہ بستی کے لوگ آپس میں متحد رہیں اورکوئی ان کے خلاف کسی طرح کاپروپیگنڈہ نہ پھیلائے لیکن اس طرح بھی دیکھنے میں آتاہے کہ کچھ لوگ مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کی وجہ سے امام جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ پھیلاتے ہیں اورپیش نمازپر مختلف طریقہ سے اعتراض کرتے ہیں یہاں کہ اسلام کالباس پہن کرمسجدمیں حاضرہوتے ہیں اوریہ نبی کے زمانے میں ہوتاتھا اورمنافقین لوگ مسلمانوں درمیان تفرقہ ڈالنے کے لئے گرمی یاسردی کوبہانہ قرادیتے تھے اورکہتے تھے اس گرمی میں کس نماپڑھیں اورپیغمبرکی باتوں پراعتراض بھی کرتے تھے ۔

مسٹرہمفر(جو حکومت برطانیہ لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرتاتھا) لکھتا ہے کہ:مسلمانوں کے درمیان اتحادوہماہنگی کوختم کرنے کاصرف ایک ہی راستہ ہے اوروہ یہ کہ ہے نمازجماعت کوختم کیاجائے اوراسے ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ امام جمعہ وجماعت کے خلاف غلط خبریں شایع کی جائیں ،ان پرطرح طرح کی تہمتیں لگائی جائیں ،ان کے خلاف پروپیگنڈہ پھیلا جائے اور لوگوں کوعلماء دین وآئمہ جماعات سے بدظن کیاجا ئے اور لوگوں کوان کا استقبال کم کرنا چاہئے بالخصوص ضروری ہے کہ امام جماعت کے فاسق وفاجرہونے پردلیلیں قائم کی جائیں تاکہ لوگ ان سے بدطن ہوجائیں اوراس سوء ظن کانتیجہ یہ ہوگاکہ لوگ ان کے دشمن ہوجائیں اورپھران کے پیچھے کوئی نمازنہیں پڑھے گا اور علماء وامام جماعت کالوگوں سے رابط ختم ہوجائے۔[۱]

"ہرس لیف "کہتاہے :میں نے زندگی میں بہت زیادہ کلیساو معبدکادیدارکیاہے کہ جن میں کسی طرح کی کوئی مساوات نہیں پائی جاتی ہے اورمسلمانوں کے بارے میں بھی میرایہی خیال تھاکہ ان کی عبادتگاہوں میں بھی کوئی اخوت ومساوات نہیں پائی جاتی ہوگی لہٰذاخیال یقین میں بدلنے کے لئے عیدالفطرکے دن ان کی مسجدوں کانظارہ کرنے کے لئے شہرمیں گھومنے نکلا،جب لندن کی "ووکنج "مسجد کانظارہ کیاتومیری نگاہوں میں ایک عجیب منظردیکھنے میں آیااورمیرے دل نے مجھ سے کہا:عالیترین مساوات تومسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے ۔

وہ کہتاہے کہ:میں نے مسجدمیں دیکھاکہ مختلف قسم کے لوگ ،گورے ،کالے ،عالی ،دانی ،شہری دیہاتی امیروغریب سب ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اورسب اخوت وبھائی چارہ کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں اوراسی طرح کامنظرممباساشہرکی نوبیا مسجد کے دیکھنے پیش آیاوہاں بھی میری نگاہوں دیکھاکہ کسان،مزدور اور سیاستمدار لوگ نہایت خوشی سے ایک دوسرے کوگلے لگارہے ہیں ،ہاتھ میں ہاتھ دے رہے ہیں ،مصافحہ کررہے اورسب ایک دوسرے کوعیدکی مبارکبادپیش کررہے ہیں ،

---

۱). ہزارویک نکتہ دوبارہ نماز.ش ۱۵۵ / ص ۴۹

منصب دار لوگ نماز میں کسی دوسرے کے پاس کھڑے ہونے میں کوئی حماقت محسوس نہیں کر رہے ہیں ، وہاں پر کسی کو اپنی بزرگی کا خیال نہیں ہے بلکہ سب خدا کی بارگاہ میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں ، کوئی بھی شخص کسی دوسرے پر برتری نہیں رکھتا ہے، جسوقت میں نے امام جماعت سے ملاقات کی (جو زندگی میں کسی مذہبی رہنما سے پہلی ملاقات تھی) انھوں نے مجھ سے کہا : مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ تمام انبیاء برحق ہیں اور جو کتاب خدا نے ان پر نازل کی ہیں وہ بھی برحق ہیں ، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ وہ تمام باتیں جو میں نے مسلمانوں کے خلاف سنی تھیں وہ سب غلط ثابت ہورہی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دین اسلام صلاحیت رکھتا ہے کہ پورے دنیا کے لوگ اسے قبول کریں۔[۱]

شیخ الرئیس ابو علی سینا نے ایک خط ابو سعید ابی الخیر کی خدمت میں ارسال کیا اور لکھا : جس جگہ اللہ کی عبادت کریں گھر میں یا مسجد میں یا صحرا میں اور اس سے کوئی چیز طلب کریں وہ جواب ضروردیتا ہے اور تمناؤں کو پوری کرتا ہے پھر کیا ضروری ہے انسان مسجد میں جائے اور نماز کو جماعت سے ادا کرے جبکہ خداوند متعال رشہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہے چاہے ؟ ابو سعید نے ابو علی سینا کے خط کا جواب دیا اور اس میں ایک بہت عمدہ مثال لکھی:

اگر کسی مکان میں متعدد چراغ روشن ہوں اور ان میں سے ایک چراغ خاموش ہو جائے تو روشنی میں کوئی کمی محسوس نہیں ہو گی کیونکہ ابھی دوسرے چراغ روشن ہیں اس لئے اندھیرا ہونے کا امکان نہیں ہے لیکن اگر وہ تمام چراغ جدا جدا کمرے میں روشن ہوں تو جس کمرے کا بھی چراغ خاموش ہو جائے گا اس میں اندھیرا چھا جائے گا انسان بھی ان چراغوں کے مانند ہیں کیونکہ جو لوگ گناہوں میں الودہ ہیں اگر وہ گھر میں (یا مسجد میں) فرادیٰ نماز پڑھتے ہیں تو اس خاموش چراغ کے مانند ہیں جسمیں ہرگز نور نہیں پایا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی نماز ان کو بہت ہی کم فائدہ پہنچاتی ہے ،بلکہ ممکن ہے ایسے لوگ رحمت وبرکات الٰہی سے بھی محروم ہوجائیں .

مسجد میں نیک وصالح لوگ بھی نمازیں شریک ہوتے ہیں لہٰذا اگر تمام لوگ مسجد میں آکر جماعت سے نمازیں پڑھیں تو شاید خداوندعالم ان نیک وصالح لوگوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے ان گناہگار لوگوں کی بھی قسمت بیدار ہو جائے اور خدا کی رحمت وبرکاتنازل ہونے لگیں۔[۲]

---

۱) ہزار ویک نکتہ دربارہ نماز.ش ۶۴۴ / ص ۲۰۶

۲). ہزار ویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۵۷۳.ص ۱۸۱

واجبات نماز کے اسرار

واجبات نمازگیارہ ہیں:

۱۔نیت ۲۔تکبیرۃ الاحرام ۳۔قیام ۴۔قرائت ۵۔ذکر ۶۔رکوع ۷۔سجود ۸۔تشہد ۹۔سلام ۱۰۔ترتیب ۱۱۔موالات.

۱۔نیت ۲۔تکبیرۃ الاحرام ۳۔قیام متصل بہ رکوع یعنی رکوع سے پہلے کھڑے ہونا اورتکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اوررکوع میں جانے سے پہلے قیام کرنا ۴۔رکوع ۵۔دوسجدے اب ہم ان واجبات نماز کے رازاوروجوہات کویکے بعددیگرے بالترتیت ذکرکررہے ہیں:

رازنیت

انسان جس کام کوانجام دیتاہے اس کی طرف متوجہ ہونے اوراس کے مقصدسے آگاہ ہونے کونیت کہاجاتاہے اورہرکام کے انجام پرثواب وعقاب نیت پرموقوف ہوتاہے ،اگرعمل کوآگاہی وارادہ کے ساتھ انجام دیتاہے تووہ باعث قبول ہوتاہے

قال رسول الله صلی الله علیه وآله : انّماالاعمال بالنیات ولکلّ امرءٍ مانویٰ،فمن غزیٰ ابتغاء ماعندالله فقدوقع اجره علی الله،ومن غزیٰ یریدعرض الدنیا ؤنویٰ عقالاًلم یکن له الّامانواه۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:انسان کے ہرعمل کاتعلق اس کی نیت سے ہوتاہے اورعمل کی حقیقت نیت کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اورثواب بھی نیت کے حساب دیاجاتاہے ،اس کے نصیب میں وہی ہوتاہے جس چیزکاوہ قصدکرتاہے ،پس وہ جو شخص رضای الٰہی کی خاطرجنگ کرتاہے اورکسی نیک کام خداکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انجام دیتاہے توخداوندعالم اسے اس کااجروثواب عطاکرتاہے ضروراجرعطاکرتاہے اورجو شخص متاع دنیاکوطلب کرتاہے اسے اس کے علاوہ جسچیزکی اس نے نیت کی ہے کچھ بھی نصیب نہیں ہوتاہے۔[1]قال رسول الله صلی الله علیه وآله:لاقول الّابعمل ولاقول ولاعمل الّابنیة ،ولاقول ولاعمل ولانیة الّابِاصابة السنة :نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:عمل کے بغیرکوئی قول نہیں ہوتاہے اورکوئی قول و عمل نیت کے بغیرکے بغیرنہیں ہوتاہے اورکوئی قول و عمل اورنیت سنت کے بغیرنہیں ہوتاہے۔[2]

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:انّ الله یحشرالناس علیٰ نیاتهم یوم القیامة۔ امام صادق فرماتے ہیں:خداوندعالم روزقیامت انسان کوان کی نیت کے اعتبارسے محشورکرے گا۔[3]

---

۱. (تہذیب الاحکام/ج ۱/ص ۸۳(

۲). کافی/ج ۱/ص ۷۰

۳). تہذیب الاحکام/ج ۶/ص ۱۳۵

رازاخلاص وقصدقربت

جس طرح انسان ظاہری طور سے ذکرخدا کرتا ہے اسی طرح باطنی اعتبار سے اپنی نمازوعبادت کوصرف پروردگارعالم سے قربت حاصل کرنے اوراس کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے لئے انجام دے،نمازی کوچاہئے کہ اپنے دل میں حکم وفرمان الٰہی کوانجام دینے کا ارادہ کرے اورخالصتاًخدا کے لئے انجام دے، اگردل میں تھوڑاسا بھی غیرخداکاارادہ ہوتووہ عمل باطل ہے ، عمل وہی قیمتی ہے جس عمل پرالٰہی رنگ چڑھاہواورجت نازیادہ رنگ چڑھاہواتناہی زیادہ قیمتی ہوتاہے

عمل کوصرف خدا کے لئے انجام دینا،کسی دوسرے کوعبادت میں شریک نہ بنانے اوردل میں خوف خدارکھنے کواخلاص اورصدق نیت کہاجاتاہے،خداوندعالم کثرت عمل اور طولانی رکوع وسجودکونہیں دیکھتاہے بلکہ حُسن نیت اوراخلاص کی طرف نگاہ کرتاہے عمل میں اخلاص کودیکھتاہے، عمل میں اخلاص پیداکرناہرانسان کے بس کی بات نہیں ہے،اگرنیت خالص ہوتوتھوڑاکام بھی بہت زیادہ ہے اوراخلاص کے ساتھ انجام دیاجانے والاچھوٹاکام بھی باعث عظمت ہوجاتاہے،اگرعمل میں اخلاص ہوتوایک ضربت بھی ثقلین کی عبادت پربھاری ہوسکتی ہے اوریہ مقام مولائے کائنات علی ابن ابی طالب +ہی کوحاصل ہواہے ۔ نمازگزاراپنی نمازوں کوفقط اللہ کے لئے انجام دے اوراس میں کسی دوسرے کاقصدنہ کرے اگرعمل میں اخلاص نہیں ہے تواس عمل کاکوئی فائدہ نہیں ہے اوروہ قبول ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتاہے ،خداندعالم نیت کے اعتبارسے عمل کوقبول کرتاہے اگرنیت صحیح ہے توانجام بھی اچھاہوتاہے لیکن اگرمیں خرابی اورریاکاری پائی جاتی ہے تووہ عمل ہرگزقبول نہیں ہوتاہے ۔

اگرکوئی شخص نمازوعبادت کوظاہری کے علاوہ باطنی طورسے بھی ماں باپ ، یاکسی رئیس وسرپرست کے خوف سے یالوگوں کودکھانے کی غرض سے انجام دے اوردل میں نمازی ، متقی ،پرہیزگاراورایک نیک انسان کہلائے جانے کاارادہ کرے ، مثلاً یہ قصدکرے کہ اگرمیں نے نمازنہ پڑھی تومیرے والدین یاکوئی دوسراشخص مجھے ضرب لگائے یامجھے ت نبیہ کریں گے یاخوف ہوکہ نمازنہ پڑھنے کی وجہ سے مجھے محفل میں شرمندہ ہوناپڑے گایامجھے کسی کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی اوراس کے علاوہ جت نی بھی چیزیں ریاکاری میں شمارہوتی ہیں ان کاقصدکرے تووہ نمازاللہ کی بارگاہ میں مقبولیت کادرجہ نہیں رکھتی ہے ریاکاری سے مرادیہ ہے کہ انسان ظاہروباطن یکساں نہ ہو، دوسرے لوگوں کی موجودگی میں نمازپڑھتے وقت خضوع وخشوع کا اظہارکرتا ہوتاکہ وہ لوگ اسے متقی وپرہیز گارشمارکریں لیکن جب ت نہائی میں نمازپڑھے تو اس کی نمازمیں کوئی خضوع وخشوع نہ پایاجاتا ہو اوربہت جلدبازی میں نمازپڑھتا ہو

حضرت امام خمینی کی توضیح المسائل میں لکھا ہے: انسان کو چاہیئے کہ فقط حکمِ خدا انجام دینے کے لئے نماز پڑھے پس جو شخص نماز میں ریاکاری کرتا ہے اور لوگوں کو دکھانے کی غرض سے نماز پڑھتا ہے تا کہ لوگ اس کو متقی وپرہیزگار کے نام سے یاد کریں، اسکی نماز باطل ہے خواہ وہ نماز کو فقط لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھتا ہو یا خدا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھتا ہو یعنی دل میں خدا کا قصد کرے اور ریاکاری کا بھی خیال رکھے اور دوسرے مسئلہ میں لکھا ہے کہ: اگر انسان نماز کا کچھ حصّہ غیر خدا کے لئے انجام دے پھر بھی نماز باطل ہے خواہ وہ حصّہ جو غیر خدا کے لئے انجام دیا گیا ہے نماز کا واجبی جزء ہو جیسے حمد و سورہ کی قرائت یا مستحبی جزء ہو جیسے قنوت، بلکہ اگر انسان نماز کو خدا کے لئے انجام دے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لئے کسی مخصوص جگہ میں مثلاً مسجد میں، یا ایک مخصوص وقت میں مثلاً اوّلِ وقت، یا ایک مخصوص طریقہ سے مثلاً جماعت سے نماز پڑھے، اسکی نماز باطل ہے۔[1]

﴿ صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ اَحْسَنَ مِنَ اللهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ ﴾ ۔[2] رنگ تو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادت گذار ہیں۔

﴿ وَمَااُمِرُوْااِلّا لِيَعْبُدُوااللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفٰاءَ وَيُقِيْمُواالصَّلَاةَ وَيُوتُواالزَّكٰوةَ وَذٰلِکَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ ۔[3]

اور انھیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھیں اور نماز قائم کریں اور زکات ادا کریں اور یہی سچا اور مستحکم دین ہے۔

﴿ مَن كَانَ يَرجُوالِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاصَالِحا وَلَايُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَداً ﴾ [4]

ہر وہ شخص جو اپنے پروردگار سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہیئے خدا کی عبادت میں کسی بھی ذات کو شریک قرار نہ دو۔

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاْ تِیْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَایَ وَمَمَا تِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعاَ لَمِيْنَ ﴾ [5]

اے رسول! کہدیجئے کہ میری نماز، عبادت، زندگی، موت سب اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔

---

۱) توضیح المسائل (امام خمینی) مسئلہ ۹۴۶ ۔ ۹۴۷

۲) سورہ بقرہ / آیت ۱۳۸

۳) سورہ بیّنہ / آیت ۵).

۴) سورہ کہف / آیت ۱۱۰

۵) سورۂ انعام آیت ۱۶۲

﴿ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلىٰ شاكِلَةٍ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَاَهْدىٰ سَبِيْلاً ﴾ (۱)

)اے رسول!)کہدیجئے کہ ہرایک اپنے طریقہ پر عمل کرتاہے تو تمھاراپردوگار بھی خوب جانتاہے کہ کون سب سے زیادہ سیدھے رستے پرہے۔ .

امام صادق فرماتے ہیں:اہل جہنم کے ہمیشہ آگ میں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دنیامیں یہ نیت تھی کہ اگرہم ہمیشہ کے لئے بھی دنیامیں رہیں گے تو ہمیشہ معصیت خداوندی کوانجام دیتے رہیں گے اوراہل بہشت کے جنت میں ہمیشہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دنیامیں یہ نیت تھی کہ اگرہم دنیامیں بھی باقی رہے تو ہمیشہ اطاعت باری تعالیٰ کوانجام دیتے رہیں گے،یہ صرف نیت ہی کاانجام ہے کہ یہ گروہ ہمیشہ کے لئے جنت میں اوروہ گروہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گااس کے بعدامام(علیہ السلام) نے آیہ کریمہ ﴿ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلىٰ شَاكِلَة ﴾ کی تلاوت کی:اورفرمایا:"علٰی شاکلته"سے" علٰی نیّته "مرادہے۔(۲)

امام صادق ایک اورحدیث میں آیہ مٔبارکہ﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ﴾ (۳) کے بارے میں فرماتے ہیں: آیت میں خداکامقصدیہ نہیں ہے کہ عمل کوطول دیاجائے بلکہ مرادیہ ہے کہ تم میں کس کاعمل سب سے زیادہ صحیح ہے اورعمل وہی صحیح ہوتاہے جوخوف خدااورنیک وسچّی نیت کے ساتھ انجام دیاجاتاہے،خداوندعالم طولانی رکوع وسجودکونہیں دیکھتاہے بلکہ عمل میں اخلاص کودیکھتاہے اورعمل کو اخلاص کے ساتھ انجام دیناخودعمل سے زیادہ سخت ہوتاہے اورعمل خالص یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی حمدوثناء کادل میں ارادہ نہ کرنا،اس کے علاوہ کسی کواپنی عبادت میں شریک نہ بنانااورنیت عمل سے افضل ہوتی ہے بلکہ عمل ہی کونیت کہاجاتاہے ،اس بعدامام (علیہ السلام)نے اس آیہ مٔبارکہ کی)تلاوت کی:﴿ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلىٰ شَاكِلَة ﴾ اورفرمایا:"علٰی شاکلتہ" سے "علٰی نیتہ "مرادہے۔(۴)

---

۱)سورہ أسراء/آیت ۸۴

۲).کافی/ج ۲/ص ۸۵

۳)اس نے موت وحیات کواس لئے پیداکیاہے تاکہ تمھاری آزمائش کرے کہ تم میں (.حُسن نیت کے اعتبارسے سب سے بہترکون ہے ،سورہ مٔلک / آیت ۲

۴.)کافی/ج ۲/ص ۱۶

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: ریاکار شخص کی تین پہچان بیان کی ہیں:

١۔ جب ت نہائی میں ہوتاہے تو عمل کو سستی اورلاپرواہی کے ساتھ انجام دیتا ہے

٢۔ جب اپنے پاس لوگوں کودیکھتاہے (اوران کی موجوگی میں نمازپڑھتاہے)تواپنے عمل میں طول ونشاط بڑھادیتاہے

٣۔ اوراسچیزکوبہت زیادہ دوست رکھتاہے ہرکام میں اس کی تعریف کی جائے ۔[١]

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال:انّ اللہ تعالی لایقبل عملافیہ مثقال ذرّۃ من ریاءٍ۔

نبی اکرمفرماتے ہیں:خداوندعالم انسان کے ہراس عمل کوکہ جس میں ذرہ برابربھی ریاکاری کی بوپائی جاتی ہے ہرگز قبول نہیں کرتاہے ۔[٢]

قالابو عبداللہ علیہ السلام:کل ریاء شرک انّہ من عمل للناس کان ثوابہ علی الناس ومن عمل للہ کان ثوابہ علی اللہ۔

امام صادقفرماتے ہیں ہرطرح کی ریاکاری شرک ہے ،جو شخص کسی کام کولوگوں کے دکھانے کے لئے انجام دیتاہے اس کاثواب لوگوں کی طرف جاتاہے اورجو شخص خداکے لئے انجام دیتاہے اس کاثواب اللہ کی طرف جاتاہے۔[٣]

عن ابی جعفرعلیہ السلام قال : لوانّ عبداًعمل عملاًیطلب بہ وجہ اللہ عزوجل والدارالآخرۃوفادخل فیہ رضااحد مّن الناس کان مشرکاً۔

امام باقر فرماتے ہیں:اگرکوئی بندہ کسی کام کواللہ کی خوشنودی اورعاقبت خیرکے لئے انجام دے لیکن اس میں کسی شخص کی خوشنودی بھی شامل حال ہوتووہ مشرک ہے ۔[۴]

---

١) قرب الاسناد/ص ٢٨

٢) مستدرک الوسائل/ج ١/ص ١٢

٣) کافی/ج ٢/ص ٢٩٣

۴) ثواب الاعمال/ص ٢۴٢

روایت میں آیا ہے:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے کسی نے پوچھا:یارسول اللہ !وہ کونسی شئے ہے جس کے ذریعہ روزقیامت نجات پائی جائے گی ؟آنحضرت نے فرمایا:نجات اس چیزمیں ہے کہ آپ (دنیامیں)خداکودھوکانہ دیں،ورنہ وہ کل روزقیامت تمھیں دھوکادے گاکیونکہ جوخداکومکروفریب دیتاہے خدابھی اسے مکروفریب دے گااوراس کے دل سے ایمان کوسلب کرلے گا،اگرانسان غورفکرکرے تووہ خداکونہیں بلکہ خودکودہوکادے رہاہے

اس نے پوچھا:انسان خداکوکیسے دھوکادے سکتاہے ؟آپ نے فرمایا:خداکودھوکادینایہ ہے کہ انسان اس کام کوجس کااللہ نے حکم دیاہے انجام دے لیکن اس کوانجام دینے میں کسی دوسرے کاقصدکرے.میں تمھیں وصیت کرتاہوں کہ ریاکاری کرنے میں خداسے ڈرو،کیونکہ ریاکاری شرک ہے، روزقیامت ریاکارشخص کوچارنام سے پکاراجائے گا:اے کافر!،اے فاسق!،اے خائن!،اے تباہ کار!تیرے تمام اعمال حبط ہوگئے اورثواب باطل ہوگیاہے،آج تیری رہائی ونجات کاکوئی سامان نہیں ہے،اپنے کئے ہوئے اعمال کااجروثواب اسی سے طلب کرجس کے لئے تونے انجام دئے ہیں۔[۱]

اگرکوئی شخص لوگوں کے درمیان ترویج دین اسلام کی خاطرنمازکواچھے اندازمیں اداکرتاہے تواسے ریاکاری نہیں کہتے ہیں،اس بارے میں عبداللہ ابن بکیرنے عبیدسے روایات کی ہے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے میں نے امام صادق سے پوچھا:اس شخص کے بارے میں کیاحکم ہے جواپنی نمازکولوگوں کے درمیان اس قصدسے انجام دیتاہے تاکہ لوگ اسے نمازپڑھتے ہوئے دیکھیں اوراس کے دین کی طرف تمایل پیداکریں اوراس کے طرفدارہوجائیں ؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:اسے ریاکاری میں شمارنہیں کیاجاتاہے۔[۲]

---

۱) امالی/ص ۶۷۷۔ثواب الاعمال/ص ۷۵۵۔معانی الاخبار/ص ۳۴۱

۲). وسائل الشیعہ/ج ۱/ص ۵۶

رازتکبیرۃ الاحرام

تکبیر کے ذریعہ نماز کا آغاز کئے جانے کی وجہ

واجب ہے کہ انسان جیسے ہی نماز کی نیت کرے تو اس کے فوراًبعد بغیر کسی فاصلے کے تکبیرۃ الاحرام یعنی "اللہ اکبر" کہے اوراس کے ذریعہ اپنی نماز کا آغاز کرے ۔ اگرکوئی شخص یہ سوال کرے کہ آغاز نماز کے لئے تکبیر کو کیوں معین کیا گیا ہے، کیا نماز کو تکبیر کے علاوہ خداوندمتعال کے کسی دوسرے نام سے ابتدا نہیں کیا جاسکتا ہے ؟ روایت میں ایا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں مشرف ہوئی ان کے عالم نے آنحضرتسے چند سوال کئے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ نماز کو تکبیر کے ذریعہ شروع کیوں جاتا ہے؟نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا:"اللہ اکبر"فهی کلمة اعلی الکلمات واحبهاالی اللہ عزوجل یعنی لیس شی أکبرمنه، ولایفتح الصلاة الّابهالکرامته علی اللهوهواسم الاکرم ۔

"اللہ اکبر"کلموں میں سب سے افضل وبرتر کلمہ ہے اوراس کلمہ کو خداوندعالم بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے یعنی اللہ کے نزدیک اس کلمہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے اوراس کلمہ کے علاوہ کسی دوسرے کلمہ سے نماز کی ابتداء کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ خدا صاحب کرامت ہے اوریہ کلمہ اسم اکرم ہے ۔(۱)

ناک ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کے چہرے کی خوبصورتی معلوم ہوتی ہے ، لیکن اگرکسی کے چہرے پرناک ہی موجودنہ تو اسے لوگ کیا کہیں گے اورکیانام دیں ، نمازمیں تکبیرۃ الاحرام کو ناک کادرجہ دیاگیاہے کہ جس کے بغیرنماز ادھوری ہے جیساکہ ایک حدیث میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:

ہرشے کے ایک چہرہ ہوتا ہے اورتمھارے دین کاچہرہ نماز ہے لہٰذا تمھیں چاہئے کہ اپنے کے دین چہرہ نہ بگاڑیں اورہرچیزکی ایک ناک ہوتی ہے اورنماز کی ناک تکبیر ہے (ناک سے چہرے کی خوبصورتی معلوم ہوتی ہے اگرکسی شخص کے چہرہ سے ناک کو ختم کردیاجائے تووہ برامعلوم ہوتا ہے اسی طرح اگرنماز سے تکبیر کونکال دیاجائے تواس کی خوبصورتی ختم ہوجائے گی)۔(۲)

---

۱)علل الشرایع/ج۱/ص۲۵۱

۲)کافی/ج۳/ص۲۷۰

اس تکبیر کو تکبیرۃ الاحرام کہے جانے کی وجہ

اس تکبیر کو تکبیرۃ الاحرام کہتے ہیں، اور استکبیر کو تکبیرۃ الاحرام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ محرم ہوجاتا ہے اور کچھ چیزیں (جو نمازگزار کے لئے غیر نماز کی حالت میں حلال ہوتی ہیں مثلاکسی چیز کا کھانا پینا، قبلہ سے منحرف ہونا، کسی سے کلام کرنا چاہے ایک ہی حرف ہو) نمازگزار پر حرام ہوجاتی ہیں، اس بارے میں روایت میں آیا ہے: قال رسول الله صلی الله علیه واله: افتتاح الصلاة الوضوء وتحریمها التکبیر وتحلیلهاالتسلیم۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: نماز کی ابتداء وضو کے ذریعہ ہوتی ہے اور تکبیر اس کی تحریم ہے اور سلام اس کی تحلیل ہے[۱]

سات تکبیر کہنے کا راز

تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ جو کہ واجب ہے تکبیرۃ الاحرام سے پہلے یا بعد میں چھ تکبیر کہنا مستحب ہے یہ مجموعا سات تکبیر ہوجاتی ہیں لیکن پانچ یا تین تکبیر پر بھی اکتفاء کرسکتے ہیں، ان تکبیروں کو افتتاحی تکبیر کہتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ نماز کی ابتداء ہوتی ہے لیکن حقیقت میں تکبیرۃ الاحرام کو افتتاحی تکبیر کہا جاتا ہے۔ احادیث معصومین میں نماز کے شروع میں سات افتتاحی تکبیر کہے جانے کے بارے میں چندوجہ بیان اس طرح بیان کی گئی ہیں:

۱۔نماز کے شروع میں سات تکبیریں کہنے کا رازیہ ہے کہ نبی اکرم نے بھی نماز کو مومن کے لئے بارگارہ ملکوتی میں پرواز کرنے کا ایک بہترین ذریعہ قرار دیا ہے اور پرواز کے لئے سات آسمان کے پردوں کو عبور کرنا ضروری ہے ،جب مومن تکبیر کہتا ہے تو آسمان کا ایک پردہ کھل جاتا ہے لہٰذا ساتوں حجاب عبور ہونے کے لئے سات تکبیر کہنا چاہئے تاکہ بارگاہ ملکوتی میں پرواز کرسکے ۔

ہشام ابن حکم سے روایت ہے کہ امام موسیٰ بن جعفر+نے سات افتتاحی تکبیر کے یہ بیان کی ہے:

انّ النبی صلی الله علیه وآله لما اسری به الی السماء قطع سبعة حُجُبٍ، فکبّرعندکلّ حجابٍ تکبیرة فاوصله الله عزوجل بذلک الیٰ منتهی الکرامة جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے آسمانوں کی سیر کی تو سات پردوں سے گزرے تو ہر حجاب کے نزدیک ایک تکبیر کہی اور ان تکبیروں کے وسیلے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت کو انتہائے کرامت و بلندی پر پہنچایا۔[۲]

۱۔) وسائل الشیعہ/ ج ۴/ ص ۷۱۵

۲۔) من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ص ۳۰۵

۲۔ان سات تکبیروں کا رازیہ ہے کہ ان کے ذریعہ خدا کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کی تصدیق کی جاتی ہے۔

جابرابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں مولاامیرالمومنین علی ابن ابی طالب +کی خدمت میں موجود تھا،آپ نے ایک شخص کونماز پڑھتے ہوئے دیکھا،جب وہ نماز سے فارغ ہواتو مولانے اس سے پوچھا:اے مرد!کیاتم نمازکی تاویل وتعبیرسے آشنائی رکھتے ہو؟اس نے جواب دیا:میں عبادت کے علاوہ نمازکی کوئی تاویل نہیں جانتاہوں،بس اتناجانتاہوں کہ نمازایک عبادت ہے ، امام (علیہ السلام)نے اس سے فرمایا:

قسم اس خداکی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ)کونبوت عطاکی ،خداعالم نے جت نے بھی کام نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کوبجالانے کاحکم دیاہے اس میں کوئی رازاورتعبیرضرورپائی جاتی ہے اوروہ سب کام بندگی و اطاعت کی نشانی ہیں ، اس مردنے کہا:اے میرے مولا!آپ انھیں مجھے ضرور بتائے وہ کیاہیں؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا: نمازکے شروع میں سات تکبیرکہناچاہئے ان سات تکبیرکارازیہ ہے کہ جب تم پہلی ”اللہ اکبر“کہوتواپنے ذہن میں یہ خیال کروکہ خداوندعالم قیام وقعودکی صفت سے پاک ومنزہ ہے ،وہ نہ کھڑاہوتاہے اورنہ بیٹھتاہے ،اورجب دوسری مرتبہ ”اللہ اکبر“توخیال کروکہ خدانہ چلتاہے اورنہ بیٹھتاہے اورتیسری تکبیرسے یہ ارادہ کروکہ خداجسم نہیں رکھتاہے اوراسے ذہن میں تصورنہیں کیاجاسکتاہے ،چوتھی تکبیرکہنے کارازیہ ہے کہ اس میں کوئی بھی عرض حلول نہیں کرسکتاہے اوراسے کوئی مرض نہیں لگ سکتاہے اورپانچوی تکبیرکہنے کارازیہ ہے وہ جوہروعرض جیسی صفت سے منزہ ہے اورچھٹی تکبیرکہنے سے اس چیزکاارادہ کروکہ وہ نہ کسی چیزمیں حلول کرسکتاہے اورنہ کوئی چیزاس میں حلول کرسکتی ہے اورچھٹی تکبیرکہنے سے یہ خیال کروکہ خداونداعالم نہ کبھی نابودہوسکتاہے اورنہ اس میں کسی طرح کی تبدیلی آسکتی ہے وہ تغیروتبدل سے مبراء ہے اورساتوی تکبیرکہنے سے یہ خیال کروکہ اس میں کبھی بھی حواس خمسہ حلول نہیں کرسکتے ہیں۔[1]

۳۔سات تکبیروں کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے جسے ہم معصوم کی ایک دوحدیث کے ضمن میں ذکرکررہے ہیں جسے ”تہذیب الاحکام “اور”من لایحضرہ الفقیہ“میں ذکرکیاگیاہے:حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ :ایک دن جب پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نمازکے لئے کھڑے ہوئے توامام حسین آنحضرتکے پاس کھڑے ہوئے تھے، آنحضرت نے تکبیرکہی مگرامام حسیننے تکبیرنہ کہی ،پیغمبرنے دوبارہ تکبیرکہی پھرامام حسین (علیہ السلام) نے تکبیرنہ کہی ،آنحضرتاسی طرح پیوستہ تکبیرکہتے رہے اورمنتظرتھے کہ حسین (علیہ السلام)کب تکبیرکہتے ہیں یہاں تک کہ پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے سات مرتبہ تکبیرکہی، جیسے ہی ساتوی تکبیرکہی توحسین (علیہ السلام)نے تکبیرکاجواب دیا،امام صادق فرماتے ہیں :اسی لئے نمازکے شروع میں سات تکبیرکہنامستحب قرارپائی ہیں ۔

۱..) بحارالانوار/ج ۸۱ /ص ۲۵۳

۲) تہذیب الاحکام /ج ۲/ص ۶۷

امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ: امام حسیننے کچھ دیر میں بولنا شروع کیایہاں تک کہ امام حسین - نے بولنے میں اتنی دیر کی کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کوامام حسینکے کی زبان اقدس میں قوت گویائی نہ رکھنے کا خوف پیدا ہوا، آنحضرت جب نماز کے لئے مسجد میں ائے توامام حسین - کو بھی اپنے ہمراہ لے کر آئے اور نماز پڑھتے وقت امام حسین کو اپنے دائیں جانب کھڑا کیا اور نماز پڑھنا شروع کی، لوگوں نے بھی آنحضرت کے پیچھے صف میں کھڑے ہوکر شروع کی، آنحضرت نے جیسے ہی تکبیر کہی تو حسین (علیہ السلام) نے بھی تکبیر کہی ،رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے دوبارہ تکلیر کہی تو حسین (علیہ السلام) نے دوبارہ تکبیر کہی، یہاں تک کہ پیغمبر نے سات مرتبہ تکبیر کہی اور حسین (علیہ السلام) نے آپ کی اتباع میں سات مرتبہ تکبیر کہی، اسی لئے نماز کے شروع میں سات تکبیر کہنا مستحب قرار پائی ہیں۔ (۱)

۴۔روایت میں سات افتتاحی تکبیر کی ایک اوروجہ اس طرح بیان کی گئی ہے: فضل بن شاذان سے مروی ہے کہ امام علی رضا ان سات تکبیروں کی مشروعیت کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

اگر کوئی تم سے یہ معلوم کرے کہ نماز کے شروع میں سات تکبیروں کو کیوں مشروع کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان سات تکبیروں میں ایک تکبیر واجب ہے اور بقیہ مستحب ہیں اوران استحبابی تکبیر کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں نماز دو رکعت ہے(۲) اور دو رکعت نماز میں مجموعاًسات تکبیر پائی جاتی ہیں:

۱۔تکبیر استفتاح یعنی تکبیرۃ الاحرام ۲۔پہلی رکعت کے رکوع میں جانے کی تکبیر ۳۔ ۴۔پہلی رکعت کے دونوں سجدوں میں جانے کی تکبیر ۵۔دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر ۶۔ ۷ دوسری رکعت کے دونوں سجدوں کی تکبیر

نماز کے شروع میں سات تکبیر کہنے رازیہ ہے کہ اگر نمازی ان مذکورہ سات تکبیروں میں کوئی تکبیر بھول ہوجائے یا کلی طور سے ان سے غافل ہو توشروع میں کہی جانے والی تکبیریں) اس کا تدارک کرسکتی ہیں اور نماز میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (۳)

---

۱). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۳۰۵۱

۲) اوربعد میں ظہر وعصر اور عشاکی نمازیں دودو رکعت کا ضمیمہ کیا ہے اور مغرب میں ایک (رکعت اور نماز صبح میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے ا سے ہم پہلے حدیث کے ضمن میں "واجب نمازوں کی رکعتوں کی تعداد کت نی ہے" کے عنوان میں ذکر کرچکے ہیں۔

۳.) علل الشرایع/ج ۱/ص ۲۶۱

تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کوکانوں تک بلند کرنے کاراز تکبیرۃ الاحرام اوراس کے علاوہ نمازکی دیگرتمام تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کوکانوں تک بلند کرنا مستحب ہے،اوردونوں ہاتھوں کوکانوں تک اس طرح بلندکریں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی سمت قرارپائیں۔

عن علی علیه السلام فی قوله تعالیٰ﴿ فصلّ لربک وانحر ﴾ انّ معناه ارفع یدیک الی النحرفی الصلاة۔

حضرت علی اس آیہ ٔمبارکہ﴿ فصلّ لربک وانحر ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نمازمیں (تکبیرکہتے وقت)ہاتھوں کوکانوں تک بلندکرو۔[۱]

تفسیرمجمع البیان میں آیہ کریمہ﴿ فَصَلِّ لِرَبّکَ وَانْحَرْ ﴾ کی تفسیرکے ذیل میں حضرت علیسے یہ روایت نقل کی ہے:

حضرت علی فرماتے ہیں :جب یہ آیہ ٔمبارکہ نازل ہوئی تونبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے جبرئیل امین سے پوچھا:یہ نحیرہ کیاچیزہے جس کامجھے حکم دیاگیاہے؟کہا: جبرئیل امین نے جواب دیا:نحیرہ سے مرادکچھ نہیں ہے مگریہ کہ پرودگارکاحکم ہے :جب تم نمازکیلئے قیام کروتوتکبیرۃ الاحرام کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلندکرواوراسی طرح رکوع میں جانے سے پہلے اوررکوع میں جانے کے بعداورسجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سربلندکرتے ہوئے تکبیرکہواوردونوں ہاتھوں کوکانوں تک بلند کروکیونکہ ہماری نمازاورساتوں اسمان میں ملائکہ کی نمازکایہی طریقہ ہے(کہ وہ تکبیرکہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کوکانوں تک بلندکرتے ہیں)کیونکہ ہرچیزکیلئے ایک زینت ہوتی ہے اورنمازکی زینت یہ ہے کہ ہرتکبیرمیں ہاتھوں کوبلندکیاجائے۔[۲]

ایک شخص امیرالمومنین حضرت علی کی خدمت میں آیااورعرض کیا:اے خداکی بہترین مخلوق (حضرت محمدمصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)) کے چچازادبھائی میں آپ پرقربان جاوٴں،تکبیرۃالاحرام کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے کے کیامعنی اوراس کارازکیاہے ؟ امام نے فرمایا:

الله اکبرالواحدالاحدالذی لیسکمثله شی لأیلمسبالاخماس ولایدرک بالحواس۔

”اللہ اکبر“یعنی وہ ایک اوراکیلاہے،اس کاکوئی مثل نہیں ہے،وہ ” وحدہ لاشریک “ ہے اورا سے حواسپنجگانہ کے ذریعہ درک ومحسوسنہیں کیا جاسکتا ہے۔[۳]

---

۱)وسائل الشیعہ/ج۴/ص ۷۲۸

۲.)تفسیرمجمع البیان/ج ۲۰/ ص ۳۷۱

۳.)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۰۶

نبی اکرمفرماتے ہیں: تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت دونوں ہاتھوں بلند کرنا قیامت میں نامۂ اعمال لینے کے لئے ہاتھ بڑھانے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ خداوند عالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے :

﴿ اِقْرَءْ کِتٰا بَکَ کَفیٰ بِنَفْسِکَ الْیَومَ عَلَیْکَ حَسِیْباً ﴾ [(۱)]

اب اپنی کتاب کو پڑھ لو آج تمھارے حساب کے لئے یہی کتاب کافی ہے۔[(۲)]

فضل بن شاذان سے مروی ہے امام علی رضا فرماتے ہیں: اگرکوئی تم سے یہ معلوم کرے کہ تکبیرکہتے وقت دونوں کوکانوں تک بلندکرنے کارازکیاہے توا سے یہ جواب دوکہ دونوں ہاتھوں کوبلندکرنا ایک نوع تضرع وزاری ہے اورغیرخدا سے دوری کرنا ہے لہٰذاخداوندعالم دوست رکھتاہے کہ نمازی عبادت میں خضوع ،التماس اورتضرع کی کیفیت پیدا کرے اوردوسری وجہ یہ) ہے کہ ہاتھوں کوبلندکرنے سے نیت میں استمدادپایاجاتاہے اورحضورقلب پیدا ہوتاہے۔[(۳)]

عرفان اسلامی میں لکھاہے ،بعض علمائے دین کہتے ہیں : نمازکی نیت کرنے کے بعدتکبیرۃ الاحرام کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلندکرنے کے معنی ہیں: بارالٰہا! میں گناہوں میں غرق ہوں ،تو میرے ان دونوں ہاتھوں کوپکڑلے اورمجھے نجات دیدے

[(۴)]

---

۱)سورہ طٰہٰ/آیت ۱۱۱

۲)اسرارالصلاۃ(عبدالحسین تہرانی)/ص ۴۱

۳)علل الشرایع/ج ۱/ص ۲۴۶

۴) عرفان اسلامی/ج ۵/ص ۲۰۳

رازقیام

جب نماز کے لئے کھڑے ہوجائیں تو نہایت اخلاص و حضور قلب کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام کہیں اور بغیر کسی حرکت کے سیدھے کھڑے رہیں، بدن کو حرکت نہ دیں، نہ ذرہ برابر کسی طرف جھکیں اور نہ کسی چیز پر ٹیک لگائیں بلکہ سیدھے کھڑے ہوکر سکون و آرام کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام کہیں۔

تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قیام کرنا اور رکوع میں جانے سے پہلے قیام کرنا جسے قیام متصل بہ رکوع کہتے ہیں یہ دونوں قیام رکن نمازہیں اگر ان دونوں میں سے کوئی قیام عمداًیا سہواًترک ہوجائے تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے لیکن حمد و سورہ پڑھتے وقت اور اسی طرح رکوع کے بعد بھی قیام کرنا واجب ہے مگر یہ ایسا قیام ہے کہ جس کے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہے اور سہواًترک ہوجانے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔ مستحب ہے کہ نمازگزار قیام کی حالت میں اپنے دونوں کاندھوں کو نیچے کی طرف جھکائے رکھے، دونوں ہاتھوں کو نیچے لٹکائے رکھے، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو اپنی ران پر رکھے، پیر کے انگوٹھوں کو قبلہ کی سمت رکھے، دونوں پیروں کے درمیان حداقل تین انگلیوں کے برابر اور حداکثر ایک بالشت کے برابر فاصلہ رکھے، بدن کا وزن ایک ساتھ دونوں پاوٴں پر رکھے اور اللہ کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کے ساتھ قیام کریں۔

رازوجوب قیام

نمازمیں قیام کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ نمازگزار اس کے ذریعہ اس قیام کو یاد کرے جب اسے قبر سے بلند کیا جائے گا اور پروردگار کے سامنے حاضر کیا جائے گا، پس نمازگزار قیام نماز کے ذریعہ روزقیامت قبروں سے بلند ہوکر بارگاہ خداوندی میں قیام کرنے کو یاد کرتا ہے اور قیام نماز روزقیامت کے قیام کی یادتازہ کراتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادباری تعالیٰ ہے: ﴿ یَومَ یَقُومُ النّٰاسُ لِرَبِّ الْعٰالَمِیْن ﴾ [1] یادکرواس دن کو کہ جس دن سب رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہونگے۔

حضرت آیت اللہ جوادملکی تبریزی "اسرارالصلاۃ" میں لکھتے ہیں: نماز کی حالت میں قیام کرنے کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان بارگاہ باری تعالیٰ میں کھڑے ہوکر اس کی بندگی کا حق اداکرے اور اللہ کی نعمت و برکتوں بہرہ مند ہو اور اپنے دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ کل مجھے قیامت میں بھی اس کی بارگاہ میں قیام کرنا ہے، قیام میں قیام کو اسی لئے واجب قرادیا گیا ہے تاکہ نمازگزار اس قیام کے ذریعہ روزقیامت کے قیام کو یاد کرے۔[2]

۱.)سورہ طٰہ/آیت ۱۱۱

۲.)اسرارالصلاۃ/ص ۲۰۴

تفسیر "کشف الاسرار" میں لکھا ہے: نمازیں کی حالت میں نماز گزار کی چار شکل وہیئت پائی جاتی ہیں قیام، رکوع، سجود قعود، اس کی حکمت و فلسفہ یہ ہے کہ مخلوقات عالم کی بھی چار صورت ہیں بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ سیدھے کھڑا رہتے ہیں وہ درخت وغیرہ ہیں (جو اللہ کی حمدوثنا کرتے رہتے ہیں) اور بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ رکوع کی مانند خمیدہ حالت میں رہتے ہیں جیسے چوپائے، اونٹ، گائے، بھیڑ، بکریاں وغیرہ اور بعض ایسے بھی جو ہمیشہ زمین پر سجدہ کے مانند پڑے رہتے ہیں وہ حشرات اور کیڑے وغیرہ ہیں اور بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ زمین پر بیٹھے رہتے ہیں وہ حشیش و نباتات وگل وگیاہ وغیرہ ہیں اور یہ سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

خداوند عالم اپنی عبادت کے لئے انسان پر نمازیں موجودات جہان کی ان چاروں صورتوں کو واجب قرار دیا ہے تاکہ انسان قیام ورکوع و سجود وقعود کے ذریعہ ان تمام موجودات کی تسبیح کا ثواب حاصل کرسکے کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے خدا نے انسان کو عبادت میں بھی ان سے افضل قرار دینے کے لئے نمازیں قیام وقعود، رکوع و سجود کو واجب قرار دیا ہے ۔[1]

نمازیں قیام ورکوع و سجود اور قعود کے واجب قرار دئے جانے کی وجہ اس طرح بیان کی گئی ہے : دنیا کی ہر شئے اللہ کی عبادت وبندگی کرتی ہے ، کچھ موجودات ایسے ہیں جو زندگی بھر سیدھے کھڑے رہتے ہیں وہ درخت وغیرہ ہیں اور بعض موجودات ایسے ہیں جو ہمیشہ رکوع کی طرح خمیدہ حالت میں رہتے ہیں وہ چوپائے (اونٹ گائے، بھیڑ، بکری، گھوڑے) وغیرہ ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو منہ کے بل زمین پر پڑے رہتے ہیں وہ حشرات وغیرہ ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو زمین پر بیٹھے رہتے ہیں وہ حشیش ونباتات وغیرہ ہیں اور یہ سب موجودات اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ، اس کی حمدوثنا کرتے رہتے ہیں لہٰذا خدوندعالم نے اشرف المخلوقات کو اپنی عبادت کے لئے ان سب موجودات کے طرز عبادت کو یکجا جمع کردیا ہے جس کے مجموعہ کو نماز کہا جاتا ہے تاکہ انسان موجودات عالم کی تسبیح کو انجام دے سکے ۔

---

۱) تفسیر کشف الاسرار/ ج ۲/ ص ۳۷۶ ـ ۳۷۷

رازقرائت

نمازمیت کے علاوہ تمام دورکعتی (واجب اور مستحبی)نمازوں کی دونوں رکعتوں میں اوردورکعتی نمازوں کے علاوہ تین رکعتی (نمازمغرب)اورچاررکعتی (ظہروعصر وعشاء)نمازوں کی پہلی دونوں رکعتوں میں تکبیرة الاحرام کے فوراًبعدسورہ حٔمداورکسی ایک اورسورے کی قرائت کرناواجب ہے۔حمدکے بجائے کسی دوسرے کی قرائت کرنا صحیح نہیں ہے اورکوئی شخص حمدکے بجائے کسی دوسرے سورہ کی قرئت کرے تواسکی نمازباطل ہے ۔ ابن ابی جمہوراحسائی نے اپنی کتاب" عوالی اللئالی "میں پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)سے یہ روایت کی ہے:قال صلی الله علیه وآله وسلم:لاصلاة الّابفاتحة الکتاب.

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :سورہ حٔمدکے بغیرنمازی ہی نہیں ہوتی ہے ۔(۱)

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:لاصلاة لمن لم یقرا بٲمّ الکتاب فصائداً۔

پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :جو شخص نمازمیں سورئہ حمداوراس کے علاوہ دوسرے کی قرائت نہیں کرتا ہے اسکی نماز صحیح نہیں ہے ۔(۲)

سورہ حٔمدکے بعدکسی ایک مکمل سورہ کی قرائت کرناواجب ہے ،اگرکوئی شخص دونوں سوروں سے ایک سورے کے ترک کرنے پرمجبورہوجائے میں تواس صورت میں حمدکاترک کرناجائزنہیں ہے، ایسانہیں ہوسکتاہے کہ حمدکوچھوڑکردوسرے سورہ کی قرائت پراکتفاء کرے خواہ واجبی نمازہویا مستحبی جیساکہ حدیث میں آیاہے:

عن محمدبن مسلم عن ابی عبدجعفرعلیه السلام قال : سئلته عن الذی لایقرء بفاتحة الکتاب فی صلاته ؟ قال: لاصلاة الّا نٔ یقرء بهافی جهرا ؤاخفات، قلت:ایمااحبّ الیک اذاکان خائفا ؤمستعجلایقرء سورة ا ؤفاتحة ؟فقال:فاتحة الکتاب.

محمدابن مسلم سے مروی ہے ،میں نے امام باقر سے پوچھا:اس شخص کی نمازکے بارے میں کیاحکم ہے جواپنی نمازمیں سورہ حٔمدکی قرائت نہیں کرتاہے ؟امام(علیہ السلام) نے جواب دیا:سورہ حٔمدکے بغیرنماز(قبول)نہیں ہوتی ہے ،چاہے جہری نمازپڑھ رہاہویااخفاتی ،میں نے کہا:اگروہ شخص حالت خوف میں ہے یاکسی ضروری کام کے لئے جلدی ہے(اوراس کے پاس صرف اتناوقت ہے کہ وہ فقط ایک سورہ کی قرائت کرسکتاہے) آپ کس چیزکودوست رکھتے ہیں وہ اس صورت میں سورہ کوپڑھے یاحمدکو؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:سورۂ حمدکوپڑھے۔

---

۱). عوالی اللئالی/ج ۱/ص ۱۹۶--۲.) مستدرک الوسائل /ج ۴/ص ۱۵۸

۳.)الکافی/ج ۳/ص ۳۱۷

قرائت کے واجب قراردئے جانے کی وجہ

بعض لوگ ایسے ہیں جو اصلاً قرآن کی تلاوت نہیں کرتے ہیں یا کسی روز کرتے ہیں اور کسی روز نہیں کرتے ہیں، نماز میں اس لئے تلاوت کوواجب قراردیاگیاہے تاکہ قرآن نہ پڑھنے والے لوگ کم ازکم روزانہ پانچ مرتبہ نماز کے واسطہ سے قرآن کی تلاوت کرسکے اوراس کے ثواب سے محروم نہ رہے۔

فضل بن شاذان نے امام علی رضا سے منقول نمازمیں قرائت کے واجب قرادئے جانے کی وجہ اس طرح بیان کی ہے:

امرالناس بالقرائة فی الصلاة لئلایکون القرآن مهجوراًمضیعاً، ولیکن محفوظا مدرسا فلایضمحل ولایجهل.

نمازمیں قرائت قرآن کریم کواس لئے واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ قرآن مجیدلوگوں کے درمیان مہجورومتروک واقع نہ ہونے پائے بلکہ (گرو آلود اورضایع ہونے سے) محفوظ رہے بلکہ حفظ ومطالعہ کے دامن میں قراررہے اورتاکہ لوگ اسے نہ بھول پائیں۔[۱]

قال صلی الله علیه وآله:قراء ة القرآن فی الصلاة افضلٌ من قراء ة القرآن فی غیرالصلاة

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: نماز میں قرآن کی قرائت کرنا غیرنماز میں تلاوت کرنے سے افضل ہے۔[۲]

حضرت امام محمدباقر فرماتے ہیں:جوشخص کھڑے ہوکرنمازپڑھتاہے اوروہ نمازمیں قیام کی حالت میں قرآن کریم کی قرائت کرتاہے توجنت نے بھی حرفوں کی قرائت کرتاہے ،ہرحرف کے بدلہ اس کے نامہ اعمال میں سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگربیٹھ کر نمازپڑھتاہے توہرحرف پرپچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، لیکن اگرکوئی شخص غیرنمازکی حالت میں قرآن کی قرائت کرتاہے توخداوندعالم اس کے نامہ أعمال میں ہرحرف کے عوض دس نیکیاں درج کرتا ہے ۔[۳]

---

۱)من لایحضره الفقیہ/ج ۱/ص ۳۱۰

۲). تحف العقول/ص ۴۳

۳.)ثواب الاعمال/ص ۱۰۱

راز استعاذہ

سورہ حٰمد کی قرائت شروع کرنے سے پہلے مستحب ہے کہ اللہ تبارک وتعالی سے شیطان رجیم کے بارے میں پناہ مانگی جائے کیونکہ نمازمیں واجب ہے کہ انسان اپنی نیت کوآخر صحیح وسالم رکھے، اور نمازمیں اخلاص وحضورقلب رکھے، خدا کے علاوہ کسی دوسری چیزکواپنے ذہن میں نہ لائے اورانسان کا عمل جت نازیادہ مہم ہوتاہے شیطان بھی اپنی پوری قدرت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کوشش کرتاہے اورشیطان نمازوعبادت خداوندی کوبہت زیادہ دشمن رکھتاہے کیونکہ وہ یہ جانتاہے ہے کہ نمازوعبادت انسان کوگناہ ومنکرات سے دوررکھتی ہے لہٰذا بندہ مؤمن جب نماز کے لئے قیام ہے توشیطان اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنا چاہتا ہے اوراسے نمازمیں اخلاص وحضورقلب رکھنے سے منحرف کرنے اور ریاکاری کی چنگاری پیدا کرنے کی کوشش کرتاہے، اورہروقت بندوں کوراہ عبادت سے چھوڑدے نے اور گناہ ومنکرات میں ملوث ہونے کی دعوت دینے کے لئے حاضرہوتاہے۔

وسوسہ شیطانی سے بچنے اورنمازمیں اخلاص وحضورقلب پیدا کرنے لئے مستحب ہے کہ نمازگزارجب نماز کے لئے قیام کرے توسورہ حٰمدسے پہلے اللہ سے شیطان رجیم کی پناہ مانگے اور"أعوذباللهمن الشيطان الرجيم "کہے۔

نماز کے شروع میں استعاذہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے اللهسے شیطان رجیم کی پناہ مانگنا مستحب ہے لہٰذا نمازمیں قرآن کی قرائت کرنے سے شیطان رجیم سے پناہ مانگنا مستحب ہے جیساکہ قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے:

﴿ فَاِذَاقَرَا تِ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْبِاللهِ مِنَ الشَّيْطَاْنِ الرَّجِيْمِ،اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْاوَعَلىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾

جب آپ قرآن پڑھیں توشیطان رجیم کے مقابلہ کے لئے اللہ سے پناہ طلب کریں، شیطان ہرگزان لوگوں پرغلبہ نہیں پاسکتاہے جوصاحبان ایمان ہیں اورجواللهپرتوکل واعتمادرکھتے ہیں۔[۱]

---

۱). سورہ نحل/آیت ۹۸ ۔ ۹۹

ہر سورہ کے شروع میں "بسم اللہ" ہونے کی وجہ

"بسم اللہ" سورہ کا جزء ہے اس لئے سورہ کی ابتداء اسی کے ذریعہ ہونی چاہئے، کیونکہ ہر کام کی ابتداء "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے ذریعہ ہونی چاہئے، اگر کسی نیک کی کام ابتدا اللہ تبارک تعالیٰ کے نام سے ہونی چاہئے، اگر کسی کام کی ابتدا اللہ کے نام سے نہ کی جائے تو اس میں شیطان کے دخل ہونے کا امکان پایا جاتا ہے اور اس کام کے نامکمل ہونے کا بھی امکان رہتا ہے اس لئے ہر نیک کی ابتداء اللہ کے نام کی جائے اسی لئے ہر سورہ کی ابتداء "بسم اللہ" کے ذریعہ ہونی چاہئے اسبارے میں حدیث میں آیا ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال: کلّ امرذی بالٍ لم یذکرفیہ باسم اللہ فہوا بتر. نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: ہر وہ کام جو "بسم اللہ" سے شروع نہیں ہوتا ہے وہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا ہے۔[۱]

راز قرائت حمد

نماز میت کے علاوہ تمام دو رکعتی (واجب اور مستحبی) نمازوں کی دونوں رکعتوں میں اور دو رکعتی نمازوں کے علاوہ تین رکعتی (نماز مغرب) اور چار رکعتی (ظہر و عصر و عشاء) نمازوں کی پہلی دونوں رکعتوں میں تکبیرۃ الاحرام کے فوراًبعد سورہ حمد کی قرائت کرنا واجب ہے اور حمد کے بجائے کسی دوسرے کی قرائت کرنا صحیح نہیں ہے اور کوئی شخص حمد کے بجائے کسی دوسرے سورہ کی قرئت کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لاصلاۃ لمن لم یقرا بأمّ الکتاب فصاعداً۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص نماز میں سورۂ حمد اور اس کے علاوہ دوسرے کی قرائت نہیں کرتا ہے اسکی نماز صحیح نہیں ہے۔[۲] سورہ حمد کے ذریعہ قرائت کے آغاز کئے جانے ک وجہ روایتوں میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

فضل بن شاذان نے امام علی رضا سے منقول نمازمیں قرائت کے واجب قرادئے جانے کی وجہ اس طرح بیان کی ہے:

انمابدء بالحمددون سائر السورلانّہ لیس شی ءُن القرآن والکلام جمع فیہ من جوامع الخیروالحکمۃ ماجمع فی سورۃ الحمد.

قران کریم میں کوئی سورہ یا کوئی کلام ایسا نہیں ہے کہ جس میں سورہ حمد کے برابر خیر و حکمت موجود ہوں اور قول "الحمدللہ" ادائے شکر الٰہی ہے کہ جسے خداوندعالم نے واجب قراردیا ہے ان نعمتوں کے بدلہ میں جو اسنے اپنے بندوں پرنازل کی ہیں۔[۳]

---

۱). المیزان/ ج ۱/ص ۱۴ ۔ بحارالانوار/ج ۹۲ / ص ۲۴۲

۲). مستدرک الوسائل/ ج ۴/ص ۱۵۸

۳). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۱۰

حدیث معراج میں آیاہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پرگئے اورآپ کونمازپڑھنے کاحکم دیاگیاتوآپ نمازکے لئے کھڑے ہوئے اورتکبیرکہہ نمازشروع کی تووحی پروردگارنازل ہوئی : میرانام لو!تونبی راکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے "بسم اللہ "اوراس طرح "بسم اللہ "کوہرسورہ کے شروع میں رکھاگیااورا سے سورہ کاجزء قراردیاگیااس کے بعدوحی نازل ہوئی:اے رسول !میری حمدکرو،آنحضرت نے سورہ حُمدکی قرائت کی ۔[۱]

روایت میں آیاہے ،امام صادق سے کسی نے اس آیہ مُبارکہ ﴿ وَلَقَدْآتَیْنَاکَ سَبْعً مِنَ الْمَثَانِی وَالْقُرآنِ الْعَظِیْمِ ﴾ [۲] کے بارے میں پوچھاتو امام (علیہ السلام)نے فرمایا:سورہ حُمدکو سبع مثانی کہاجاتاہے کیونکہ سورہ حُمدایساسورہ ہے جس میں سات آیتیں ہیں اوران میں سے ایک ﴿ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾ بھی ہے اسی لئے سبع کہاجاتاہے اورمثانی اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ سورہ نمازکی پہلی دورکعتوں میں پڑھا جاتا ہے ۔

پہلی رکعت میں سورہ قُدراوردوسری میں توحیدکے مستحب ہونے کی وجہ فقہاء کے درمیان مشہوریہ ہے کہ واجب نمازوں کی پہلی اوردوسری رکعت میں سورہ حمدکے بعدایک مکمل سورہ کی قرائت کرناواجب ہے لیکن مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ حُمدبعدسورہ قدراوردوسری رکعت میں سورہ تُوحیدکی قرائت مستحب ہے ہمارے تمام آئمہ اطہارکی یہی سیرت رہی ہے وہ اپنی نمازوں کی پہلی رکعت میں سورہ حمدکے بعدسورہ قدراوردوسری رکعت میں سورہ تُوحیدکی قرائت کرتے تھے ۔ رویات میں آیاہے کہ امام علی ابن موسی الرّضا واجب نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۂ حمدکے بعدسورۂ قدراِنَّا اَنْزَ لْنَاهُ اوردوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعدسورۂ توحیدقُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْکی قرائت کرتے تھے ۔[۳]

ایک اورروایت میں آیاہے:ایک شیعہ اثنا عشری شخص نے حضرت مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ شریف) کی خدمت میں خط تحریرکیااور امام (علیہ السلام) سے پوچھا:اے میرے مولا!آپ پرمیری جان قربان ہو!میں آپ سے ایک چیزمعلوم کرناچاہتاہوں اوروہ یہ ہے کہ نمازکی پہلی اوردوسری رکعت میں سورہ حُمدکے بعدکس سورہ کی قرائت کرنازیادہ فضیلت رکھتاہے ؟امام (علیہ السلام)نے جواب میں تحریرفرمایا:

---

۱). الکافی/ج ۳/ص ۴۸۵

۲). مستدرک الوسائل/ج ۴/ص ۱۵۷

۳). وسائل الشیعہ/ج ۴/ص ۷۶۰

پہلی رکعت میں سورئہ ﴿ اِنَّااَنْزَ لْنَاهُ فی لَيْلَةِالْقَدْر ﴾ اور دوسری رکعت میں سورئہ ﴿ قُلْ هُوَ اللهُ احَدْ ﴾ اور امام (علیہ السلام) نے فرمایا: تعجب ہے کہ لوگ نمازوں میں سورئہ قدر کی قرائت نہیں کرتے ہیں، کسطرح ان کی نمازیں بارگاہ ربّ العزّت میں قبول ہوتی ہیں ۔ [۱]

لیکن روایت میں یہ بھی ملتاہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)پہلی رکعت میں حمد کے سورہ توحیداوردوسری رکعت میں سورہ قدرکی قرائت کرتے تھے اورشب معراج بھی آپ کوپروردگارنے پہلی رکعت میں حمدکے سورہ ۫توحیدپڑھنے کاحکم دیا: اے محمد!(ص)سورہ حمدکے بعداپنے پروردگارکاشناسنامہ اورنسبت کوپڑھوقُلْ ہُوَاللہ ُاَحَدٌ، اَللہ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْوَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَہ ُکُفُوًااَحَدْ

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے نمازکی پہلی رکعت میں سورئہ حمد کے بعدسورہ ۫توحیدکی قرائت کی اورجب دوسری رکعت میں سورہ ۫حمدپڑھاتوپروردگارکی طرف سے وحی نازل ہوئی:

اے محمد!(ص)دوسری رکعت میں سورہ ۫حمدکے بعد﴿ اِنّااَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْر ﴾ ...کی قرائت کروکیونکہ یہ سورہ روزقیامت تک تمھارااورتمھارے اہلبیت سے منسوب ہے، یہ سورہ تمھارااورتمھارے اہلبیت کی پہچان نامہ ہے جسمیں تمھاراشجرہ موجودہے ۔ [۲]

سوال یہ ہے جب سنت رسول یہ ہے کہ پہلی رکعت میں توحیداوردوسری رکعت میں قدرکی قرائت کی جائے توپھرپہلی رکعت سورہ ۫قدرکی قرائت کرنازیادہ ثواب کیوں رکھتاہے؟ اس کی وجہ اورراز کیاہے؟

اس کاجواب خودحدیث معراج سے واضح ہے کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی ذات وہ ہے کہ جواللہ تبارک وتعالیٰ سے اس درجہ قریب تھے کہ قاب وقوسین کی منزل تک پہنچ گئے تھے اوراللہ ورسول کے درمیان کوئی واسطہ نہیں تھااسی اللہ نے اپنے حبیب کو حکم دیا:سورہ ۫حمدکے بعدتوحیدکی قرائت کرواوردوسری رکعت میں سورہ قدرپڑھوکیونکہ سورۂ توحید میراشجرہ نامہ ہے اوراس میں میری نسبت ذکرہے اورسورہ ۫قدر تمھارے اہلبیت اطہارسے ایک خاص نسبت رکھتاہے اوراس میں تمھارے اہبیت کاشجرہ نامہ ذکرہے

وہ لوگ جواللہ سے قربت حاصل کرناچاہتے ہیں انھیں چاہئے کہ ان عظیم القدرذات کاسہارالے کر جواللہ سے بہت زیادہ قریب ہوں اس کی بارگاہیں قدم رکھیں تاکہ وہ ان کی عبادت کوان ذوات مقدسہ کے طفیل سے قبول کرلے

---

۱). وسائل الشیعہ/ج ۴/ص ۷۶۱

۲.)کافی/ج ۳/ص ۴۸۵

اہلبیت اطہار وہ ذوات مقدسہ ہیں جو اللہ سے بہت زیادہ قریب ہیں اسی لئے مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں اہلبیت سے منسوب سورہ قدر کی قرائت کی جائے اوردوسری رکعت میں خداوندعالم سے منسوب سورہ کی قرائت کی جائے لیکن پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کوخدانے شب معراج پہلی رکعت میں سورہ توحید اوردوسری رکعت میں سورہ قدر کی قرائت کرنے حکم دیا اس کی وجہ یہ ہے:

آنحضرت حبیب خداہیں اورخدا ورسول کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ خداوندعالم براہ راست وحی کے ذریعہ اپنے حبیب سے گفتگوکرتاہے اسلئے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کوخدانے پہلی رکعت میں اپنی ذات سے منسوب سورہ کی قرائت کاحکم دیا۔ روایت میں آیاہے: مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ حمدکے بعد ”﴿ انّا انزلناه ﴾ “اوردوسری رکعت میں ”﴿ قل هوالله ﴾ “کی قرائت کی جائے کیونکہ سورہ قدرنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اوران کے اہلبیت اطہار کا سورہ ہے لہٰذاہمیں چاہئے کہ اپنی نمازوں میں ان ذوات مقدسہ کو خداتک پہنچنے کا وسیلہ قراردیں کیونکہ انھیں کے وسیلہ سے خداکی معرفت حاصل ہوتی ہے۔[1]

سورعزائم کے قرائت نہ کرنے کی وجہ

اگرکوئی نمازی عمداًاپنی واجب نمازوں میں ان میں کسی ایک سورہ کی قرائت میں مشغول ہوجائے اورابھی سجدہ والی آیت کی قرائت نہیں کی ہے تو واجب ہے کہ کسی دوسرے سورہ کی طرف منتقل ہوجائے اوراگرسجدہ ؤاجب والی آیت قرائت کرچکاہے تونمازباطل ہے کیونکہ اس آیت کی قرائت کرنے سے سجدہ کرنا واجب ہے اوراس سجدہ کے کرنے سے نمازمیں ایک سجدہ کی زیادتی ہوجائے گی جوکہ نماز کے باطل ہوجانے کاسبب ہے لہٰذااس صورت میں واجب ہے کہ بیٹھ جائے اورسجدہ کرے اس کے بعدکھڑے ہوکردوبارہ نمازپڑھے ۔ مولائے کائنات علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں:واجب نمازوں میں قرآن کریم کے چار عزائم سوروں میں سے کسی ایک بھی سورہ کی قرائت نہ کرواوروہ چارسورے یہ ہیں سورۂ سجدہ لقمان ، حم سجدہ، نجم،علق،اگرکوئی شخص ان چارسورں میں سے کسی ایک سورہ کی قرائت کرے تواس پرواجب ہے کہ سجدہ کرے اوریہ دعاپڑھے:”الٰهی آمنابماکفرواوعرفناماانکروا ، واجبناک الیٰ مادعوا ، الٰهی فالعفو العفو“ اس کے بعدسجدہ سے سربلندکرے اورتکبیرکہے (اوردوبارہ نمازپڑھے)۔[2] زرارہ نے امام باقریاامام صادق سے روایت کی ہے ،امام (علیہ السلام) فرماتے ہیں:اپنی واجب نمازوں میں سجدہ والے سوروں کوقرائت نہ کروکیونکہ ان پڑھنے سے نمازمیں ایک سجدہ زیادہ ہوجائے گااور زیادتی کی وجہ سے نمازباطل ہوجائے گی ۔[3]

---

١). من لایحضرہ الفقیہ/ج ١/ص ٣١٥

٢). من لایحضرہ الفقیہ/ج ١/ص ٣٠٦

٣). تہذیب الاحکام/ج ٢/ص ٩٦

رازجہراوخفات

مردوں پرواجب ہے کہ صبح اورمغرب وعشا کی نمازمیں حمدوسورہ کوبلندآوازسے پڑھیں لیکن عوتیں بلنداورآہستہ آوازمیں پڑھ سکتی ہیں جبکہ کوئی نامحرم ان کی آوازنہ سن رہاہو،اگرکوئی نامحرم عورت کی آوازسن رہاہے تواحتیاط واجب یہ ہے کہ آہستہ پڑھے اورنمازظہروعصرکی نمازمیں مردوعورت دونوں پرواجب ہے کہ حمدوسورہ کوآہستہ پڑھیں لیکن مردوں کے لئے مستحب ہے ان نمازوں میں "﴿ بسم الله الرحمٰن الرحیم ﴾ "کوبلندآواز سے کہیں۔حداخفات یہ ہے کہ نمازی خوداپنی قرائت کوسن سکتاہواورحدجہریہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں قرائت کواتنی بلندآوازسے پڑھے کہ ماموین تک اس کی آوازپہنچ سکے اور معمول سے زیادہ آوازبلندنہ کرے یعنی اسے چیخ نہ کہاجائے ،اگرچیخ کرپڑھے تونمازباطل ہے بلکہ معتدل طریقہ اختیارکرے یعنی آوازنہ اتنی زیادہ ہوکہ اسے چیخ کہاجائے اورنہ اتنی کم ہوکہ خودکوبھی آوازنہ آئے جیساکہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:﴿ لَاتَجْهَرْبِصَلَاتِکَ وَلَاتُخَافِت بِهَا ﴾

اے رسول!اپنی نمازمیں میانہ روی اختیارکرو،نہ زیادہ بلندآوازسے اورنہ زیادہ آہستہ سے پڑھو۔(۱)

ظہروعصرکی نمازمیں قرائت حمدوسورہ کے آہستہ پڑھنے اورنمازصبح ومغربین میں بلندآوازسے پڑھنے کاحکم کیوں دیاگیاہے،تمام نمازوں میں حمدوسورہ کوبلندیاآہستہ پڑھنے میں کیاحرج ہے ؟

فضل بن شاذان نے امام علی رضا سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں امام(علیہ السلام) نے اس چیزکی وجہ بیان کی ہے کہ بعض نمازوں کوبلندآوازسے اوربعض کوآہستہ کیوں پڑھناچاہئے؟

امام علی رضا فرماتے ہیں:بعض نمازوں کوبلندآوازسے پڑھنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہ نمازیں اندھرے اوقات میں پڑھی جاتی ہیں لہٰذاواجب ہے کہ انھیں بلندآوازسے پڑھاجائے تاکہ راستہ گزرنے والاشخص سمجھ جائے کہ یہاں نمازجماعت ہورہی ہے اگروہ نمازپڑھناچاہتاہے توپڑھ لے کیونکہ اگروہ نمازجماعت کونہیں دیکھ سکتاہے تونمازکی آوازسن کرسمجھ سکتاہے نمازجماعت ہورہی ہے (لہٰذانمازصبح ومغربین کوبلندآوزسے پڑھناواجب قراردیاگیاہے)اوروہ دونمازیں جنھیں آہستہ پڑھنے کاحکم دیاگیاہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں نمازیں دن کے اجالہ میں پڑھی جاتی ہیں اوروہاں سے گزرنے والوں کونظرآتاہے کہ نمازقائم ہے لہٰذااس میں سننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسی لئے ان دونماز(ظہرین)کوآہستہ پڑھنے کاحکم دیاگیاہے۔(۲)

---

۱) سورہ أسراء/آیت ۱۱۰

۲).علل الشرایع/ج۱/ص ۲۶۳

محمدابن حمزہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے پوچھا: کیاوجہ ہے کہ نمازجمعہ اورنمازمغرب وعشاء اورنماز صبح کوبلندآوازسے پڑھاجاتاہے اور نماز ظہر و عصر کو بلندآوازسے نہیں پڑھاجاتا ہے؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:

جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پر گئے توجمعہ کادن تھااوراللہ کی طرف واجب کی گئی پہلی نمازظہرکاوقت تھا(جب آنحضرت نے نمازجمعہ پڑھناشروع کی)خداوندعالم نے ملائکہ کو حکم دیاکہ وہ پیغمبر اسلام کے پیچھے جماعت سے نمازپڑھیں اور پیغمبرکو حکم دیاکہ حمدوسورہ کوبلندآواز سے قرائت کریں تاکہ انھیں اس کی فضیلت معلوم ہوجائے اس کے بعداللہ نے نمازعصرکوواجب قراردیااور(جوفرشتے نمازظہرمیں حاضرتھے ان کے علاوہ) کسی فرشتہ کونمازجماعت میں اضافہ نہیں کیااورپیغمبراسلام کوحکم دیاکہ نمازعصرکوبلندآوازسے نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں کیونکہ اس نمازمیں آنحضرت کے پیچھے کوئی (نیافرشتہ)نہیں تھا

نمازظہروعصرکے بعداللہ تعالیٰ نے نمازمغرب کوواجب قراردیااورجیسے ہی مغرب کاوقت پہنچاتوآنحضرت نمازمغرب کے لئے کھڑے ہوئے توآپ کے پیچھے نمازمغرب پڑھنے کے لئے ملائکہ حاضرہوئے ، اللہ نے اپنے حبیب کوحکم دیاکہ اس نمازمیں حمدوسورہ کوبلندآوازسے پڑھوتاکہ وہ سب قرائت کوسن سکیں اوراسی طرح جب نمازعشاء کے کھڑے ہوئے توملائکہ نمازمیں حاضرہوئے توخدانے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کوحکم دیاکہ اس نمازمیں بھی حمدوسورہ کوبلندآواز سے پڑھو،اس کے بعدجب طلوع فجرکاوقت پہنچاتواللہ نے نمازصبح کوواجب قراردیااوراپنے حبیب کوحکم دیاکہ اس نمازکوبھی بلندآوازسے پڑھوتاکہ جس ملائکہ پراس نمازکی فضلیت واضح کی گئی اسی طرح لوگوں کوبھی اس کی فضیلت معلوم ہوجائے۔[۱] یہودیوں کی ایک جماعت پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے پاس آئی اورانھوں نے آنحضرت سے سات سوال کئے جن میں سے ایک یہ بھی تھاکہ تین نمازوں کوبلندآوازسے پڑھنے کاحکم کیوں دیاگیاہے؟آنحضرت نے فرمایا:

اس کی وجہ یہ ہے انسان جت نی بلندآوازسے قرائت کرے گااورجس مقدارمیں اس کی آوازبلندہوگی اسی مقدارمیں جہنم کی آگ سے دوررہے گااورآسانی کے ساتھ پل صراط سے گزرجائے گااوروہ خوش وخرم رہے گایہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔[۲]

---

۱). علل الشرایع/ج ۲/ص ۳۲۲

۲). خصال(شیخ صدوق)/ص ۳۵۵

روایت میں ایا ہے کہ حضرت امام علی بن محمد سے قاضی یحییٰ ابن اکثم نے چند سوال کئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ نماز صبح میں قرائت کے بلند آواز سے پڑھنے کی کیا وجہ ہے ؟

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: نماز صبح اگرچہ دن کی نمازوں میں شمار ہوتی ہے لیکن اس کی قرائت کورات کی نمازوں (مغرب وعشا) کی طرح بلند وآواز سے پڑھنا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اس نماز کی قرائت کو بلند آواز سے پڑھتے تھے اور اس لئے بلند آواز سے پڑھتے تھے کیونکہ یہ نماز شب سے قریب ہے۔[۱]

حمد کے بعد آمین کہنا کیوں حرام ہے

سورہ حمد کی قرائت کے بعد آمین کہنا جائز نہیں ہے بلکہ "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہنا مستحب ہے کیونکہ سنت رسول یہی ہے کہ قرائت حمد کے بعد "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہا جائے۔ حدیث معراج میں آیا ہے: جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پر گئے اور خداوند عالم نے آپ کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور وحی نازل کی:

اے محمد! ﴿ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴾ کہو اور سورہ حمد پڑھو، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ایسا ہی کیا اور "ولاالضالین" کہنے کے بعد "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہا (آمین نہیں کہا لہٰذا سنت رسول یہ ہے کہ سورہ حمد کے بعد "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہا جائے)۔[۲]

جمیل ابن دراج سے مروی ہے امام صادق فرماتے ہیں: جب تم جماعت سے نماز پڑھو اور امام جماعت سورہ حمد کی قرائت سے فارغ ہوجائے تو تم "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہو اور آمین ہرگز نہ کہو۔[۳] معاویہ ابن وہب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادق سے کہا: میں امام جماعت کے "﴿ غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین ﴾ "کہنے کے بعد آمین کہتا ہوں تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ لوگ یہودی اور مسیحی ہیں جو امام جماعت کے "﴿ غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین ﴾ "کے کہنے بعد آمین کہتے ہیں۔ اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے کوئی جملہ نہیں کہا اور امام (علیہ السلام) کا اس سائل کے سوال کا جواب دینے سے منہ پھیر لینا اس بات کی دلیل کے ہے کہ امام (علیہ السلام) قرائت کے بعد اس جملہ کہنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔[۴]

---

۱). علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۲۳

۲.) کافی/ج ۳/ص ۴۸۵

۳.) الکافی/ج ۳/ص ۳۱۳

۴). تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۷۵

سورہ حمد کی مختصر تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کچھ لوگ امیرالمومنین حضرت علی کی خدمت میں موجود تھے کا ایک شخص نے امام (علیہ السلام) سے عرض کیا: اے میرے مولا آقا آپ پر ہماری جان قربان ہو، ہمیں ﴿ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ کے معنی سے آگاہ کریں، امام (علیہ السلام) نے فرمایا: سچ یہ ہے کہ جب تم لفظ "اللہ" کو اپنی زبان پر جاری کرتے ہو تو تم خدا کے افضل ترین ناموں میں سے ایک نام کا ذکر کرتے ہو، یہ ایسا نام ہے جس کے ذریعہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو اس نام سے یاد نہیں کیا جاسکتا ہے اور خدا کے علاوہ کسی بھی مخلوق کو اس نام سے نہیں پکارا جاسکتا ہے، دوسرے شخص نے پوچھا: "اللہ" کی تفسیر کیا ہے؟ حضرت علی نے فرمایا: "اللہ" وہ ذات ہے کہ دنیا کی ہر مخلوق ہر طرح کے رنج و غم، مشکلات، حاجتمندی اور نیاز مندی کے وقت اسی سے لو لگاتی ہے، اور تم بھی اپنے ہر چھوٹے بڑے کام کو شروع کرتے وقت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے ہو پس تم در حقیقت یہ کہتے ہو: ہم اپنے اس کام میں اس خدا سے مدد طلب کرتے ہیں جس کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے اور اس خدا سے جو رحمن ہے یعنی رزق و روزی کو وسعت کے ساتھ ہم پر نازل کرتا ہے اور وہ خدا جو رحیم ہے اور دونوں جہاں میں یعنی دنیا و آخرت میں ہم پر رحم کرتا ہے۔ (۱)

الحمدللہ رب العالمین

ایک شخص امیرالمومنین علی بن ابی طالب + کی خدمت میں ایا اور عرض کیا: یا امیرالمومنین! آپ میرے لئے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْن" کی تفسیر بیان کیجئے، امام علیہ‌السلام نے فرمایا: "الحمدللہ" کی تفسیر یہ ہے کہ خداوندعالم نے اپنی بعض نعمتوں کو اجمالی طور سے اپنے بندوں کے سامنے ان کی معرفی کی ہے اور واضح طور سے ان کی معرفی نہیں کی ہے کیونکہ بندے تمام نعمتوں کو کامل طور سے شناخت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اس لئے کہ خدا کی عطا کی ہوئی نعمتیں ات نی زیادہ ہیں کہ انسان انھیں شمار کرنے اور ان کی معرفت حاصل کرنے سے قاصر ہے لہذا "الحمدللہ" کے معنی یہ ہیں کہ تمام حمد و ثناء خدا سے مخصوص ہے ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے ہمیں عطا کی ہیں اور امام (علیہ السلام) نے فرمایا: "ربّ العالمین" یعنی خداوند عالم دونوں جہاں (دنیا و آخرت) کا پیدا کرنے والا ہے، اور دونوں جہاں کا مالک و صاحب اختیار ہے یعنی حیوانات و جمادات و نباتات، آگ، ہوا، پانی، زمین، آسمان، دریا کا مالک ہے۔ (۲)

---

۱). بحارالانوار/ ج ۲۹/ ص ۲۳۲

۲). بحارالانوار/ ۲۹/ ص ۲۴۵

الرحمن الرحیم

"رحمٰن "اللہ کی ایک صفت عام ہے جودنیامیں مومن اورکافردونوں کے شامل حال ہوتی ہے اورتمام بندوں پراس کی رحمت نازل ہوتی ہے ،وہ دنیامیں ہرانسان مومن ،منافق،عالم،جاہل ، سخی ، ظالم،حاکم کورزق عطاکرتاہے ،اورکسی بندے کواپنے دروازۂ رحمت سے خالی نہیں لوٹاتاہے

" رحمٰن " وہ ذات ہے جواپنے تمام بندوں(مومن ،منافق کافر)کی روزی کے بارے میں شدیدطورسے متمائل رہتاہے اوران کی روزی کوقطع نہیں کرتاہے چاہے وہ کت ناہی گناہ کریں،چاہے کت نی ہی اس کی نافرمانی کریں،وہ اپنی وسیع رحمت کے ذریعہ اپنے تمام بندوں کو روزی عطا کرتا ہے اور کسی کا رزق قطع نہیں کرتا ہے اب چاہے اس بندہ کامسلمان ہویاکافر،مومن ہویامنافق ،اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوں یا نافرمانی ، لیکن یہ یادرہے کہ خداوندعالم زمین پر مومنین کے وجودکی خاطردوسروں پررحم کرتاہے اگردنیاسے مومنین کاوجود ختم ہوجائے تویہ دنیاتباہ وبربادہوجائے ،اسبارے میں ہم پہلے حدیث کو ذکرکرچکے ہیں۔ " رحیم "خداکی ایک خاص صفت ہے کہ جوآخرت میں فقط مومنین سے مخصوص ہے امام صادق رحمن ورحیم کے معنی اس طرح بیان کرتے :اللہ تبارک تعالیٰ ہرشئے پرقدرت رکھتاہے ،وہ (دنیامیں)اپنی تمام مخلوق پررحم کرتاہے اور(روزقیامت)فقط مومنین پررحم کرے گا۔[(۱)]

امام صادق فرماتے ہیں:رحمن ایک اسم خاص ہے جوفقط اللہ تبارک تعالیٰ سے مخصوص ہے اورصفت عام ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے تمام بندوں پررحم کرتاہے اوررحیم اسم عام لیکن صفت خاص ہےیعنی روزقیامت فقط ایک مخصوص گروہ پررحم کیاجائے گا۔[(۲)]

حضرت علی فرماتے ہیں : خداوندعالم اپنے تمام بندوں پررحم کرتاہے اوریہ خداکی رحمت ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے ۱۰۰ /رحمت پیداکی ہیں اوران میں سے ایک رحمت کو اپنے بندوں کے درمیان قراردیا ہے کہ جس کے ذریعہ لوگ ایک دوسرے پررحم کرتے ہیں،والداپنے اپنے فرزندپررحم کرتاہے اورحیوانات مائیں اپنے بچوں پررحم کرتی ہیں،جب قیاوت کادن آئے گاتواس ایک رحمت کی ۹۹ /قسم ہوں گی کہ جس کے ذریعہ امت محمدی پر رحم کیاجائے گا۔[(۳)]

---

۱).کافی/ج ۱/ص ۱۱۴

۲).تفسیرمجمع البیان/ج ۱/ص ۵۴

۳).تفسیرامام حسن عسکری/ص ۳۷

خدا کی رحمت اس درجہ عام اور وسیع ہے کہ اس کی رحمت سے ناامید ہونا گناہ کبیرہ ہے کیونکہ وہ خود قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ لَاتَقْنَطُوامِنْ رَحْمَةِ اللهِ،اِنَّ اللهَيَغْفِرُالذُّنُوبَ جَمِيْعاًاِنَّهُ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [۱] اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اللہ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

مالک یوم الدین

ایک دن وہ بھی آئے گا جب تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے بلند کیا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ وعدالت میں کھڑا کیا جائے گا، وہاں کسی کی نہ اولاد کام آئے گی، نہ کسی کو اس کا مال کام آئے گا، لوگوں کے تمام ذریعے، وسیلے اور امیدیں ختم ہوجائیں گی اور اس روز نہ فرعون کی حکومت ہوگی، نہ نمرود کی، نہ ہامان کی، نہ شداد کی، نہ اور کسی دوسرے شیطان صفت انسان کی بلکہ صرف خدا کی حکومت ہوگی اور اسی کا حکم نافذ ہوگا، سورہ أنفطار میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالامرُ يومَئِذٍلِلّهِ ﴾ اس دن تمام امور خدا کے ہاتھ میں ہونگے۔ اس روز تمام لوگوں سے یہ سوال ہوگا:﴿ لِمَنِ الْمُلْکُ الْيَوْمَ ﴾ آج حکومت کس کی ہے؟ جواب دیں گے﴿ لِلّهِ الْوَاحِدِالْقَهّارِ ﴾ اس خدا کی جو اکیلا ہے اور قہار بھی ہے، جسدن لوگوں یہ سوال کیا جائے گا اس روز کو قیامت کہتے ہیں۔[۲]

اس روز صرف انسان کے وہ نیک اعمال کام آئیں گے جو اس نے دنیا میں آل محمد کی محبت وولایت کے زیر سایہ انجام دئے ہونگے

امیر المومنین علی ابی طالب آیہ مبارکہ﴿ مَالِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ خداوند عالم قیامت کے دن تمام مخلوق کی تقدیر کا مالک ہو گا اور جس نے دنیا میں خدا کے بارے میں شک کیا ہوگا، اس کے حکم کی نافرمانی کی ہوگی اور طغیانی وسرکشی کی ہوگی وہ ان سب کو واصل جہنم کرے گا اور جن لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہوگی اور ان میں تواضع وانکساری پائی جاتی ہوگی ان کو خلد بریں میں جگہ عنایت کرے گا۔[۳]

---

۱) سورہ زمر/آیت ۵۳ (

۲). سورہ أنفطار/آیت ۱۹

۳) "ہزارویک نکتہ دربارہ نماز"/ش ۷۷۵ /ص ۲۴۲

ایاک نعبدوایاک نستعین

یہاں تک بندہ نے سورہ حمدکی آیتیں قرائت کی ہیں ان میں اللہ تبارک وتعالی کی رحمت اوراس کی کرامت کااقرارکرتاہے اوراس کے مالک وخالق دونوں ہونے کی شہادت دیتاہے لیکن اب یہاں سے اس آیہ کریمہ کے ذریعہ اظہار بندگی کرتاہے اورکہتاہے: میری عبادت فقط تیرے لئے ہے،تیرے علاوہ کسی دوسرے کوعبادت میں شریک قرارنہیں دیتاہوں یعنی میں اقرارکرتاہوں کہ میرامعبودفقط ایک ہے۔

جوبندہ حقیقت میں اللہ تبارک تعالی کے رحیم وکریم اورمالک دوجہاں ہونے کااقرارکرتاہے،اوراپنی عبادت کواسی سے مخصوص کرتاہے وہ کسی بھی مخلوق کے آگے سرنہیں جھکاتاہے،اپنے آپ کوذات پروردگارکے علاوہ کسی دوسرے محتاج نہیں سمجھتاہے،اب وہ لوگ جواللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے ہیں اوردوسروں کے آگے سربھی جھکاتے ہیں اوردوسروں کے سامنے اپنی حاجتوں کوبیان کرتے ہیں وہ لوگ فقط زبان سے خداکوایک مانتے ہیں،اوریقین کامل کے ساتھ اسے اپنامعبودنہیں مانتے ہیں ،اس پرمکمل بھروسہ نہیں رکھتے ہیں البتہ کسی ایسی بابرکت ذات گرامی کوجواللہ تبارک سے بہت زیادہ قریب ہواسے وسیلہ قراردینے کوشرک نہیں کہاجاتاہے اوروسیلہ کے بغیرکسی جگہ کوئی رسائی ممکن نہیں ہے،وسیلہ کے بارے میں ذکرہوچکاہے لہٰذایہاں پربحث طولانی اورتکرارہوجائے گی۔

جمع کی لفظ استعمال کئے جانے کاراز

اس آیہ مبارکہ کے بارے میں ایک اہم سوال یہ پیداہوتاہے کہ متکلم ایک شخص ہے اوروہ خداسے کہہ رہاہے: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں جب قرائت کرنے والاایک شخص ہے پھروہ اپنے لئے جمع کاصیغہ کیوں استعمال کرتاہے؟ مندرجہ ذیل امورمیں سے کوئی ایک وجہ ہوسکتی ہے ۱۔دین اسلام میں نمازجماعت کی بہت زیادہ تاکیدکی گئی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ﴾ [1] رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ نماز جماعت کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں روایتوں کو ذکر کر چکے ہیں، جماعت میں موجود تمام بندے رکوع و سجود کرتے ہیں اس لئے جمع کی لفظ استعمال کرتا ہے اور نماز میں موجود ہر بندہ یہ کہتا ہے: بارالٰہا! میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ اس پوری جماعت کے ساتھ ہوں اور سب کی جانب سے کہتا ہوں ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، جمع کی لفظ استعمال کرنے سے ایک طرح کی گواہی بھی دی جاتی ہے میرے یہ بندہ بھی تیری عبادت میں مشغول ہیں۔

شہید مطہری فرماتے ہیں: سورہ حمد نماز کا قطعی جزء ہے، ہم اس سورے میں خدا سے کہتے ہیں: "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" (بارالٰہا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) یعنی خدایا! میں تنہا نہیں ہوں، بلکہ میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ہوں، میں اس جماعت کے ساتھ ہوں اسی لئے جمع کی لفظ استعمال کرتا ہوں۔ [2]

اگر کوئی یہ اعتراض کرے، جو مومن فرادیٰ نماز پڑھتا ہے تو وہ جمع کا صیغہ کیوں استعمال کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مومن تنہائی میں بھی نماز پڑھتا ہے اس لئے وہ جماعت کا حکم رکھتا ہے اور جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:

المومن وحدہ جماعۃ مومن بندے کی تنہائی میں پڑھی جانے والی نماز بھی جماعت میں شمار ہوتی ہے۔ [3]

۲۔ انبیاء وآئمہ اطہار کے علاوہ کوئی بھی شخص دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہے اور میں نے جو اس کی عبادت کی ہے وہ سچے دل سے کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ مکمل معرفت کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت برگاہ رب العزت میں قبول بھی ہوتی ہے اور وہ اپنے ان نورانی بندوں کی مدد بھی کرتا ہے، مگر ہم تمام بندے خاک کے پتلے ہیں، گناہوں میں الودہ ہیں، اللہ تبارک تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے ہیں اور اس کی عبادت، اطاعت اور بندگی میں ناقص ہیں اور ہم اپنی حاجتوں کو اللہ کے علاوہ دوسروں کے آگے بھی بیان کرتے ہیں، شاید ہماری یہ عبادت بارگاہ خداوندی میں مقبولیت کا درجہ نہ رکھتی ہو لہٰذا ہم اپنی عبادتوں کے ساتھ انبیاء ورسل اور آئمہ اطہار کی عبادتوں کو بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں

---

۱) سورہ بقرہ/ آیت/ ۴۳

۲) ہزار ویک نکتہ دربارہ نماز/ ش ۹۶۶/ ص ۲۹۸.

۳) تہذیب الاحکام/ ج ۳/ ص ۲۶۵

تاکہ خداوندعالم ان کی عبادت کے وسیلے سے ہماری عبادت کوبھی قبول کرلے اوران کے وسیلے سے ہماری بھی مددکردے کیونکہ ہمیں اس بات کایقین ہے کہ وہ انبیاء ورسل اورآئمہ اطہارکی عبادتوں کوضرورقبول کرتاہے لہٰذاہم اپنی معیوب عباداتوں کوان صلحاء کے ساتھ بارگاخداوندی میں پیش کرتےہیں جس سے خداہماری ان معیوب عبادتوں کوقبول کرسکتاہے اورہماری مددکرسکتاہے۔

اگریہ سوال کرے کہ اگرہم اس مذکورقصدسے جمع کی لفظ استعمال کرتے ہیں توپھرخودانبیاء وآئمہ جمع کی لفظ کیوں استعمال کرتے تھے ؟

اس کاجواب یہ ہوسکتاہے کہ انبیاء وآئمہ اپنے محبوں کوہمیشہ یادرکھتے ہیں اوران ترقی وکامیابی کی دعاکرتے ہیں لہٰذابارگاہ خداوندی میں کہتے ہیں:بارالٰہا!توہماری عبادتوں کے ساتھ ہمارے محبوں کی بھی عبادت کوقبول کرااورجس طرح توہماری مددکرتاہے ان بھی مددکرااورروزقیامت بھی اپنے محبوں کاخاص خیال رکھیں اورانھیں اپنی شفاعت کے ذریعہ بہشت میں جگہ دلائیں گے ۔

۳۔ نمازمیں انسان کی فقط زبان ہی تسبیح وتقدیس پروردگانہیں کرتی ہے بلکہ اس کے تمام اعضاء وجوارح ،ہاتھ ،پیر،آنکھ، ناک، کان، دل اوردماغ شریک عبادت رہتے ہیں ، انسان نمازمیں اخلاص وحضورقلب رکھتاہے، خضوع خشوع رکھتاہے لہٰذاوہ اکیلانہیں ہے اس لئے جمع کی لفظ استعمال کرتاہے ۔

۴۔ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:﴿ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنِ ﴾[1]میں نے جن وانس کونہیں پیداکیامگریہ کہ وہ میری عبادت کریں

جب خدانے تمام لوگوں کواپنی عبادت کے لئے، نمازگزارنمازمیں جمع کی لفظ سے یہ بتاناچاہتاہے چونکہ اللہ نے تمام لوگوں کواپنی عبادت کے لئے پیداکیاہے اورسب اس کی حمدوثناء کرتے ہیں اورمیں بھی انھیں میں سے ہوں لہٰذاہم سب تیری ہی توعبادت کرتے ہیں۔

---

۱)سورہ ذٰاریات/آیت ۶۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم.

تفسیر فاتحۃ الکتاب میں لکھاہے: ہم نمازمیں اس آیہ مبارکہ کو زبان پر جاری کرتے ہوئے پروردگار سے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں توفیق عطاکر کہ جس طرح ہم تیری پہلے سے عبادت کرتے آرہے ہیں آئندہ بھی تیرے مطیع وفرمانبردار بندے بنے رہیں.[۱]

امیرالمومنین حضرت علی سے پوچھا گیا: پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور تمام مسلمان نمازمیں دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں: "﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم ﴾ "پروردگارا! تو ہم کو راہ راست کی ہدایت فرما جبکہ وہ سب ہدایت یافتہ ہیں؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا "اِهْدِنَا" سے مرادیہ ہے کہ خدایا! توہم کو راہ راست پر ثابت قدم رکھ۔[۲]

امام صادق فرماتے ہیں: "﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم ﴾ "یعنی پروردگارا! توہمیں ایسے راستے کی ہدایت کرتارہ جو تیری محبت ودوستی پر منتہی ہوتاہواوروہ سیدھاجنت کوپہنچتاہو اورتو ہمیں خواہشات نفسکی پیروی (اور جہنم کے راستہ) سے دوررکھ۔[۳]

امام صادقفرماتے ہیں: علی ابن ابی طالب صراط المستقیم ھیں عن السجادعلیه السلام قال: نحن ابواب الله ونحن صراط المستقیم. حضرت امام سجاد فرماتے ہیں: ہم آئمہ طاہرین اللہ کے دروازہ ہیں اورہم ہی صراط مستقیم ہیں[۴]

"﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْن ﴾ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) آیہ مبارکہ "﴿ اهدناالصراط المستقیم ﴾ "کے بارے میں فرماتے ہیں: صرط مستقیم سے مرادوہ دین خداہے کہ جس کو خدانے جبرئیل کے ذریعہ حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) پرنازل کیااوراس آیہ مبارکہ "﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْن ﴾ "کے بارے میں فرماتے ہیں: اس آیت میںصراط سے مراد حضرت علی کے وہ شیعہ ہیں کہ جن پر خداوندعالم نے ولایت علی ابن ابی طالب +کے ذریعہ اپنی نعمتیں نازل کی ہیں، نہ ان پر کبھی اپناغضب نازل کرے گااورنہ وہ کبھی گمراہ ہوں گے۔[۵]

---

۱) تفسیر فاتحۃ الکتاب/ص ۴۵

۲). ہزارویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۷۱۳/ص ۲۲۵

۳)تفسیر المیزان/ج ۱/ص ۳۸

۴)معانی الاخبار/ص ۳۵۔

۵). تفسیر نور الثقلین/ج ا ج/ص ۲۳

امام صادق فرماتے ہیں:"﴿ صِراطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴾ " سے حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) اوران کی ذریت مراد ہے۔[1]

امیرالمومنین حضرت علی - فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کاانکارکرنے والے "مغضوب علیہم "اور"ضالین"میں شمارہوتے ہیں۔[2]

امام صادق "﴿ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّـالِّیْن ﴾ " کے بارے میفرماتے ہیں:"مغضوب علیہم " سے ناصبی مرادہیں اور"ضالین " سے وہ لوگ مرادہیں جوامام کے بارے میں شک کرتے ہیں اوران کی معرفت نہیں رکھتے ہیں۔[3]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:"﴿ المغضوب علیهم ﴾ "سےیہودی اور"ضالین "سے نصاری مرادہیں[4]

حسین دیلمی "ہزارویک نکتہ دربارہ نماز"میں لکھتے ہیں: قرآن کریم نے فرعون وقارون اور ابولہب کواورقوم عادوثموداورقوم بنی اسرائیل کوان میں شمارکیاہے جن پر خداوند عالم کا قہروغضب نازل ہوا ہے[5] اسی لئے ہم لوگ نمازمیں روزانہ کہتے ہیں ﴿ غَیْرِالْمَغْضُوب عَلَیِ ْمْ وَلاالضَّآلِّیِ ْن ﴾ بارالہا !تو ہم کو ان لوگوں میں سے قرار نہ دے جن پرتو نے اپنا غضب نازل کیا ، اور جو لوگ گمراہ ہو گئےپروردگارا!تو ہم کو اعتقادواخلاق و عمل میں فرعون ،قارون وابو لہب اورقوم عادوثمود وبنی اسرائیل کے مانند قرارنہ دے اورہمارے قدموں کوان کے راستہ کی طرف اٹھنے سے بازرکھ۔[6]

---

۱) تفسیرنورالثقلین/ج ا/ص ۲۳

۲) بحارلانوار/ج ۹۲/ص ۳۵۶

۳) تفسیرقمی/ج ۱/ص ۲۹

۴). بحارالانوار/ج ۸۲/ص ۲۱

۵)اعراف/آیت ۸۵ ۔ ۹۲ ۔بقرہ/آیت ۶۱ کی طرف اشارہ ہے۔

۶)ہزارویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۸۸۰/ص ۲۷۳ (

سورہ توحید کی مختصر تفسیر

سورہ توحید کو توحید کہے جانے اور اس کے نزول کی وجہ اس سورہ کو توحید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس پورے سورہ میں پہلی آیت سے آخری آیت تک توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس سورہ کو اخلاص بھی کہتے ہیں کیونکہ انسان اس سورہ کی معرفت اور اس پر ایمان واعتقاد رکھنے سے شرک جیسی نجاست سے پاک وخالص ہوجاتا ہے بعض کہتے ہیں: اگر کوئی اس سورہ کو تعظیم خدا کو ذہن میں رکھ کر قرائت کرتا ہے تو خداوندعالم اسے آتش جہنم سے نجات دے دیتا ہے۔ کتب تفاسیر میں اس سورہ کی شان نزول کی حدیث کے ضمن میں چند وجہ بیان کی گئی ہیں:

۱۔ ابی ابن کعب اور جابر سے مروی ہے کہ مشرکین نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے کہا: آپ ہمارے لئے اپنے خدا کی معرفت بیان کریں تو آنحضرت پر یہ سورہ نازل ہوا۔ ۲۔ ابن عباس سے مروی ہے: عامر بن طفیل اور اراد بن ربیعہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں آئے، عامر نے کہا: اے محمد! تم ہمیں کس کی طرف دعوت دیتے ہو؟ آنحضرت نے کہا: خدا کی طرف، اس نے کہا: تم اپنے اس خدا کی صفت بیان کرو، وہ سونے سے بنا ہے یا چاندی سے، لوہے سے بنا ہے یا لکڑی سے؟ پس خداوندعالم نے یہ سورہ نازل کیا۔ ۳۔ محمد ابن مسلم نے حضرت امام صادق سے روایت کی ہے، امام فرماتے ہیں کہ: یہودیوں نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے سوال کیا اور کہا: اے محمد! تم اپنے پروردگار کی معرفت بیان کرو اور اس کا نسب بتاؤ (کہ وہ خدا کون ہے، اس کا باپ کون ہے، اس کا فرزند کون ہے شاید ہم ایمان لے آئیں) آنحضرت نے تین دن ان کی بات کا جواب نہ دیا اور غور وفکر کرتے رہے کیونکہ وحی پروردگار کے منتظر تھے، اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی بھی جملہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے تھے لہٰذا خدا کی طرف سے سورۂ "﴿ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ﴾" نازل ہوا۔[۱]

مرحوم کلینی نے کافی معراج النبی سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پر گئے اور نماز کا وقت پہنچا تو خدا نے آپ کو وضو کرنے کا حکم دیا، آپ نے وضو کیا اور نماز کے کھڑے ہوئے، انبیاء ملائکہ نے آپ کے پیچھے نماز جماعت کے کھڑے ہوئے ہیں خداوندعالم نے وحی نازل کی:

---

۱) تفسیر مجمع البیان/ج ۱۰/ص ۴۸۵

اے محمد!"﴿ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴾ "کہو اور سورہ حمد پڑھو، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ایسا ہی کیا اور "﴿ ولاالضالین ﴾ "کہنے کے بعد"﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہا (آمین نہیں کہا لہٰذا سنت رسول یہ ہے کہ سورہ حمد کے بعد "﴿ الحمدللہ رب العالمین ﴾ "کہا جائے) خدا نے کہا: اے محمد! (ص) سورہ حمد کے بعد اپنے پروردگار کا شناسنامہ اور نسبت کو پڑھو اور اے رسول! ان مشرکین سے کہدو ﴿ قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ، اَللهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْوَلَمْ يُوْلَدْ،وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ وہ اللہ ایک ہے، اللھبرحق اور بے نیاز ہے، اس کا کوئی عدیل ونظیر نہیں ہے کہ جو اس کے مثل ہو، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نماز کی پہلی رکعت میں سورئہ حمد کے بعد سورہ توحید کی قرائت کی اور جب دوسری رکعت میں سورہ حمد پڑھا تو پروردگار طرف سے وحی نازل ہوئی: اے محمد! (ص) دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد ﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴾ ... کی قرائت کرو کیونکہ یہ سورئہ روز قیامت تک تمہارا اور تمہارے اہلبیت سے منسوب ہے یہ سورہ تمہارا اور تمہارے اہلبیت کا شناسنامہ ہے جسمیں تمہارا شجرہ موجود ہے۔[۱]

اَحَد کہے جانے کی وجہ

سوال یہ ہے کہ خداوند عالم نے "احد" کیوں کہا "واحد" کیوں نہیں کہا؟ مختصر جواب یہ کہ احد اور واحد دونوں میں فرق پایا جاتا ہے "احد" یعنی وہ اکیلا عدد کہ جس میں کسی طرح کی دوئی، ترکیب اور تجزیہ کا امکان نہیں ہے اور وہ اپنی ذات میں تجزیہ و تقسیم کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور اس کے لئے ثانی اور دوئی کا وجود نہیں پایا جاتا ہے لیکن "واحد" ایسا عدد ہے جس میں تجزیہ و ترکیب اور تقسیم بندی کا امکان پایا جاتا ہے اور اسکا ثانی موجود ہوتا ہے۔ امیرالمومنین حضرت علی سے سورئہ توحید کی تفسیر بیان کرنے کی فرمائش کی گئی تو آپ نے فرمایا: "قل ھو اللہ احد" یعنی خدا ایسا اکیلا ہے کہ جس کی ذات و صفات میں تعدد نہیں پایا جاتا ہے (اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے) "اللہ الصمد" یعنی خدا کی ذات ایسی ہے کہ جس کے کوئی اعضاء و اجزاء نہیں ہیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہے (یعنی خدا جسم نہیں رکھتا ہے) "﴿ لَمْ يَلِدْ ﴾ "یعنی اس کے کوئی فرزند بھی نہیں ہے تاکہ وہ فرزند اس کی حکومت کا وارث بن سکے کیونکہ جو صاحب فرزند ہوتا ہے وہ جسم بھی ضرور رکھتا ہے اور جو جسم رکھتا ہے اس کے فنا بھی ہے اور جو مر جاتا ہے اس کی حکومت و بادشاہت کسی دوسرے کی طرف منتقل ہوجاتی ہے (لیکن خدا نہ جسم رکھتا ہے نہ کوئی فرزند اور نہ اس کو موت آئے گی، وہ ہمشیہ سے ہے اور ہمشیہ رہے گا)"﴿ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴾ "یعنی اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا ہے، اگر اس کے کوئی باپ ہوتا تو وہ بادشاہت اور خدائی کے لئے زیادہ لائق و مستحق ہوتا اور کم ازکم وہ باپ اپنے بیٹے کا شریک ضرور ہوتا۔[۲]

---

۱). کافی/ ج۳/ ص ۴۸۵

۲). تفسیر مجمع البیان/ ج ۱۰/ ص ۴۸۹

راز تسبیحات اربعہ

تین اورچار رکعتی نمازکی تیسری اورچوتھی رکعت میں نمازی کو اختیار ہے چاہے ایک مرتبہ سورہ حمد پڑھے یاتین مرتبہ تسبیحات اربعہ یعنی "سبحان اللہ والحمدللہولاالہ الاّاللہ واللہ اکبر" کہے اورایسابھی کرسکتاہے کہ تیسری رکعت میں حمداورچوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ پڑھے

اس کی کیاوجہ ہے کہ تین وچار رکعتی نمازوں کی تیسری وچوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کاپڑھنازیادہ ثواب رکھتاہے اورسورہ حمدبھی پڑھ سکتے ہیں لیکن پہلی ودوسری رکعت میں حمدکاپڑھناواجب ہے تسبیحات اربعہ نہیں پڑھ سکتے ہیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ پنجگانہ نمازوں میں سے ہرنمازدورکعت تھی کیونکہ جب شب معراج اللہ تعالیٰ نے امت رسول پرنمازکوواجب قراردیاتوہرنمازکودورکعتی واجب قراردیاتھالیکن پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے ظہرکی نمازمیں دورکعت ، عصرکی نمازمیں دورکعت، مغرب کی نمازمیں ایک رکعت اورعشاکی نمازمیں دورکعت کوزیادہ کیا۔پہلی دونوں رکعتوں میں قرائت اورتیسری وچوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کے ذریعہ فرق کئے کی وجہ امام علی رضا نے اس طرح بیان کی ہے:

شروع کی دونوں رکعتوں میں قرائت اورآخرکی دونوں رکعتوں میں تسبیحات اربعہ کواس لئے معین کیاگیاہے تاکہ اللہ کی طرف سے واجب کی گئی دونوں رکعتوں اورپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی طرف سے واجب کی گئی آخری دونوں رکعتوں کے درمیان فرق ہوجائے (اللہ تعالیٰ نے دونوں رکعتوں میں قرائت کوواجب قراردیاہے اگرپیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)بھی اپنی طرف سے واجب کی گئی نمازمیں حمدکی قرائت کوواجب قراردے دیتے تواللہ تعالیٰ سے واجب کی گئی رکعتوں اوررسول اسلام کی طرف واجب کی گئی رکعتوں میں کوئی فرق نہ رہتا)۔[۱]

محمدابن عمران نے حضرت امام صادق سے پوچھا:اس کی کیاوجہ ہے کہ نمازکی تیسری اورچوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کاپڑھناقرائت کرنے سے زیادہ افضل ہے؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پرگئے اورآپ آخری دورکعتوں میں مشغول تھے کہ عظمت پرودگارکامشاہدہ کیاتوحیرت ذرہ ہوگئے اورکہا:"سبحان اللہ ، والحمدللہ ، ولاالہ الاّاللہ ، واللہ اکبر"اسی وجہ سے تسبیح کوقرائت سے افضل قراردیاگیاہے۔[۲]

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۰۸.

۲).من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۰۸

اس کی کیا وجہ ہے کہ تسبیح فقط چارہیں اسسے کم وزیادہ کیوں نہیں ہیں؟ روایت میں آیا ہے کہ امام صادق سے کسی نے پوچھا:کعبہ کوکعبہ کس لئے کہا جاتا ہے؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:کیونکہ اس کے چارگوشہ ہیں،پوچھا:اس کے چارگوشہ کیوں ہیں؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:کیونکہ وہ بیت المعمورکے مقابلہ میں ہے اوراس کے چارگوشہ ہیں (لہذاکعبہ کے چارگوشہ ہیں)راوی نے پوچھا:بیت المعمورکے چارگوشہ کیوں ہیں؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:کیونکہ وہ عرش کے مقابلہ میں ہے اورعرش کے چارگوشہ ہیں اسی لئے بیت المعمورے کے بھی چارگوشہ ہیں،راوی نے پوچھا:عرش کے چارگوشہ کیوں ہیں؟امام نے فرمایا:کیونکہ وہ کلمات کہ جن پردین اسلام کی بنیادرکھی گئی ہے چارہیں اوروہ کلمات یہ ہیں:

”سبحان اللہ ، والحمدللہ ، ولاالہ الّااللہ ، واللہ اکبر“(۱)

رکوع کے راز

کسی کی تعظیم وادب کی خاطراس کے آگے اپنے سراورکمرکوخم کردینے کورکوع کہتے ہیں،رکوع ایک ایسی عبادت ہے جونمازگزارکی حالت تذلل کودوبالاکردیتی ہے اورانسان رکوع کی حالت میں اپنے آپ کوخدائے قیوم کے سامنے ذلیل وحقیرشمارکرتاہے جس سے اس کاایمان اورزیادہ پختہ ہوجاتاہے،بارگارہ خداوندی میں خضوع خشوع کے ساتھ اس کی تعظیم کے لئے سروگردن کے خم کردینے کورکوع کہاجاتاہے،قرآن کریم اوراحادیث میں اس کی بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

﴿ وَاَقِیْمُوْالصَّلٰوۃَ وَآتُوْالزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْامَعَ الرّٰاکِعِیْنَ ﴾ نمازقائم کرو،زکات اداکرواوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو(۳).

﴿ یٰامَرْیَمُ اقْنُتِی لِرَبِّکِ وَاسْجُدی وَارْکَعی مَعَ الرّٰاکِعِیْنَ ﴾ اے مریم تم اپنے پروردگارکی اطاعت کرواورسجدہ اوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔(۴)

﴿ یٰااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُواارْکَعُواوَاسْجُدُواوَاعْبُدُوارَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَلَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ اے ایمان والو!رکوع کرو،سجدہ کرواوراپنے پروردگارکی عبادت کرواورکارخیرانجام دوکہ شایداسی طرح کامیاب ہوجاؤاورنجات حاصل کرلو۔

---

۱)علل الشرایع/ج ۲/ص ۳۹۸

۲) سورہ حج/آیت ۷۷

۳) سورہ بقرہ/آیت ۴۳

۴) . سورہ آل عمران/آیت ۴۳

مرحوم طبرسی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں کہ جب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)مکہ سے ہجرت کرکے مدیہ پہنچے تونوی ہجری میں اہل مدینہ گروہ درگروہ آنحضرتکے پاس رہے آتے رہے اوراللھورسول اوراس کی نازل کی ہوئی کتاب پرایمان لاتے رہے اورمسلمان ہوتے گئے اوردین اسلام کے ہرقانون کوقبول کرتے گئے ،ایک دن طائفہ ثقیف سے ایک جماعت جب آنحضرت کی خدمت میں پہنچی اورآپ نے انھیں بتوں کے بجائے اللہ تبارک تعالیٰ کے سامنے جھکنے اورنمازپڑھنے کاحکم دیاتواس جماعت نے جواب دیا:ہم ہرگزخم نہیں ہوں گے کیونکہ یہ کام ہمارے لئے ننگ وعارہے ،پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا: لاخیرفی دینٍ لیسفیہ رکوع ولاسجود

جس مذہب میں رکوع وسجودنہ ہواس میں کوئی خیروکامیابی نہیں پائی جاتی ہے ،خداوندعالم نے ان کے اس خیال کوباطل قراردینے کے لئے اس آیہ مبارکہ کونازل کیا:)﴿ وَاِذَاقِيْلَ لَهُمْ ارْكَعُوالَايَرْكَعُوْنَ ﴾ [1]

اورجب ان سے رکوع کرنے کے لئے کہاجاتاہے تورکوع نہیں کرتے ہیں۔[2]

عن ابی جعفرعلیہ السلام انّه قال:لاتعادالصلاة الّامن خمسة : الطھور ، والوقت ، والقبلة ، والرکوع ، والسجود.[3]

امام صادق فرماتے ہیں:پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بغیر نمازباطل ہے اوروہ پانچ چیزیں یہ ہیں :وضو وقت قبلہ رکوع سجود۔

قال ابوجعفرعلیہ السلام:من اتمّ رکوعہ لم یدخلہ وحشة القبر۔

امام محمدباقر فرماتے ہیں:جسکارکوع مکمل ہوتاہے وہ وحشت قبرسے محفوظ رہے گا۔[4]

---

١)سورہ مٔرسلات/آیت ۴٨

٢)مجمع البیان/ج١٠/ص ٢٣۶

٣)من لایحضرہ الفقیہ/ج١/ص٣٣٩

۴)بحارالانوار/ج۶/ص٢۴۴

قال رسول الله صلی الله علیه وآله:لاصلاة لمن لم یتم رکوعها وسجودها۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جس شخص کا رکوع و سجود کامل نہ ہو اس کی نماز باطل ہے ۔[1]

قال رسول الله صلی الله علیه وآله:انّ اسرق السراق مَن سرق مِن صلاته قیل:یارسول الله:کیف یسرق صلاته ؟قال:لایتم رکوعها ولاسجودها۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:وہ شخص سب سے بڑا چور ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے تو آنحضرت سے پوچھا گیا:نماز کی چوری کسی طرح کی جاتی ہے؟فرمایا:رکوع و سجود کو کامل طور سے انجام نہ دینا۔[2]

رکوع میں تسبیح کے قراردئے جانے کا راز

واجب ہے کہ ہر نمازگزار اپنی نماز کی پہلی رکعت میں حمدوسورہ کی قرائت کے بعد اوردوسری رکعت میں حمدوسورہ کی قرائت وقنوت کے بعد اورتیسری وچوتھی رکعت میں سورہ حمد یا تسبیحات اربعہ پڑھنے کے بعد تکبیر کہے اور رکوع میں جانے کے بعد اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ ''سبحان اللہ ''یا ایک مرتبہ ''سبحان ربی العظیم وبحمدہ''کہے یا تحمید(الحمدللہ)یا تہلیل(لاالہ الااللہ)یاتکبیر(اللہ اکبر)کہے یا ان کے علاوہ کوئی بھی دوسرا ذکر کرے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ذکر تین مرتبہ ''سبحان اللہ ''کہنے کے برابر ہو،اگر کوئی شخص رکوع بطور کلی تسبیح کو ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے ۔ رکوع و سجود میں تسبیح ہی کو قرار دیا گیا ہے ، اورقرائت وغیرہ میں کیوں نہیں ہے اس میں کیا راز ہے؟

فضل بن شاذان سے مروی ہے :امام علی رضا فرماتے ہیں:رکوع و سجود میں تسبیح کے قراردئے جانے کی چندوجہ ہیں جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ بندہ مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ خضوع خشوع،تعبدوتقوا،سکون واطمینان،تواضع وتذلل اورقصد قربت کے علاوہ اپنے رب کی تسبیح وتقدیس ، تعظیم و تمجیداورشکر خالق ورازق بھی کرے ،جس طرح تکبیر(اللہ اکبر) اور تہلیل (لاالٰہ الّا اللہ) کہتا ہے اسی طرح تسبیح و تحمید(سبحان ربی العظیم وبحمده)بھی کہے اوراپنے دل ودماغ کوذکر خدامیں مشغول کرے تاکہ نمازی کی فکروامید اسے غیر خدا کی طرف متوجہ ومبذول نہ کرسکے ۔[3]

---

۱)بحارالانوار/ج ۸۱/ ص ۲۵۳

۲)مستدرک الوسائل/ج ۱۸ / ص ۱۵۰

۳)علل الشرایع/ ج ۱/ص ۲۶۱

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: مجھے رکوع و سجود کی حالت میں قرائت (قران) سے منع کیا گیا ہے، رکوع میں خداوند عالم کی تعظیم کرنی چاہئے اور سجدہ میں دعا زیادہ کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ سجدہ کی حالت میں کی جانے والی تمھاری دعا (بارگاہ رب العزت میں) قبول ہوجائے۔(۱) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رکوع و سجود میں قرائت نہیں کی جاتی ہے بلکہ ان دونوں میں خدائے عزوجل کی حمد ثنا کی جاتی ہے۔(۲)

رکوع و سجود کی تسبیح فرق رکھنے کی وجہ

ذکر رکوع و سجود کی تسبیح میں فرق پایا جاتا ہے یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم وبحمده" اور سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمده" کہا جاتا ہے اس کا راز کیا ہے کہ رکوع میں "ربی العظیم" اور سجدہ میں "ربی الاعلیٰ" کہا جاتا ہے؟ عقبہ ابن عامر جہنی سے مروی ہے: جب آیہ مُبارکہ ﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ﴾ نازل ہوئی تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ہمیں حکم دیا کہ اسے اپنی نماز کے رکوع میں قرار دو اور جب آیہ مُبارکہ ﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ﴾ نازل ہوئی تو آنحضرت نے ہمیں حکم دیا کہ اسے اپنی نماز کے سجدہ میں میں قرار دو۔(۳) حسین بن ابراہیم نے محمد بن زیاد سے روایت کی ہے کہ: ہشام بن حکم نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے کہ رکوع میں "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" اور سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ" کہا جاتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ہشام! جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پر گئے اور نماز پڑھنا شروع کی جب قرائت سے فارغ ہوئے تو آنحضرت کے ذہن میں سات حجاب آسمانی کو عبور کرنا یاد آیا تو عظمت پروردگار کی خاطر گردن کی رگوں میں لرزش پیدا ہوگئی لہٰذا اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوں پر رکھا اور اس طرح تسبیح پروردگار کرنے لگے "سبحان ربی العظیم وبحمده" (میرا پروردگار جو کہ با عظمت ہے ہر عیب و نقص سے پاک و منزّہ ہے اور میں اس کی حمد میں مشغول ہوں) جب رکوع سے بلند ہونے لگے تو آپ کی نظروں نے اس سے بھی زیادہ بلندی دیکھی جو آپ دیکھ چکے تھے لہٰذا فوراً زمین پر گر پڑے اور پیشانی مبارک کو زمین رکھنے کے بعد کہا: "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمده" (میرا پروردگار جو کہ سب سے بلند و برتر ہے. ہر عیب و نقص سے پاک و منزّہ ہے اور میں اس کی حمد میں مشغول ہوں) جب آپ نے سات مرتبہ ان جملوں کی تکرار کی تو آپ کے جسم سے رعب برطرف ہوا اور یہ سنت قرار پایا۔(۴)

---

۱) معانی الاخبار/ص ۲۷۹

۲.) قرب الاسناد/ص ۱۴۲

۳). تہذب الاحکام/ج ۲/ص ۳۱۳

۴) علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۳۲

رکوع کو سجدوں سے پہلے رکھنے کی وجہ

نماز میں پہلے رکوع ہے اس کے بعد دو سجدے ہیں. اگر بندہ رکوع کو حقیقت کے ساتھ بجالاتا ہے تو سجدے کرنے کی لیاقت رکھتا ہے ، رکوع میں بندگی کا ادب واحترام پایاجاتاہے اور سجدے میں معبود سے قربت حاصل کی جاتی ہے اب اگر کوئی نمازگزار حقیقت میں خدا کا ادب واحترام نہیں کرتا ہے اور معرفت خدا کے ساتھ رکوع نہیں کرتا ہے وہ سجدے میں جاکر خدا سے قربت حاصل نہیں کرسکتا ہے اور رکوع کو وہی شخص عمدہ طریقہ سے انجام دے سکتا ہے جس کے دل میں خضوع وخشوع پایاجاتاہو اور وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے ذلیل وحقیر اور محتاج سمجھتا ہو اور خوف خدا میں اپنے اعضاء وسرو گردن کو جھکائے رکھتا ہو ـ(۱)

گردن کو سیدھی رکھنے کا راز

مرد کے لئے مستحب ہے کہ رکوع کی حالت میں زانوں کو اندر کی طرف اور کمر کو ہموار اور گردن کمر کے برابر سیدھی اور کھینچ کر رکھے معصومین کے بارے میں روایتوں میں ملتاہے کہ رکوع کی حکالت میں اپنی اس طرح سیدھی اورصاف رکھتے تھے کہ اگرپانی کا کوئی قطرہ آپ کی ڈالاجاتاتووہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرسکتا تھاـنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)جب رکوع کرتے تھے تواپنی کمرکواس طرح ہمواررکھتے تھے کہ اگران کی کمرپرپانی ڈال دیاجاتاتووہ بھی اپنی جگہ پرثابت رہتاـ(۲)

امام صادق فرماتے ہیں:جو شخص نمازمیں رکوع وسجود کی حالت میں اپنی کمرکوہمواراورسیدھی نہ رکھے اس نمازہی نہیں ہوتی ہے(۳)

زرارہ سے روایت ہے :امام محمدباقر فرماتے ہیں: جب تم رکوع کروتواپنے رکوع میں دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کافصلہ دواوراپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں کوزانوں پررکھواورپہلے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کودائیںزانوں پررکھواس کے بعدبائیں ہاتھ کی ہتھیلی کوبائیں زانوں پررکھواورہاتھ کی انگلیوں کوزانوں کے اطراف میں رکھواورانگلیوں کوآپس میں نہ ملاؤ،اگرتمھاری انگلیازانوں کے اطراف تک پہنچ رہی ہوں توکافی ہے اورمیں یہ دوست رکھتاہوں کہ ہتھیلیوں کوزانوں پررکھواورانگلیوں کوکھول کررکھونہ انھیں اپس میں نہ ملاؤاوراپنی کمرکوسیدھی رکھو،گردن کو کھینچ کررکھواوراپنے دونوں پیروں کے درمیان نگاہ کروـ(۴)

---

۱)رسائل الشہیدالثانی/ص ۱۳۱

۲)معانی الاخبار/ص ۲۸۰

۳)معانی الاخبار/ص ۲۸۰

۴)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۸۳

ایک شخص امام علیکی خدمت میں ایا اورکہا: اے خداکی محبوب ترین مخلوق کےچچازادبھائی! رکوع میں گردن کو سیدھے رکھنے کے کیامعنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: رکوع میں گردن کو سیدھا رکھنے کارازاورفلسفہ یہ ہے یعنی بارالٰہا! میں تجھ پرایمان رکھتاہوں، تیرے حکم کا مطیع ہوں اورتیرے سامنے میری یہ گردن حاضرہے اگرچاہے توقطع کردے۔ (۱)

رازطول رکوع

رکوع کوذکرودعاکے ساتھ طول دینا مستحب ہے ، خصوصاً امام جماعت کے لئے اگرکوئی شخص نمازجماعت میں شامل ہوناچاہتاہے اورامام کومحسوس ہوجائے کہ کوئی شخص نمازمیں شریک ہوناچاہتاہے تورکوع کودوبرابرطول دےنا مستحب ہےتاکہ وہ شخص نمازجماعت میں شریک ہوجائے۔

ابواسامہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کویہ فرماتے ہوئے سناہے: میں تمھیطول کوع وسجودکی وصیت کرتاہوں کیونکہ تم میں سے جب بھی کوئی شخص رکوع وسجودکوطول دیتاہے توشیطان اس کے پیچھے فریادبلندکرتاہے اورکہتاہے: انھوں نے خداکی اطاعت کی اوراس حکم سے کے خلاف سرکشی کی اورگناہ کیا، انھوں نے سجدہ کیااورمیں نے سجدہ کرنے سے خودداری کی۔ (۲)

برید عجلی سے مروی ہے: میں نے امام صادقسےپوچھا: نمازمیں قرآن کی زیادہ تلاوت کرنازیادہ ثواب رکھتاہے یارکوع وسجودکوطول دینا؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا: رکوع وسجودکوطول دینازیادہ ثواب رکھتاہے، کیاتم نے اس قول خداوندی کونہیں سناہے جس میں وہ فرماتاہے:

﴿ فَاقْرَءُ وْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ ، وَاَقِيْمُواالصَّلاةَ ﴾ (۳) جت ناتم سے یسرہوسکے قرآن کی تلاوت کرواورنمازکوقائم کرو، آیہ مُبارکہ میں) نمازقائم کرنے سے مرادیہ ہے کہ رکوع وسجودکوطول دینا۔

ہم باب رکوع میں کے آخرمیں ایک حدیث نقل کررہے ہیں کہ جس میں معصوم (علیہ السلام) نے رکوع کے آداب ومستحبات کوذکرکیاہے اوروہ حدیث یہ ہے: زرارہ سے مروی ہے امام باقر فرماتے ہیں: جب تم رکوع کرنے کاارادہ کروتو (قرائت کے بعد) سیدھے کھڑے ہوئے "اللہ اکبر" کہواورجاؤاسکے بعدرکوع کی حالت میں یہ کہو:

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ص ۳۱۱

۲) کافی/ ج ۲/ ص ۷۷

۳) سورہ مُزمل/ آیت ۲۰

۴) السرائر (ابن ادریسحلی)/ ج ۳/ ص ۵۹۸

"اللّهم لک رکعتُ ولکَ اسلمتُ وعلیکَ توکلتُ وانتَ ربّی خشعَ لکَ قلبی وسمعی وبصری وشعری وبشری ولحمی ودمی ومُخّی وعصبی وعظامی وماااقلّتْهُ قدمائی غیرمنکرٍولامستکبرٍولامستحسرٍ سبحان ربی العظیم وبحمده" اوراس ذکرکی تین مرتبہ آرام وسکون کے ساتھ تکرارکرواوررکوع میں اپنے پیروں کو اس طرح مرتب قراردوکہ دونوں پاؤں کے درمیان ایک بالشت کافاصلہ رہے اوردونوں زانوں پرہتھیلی کواس طرح رکھو کہ پہلے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کودائیں زانوپرقراردواس کے بعدبائیں ہاتھ کی ہتھیلی کوبائیں زانوں پررکھو، انگلیوں کوزانوں کے اطراف میں رکھو ،جب ہاتھوں کوزانوں پررکھوتو انگلیوں کوآپس میں نہ ملاؤبلکہ انھیں کھلارکھو،کمراورگردن کوسیدھی رکھو اوردونوں پاؤں کے درمیان نگاہ کرواور(ذکررکوع سے فارغ ہونے کے بعد)رکوع سے سربلندکرو اورسیدھے کھڑے ہوکر"سمع اللہ لمن حمدہ" کہواس کے بعد"الحمدللہ رب العالمین اهل الجبروت والکبریاء والعظمة للہ رب العالمین" اسکے بعددونوں ہاتھوں کوبلندکرکے تکبیرکہو اورسجدہ میں جاؤ۔[1]

رازسجدہ

سجدہ لغت میں خضوع میں استعمال ہوتاہے لیکن شرع میں خداوندعالم کی تعظیم کے لئے خضوع وخشوع کے ساتھ زمین پرپیشانی رکھ دینے کے بعداس کی تسبیح وتقدیس کرنے کوسجدہ کہاجاتاہے ۔

سجدہ ایک انتہائی خضوع ہے جس سے بڑھ کرکوئی خضوع وتواضع نہیں ہے اسی کے ذریعہ بندگی کااظہارہوتاہے، اسی لئے نمازپڑھنے کی جگہ کو مسجدکہا جاتا ہے۔ سجدہ فقط خداکے لئے ہوتاہے اوراس کے علاوہ کسی دوسرے کوسجدہ کرناجائزنہیں ہے، قرآن کریم کی متعددآیات[2] میں خداوندعالم کوسجدہ کرنے کاحکم دیاگیاہے اورروایات میں بھی اس کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے

﴿ مُحَمَّدٌرَسُولُ اللهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِرُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ تَرٰیهُمْ رُکَّعاًسُجَّدًا یَبْتَغُوْنَ فَضْلاًمِنَ اللّٰهِوَرِضْوَاناًسِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِالسُّجُوْدِ ﴾ محمداللہ کے رسول ہیں اورجولوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفارکے لئے سخت ترین اورآپس میں رحمدل ہیں،تم انھیں دیکھوگے کہ وہ بارگااحدیت میں سرتسلیم خم کئے ہوئے سجدہ ریزہیں اوراپنے پروردگارسے فضل وکرم اوراس کی خوشنودی کے طلب گارہیں ،کثرت سجودکی بناپران کے پیروں پرسجدہ کے نشانات پائے جاتے ہیں۔[3]

---

۱).کافی /ج۳/ص ۳۱۹

۲)فصلت/آیت ۳۷ ۔ سورہ نجم/آیت ۶۲ ۔ سورۂ. حجر/آیت ۹۸ ۔سورہ علق/آیت ۱۹ ۔ج ۷۷

۳). سورہ فتح/آیت ۲۹

﴿ يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَآ مَنُواارْكَعُواوَاسْجُدُواوَاعْبُدُوارَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَلَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ اے ایمان والو!رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور کار خیر انجام دو کہ شاید اسی طرح کامیاب ہوجاؤ اور نجات حاصل کر لو۔(۱)

قال الصادق علیہ السلام : اقرب مایکون العبد الی اللہ عزّوجل وھوساجدٌ۔

وہ چیز جو بندہ کو خدائے عزوجل سے بہت زیادہ قریب کردیتی ہے وہ سجدہ کی حالت ہے۔(۲)

روایت میں آیا ہے: روز قیامت خدا وند متعال آتشجہنم سے کہے گا:

یانارُانضجی، یانارُاحرقی واماموضع السجودفلاتقربی۔

اے جہنم کی آگ! توجس کو جلانا چاہتی ہے جلا دے لیکن اعضاء سجدہ کے ہر گز قریب نہ جانا ۔(۳)

سجدہ اسی وقت مفید ہے جبکہ اسے خداوندعالم کی حقیقی معرفت کے ساتھ انجام دیاجائے ،اگر سجدہ کورب دوجہاں کی معرفت کے ساتھ انجام نہ دیاجائے تووہ سجدہ بیکار ہے قال الصادق علیہ السلام: ماخسرواللہمّن اتی بحقیقۃ السجود ولوکان فی العمرمرۃ واحدۃ۔
حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں : خدا کی قسم اگر کوئی شخص حقیقی سجدہ کرے اسے زندگی میں کوئی مشکل نہیں آسکتی ہے اورنہ کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے خواہ پوری زندگی میں ایک ہی مرتبہ ایسا سجدہ کرے ۔(۴)

العلوی علیہ السلام : سجد ابلیسسجدۃ واحدۃ اربعۃ الآف عام لم یردبہازخرف الدنیا. حضرت علی فرماتے ہیں: شیطان چارہزار سال تک ایک ہی سجدے میں پڑارہا اوراس کا مقصد دنیا اور زینت دنیا کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔(۵)

شیطان ہر سجدہ کودشمن نہیں رکھتا ہے بلکہ اسی سجدہ کودشمن کورکھتا ہے جو حقیقت میں سجدہ ہوتا ہے، شیطان کو امیر شام ،ولید،مروان ابن حکم ،مامون ،ہارون وغیرہ کے سجدوں سے کوئی خوف نہیں تھا کیونکہ ان کا سجدہ حقیقی سجدہ نہیں تھا،شیطان اگر خوف ہراساں ہوتا ہے تو انبیاء وآئمہ اطہار اوران کے چاہئے والوں کے سجدوں سے خوف کھاتا ہے کیونکہ یہ خداوندعالم کو حقیقت میں سجدہ کرتے ہیں شیطان کے ایک چیلے نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)کی پشت مبارک پر سجدہ کی حالت اونٹ کی اوجھڑی رکھی، امام علی (علیہ السلام)کے سر مبارک پر مسجدمیں حالت سجدہ میں ضربت لگائی ،امام حسین کا سر مبارک شمرملعون نے سجدہ کی حالت میں تن سے جدا کیا اور آج بھی اسی شیطان کے چیلے روحانی پیشواؤں پر نماز کی حالت میں گولیاں چلاکرفرار ہوجاتے ہیں، محرابوں میں بم دھماکہ کرادیتے ہیں

---

۱) سورہ حج/آیت ۷۷---۲). ثواب الاعمال/ص ۳۴---۳) منہج الصادقین،ج ۸،ص ۳۹۷

۴) مصباح الشریعہ/ص ۹۰

۵). مستدرک سفینۃ البحار/ج ۴/ص ۴۶۷

آیت اللہ مکارم شیرازی تفسیر نمونہ میں لکھتے ہیں: ابو جھل اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا: اگر میں نے رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو سجدہ کی حالت میں دیکھ لیا تو اپنے پیروں کے ذریعہ ان کی گردن کوتوڑ کر رکھ دوں گا، ایک دن جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نماز میں مشغول تھے تو ابوجہل اپنے اس ناپاک ارادہ کو انجام دینے کے لئے مسجد میں داخل ہوا لیکن جیسے ہی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے قریب پہنچا تو سب نے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کواس طرح چلارہاہے جیسے کوئی چیزاس کی طرف حملہ کررہی ہے اوروہ اپنے آپ کواس سے بچارہاہے اوراپنے ہاتھوں سے دفاع کرتے ہوئے پیچھے کی طرف ہٹ رہا ہے، اس سے پوچھاگیا: تواس طرح کیاکرہاہے اوراپنے ہاتھوں سے کس چیزکو دورکررہاہے؟ اس نے کہا: میں اپنے اور پیغمبر کے درمیان ایک نشیب دیکھ رہا ہوں جس میں آگ روشن ہے جومجھے جلادینے کاارادہ رکھتی ہے اورمیں ایک خوفناک منظر دیکھ رہا تھا مجھے کچھ بال وپر نظر آرہے تھے، اسی موقع پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ابوجہل ذرہ برابر بھی نزدیک ہو جاتا تو اللہ کے فرشتے اس کو قطعہ قطعہ کردیتے اور اس کے جسم کے ٹکڑے اٹھا کرلے جاتے۔[1]

آدم(علیھ السلام) کواوریوسف کے سامنے سجدہ کرنے کی وجہ

سوال یہ ہے کہ جب خدا کے علاوہ کسی ذات کو سجدہ کرناجائزنہیں ہے توپھر خداوندعالم نے شیطان سے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا؟اورارشادفرمایا: ﴿ قُلْنَالِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوالآدَمَ فَسَجَدُوااِلّاَاِبْلِيْسَ ﴾[2](ہم نے ملائکہ سے کہاکہ آدم کو سجدہ کرو توابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا)اورجب حضرت یعقوب(علیہ السلام) اوران کے فرزنددربار یوسف (علیہ السلام)میں مصرپہنچے توانھوں نے اپنے والدین[3]کو تخت پرجگہ دی ﴿ وَخَرُّوالَهُ سُجَّداً ﴾[4]اورسب لوگ یوسف کے سامنے سجدہ میں گرپڑے، حضرت یعقوب جوکہ اللہ کے نبی تھے انھوں نے اوران کے دوسرے فرزندوں نے غیرخداکو سجدہ کیوں کیا؟

---

۱) تفسیر نمونہ/ ج ۲۷/ ص ۱۶۵

۲)سورہ بقرہ/آیت ۳۴ ۔اعراف/ ۱۱ ۔اسراء/ ۶۱ ۔کہف/ ۵۰ ۔طٰہٰ/ ۱۱۶ (./آیت ۱۰۰

۳)بعض کاخیال ہے کہ ابوین سے مرادباپ اورخالہ ہیں اوربعض نے یہ بھی کہاہے کہ خداوندعالم نے ماں کودوبارہ زندہ کیاتاکہ اپنے لال کاعروج دیکھ سکیں،ترجمہ وتفسیر علامہ جوادی۔

۴)سورہ یوسف).

ملائکہ نے حضرت آدم کو معبود کے عنوان سے سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ آدم (علیہ السلام) بعنوان قبلہ قابل تعظیم وتکریم قرار دئے گئے تھے ،پس یہ سجدہ آدم (علیہ السلام) کے لئے نہیں تھا بلکہ درحقیقت حضرت آدم کے طرف رخ کرکے تعظیم وتکریم پروردگار کو سجدہ کیا گیا تھا جیسا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: فرشتوں کا سجدہ آدم (علیہ السلام) کے لئے نہیں تھا بلکہ آدم (علیہ السلام) ان کے لئے قبلہ بنائے گئے تھے کہ جن کی طرف رخ کرکے انھوں نے خداوندعالم کو سجدہ کیا اوراس سجدہ کی بناپرآدم (علیہ السلام) معظم ومکرم ثابت ہوئے ،اورکسی کے لئے سزاوارنہیں ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے اوراس کے لئے اس طرح خضوع کرے جس طرح خدا کے لئے خضوع کیاجاتاہے اورسجدہ کے ذریعہ اس کی اس طرح تعظیم وتکریم کرے جیسے خداکی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے ،اگرکسی ایک کو تعظیم وتکریم کی خاطرغیرخداکو سجدہ کرنے دیاجاتاتو حتماًہمارے ضعفائے شیعہ اورہمارے شیعوں میں سے دیگر مکلفین کویہ حکم دیاکہ وہ اپنے اس علم کے واسطہ سے علی ابن ابی طالب وصی پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کوسجدہ کریں ۔(۱)

زندیق نے امام جعفر صادق سے غیرخدا کے لئے سجدہ کرنے کے بارے میں پوچھا :کیا خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرناجائز ہے ؟آپ نے فرمایا :ہرگز نہیں،زندیق نے امام (علیہ السلام) سے دوبارہ پوچھا :جب غیرخدا کے لئے سجدہ جائزنہیں ہے توپھر خداوند متعال نے فرشتوں کو آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟آپ نے جواب دیا:
خدا کے فرمان کے مطابق کسی کے آگے سرجھکا دینے کو اس کے لئے سجدہ شمار نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ سجدہ خدا کے لئے ہوتا ہے ۔(۲)

ملائکہ کاآدم (علیہ السلام) کوسجدہ کرنے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ خداوندعالم نے حضرت آدم کی خلقت سے ہزاروں سال پہلے محمدوآل محمد کے نورکوخلق کیامگرجب آدم (علیہ السلام) کوپیداکیاگیاتو اللہ تبارک تعالیٰ نے ان انوارمقدسہ کوصلب آدم (علیہ السلام) میں قراردیالہٰذافرشتوں کوحکم دیاکہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو، ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا،درحقیقت یہ سجدہ آدم (علیہ السلام) کونہیں تھابلکہ ان انوارمقدسہ کی تعظیم کاحکم تھاکہ جن کے صدقہ میں یہ پوری کائنات خلق کی گئی ہے اوروہ اس وقت صلب آدم (علیہ السلام) میں موجودتھے اس لئے ملائکہ کوسجدہ کرنے کاحکم دیاگیاتھا،

---

۱) تفسیرامام عسکری /ص ۳۸۶

۲). وسائل الشیعہ /ج ۴/ص ۹۵۸

اسی حقیقت کے بارے میں خودنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) ارشادفرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم(علیہ السلام) کوخلق کیااورہمیں ان کی صلب میں قراردیااورفرشتوں کوحکم دیاکہ وہ ہماری تعظیم واکرام کے لئے آدم کے سامنے سجدہ کریں(ابلیس کے علاوہ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا)جن کایہ سجدہ اللہ کی اطاعت اوراکرام آدم کے لئے تھاکیونکہ ہم ان کی صلب میں تھے۔(۱)

یوسف (علیہ السلام) کے سامنے جناب یعقوب اوران بھائیوں کاسجدہ صرف رب العالمین کاسجدہ شکرتھااوریوسف فقط ایک قبلہ کی حیثیت رکھتے تھے جس کے ذریعہ ان کے احترام کااظہارکیاجارہاتھا،اسبارے میں علی ابن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیرمیں یہ روایت نقل کی ہے:

موسیٰ ابن احمدنے حضرت ابوالحسن امام علی نقیکی خدمت میں چندسوال مطرح کئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا: اے میرے مولاوآقا!مجھے اس قول الٰہی﴿ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوالَهُ سُجَّداً ﴾(۲) کے بارے میں آگاہ کیجئے کہ حضرت یعقوب (علیہ السلام)اوران کے فرزندوں نے حضرت یوسف (علیہ السلام)کے سامنے کس لئے سجدہ کیاتھاجبکہ وہ اللہ کے نبی تھے؟امام علی نقینے جواب دیا:

امّاسجودیعقوب وولده فانّه لم یکن لیوسف انماکان ذلک منهم طاعة لله وتحیة لیوسف کماکان السجودمن الملائکة لآدم ولم یکن لآدم انماکان ذلک منهم طاعة لله وتحیةلآدم وسجدیوسف معهم شکرالله۔

حضرت یعقوب اوران کے فرزندوں کاحضرت یوسف کے آگے سجدہ کرنا،ان کوسجدہ کرنامقصودنہیں تھابلکہ وہ سجدہ اللہ کی اطاعت اوراحترام یوسف (علیہ السلام) کی خاطرتھاجس طرح ملائکہ کاسجدہ آدم(علیہ السلام) کے لئے نہیں تھابلکہ اللہ کی اطاعت اوراکرام آدم(علیہ السلام) کی خاطرتھااورحضرت یوسف (علیہ السلام) نے بھی ان کے ساتھ) سجدہ شکراداکیا(۳)

منہج الصادقین میں لکھاہے:جب حضرت نوح کشتی میں سوارہوئے توشیطان بھی اس میں سوارہوا،حضرت نوح (علیہ السلام)نے شیطان سے کہا:اے ابلیس!تونے تکبرکی وجہ سے اپنے آپ کوبھی اوردوسرے لوگوں کوبھی ہلاک کردیاہے،شیطان نے کہا:میں اب کیاکروں؟نبی اللہ نے کہا:توبہ کرلے،کہا:کیامیری توبہ قبول ہوسکتی ہے ؟حضرت نوح نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: پروردگارا! اگر ابلیس توبہ کرے،کیاتواس کی توبہ قبول کرلے گا؟ خطاب ہوا: اگر ابلیس اب بھی قبرآدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کر لوں گا، حضرت نوح(علیہ السلام) نے جب یہ شیطان سے کہاتو ابلیسنے وہی اپنے بڑے مغرور کے ساتھ جواب دیا: جسوقت آدم زندہ تھے، میں نے انھیں اس وقت سجدہ نہیں کیا، اب جبکہ مردہ ہوچکے ہیں کیسے سجدہ کرسکتاہوں؟(۴)

---

۱) مستدرک الوسائل/ج۴/ص۴۷۹----۲)سورہ یوسف/آیت ۱۰۰

۳)تفسیرقمی/ج۱/ص۳۶۵).----۴).تفسیر منہج الصادقین/ج۱/ص۱۷۲

ہر رکعت میں دو سجدے قرار دئے جانے کی وجہ

ہر رکعت میں ایک رکوع ہے اور دو سجدہ ہیں سوال یہ ہے کہ جس طرح ایک رکعت میں دو سجدہ ہیں تو دو رکوع کیوں نہیں ہیں یا پھر یہ کہ جب ہر رکعت میں ایک رکوع ہے تو سجدہ بھی ایک کیوں نہیں ہے ،ہر رکعت میں یا دو رکوع ہوتے یا پھر سجدہ بھی ایک ہوتا،دونوں میں مطابقت کیوں نہیں ہے؟

رکوع و سجود دونوں میں مطابقت پائی جاتی ہے کیونکہ نماز وہ حصہ جو بیٹھ کر انجام دیا جاتا ہے نماز کے اس حصہ کا آدھا ہوتا ہے جو حصہ قیام کی حالت میں انجام دیا جاتا ہے ،رکوع قیام کی حالت میں شمار ہوتا ہے اور سجدہ قعود میں شمار ہوتا ہے یعنی ایک سجدہ آدھے رکوع کے برابر ہوتا ہے اسی لئے ایک رکعت دو سجدہ رکھے گئے ہیں تاکہ رکوع سجود میں مطابقت رہے ،اس بارے میں روایت میں ایا ہے:

عیون اخبار الرضا(علیہ السلام)میں امام علی رضا فرماتے ہیں:اگر کوئی تم سے یہ سوال کرے کہ ہر رکعت میں دو سجدہ کیوں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے:انّما جعلت الصلاة رکعة وسجدتین لانّ الرکوع من فعل القیام والسجودمن فعل القعودوصلاة القاعدعلی النصف من صلاة القائم فضوعفت السجودلیستوی بالرکوع فلایکون بینهماتفاوت لانّ الصلاة انّماهی رکوع وسجود۔

نماز کی ہر ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدہ قرار دئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ رکوع کھڑے ہو کر انجام دیا جاتا ہے اور سجود کو بیٹھ کر،وہ نماز کہ جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نماز کی آدھی ہوتی ہے اس لئے نماز میں ایک سجدہ کو رکوع کے دو برابر قرار دیا گیا ہے تاکہ دونوں میں کوئی فرق نہ رہے کیونکہ رکوع و سجود ہی اصل نماز ہیں۔(۱)

حدیث معراج میں نماز میں دو سجدہ کے واجب قرار دئے جانے کی وجہ اس طرح بیان کی گئی ہے:

جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)معراج پر گئے اور نماز پڑھنے کا حکم ہوا،جب نماز میں مشغول ہوئے اور رکوع سے سر بلند کیا اور پروردگار کی عظمت کا مشاہدہ کیا تو اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی:اے محمد!اپنے پروردگار کے لئے سجدہ کرو،پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے زمین پر سجدہ میں گر گئے ،خدائے عزوجل کی طرف سے وحی نازل ہوئی:اے رسول !کہو ”سبحان ربی الاعلیٰ“ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اس ذکر کو تین مرتبہ زبان پر جاری کیا،اس کے بعد سجدہ سے سر بلند کر کے بیٹھ گئے تو دوبارہ عظمت پروردگار کا مشاہدہ کیا لہٰذا پھر دوبارہ سجدہ میں گر گئے اور پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کیا(اور اس طرح ہر نماز کی ہر رکعت میں دو سجدہ واجب قرار پائے۔(۲)

---

۱). عیون اخبار الرضا(علیہ السلام) /ج ۱/ص ۱۱۵

۲.)الکافی/ج ۳/ص ۴۸۶

اسی حدیث کے مانند ایک اورحدیث میں ایا ہے: ابو بصیر نے امام صادق سے پوچھادورکعت نمازمیں چار سجدے کیوں قرار دئے ہیں(یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اوردو سجدہ کیوں ہیں؟) امام (علیہ السلام)نے فرمایا:کھڑے ہوکرپڑھی جانے والی ایک رکعت نماز،بیٹھ کرپڑھی جانے والی دورکعت کے برابرہے (اور سجدہ بیٹھ کرکیا جاتا ہے اس لئے دورکعت میں چار سجدے ہیں)اوریہ کہ رکوع میں"سبحان ربی العظیم وبحمدہ" اور سجدہ"سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ"میں کیوں کہاجاتاہے اس دلیل یہ ہے کہ جب خداوندعالم نے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)آیہ مُبارکہ "﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ﴾ "نازل کی توآنحضرت نے لوگوں کو حکم دیاکہ تم اسے اپنی نمازکے رکوع میں قراردواورجب آیۂ مبارکہ"﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْاَعْلی ﴾ "نازل ہوئی توآنحضرت نے حکم دیاکہ تم اسے اپنی نمازکے سجدہ میں میں قراردو۔[۱]

ایک شخص امیرالمومنین حضرت علی کی خدمت میں ایا اورکہا:اے خداکی بہترین مخلوق(حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ))کے چچازادبھائی !میں اپ سے معلوم کرناچاہتاہوں کہ پہلے سجدہ کے کیامعنی ہیں اوراس کاکیارازہے ؟ آپ نے فرمایا : سجدہ کارازیہ ہے کہ جب نمازی (ہررکعت میں)پہلے سجدے کے لئے زمین پر سر رکھتاہے تواس کی مرادیہ ہوتی ہے :باراالٰہا!تونے مجھے اسی خاک سے پیدا کیاہے اورجب سجدہ أول سے سربلند کرتاہے تواس کامقصدیہ ہوتا ہے :باراالٰہا!،تونے مجھے اسی خاک سے نکالاہے اورجب دوسرے سجدے کے لئے زمین پر دوبارہ سر رکھتاہے تواس بات کی گواہی دیتاہے :ہمیں مرنے کے بعد اسی زمین میں دفن ہونا ہے اور جب سجدہ دُوم سے سربلند کرتاہے تووہ معادکی گواہی دیتے ہوئے کہتاہے : روزمحشر ہمیں دوبارہ خاک سے بلند جائے گاجیساکہ خداوندمتعال قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے :﴿ مِنْهَا خَلَقْنَا کُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُ کُمْ وَمِنْهَا نُخْرِ جُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴾ [۲] اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا ہے اور اسی میں پلٹا کرلے جائیں گے اور پھر دوبارہ اُس سے نکا) لیں گے)۔[۳]

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ/ ج/ ۱ص/ ۳۱۴

۲)سورہ طٰہٰ/آیت ۵۵

۳.)من لایحضرہ الفقیہ/ ج/ ۱ص/ ۳۱۴)

رازاعضائے سجدہ

سجدہ کی حالت میں بدن کے سات اعضاء کوزمین پرٹیکنا واجب ہے، جنھیں اعضاء سجدہ کانام دیاگیاہے اوروہ یہ ہیں:پیشانی ،دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں،دونوں گھٹنے ،دونوں پیرکے انگوٹھے اورناک کے سرے کومحل سجدہ پرٹیکناسنت پیغمبر ہے ۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:سجدہ میں بدن کے سات اعضاء کوزمین پررکھناچاہئے : پیشانی، دونوں ہاتھ کی ہتھیلی ،دونوں گھٹنے ،دونوں پیرکے انگوٹھے اورناک کوبھی زمین پررکھیں لیکن ان میں سے سات اعضاء کازمین پرٹیکناواجب ہے اورناک کازمین پررکھناسنت پیغمبرہے ۔[۱]

روایت میں آیاہے :روزقیامت خداوندمتعال آتش جہنم سے کہے گا:

یانارُانضجی، یانارُاحرقی واماموضع السجودفلاتقربی۔

اے جہنم کی آگ!توجس کو جلاناچاہتی ہے جلادے لیکن اعضاء سجدہ کے ہرگزقریب نہ جانا۔[۲]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)سجدہ کی حالت میں ان سات اعضاء کوزمین پررکھنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

خلقتم من سبع ورزقتم من سبع فاسجدواللہِ علی سبع۔ خداوندعالم نے تمھیں سات چیزوں سے خلق کیاہے اورسات سے چیزوں سے رزق دیتاہے لہٰذاسات چیزوں پرخداکوسجدہ کرو۔[۳]

سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کوزمین پرقراردینے کی وجہ حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

قال امیرالمومنین علیہ السلام:اذاسجداحدکم فلیباشربکفیہ الارض لعل اللہیصرف عنہ الغل یوم القیامة.

حضرت علی فرماتے ہیں:جب بھی تم میں کوئی شخص سجدہ کرے تواپنے دونوں ہاتھوں کوزمین رکھے شاید خداوندعالم روزقیامت تشنگی کے سوزش کواسے برطرف کردے۔[۴]

---

۱). استبصار/ج ۱/ص ۳۲۷

۲ .)منہج الصادقین،ج ۸،ص ۳۹۷

۳.) مستدرک الوسائل/ ج/ ۴/ص ۴۵۵

۴).ثواب الاعمال/ص ۳۴

چور کی ہتھلیوں کو قطع نہ کئے جانے کی وجہ

شیعہ اثنا عشری مذہب کے نزدیک اسلامی قانون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کے دونوں ہاتھ کی چاروں انگلیاں قطع کردی جائیں اوردونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں وانگوٹھوں کو باقی رکھا جائے تاکہ چور بھی عبادت الٰہی کو اس کے حق کے ساتھ اداکر سکے اورفریضہ الٰہی کو اداکرنے میں کوئی دشواری نہ ہو روایت میں آیا ہے کہ معصتم نے حضرت امام محمد تقی سے سوال کیا چور کے ہاتھوں کو کہاں تک واجب ہے ؟امام (علیہ السلام)نے جواب دیا:اس کی چاروں انگلیوں کو قطع کیا جائے اور ہتھیلی کو باقی رہنے دیا جائے ، معتصم نے سوال کیا:آپ کے پاس اس کی کوئی دلیل موجود ہے ؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا ہے کہ سجدہ میں سات اعضائے بدن: پیشانی ،دونوں ہاتھ کی ہتھیلی،دونوں گھٹنے ،دونوں پیر کے انگوٹھوں کا زمین پر ٹیکنا واجب ہے اگر چور کے ہاتھوں کو گٹے یا کہنی سے قطع کیا جائے تو اس کے ہاتھ ہی باقی نہیں رہے گا جسے وہ سجدہ میں زمین ٹیک سکے اورخداوندعالم قرآن کریم ارشادفرماتا ہے:

﴿ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَاتَدْعُوْامَعَ اللہِ احَدًا ﴾ (۱)

بیشک مساجدسب اللہ کے لئے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے فرمایا:اس قول خداوندی میں "مساجد" سے وہی سات اعضاء مرادہیں کہ جن کا زمین پر ٹیکنا واجب ہے اور" ﴿ فَلَاتَدْعُوْامَعَ اللہِ احَدًا ﴾ " سے مرادیہ ہے کہ اس کے ہاتھوں کو قطع نہ کیا جائے (بلکہ فقط اس کی انگلیوں قطع کیا جائے تاکہ وہ عبادت) الٰہی کو اس کے حق کے ساتھ اداکر سکے(۲)

---

۱)سورہ جن / آیت ۱۸

۲)تفسیرالمیزان / ج/ ۵/ص ۳۳۵)

رازذکرسجدہ

سجدہ میں بھی رکوع کے مانند ذکرخدا واجب ہے ،سجدہ کا کوئی ذکر مخصوص نہیں ہے بلکہ جو ذکر بھی کیا جائے کافی اور صحیح ہے ،چاہے "الحمدللہ "کہے یا "لاالہ الّاالله" کہے یا تکبیر "الله اکبر "کہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ذکر تین مرتبہ "سبحان الله" اور ایک مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ"کی مقدار سے کم نہ ہو البتہ تسبیح کرنا احتیاط کے مطابق ہے یعنی بہتر ہے کہ تین مرتبہ "سبحان الله" یا ایک مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ" کہا جائے اور مستحب ہے کہ "سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ" کو اختیار کرے اور مستحب ہے کہ اس ذکر کو تین مرتبہ کہا جائے ذکر سجدہ اوراس کے اسرار کو ذکر رکوع کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں لہٰذا تکرار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اشیائے ماکول وملبوس پر سجدہ کیوں جائز نہیں ہے واجب ہے کہ نماز گزار زمین یا وہ چیزیں جو زمین سے اگتی ہیں اورانسان کی پوشاک یا خوراک کے کام میں نہیں آتی ہیں جیسے لکڑی اوردرختوں کے پتے پر سجدہ کرے لیکن وہ چیزیں جو انسان کی خوراک وپوشاک میں استعمال ہوتی ہیں ان پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے نبی اکرم (صلی الله علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:مجھے پانچ ایسی چیز عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی :زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ اورپاک کرنے والی قراردیا گیا ہے،میرے چہرے پر دشمن کے لئے رعب وحشت عطاکرکے میری مدد کی گئی ہے،مال غنیمت کو میرے لئے حلال قراردیا گیا ہے،جوامع الکلام مجھے دی گئی ہیں اورمجھے شفاعت بھی عطا کی گئی ہے۔[1]

ہشام ابن حکم سے مروی ہے میں نے امام صادق کی محضر مبارک میں عرض کیا:میں اپ پرقربان جاؤں مجھے ان چیزوں کے بارے میں مجھے مطلع کیجئے کہ کن چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے اورکن پر صحیح نہیں ہے؟ امام (علیہ السلام)نے فرمایا: زمین پر اوروہ چیزیں جو زمین سے اگتی ہیں سجدہ کرنا جائز ہے لیکن زمین سے اگنے والی وہ چیزیں جو کھانے یا پہننے کے کام میں اتی ہیں ان پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے،ہشام نے کہا:میری جان آپ پرقربان جائے اس کا راز ہے اورکیا دلیل ہے؟ امام (علیہ السلام)نے فرمایا:کیونکہ سجدہ خدا کے لئے ایک خضوع وتواضع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا کھانے اورپہننے کی چیزوں پر سجدہ کرنا سزوار نہیں ہے کیونکہ دنیا کے لوگ کھانے ،پینے اورپہننے والی اشیاء کے معبود ہیں گویا ان کی پوجا کرتے ہیں لیکن سجدہ کرنے والا شخص خدا کی عبادت کرتا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ دنیا کے فرزندوں کے معبود پر سجدہ کے لئے اپنی پیشانی کو نہ رکھے جنھوں نے اس کا دھوکا کھایا ہے ،اس کے بعد امام (علیہ السلام)نے فرمایا:زمین پر سجدہ کرنا افضل ہے کیونکہ زمین پر سر رکھنے سے انسان کے دل میں خدا کے لئے اورزیادہ خضوع خشوع پیدا ہو جاتا ہے ۔[2]

---

۱). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۴۱

۲) من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۷۲

رازطول سجدہ

سجدہ کوطول دینا مستحب ہے ، سجدہ کوجتنا زیادہ طولانی کیاجائے تواس کے لئے اتنا ہی زیادہ فضیلت کاباعث ہوتا ہے اورشیطان کی ناراضگی اورمایوسی کا سبب واقع ہوتا ہے لہٰذا مستحب ہے کہ سجدہ کوطول دیاجائے تاکہ شیطان کی کمرٹوٹ جائے اوروہ نمازی کے پاس بھی نہ آسکے ۔ امام صادق فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے اور اس کو طول دیتا ہے تو شیطان بہت ہی حسرت سے فریاد کرتے ہوئے کہتا ہے : وائے ہومجھ پر ! اللہ کے بندوں نے اس کے فرمان کی اطاعت کی اور میں نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی، انھوں نے خداکی بارگاہ میں سجدہ کیااور میں نے اس سے خودداری کی ۔ . وسائل الشیعہ/ ج ۳/ص ۲۶

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:اپنے سجدوں کوطولانی کروکیونکہ شیطان کے لئے اس سے زیادہ سخت اورپریشان کردینے والاعمل کوئی نہیں ہے کہ وہ اولادآدم(علیہ السلام) کوسجدہ کی حالت میں دیکھے کیونکہ شیطان کوسجدہ کرنے کاحکم دیاگیاتواس نے نافرمانی کی (اورہمیشہ کے لئے لعنت کاطوق اس کے گلےمیں پڑگیا)اورانسان کوسجدہ کرنے کاحکم ملاتواسنے خداکے اس امرکی اطاعت کی (اورکامیاب ہوگیا)۔[۱]روایت میں آیاہے کہ ایک جماعت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے پاس آئی اورکہا:یارسول اللہ!آپ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے جنت کی ضمانت کرائیں توآنحضرت نے فرمایا:تم اس کام میں طولانی سجدوں کے ذریعہ میری مددکرو(تاکہ میں تمھارے لئے جنت کی ضمانت کروں)۔[۲]

حضرت علیسے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں ایا اورعرض کیا:یارسول اللہ!مجھے کسی ایسے کام کی تعلیم دیجئے کہ جس کے واسطہ سے خدامجھے اپنادوست بنالے اوراس کی مخلوق بھی مجھے دوست رکھے ،خدامیرے مال کوزیادہ کرے ،میرے جسم میں سلامتی دے ،میری عمرکوطولانی کرے اورمجھے آپ کے ساتھ محشورکرے ،نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا:یہ چھ صفتیں چھ عمل کی محتاج ہیں اگرتو یہ چاہتاہے کہ خداتجھے دوست رکھے تواپنے دل میں خوف پیداکراورتقوااختیارکر،اوراگرتو یہ چاہتاہے کہ بندے بھی تجھے دوست رکھیں توان کے حق میں نیکی کراوروہ چیزجومخلوق کے ہاتھوں میں ہے اس سے پرہیزکر،اوراگرتو یہ چاہتاہے کہ خداتیرے مال کوزیادہ کردے توزکات اداکر،اوراگرتواپنے جسم کی تندرستی وسلامتی چاہتاہے توزیادہ صدقہ دیاکر،اوراگرتواپنے طول عمرکی تمناکرتاہے توصلہ رحم کرتارہ ،اورتویہ چاہتاہے کہ خداتجھے میرے ساتھ محشورکرے توبارگاہ خداوندی میں جواکیلاہے اورقہاربھی ہے اپنے سجدہ کوطول دیاکر۔[۳]

---

۱). علل الشرائع/ج ۲/ص ۳۴۰

۲). مستدرک الوسائل /ج ۴/ص ۴۷۱

۳). مستدرک الوسائل/ج ۴/ص ۴۷۲

فضل بن شاذان سے مروی ہے : ایک مرتبہ جب میں عراق پہنچا تودیکھا کہ ایک شخص اپنے ایک دوست کوملامت کررہا ہے اوراس سے کہہ رہاہے : اے بھائی ! توصاحب اہل وعیال ہے ، تجھے اپنے بچوں کی معیشت کے لئے کسب وکار کی ضرورت ہے اورمجھے خوف ہے کہ اگرتو ہمارے ساتھ تجارت کے لئے سفرنہیں کرے گاتوان سجدوں کی وجہ سے تیری آنکھوں کانور ختم ہوجا ئے گااس نے جواب دیا : وائے ہو تجھ پر، تو!مجھے سجدہ کرنے کی وجہ سے ات نی زیادہ ملامت کررہاہے ،اگران سجدوں کی وجہ سے کسی کی آنکھوں کانورچلاجاتاہے توپھرمحمدابن ابی عمیرکی آنکھوں کا نور ختم ہوجانا چاہئے تھا،مجھے بتاکہ تیرا ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جس نے نماز صبح کے بعد سجدہ شکرمیں سررکھاہواورظہرکے وقت تک بلند کیا ہو

فضل بن شاذان کہتے ہیں :میں اس شخص کی یہ بات سن کر محمدابن ابی عمیرکی خدمت میں پہنچا تو دیکھاکہ سرسجدے میں ہے، بہت دیرکے بعد سجدے سے سراٹھایا، میں نے ان سے طول سجدہ کے بارے میں پوچھاتوانھوں نے سجدے کوطول دینے کی فضیلت بیان کرنا شروع کی اور کہا:

اے فضل ! اگرتم جمیل ابن درّاج کو دیکھیں گے تو کیا کہیں گے ؟ فضل کہتے ہیں کہ میں جمیل ابن درّاج کے پاس پہنچاتو انھیں بھی سجدے کی حالت میں پایا، اورواقعاً انھوں نے سجدے کو بہت زیادہ طول دیا ، جب سجدے سے بلند ہوئے تو میں نے کہا : محمد ابن ابی عمیر صحیح کہتے ہیں کہ آپ سجدے کو بہت زیادہ طول دیتے ہیں ، جمیل نے کہا : اگرتم "معروف خربوز "کو دیکھیں گے تو کیا کہیں گے ؟

دوسری حدیث میں آیاہے کہ ایک شخص نے جمیل ابن درّاج سے کہا : تعجب ہے کہ آپ سجدے میں کت نازیادہ توقّف کرتے ہیں اور بہت طولانی سجدہ کرتے ہیں؟ جواب دیا :اگرتم نے حضرت امام جعفر صادق کو دیکھا ہوتا تو تمھیں معلوم ہوجاتا کہ ہمارے یہ سجدے ان کے مقابلہ میں کچھ بھی طولانی نہیں ہیں۔(۱)

---

۱). ہزارویک نکتہ دربارہ ٔنماز/ش ۲۸۹ /ص ۹۲

سجدہ گاہ کی رسم کا آغاز

کسی پتھر یا خاک کو سخت کر کے سجدہ گاہ قرار دینا قدیمی رسم ہے اور اسے مذہب تشیع کی اختراع و ایجاد قرار دینا بالکل غلط ہے کیونکہ جب دین اسلام میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو آپ اور آپ کی اتباع کرنے والے نمازیں زمین پر سجدہ کرتے تھے لیکن جب اللہ و رسول اور اس کی نازل کی گئی کتاب پر ایمان لانے والوں کی میں اضافہ ہوتا گیا اور دین اسلام رونق افروز ہوتا گیا اور رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو آپ نے زمین کے ایک ٹکڑے کو محل عبادت و مسجد کے عنوان سے معین کیا اور زمین پر علامت لگا دی گئی کہ یہ جگہ محل عبادت ہے اور تمام مسلمان اس جگہ نماز ادا کریں گے ، اس وقت اس کی کوئی چہار دیواری نہیں تھی اور اس زمین پر چھت وغیرہ بنائی گئی تھی اور نہ کسی سایہ کا انتظام کیا گیا تھا، جب یہ دیکھا گیا اس زمین محل عبادت میں کوئی نجس جانور بھی چلا آتا ہے تو اس کی چہار دیواری کردی گئی مگر اس وقت اس زمین پر کسی چھت یا سایہ کا انتظام نہیں گیا اور ت نہ ہونے کی وجہ سے دوپہر کی جلتی دھوپ میں نماز پڑھنا بہت مشکل کام تھا اسی سردی کی ٹھنڈک میں نماز پڑھنا نہایت مشکل تھا لہٰذا آنحضرت سے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے پیارے نبی !اس تپتی زمین پر پیشانی رکھنا بہت مشکل ہے اور ہماری پیشانی جلی جاتی ہیں (کیا ہم زمین کے علاوہ اپنے ساتھ میں موجود کسی کپڑے پر سجدہ کرسکتے ہیں؟) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ان کی بات کو نہ سنا اور اسی طرح زمین پر سجدہ کرنے کا حکم دیا اور تمام مسلمان زمین پر سجدہ رہے ۔ بیہقی نے اپنی کتاب ''سنن کبری'' میں خباب ابن ارث سے روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ: ہم نے زمین سجدہ کرنے بارے میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے گرمی کی شدت کی شکایت کی اور کہا: یا نبی اللہ !نماز کی حالت میں گرم پتھریوں پر سجدہ کرنے سے ہماری پیشانی اور ہتھیلیاں منفعل ہوجاتی ہیں (پس ہم کیا کریں؟) رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) ان بات پر شکایت کوئی دھیان نہیں دیا اور نہ ہی کسی نئی چیز کا اظہار کیا بلکہ اسی طرح سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ہم زمین پر سجدہ کرتے رہے۔[۱]

---

۱) سنن کبروی/ج ۲/ص ۱۰۵

اسی زمانہ میں ایک صحابی نے نماز جواعت شروع ہونے سے قبل زمین سے ایک پتھری اٹھائی اوراسے ٹھنڈا کرلیا اورنماز میں اسی پر سجدہ کیا، اس کا یہ عمل رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کرپسند آیا اور آنحضرت نے اس کی تائید کردی اس روز کے بعد لوگوں نے یہ کام شروع کردیا اور نماز شروع ہونے سے قبل پتھری اٹھانے لگے اوراسی پر سجدہ کرنے لگے اوربعث اسلام ہی سے کسی ایک چیزکو سجدہ گاہ قرادینا مشروعیت ہوگیا۔ بیہقی نے اپنی کتاب ''سنن کبری ''میں یہ رویات نقل کی ہے: ابوولید سے مروی ہے کہ میں نے فرزند عمر سے سوال کیا: وہ کون شخص ہے جو مسجدمیں سب سے پہلے سنگریزہ لایا؟ جواب دیا: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بارش کی رات تھی اورمیں نماز صبح کے لئے گھر سے باہر آیا تودیکھا کہ ایک مردریگ پر ٹہل رہاہے، اس نے ایک مناسب پتھری اٹھائی اوراسے اپنے کپڑے میں رکھا اوراس پر سجدہ کیا جب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اسے اس کام کوکرتے دیکھا توبہت خرسندی اورخوشحالی کے ساتھ عرض کیا: یہ تونے کت نا اچھا کام کیاہے، پس یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے اس چیزکی ابتداء کی ہے۔[1]

اسی واقعہ سے یہ ثابت ہے کہ کسی چیزکو سجدہ گاہ کا عنوان قراردینا صحیح ہے یہی وہ شخص ہے کہ پہلی مرتبہ کسی چیزکو بعنوان سجدہ گاہ مسجدمیں اپنی جانماز پر قراردیاہے۔ جب مسجدمیں کسی چیزکو سجدہ گاہ کے طورپر لانا صحیح قراردپاگیا تواس کے اصحاب نے شدید گرمی کی شکایت کی اورکہا: یانبی اللہ! ہم پیشانی اور ہتھیلیوں کے جلنے سے محفوظ ہوگئے ہیں، ہر شخص ایک پتھری کوبطور سجدہ پہلے ہی اٹھالیتاہے اوراسے ٹھنڈی کرلیتاہے مگراس جسم کے جلنے کا بھی کوئی علاج کیا جائے کیونکہ دھوپ میں کھڑے ہوکرنماز پڑھنا بہت ہی مشکل کام ہے پس رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) ن حکم دیاکہ مسجدکے ایک حصہ میں چھت بنادی جائے تاکہ لوگ گرمی اور سردی سے محفوظ رہ سکیں، فرمان رسول کے مطابق مسجدکے ایک حصہ میں چھت بنادی گئی اور مسلمان سایہ میں نماز پڑھنے لگے کچھ قرائن وشواہد سے معلوم ہوتاہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ تک مسجد میں کسی فرش اورچٹائی وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا بلکہ لوگ زمین ہی پر سجدہ کرتے تھے، خلیفہ دوم نے اپنے زمانہ حکومت میں حکم دیاکہ مسجدمیں پتھریاڈادی جائیں تاکہ نمازی لوگ اس پر سجدہ کر تے رہیں، خلفائے راشدین کے بعد صحابہ اورتابعین کے زمانہ میں بھی یہی معمول تھا اورلوگ پتھریوں پر سجدہ کرتے تھے یاکسی چھوٹے سے پتھرکویا تھوڑی سی خاک اٹھاکر جانماز پربطور سجدہ گاہ رکھ لیا کرتے تھے اوراس پر سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ خاک کوپانی ذریعہ گیلی کرکے سخت کرلیاکرتے اوراسے سجدہ قراردئے کرتھے اوریہ روش آج تک شیعوں کے درمیان قائم ورائج ہے پس شیعوں کا کسی پتھرکویا خاک کو سخت کرکے سجدہ گاہ قراردینا کوئی نئی ایجادنہیں ہے بلکہ یہ روش توپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے زمانہ سے شروع ہے

۱.)سنن کبروی/ج ۲/ص ۴۴۰(

خلیفہ دوم کے مسجدمیں سنگریزے ڈلوانے اوراس پر سجدہ کرنے کے بارے میں ابن سعد اپنی کتاب "الطبقات"میں یہ رویات نقل کی ہے: عبداللہ ابن ابراہیم سے مروی ہے: عمرابن خطاب وہ شخص ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے مسجدالنبی (صلی اللہ علیہ و آلہ)میں پتھریاڈلوائیں لیکن ان کے اس کام کی وجہ یہ تھی کہ جب لوگ نمازڑھتے تھے اورسجدہ سے سربلندکرتے تھے تواپنے ہاتھوں کوجھاڑتے تھے جوکہ گردآلوہوجاتے تھے یاپھونک مارتے تھے تاکہ گردجھڑجائے لہٰذاحضرت عمرنے حکم دیاکہ وادی عقیق سے پتھریاں اٹھاکرمسجدمیں بچھادی جائیں۔. المصنف/ج ۸/ص ۳۴۵۔کنزالعمال/ج ۱۲/ص ۵۶۳۔الطبقات الکبری/ج ۳/ص ۲۸۴ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے تابعین میں سے ایک شخص جن کانام مسروق بن اجدع تھاانھوں نے خاک مدینہ سے بعنوان سجدہ گاہ ایک چھوٹی سی خشت (یعنی اینٹ)بنارکھی تھی اوروہ جب بھی کہیں سفرکرتے تھےتواسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے اوراس پرسجدہ کرتے تھےاس بارے میں مصنف ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب "المصنف"میں ابن سیرین سے اس طرح روایت نقل کی ہے:

ابن سیرین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں باخبراورآگاہ ہواہوں کہ مسروق ابن اجدع نے خاک مدینہ سے ایک اینٹ کوبنارکھی تھی ،جب بھی وہ کشتی میں سفرکرتے تھےتواسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے اوراسی پرسجدہ کرتے تھے۔[1]

ابن ابی عینیہ سے مروی کہ میں نے ابن عباس کے ایک غلام "رزین"کویہ کہتے سناہے:وہ کہتے ہیں کہ علی ابن عبداللہ ابن عباس نے میرے پاس ایک خط لکھااوراس میں مجھ سے فرمائش کی کہ میرے لئے "مروہ" سے ایک صاف ستھراپتھرروانہ کردوتاکہ میں اس پرسجدہ کروں۔[2]

ان روایتوں سے یہ ثابت ہوتاہے کہ کسی چیزکوسجدہ گاہ قراردیناشیعوں سے مخصوص کرناغلط ہے بلکہ یہ توآغازاسلام ہی سے دین اسلام میں مشروعیت رکھتاہے جیساکہ پہلے ایک روایت میں وذکرکرچکے ہیں کہ ایک شخص نے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے زمانہ میں نمازشروع ہونے سے پہلے ایک چھوٹاساپتھراٹھایااوراسے ٹھنڈاکرلیااورپھراس پرنمازمیں سجدہ کیااورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اس کے اس کام کی صحیح ہونے کی تائیدبھی کی،کیااس شخص نے اس پتھرکوسجدہ گاہ قرارنہیں دیاتھا؟کیامسروق ابن اجدع خاک مدینہ سے سجدہ گاہ نہیں بنارکھی تھی ؟اورکیاعلی ابن عبداللہ ابن عباس نے رزین کے پاس خط لکھ کرمروہ سے ایک پتھرکوبعنوان سجدہ گاہ طلب نہیں کیاتھا؟۔

---

۱). المصنف/ج ۲/ص ۱۷۲

۲). تاریخ مدینہ دمشق/ج ۴۳/ص ۵۰۔المصنف/ج ۱/ص ۳۰۸

خاک شفا پر سجدہ کرنے کا راز

ہم اوپر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ سجدہ گاہ بنانا کوئی ایجاد و اختراع نہیں ہے بلکہ یہ اسلام کے اوائل سے ہی سے رائج ہے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اس کی تائید کی ہے لیکن اب ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ بعض جگہ کی خاک بہت ہی زیادہ صاحب تکریم و تفضیل ہوتی ہے اور قابل احترام ہوتی ہے

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے چچا جناب حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور کفار و مشرکین ان کے لاشہ کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ابوسفیان کی بیوی (مادر معاویہ) نے جگر چاک کیا اور اسے اپنے ناپاک دانتوں سے چبایا

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے حضرت حمزہ کو "سید الشہداء" کا لقب دیا اور عملی طور سے دین اسلام کی اتباع کرنے والوں کو اس خاک کے متبرک ہونے کو سمجھانے کے لئے حضرت حمزہ کی قبر سے تھوڑی سی خاک اٹھائی اور اسے اپنے ساتھ لے گئے ،صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی اتباع کی اور آپ نے بھی حضرت حمزہ کے حرم سے خاک اٹھائی اور اس سے ایک تسبیح تیار کی

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے نواسہ حضرت امام حسینؑ اور جوانان بنی ہاشم کو ان کے اصحاب و انصار کے ساتھ سرزمین کرب وبلا پر نہایت ظلم و بے رحمی کے ساتھ شہید کیا تو سید الشہداء کا لقب حضرت حمزہ سے حضرت امام حسین کی طرف منتقل ہوگیا اور آپ کے حرم مطہر کی خاک خاک شفا قرار پائی ، امام زین العابدینؑ نے عملی طور سے قرآن و عترت کی اتباع کرنے والوں کو اس خاک کی عظمت و برکت کو سمجھانے کے لئے امام حسین کے مرقد مطہر سے بعنوان تبرک کچھ خاک اٹھائی اور اس سے سجدہ گاہ بنائی اور اس کے بعد جب بھی نماز پڑھتے تھے تو اسی تربت پاک پر سجدہ کرتے تھے اور آپ کے شیعہ بھی اسی خاک پاک پر سجدہ کرنے لگے

امام زین العابدین کے بعد دیگر آئمہ اطہار نے بھی اسی سیرت پر عمل کیا اور اسے جاری رکھا اور یہی سیرت آج تک ان کی اتباع کرنے والوں درمیان رائج وقائم ہے تربت کربلا کی اہمیت اور اس پر سجدہ کرنے کی فضیلت کے بارے میں چند روایت مندرجہ ذیل ذکر ہیں:

امام صادق فرماتے ہیں: رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) ام سلمہ کے گھر موجود تھے اوران سے کہہ رہے تھے: مجھے اس وقت یہاں پرت نہائی کی ضرورت ہے (پس تم کمرے سے باہر چلی جاؤ) اوردیکھو! کوئی میرے پاس آنے نہ پائے ، اتقاقاً امام حسین آگئے، لیکن چونکہ امام حسیناس وقت بہت ہی کمسن تھے لہٰذا ام سلمہ انھیں کمسنی کی وجہ سے نہ روک سکیں، جسبہانہ سے سے بھی روکنا چاہا کامیاب نہ ہوسکیں اورامام حسین رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پاس پہنچ گئے چند لحظہ بعدام سلمہ امام حسین کے پیچھے آئیں تودیکھاکہ حسین (علیہ السلام) پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے سینہ مُبارک پہ بیٹھے ہوئے ہیں اورآنحضرتاپنے ہاتھوں میں ایک چیزلئے ہوئے ہیں جسے گھماپھرا کردیکھ رہے ہیں اورگریہ کمررہے ہیں(میں نے پوچھا؟ یانبی اللہ! یہ آپ کے ہاتھ میں کیاہے ؟تو) آنحضرت نے فرمایا: اے ام سلمہ! ابھی میرے جبرئیل آئے تھے اورانھوں نے مجھے خبردی ہے کہ تمھارا یہ بچہ (حسین (علیہ السلام)) قتل کردیاجائے گا اوریہ چیزکہ جسے میں اپنے ہاتھوں میں گھماکردیکھ رہاہوں اسی سرزمین کی خاک ہے کہ جسپریہ میرانواسہ قتل کردیاجائے گا اے ام سلمہ! (جب میرایہ نواسہ قتل کیاجائے گا اس وقت میں زندہ نہ ہوں گا مگرتم اس وقت زندہ ہونگی)پس میں اس خاک کو تمھارے سپردکرتاہوں تم اس خاک کو ایک شیشی میں رکھدواوراس کی حفاظت کرتے رہنا اوریادرکھناجب یہ خاک خون ہوجائے تو سمجھ لیناکہ میرایہ عزیز شہید کردیاگیاہے

ام سلمہ نے کہا: یارسول اللہ! خدا سے کہوکہ وہ اس عظیم مصیبت کواس بچہ سے دورکردے ، پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: میں نے خداوندعالم سے اس مصیبت کے دفع ہوجانے کوکہا توخدانے مجھ پروحی نازل کی: یہ شہادت اس بچہ کے لئے ایک بلندمقام ہے جواس بچہ سے پہلے کسی بھی مخلوق کوعطانہیں کیاگیاہے اورخداوندعالم نے مجھ سے وحی کے ذریعہ بتایاکہ اس بچہ کی پیروی کرنے والے لوگ قابل شفاعت قرارپائیں گے اورخودبھی دوسروں کی شفاعت کریں گے

بیشک مہدی صاحب الزمان (عج) اسی حسین (علیہ السلام) کے فرزندوں میں سے ہیں، خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جوان کودوست رکھتاہوگا اوربیشک روزقیامت ان ہی کے شیعہ کامیاب وسربلندہونگے ۔(۱)

---

۱). امالی (شیخ صدوق)/ص ۲۰۳

قال الصادق علیه السلام:السجودعلی طین قبرالحسین (عینورالیٰ الارضین السبعة ،ومن کانت معه سبحة من طین قبرالحسین (عکتب مسبح اوان لم یسبح بھا۔ امام صادق فرماتے ہیں:امام حسینکی خاک قبرپر سجدہ کرناساتوں زینوں کومنور کردیتاہے اورجوشخص تربت امام حسینکی تسبیح اپنے ہمراہ رکھتاہوچاہے اس کے دانوں پرکوئی ذکربھی نہ پڑھے پھربھی تسبیح کرنے والوں میں شمارہوگا۔[(١)]

عن معاویه بن عمارقال:کان لابی عبدالله علیه السلام خریطة دیباج صفراء فیهاتربة ابی عبدالله علیه السلام فکان اذاحضرته الصلاة صبّه علی سجادته وسجدعلیه ثمّ قال(ع:انّ السجودعلی تربة ابی عبدالله الحسین علیه السلام یخرق الحجب السبع ۔ معاویہ ابن عمارسے روایت ہے کہ:امام صادق کے پاس ایک پیلے رنگ کی تھیلی تھی جس میں امام (علیہ السلام)خاک شفارکھتے تھے ، جیسے ہی نمازکاوقت پہنچتاتھاتو اس تربت کوسجادہ پرڈالتے اوراس پرسجدہ کرتے تھے ،اگرکوئی آپ سے اس بارے میں سوال کرتاتھاتوفرماتے تھے:تربت امام حسین پرسجدہ کرناسات (آسمانی)پردوں کوپارہ کردیتاہے ۔[(٢)]

کان الصادق علیه السلام لایسجدالّاعلیٰ تربة الحسین علیه السلام تذللا لله واستکانة الیه۔

روایت میں آیاہے کہ امام صادق تربت امام حسینکے علاووہ کسی دوسری پرخاک سجدہ نہیں کرتے تھے اوریہ کام(یعنی خاک کربلاپرسجدہ کرنا)خضوع وخشوع خداوندمتعال میں زیادتی کے لئے انجام دیاکرتے تھے۔[(٣)]

---

١).من لایحضرہ الفقیہ/ج ١/ص ٢٦٨

٢).بحارالانوار/ج ٩٨/ ص ١٣٥

٣).وسائل الشیعہ/ج ٣/ص ٦٠٨

رازتشہد

تشہدمیں چارچیزواجب ہیں: ۱۔بیٹھنا ۲۔طمانینہ ۳۔شہادتین ۴۔محمدوآل محمدپردرود بھیجنا۔

ہردورکعتی نمازمیں ایک مرتبہ اورتین یاچاررکعتی نمازمیں دومرتبہ تشہدپڑھنا واجب ہے۔ ہرنمازی پرواجب ہے کہ تمام دورکعتی نمازکی دوسری رکعت کے دونوں سجدے بجالانے کے بعداوراسی طرح چاررکعتی نماز(ظہروعصروعشاء)کی دوسری وچوتھی رکعت کے بعداورتین رکعتی نماز(مغرب)کی دوسری وتیسری رکعت کے دونوں سجدے بجالانے کے بعد خضوع وخشوع کے ساتھ زمین پربیٹھے اورجب بدن ساکن ہوجائے تواللہ کی وحدانیت اورپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی رسالت کی گواہی دے اورمحمدوآل محمدپرصلوات بھیج کران کی ولایت واطاعت کاثبوت دے اورتشہدمیں صرف اتناکہناکافی ہے:

اَشْهَدُاَنْ لَااِلٰهَ اِلّاَاللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْکَ لَه وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداًعَبْدُه وَرَسُولُه ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّدٍ۔

امام صادق فرماتے ہیں:پہلی دورکعتوں(کے سجدہ کرنے کے بعدبیٹھ جائیں)اوراس طرح تشہدپڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَشْهَدُاَنْ لَااِلٰهَ اِلّاَاللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْکَ لَه وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداًعَبْدُه وَرَسُولُه ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّد، وَتقبَّلْ شَفَاعَتَه فِيْ اُمَّتِه وَارْفَعْ دَرَجَتَه۔[۱]

حدیث معراج میں آیاہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)سات آسمانی حجاب کوعبورکرتے ہوئے "قاب قوسین اوادنیٰ" کے مقام تک پہنچے توپروردگارنے آپ کونمازپڑھنے کاحکم دیاجب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سربلندکیاتوخداندعالم نے کہا:اے محمد!بیٹھ جاؤ،پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرمان الٰہی کے مطابق بیٹھ گئے،وحی نازل ہوئی:اے محمد!میں نے تم پرجونعمتیں نازل کی ہیں اس کے بدلہ میں میرانام اپنی زبان پرجاری کرواورالہام کیاگیاکہ یہ کہو:

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَلَااِلٰـهَ اِلّاَاللهُ وَالْاَسْمَاءِ الْحُسْنیٰ کُلّهَا۔ اس کے بعدوحی الٰہی نازل ہوئی کہ اے محمد!اپنے آپ پراوراپنے اہلبیت پردرود بھیجو،توپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے کہا:صَلّی اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلیٰ اَهْلِ بَيْتِيْ۔[۲]

---

۱)تہذیب الاحکام / ۲/ص ۹۲

۲). الکافی/ج ۳/ص ۴۸۶

حقیقت یہ ہے کہ ہر نمازی تشہد کے ذریعہ اللہ کی وحدانیت اورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی رسالت کا اقرار کرتا ہے ، ان دونوں گواہی کو شہادتین کا نام دیا جاتا ہے اور توحید و نبوت کا اقرار کرنا اصول دین کی مہم اصل ہیں، انسان ان دونوں کلموں کو زبان پر جاری کرنے سے دین اسلام سے مشرف ہوجاتا ہے ، یہ دونوں گواہی اسلام میں داخل ہونے اور کفر و شرک جیسی باطنی پلیدگی اور جسمانی نجاست سے پاک ہونے کی کنجی ہیں ۔ نمازمیں شہادتین کو تجدید بیعت کے عنوان سے واجب قرار دیا گیا ہے ، ہر نمازی روزانہ ۹ مرتبہ اپنی واجب نمازوں میں ان دونوں کلموں کو زبان پر جاری کرکے اللہ اوراس کے رسول حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی تجدید بیعت کرتا ہے اور ہر روز ان کلموں کی تکرار کرنا انسان کے ایمان وعقیدہ کو مضبوط بناتا ہے ، بے نمازی لوگوں کا ایمان وعقیدہ ضعیف و کمزور ہوتا ہے اور شیطان اسپر غالب رہتا ہے ۔

فضل بن شاذان سے مروی ہے :امام علی رضا فرماتے ہیں: اگر کوئی تم سے یہ معلوم کرے کہ دوسری رکعت کے بعد تشہد پڑھنا کیوں واجب قرار دیا گیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے :کیونکہ جس طرح رکوع و سجود سے پہلے اذان، دعا اور قرائت کو لایا گیا ہے اسی طرح ان دونوں کے بعد تشہد، تحمید اور دعا کو قرار دیا گیا ہے۔[۱]

رازتورک

مرد کے لئے مستحب ہے کہ سجدہ سے سر بلند کرنے بعد اس طرح بیٹھے کہ بدن کا زور بائیں ران پر رہے اور دائیں ران تھوڑا سا بائیں ران کے اوپر قرار پائے اور دائیں پیر کی پشت کو بائیں پیر کے تلوے پر رکھے اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا مستحب ہے، اس حالت سے بیٹھنے کو تورّک کہا جاتا ہے لیکن عورت کے لئے مستحب ہے کہ اپنی رانوں کو آپس میں ملائے رکھے ۔

دائیں جانب کو حق اور بائیں جانب کو باطل کہا جاتا ہے لہٰذا نماز میں تشہد پڑھتے وقت دائیں ران کو اٹھا کر تھوڑا سا بائیں پر اور دائیں پیر کی پشت کو بائیں پیر کے تلوے پر رکھنا باطل کو نابود اور مٹا دینے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اسی لئے تورّک کو تشہد میں مستحب قرار دیا گیا ہے اسی مطلب کے بارے میں امام معصوم (علیہ السلام) سے "من لایحضرہ الفقیہ" ایک حدیث نقل کی گئی ہے:

روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے امام علی ابن ابی طالب سے پوچھا: اے خدا کی محبوب ترین مخلوق (حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)) کے چچازاد بھائی! تشہد میں دائیں ران کو بلند رکھنا اور بائیں ران کو نیچے رکھنا کا راز و فلسفہ کیا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: یعنی

---

۱. علل الشرائع / ج ۱ / ص ۲۶۲

اللّٰھمّ اَمِتِ البَاطل وَاَقِمِ الحْق۔

بارالٰہا! باطل کونابود کردے اور حق کو سربلند وقائم رکھ ،(کیونکہ داہنا عضو حق اور سچائی کا مظہر ہوتا ہے اور بایاں باطل وجھوٹ کا کنایہ ہوتا ہے ،اسی لئے تشہد میں دائیں ران اور قدم کو بائیں ران اور قدم کے اوپر رکھنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے تاکہ کفر وباطل دب کر مرجائے ،نابود ہوجائے اور حق بلند ہوجائے)

اس شخص نے دوبارہ سوال کیا اور کہا: امام جماعت کا سلام میں "السلام علیکم "کہنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: انّ الامام یترجم عن اللہ عزوجل ویقول فی ترجمتہ لاھل الجماعة ا مٔان لکم من عذاب اللہ یوم القیامة۔

بیشک امام جماعت خداوند متعال کی جانب سے اس کے بندوں کے لئے ترجمانی کرتا ہے جو اپنے ترجمہ میں اہل جماعت سے خدا کی طرف کہتا ہے مومنین سے کہتا ہے: تمھیں روز قیامت کے عذاب الٰہی سے امان ونجات مل گئی ہے ۔[۱]

جابرابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں مولاامیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں موجود تھا، آپ نے ایک شخص کونماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب وہ نماز سے فارغ ہو اتو مولانے اس سے پوچھا: اے مرد! کیا تم نماز کی تاویل وتعبیر سے آشنائی رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں عبادت کے علاوہ نماز کی کوئی تاویل وتعبیر نہیں جانتا ہوں، میں فقط اتنا جانتا ہوں کہ نماز ایک عبادت ہے ،امام (علیہ السلام) نے اسسے فرمایا: قسم اس خدا کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو نبوت عطاکی، خداوند عالم نے جت نے بھی کام نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو بجالانے کا حکم دیا ہے اس میں کوئی رازاور تعبیر ضرورپائی جاتی ہے اوروہ سب کام بندگی واطاعت کی نشانی ہیں ، اس مردنے کہا: اے میرے مولا! آپ مجھے ان سے ضرور آگاہ کیجئے اور بتائے کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: تشہد پڑھتے وقت بائیں ران پر بیٹھنا اوردائیں پیر کی پشت کو بائیں پیر کے تلوے پر رکھنا اوردائیں ران کو تھوڑا سا بلند کرکے بائیں ران رکھنا تاکہ وہ تھوڑی سی دب جائے (اس طرز سے بیٹھنے کو تورّک کہا جاتا ہے) کا مطلب یہ ہے نمازی ا پنے دل میں یہ ارادہ کرے: بارالٰہا! میں نے حق کو اداکیا اورباطل کو دفنادیا ہے ہے ،تشہد یعنی تجدید ایمان اور اسلام کی طرف بازگشت اورمرنے کے بعددوبارہ زندہ ہونے کا اقرار کرنا اورتشہد کے یہ بھی معنی ہیں: میں اللہ کو ان سب باتوں سے بزرگ وبرتر مانتا ہوں جو کفار ومشرکین اس کی توصیف کرتے ہیں۔[۲]

---

۱). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۲۰

۲). بحارالانوار/ج ۸۱/ص ۲۵۳

راز صلوات

تشہد نماز میں صلوات کے واجب قرار دئے جانے کا راز یہ ہے: نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے دل میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے علاوہ ان کی آل اطہار کی بھی محبت رکھتا ہو اور ان کے دشمن سے بیزاری بھی کرتا ہو، نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ وہ تابع امامت وولایت ہونے کا ثبوت دے ، اور صاحب محبت و مودت محمد آل محمد ہونے کا ثبوت دے اسی لئے نماز میںصلوات واجب قرار دیا گیا ہے کیونکہ صلوات کے ذریعہ ولایت کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ جس کے بغیر نماز ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے ، بارگاہ خداوندی میں صرف انھیں لوگوں کی نماز قبول ہوتی ہے جو آل محمد کی محبت و مودت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں ال رسول کی محبت کا چراغ روشن رکھتے ہیں لیکن اگر ان کی محبت کا چراغ دل میں روشن نہیں ہے تو وہ عبادت بے کار ہے اور اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی ہے، نماز و عبادت اسی وقت فائدہ مند واقع ہو سکتی ہے جب نماز کو اہلبیت کی محبت و معرفت اور ان کی اطاعت وولایت کے زیر سایہ انجام دیا جائے ، اہلبیت کی محبت وولایت کے بغیر سب نمازیں بے کار ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم : من صلی صلاۃ ولم یصل علیّ فیھاوعلیٰ اھل بیتی لم تقبل منہ۔[1]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں : جو شخص نماز پڑھے اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجے اس کی نماز قبول نہیں ہے۔

نماز میں صلوات کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے کیونکہ تاکہ اس کے ذریعہ اہلبیت اطہار کی ولایت و محبت کا اقرار کیا جاتا ہے اور نماز میں محمد و آل محمد علیہم الصلاۃ و السلام پر درود بھیجنا نماز کے صحیح و کامل اور مقبول ہونے کا ثبوت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص صلوات کو ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے

عن ابی یصیروزرارۃ قالا: قال ابو عبداللہ علیہ السلام :من تمام الصوم اعطاء الزکاۃ (یعنی الفطرۃ کماان الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ من تمام الصلاۃ ومن صام ولم یو ذھافلاصوم لہ ان ترکھامتعمداً ، ومن صلی ولم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وترک متعمدافلاصلاۃ لہ. ابوبصیر اور زرارہ سے مروی ہے : امام صادق فرماتے ہیں: روزہ زکات فطرہ کے ذریعہ مکمل (اور قبول) ہوتا ہے جس طرح نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) پر سلام کے مکمل اور قبول ہوتی ہے ، پس اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور عمداً زکات فطرہ دینا ترک کردے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا ہے اور جو شخص نماز پڑھے اور عمداً محمد و آل محمد علیہم الصلاۃ و السلام پر درود نہ بھیجے تو اس نماز قبول ہوتی ہے۔

---

۱). الغدیر (علامہ امینی) / ج ۲ / ص ۳۰۴

رازسلام

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے نمازکو مومن کی معراج قراردیاہے اور جو شخص بارگاہ ملکوتی کی طرف پروازکرتاہے تو معنوی طورسے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوجاتاہے لہٰذا جیسے ہی مومن سفر الٰہی اور معراج سے واپس آتاہے تو اسے چاہئے کہ سب پہلے اللہ کی محبوب ترین و عظیم الشان مخلوق حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) پرسلام بھیجے اس کے بعد تمام انبیاء و صلحاء کو سلام کرے اسکے بعد تمام مومنین کو سلام کرے ۔ نمازی سلام کے ذریعہ نماز سے فارغ ہوجاتاہے اوروہ چیزیں جو تکبیرۃ الاحرام کہنے کے ساتھ حرام ہوجاتی ہیں مثلاکسی چیزکاکھانا ،سونا، قبلہ سے منحرف ہوناوغیرہ یہ سب سلام کے ذریعہ حلال ہوجاتی ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم:مفتاح الصلاۃ الطھور وَتحریمھاالتکبیر وتحلیلھاالسّلام ولایقبل اللّٰہ صلاۃً بغیرالطھور.

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:طہارت نمازکی کنجی ہے اورتکبیر"اللہ اکبر"اس کی تحریم ہے اورسلام نمازاس کی تحلیل ہے(یعنی جوچیزیں نمازکے منافی ہیں وہ تکبیرکے ذریعہ حرام ہوجاتی ہیں اورسلام کے بعدحلال ہوجاتی ہیں)اورخداوندعالم بے طہارت لوگوں کی نمازقبول نہیں کرتاہے۔[۱]

رازسلام کے بارے میں حدیث معراج میں آیاہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) معراج پرتشریف لے گئے اورآپ کونمازپڑھنے کاحکم دیاگیاتوآپ نے نمازپڑھناشروع کی اورتشہدوصلوات کوانجام دینے کے بعدملائکہ وانبیائے کرام کونمازمیں حاضردیکھا،حکم پروردگارہوا :اے محمد!ان سب کوسلام کرو،پس آنحضرت نے کہا:"السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ"

پروردگاکی طرف سے وحی نازل ہوئی:

ان السلام والتحیۃ والرحمۃ والبرکات انت وانت وذریتک تم پراورتمھاری آل پرخداوندعالم کی رحمت ،برکت اورسلامت نازل ہو،اس کے بعدوحی نازل ہوئی :اے پیغمبر!اب اپنے دائیں جانب متوجہ ہوجاؤ۔[۲]

---

۱). بحارالانوار/ج ۷۷ /ص ۲۱۴

۲). کافی/ج ۳/ص ۴۸۶

فضل بن شاذان سے مروی ہے: امام علی رضا فرماتے ہیں: نماز میں تکبیر یا تسبیح یا کسی اور دوسری چیز کو تحلیل نماز نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ سلام کو تحلیل نماز قرار دیا گیا ہے اور سلام کو تحلیل نماز قرار دئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ (تکبیرۃ الاحرام کے ذریعہ) نماز میں داخل ہوتے ہی بندوں سے کلام وباتیں کرنا حرام ہوجاتا ہے اور پوری توجہ خالق کی معطوف ہوجاتی ہے ،جب انسان نماز تمام کرے اور حالت نماز سے فارغ ہونے لگے تو مخلوق سے کلام کرنا حلال ہوجاتا ہے اور مخلوق سے باتوں کی ابتداء سلام کے ذریعہ ہونی چاہیئے اسی لئے سلام کو تحلیل نماز قرار دیا گیا ہے۔[1]

محمد ابن سنان نے مفضل ابن عمر سے ایک طولانی روایت نقل کی ہے ، مفضل کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق سے پوچھا: نماز میں سلام کے واجب قرار دئے جانے کی کیا وجہ ہے ؟

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیونکہ سلام تحلیل نماز ہے میں نے عرض کیا: اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز گزار کو سلام پڑھتے وقت اپنی دائیں جانب نگاہ کرنا چاہیئے اور بائیں جانب سلام نہیں دینا چاہیئے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا : کیونکہ وہ موکل فرشتہ جو انسان کی نیکیوں کو لکھتا ہے وہ دائیں جانب رہتا ہے اور وہ فرشتہ جو برائیوں کو درج کرتا ہے وہ بائیں جانب رہتا ہے اور(صحیح ومکمل)نماز میں نیکیاں ہی نیکیاں پائی جاتی ہیں اور برائی کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا ہے اس لئے مستحب ہے کہ نماز گزار سلام پڑھتے وقت اپنی دائیں جانب نگاہ کرے نہ بائیں جانب میں نے پوچھا: جب دائیں جانب ایک فرشتہ موکل ہے تو سلام میں واحد کا صیغہ استعمال کیوں نہیں کرتے ہیں یعنی "السلام علیک "(سلام ہو تجھ پر) کیوں نہیں کہتے ہیں بلکہ جمع کی لفظ استعمال کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ سلام " السلام علیکم "کہتے ہیں؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: "السلام علیکم "اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ دائیں وبائیں جانب کے دونوں فرشتوں کو سلام کیا جا سکے لیکن دائیں جانب کے فرشتہ کی فضیلت دائیں طرف اشارہ کرنے سے ثابت ہوجاتی ہے ورنہ حقیقت میں دونوں فرشتوں کو سلام کیا جاتا ہے ،میں نے کہا: ماموم کو تین سلام کیوں کہنے چاہیئے ؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا: پہلا سلام امام جماعت کے سلام کا جواب اور امام جماعت کو اور امام جماعت کے دونوں فرشتوں کو سلام کرنا مقصود ہوتا ہے

دوسرا سلام ان مومنین کے لئے ہوتا ہے جو اس کے دائیں جانب ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کو سلام کیا جاتا ہے جو مومنین اور خود پر موکل ہیں

---

۱). عیون اخبار الرضا (علیہ السلام)/ج ۱/ص ۱۱۵

تیسرا سلام ان مومنین کے لئے ہوتا ہے جو اس کے بائیں جانب ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کو سلام کیا جاتا ہے جو مومنین اور خود پر موکل ہیں اور وہ شخص کہ جس کے بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب سلام نہ کرے ،ہاں اگر اس کے دائیں جانب دیوار ہو اور کوئی نمازی دائیں طرف نہ ہو اور بائیں طرف کوئی نمازی موجود ہو جو اس کے ہمراہ امام جماعت کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو اس صورت میں بائیں طرف سلام کرے

مفضل کہتے ہیں :میں نے امام (علیہ السلام) سے معلوم کیا :امام جماعت کس لئے سلام کرتا ہے اور کس چیز کا قصد کرتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا :دونو فرشتوں اور ماموین کو سلام کرتا ہے ،وہ اپنے دل میں ان دونوں فرشتوں سے کہتا ہے :نماز کی صحت وسلامتی کو لکھو اور اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھو جو نماز کو باطل کردیتی ہیں اور ماموین سے کہتا ہے تم لوگ اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے محفوظ وسالم رکھو

فضل کہتے ہیں: میں نے امام (علیہ السلام) سے کہا: سلام ہی کو کیوں تحلیل نماز کیوں قرادیا گیا ہے؟ (تکبیر، تسبیح یا کسی دوسری چیز کو کیوں نہیں قرار دیا گیا ہے؟) امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیونکہ اس کے ذریعہ (دونوں کاندھوں پر موکل) دونو فرشتوں کا سلام کیا جاتا ہے اور نماز کا اس کے پورے آداب شرائط کے ساتھ بجالانا اور رکوع و سجود و سلام نماز بندہ کا نار جہنم سے رہائی کا پروانہ ہے ،روزقیامت جس کی نماز قبول ہوگئی اس کے دوسرے اعمال بھی قبول ہوجائیں گے ،اگر نماز صحیح وسالم ہے تو دوسرے اعمال بھی صحیح واقع ہونگے اور جس کی نماز ردکردی گئی اس کے دوسرے اعمال صالح بھی ردکردئے جائیں گے ۔[1]

"معانی الاخبار" میں عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے مروی ہے میں نے امام صادق سے سلام نماز کے معنی و مقصود کو پوچھا تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: سلام امن وسلامتی کی علامت ہے اور تحلیل نماز ہے کہ جس کے ذریعہ نماز سے فارغ ہوا جاتا ہے ،میں نے کہا: اے میرے امام !میری جان آپ پر قربان ہو مجھے آگاہ کیجئے کہ نماز میں سلام کو واجب قراردئے جانے کی وجہ کیا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

---

۱) علل الشرایع/ص ۱۰۰۵

گذشتہ زمانہ میں لوگوں کی یہ روش تھی کہ اگرآنے والا شخص لوگوں کو سلام کردیا کرتا تھاتو اس کا مطلب یہ ہوتا تھاکہ لوگ اسکے شرسے امان میں ہیں اوراگرآنے والے کو اپنے سلام کاجواب مل جاتا تھاتو اس کے یہ معنی ہوتے تھے کہ وہ بھی ان لوگوں کے شرسے امان میں ہے ، لیکن اگرآنے والا شخص سلام نہیں کرتا تھاتو اس کے یہ معنی ہوتے تھے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ نہیں ہیں اوراگرآنے سلام کرتا تھامگردوسری طرف سے کوئی جواب سلام نہیں دیاجاتا تھاتو یہ اس چیزکی پہچان تھی کہ آنے والا شخص کی خیرنہیں ہے اوروہ ان کے شرسے امان میں نہیں ہے اوریہ اخلاق عربوں کے درمیان رائج تھا،پس سلام نمازسے فارغ ہونے کی علامت ہے اورسلام مومنین سے کلام کرنے کے جائزہونے کی پہچان ہے ، اب بندوں سے باتیں کرناجائزہے، "سلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کہ جسے نمازگزارخداوندعالم کی طرف معین کئے گئے دوفرشتوں سے مخاطب ہوکرانجام دیتاہے۔(۱)

فضل بن شاذان سے روایت ہے امام علی رضا فرماتے ہیں:نمازمیں سلام کو تحلیل نمازاس لئے قراردیاگیاہے اوراس کے بدلہ میں تکبیر، تسبیح یااورکسی دوسری چیزکو تحلیل نماز قرارنہیں دیاگیاہے کیونکہ جب بندہ تکبیرکے ذریعہ نمازمیں داخل ہوجاتاہے تو اس کا بندوں سے ہمکلام ہوناحرام ہوجاتاہے اورفقط خداکی جانب متوجہ رہناہوتاہے لاجرم نماز سے خارج ہونے میں مخلوق سے کلام حلال ہوجاتاہے اورپوری مخلوق کواپنے کلام کی ابتد اسلام کے ذریعہ کرنی چاہئے لہذانمازگذارجب نمازسے خارغ ہوتاہے پہلے مخلوق سے ہمکلام ہونے کوحلال کرے یعنی پہلے سلام کرے اوراس کے بعدکوئی کلام کرے اسی نمازکے آخرمیں سلام کوقراردیاگیاہے۔(۱)

روایت میں آیاہے کہ ایک شخص نے امام علی ابن ابی طالب + سے پوچھا:اے خداکی محبوب ترین مخلوق (حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ))کےچچازادبھائی!امام جماعت کاسلام میں "السلام علیکم "کہنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

انّ الامام یترجم عن اللہ عزوجل ویقول فی ترجمتہ لاھل الجماعۃ ا مٔان لکم من عذاب اللہ یوم القیامۃ۔

کیونکہ امام جماعت خداوندمتعال کی جانب سے اس کے بندوں کے لئے ترجمانی کرتاہے جواپنے ترجمہ میں اہل جماعت سے کہتاہے : تمھیں روزقیامت کے الٰہی عذاب سے امان ونجات مل گئی ہے ۔(۳)

۱.)معانی الاخبار/ص ۱۷۶

۲). علل الشرائع/ج ۱/ص ۲۶۲ ۔عیون اخبارالرضا/ج ۱/ص ۱۱۵

۳). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۲۰

مفضل ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ سلام نماز کے بعد تین مرتبہ ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہا جائے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: جس وقت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے مکہ فتح کیا تو اپنے اصحاب کے ساتھ حجر اسود کے قریب نماز ظہر ادا کی اور سلام پڑھا تو اپنے ہاتھوں کو اوپر لے گئے اور تین مرتبہ تکبیر کہی اسکے بعد یہ دعا پڑھی:

لَااِلٰہَ اِلّاَاللّٰہُ وَحْدَہ وَحْدَہ ، اَنْجَزَوَعْدَہ ، وَنَصَرَعَبْدَہ ، وَاَعَزَّجُنْدَہ ، وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہ ، فَلَهُ الْمُلْکُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیٍ قَدِیْرٌ.

اس کے بعد اپنے اصحاب کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: اس تکبیر اور دعا کو کسی بھی واجب نماز کے بعد ترک نہ کرنا کیونکہ جو شخص سلام کے بعد اس دعا کو پڑھے گویا اس نے اس شکر کو جو اسلام و سپاہیان اسلام کا شکر اس کے اوپر واجب تھا ادا کر دیا ہے۔[۱]

---

۱). علل الشرائع / ج ۲ / ص ۳۶۰

راز قنوت

لغت میں خضوع وخشوع اور اطاعت وفرمانبرداری کو قنوت کہتے ہیں اور دعا و نماز اور عبادت کو بھی قنوت کہتے ہیں جیسا کہ خداوندعالم حضرت مریم کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ی﴿ا مَرْ یَمُ اُقْنُتِی لِرَبِّکِ ﴾ [۱](اے مریم ! تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو

محمدابن مسعودکی "تفسیر عیاشی" میں امام صادق سے نقل کیا گیا ہے کہ: اس قول خداوندی ﴿ قوموا للہ قانتین ﴾ [۲] میں "قانتین " سے "مطیعین" مراد ہے یعنی نماز کو خضوع وخشوع اور اطاعت خداوندی کے ساتھ بجالاوٴ۔

فقہا کی اصطلاح میں نماز میں ایک مخصوص موقع پر ایک خاص طریقہ سے دعا کرنے کو قنوت کہا جاتا ہے اور دعا کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو چہرے کے مقابل دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا کر ہتھیلیوں کے رخ کو آسمان کی جانب قرار دیا جائے اور ہتھیلیوں پر نگاہ رکھی جائے

قنوت میں کسی مخصوص ذکر کا پڑھنا شرط نہیں ہے بلکہ جائز ہے نمازی جس دعا وذکر اور مناجات کو بھی چاہے پڑھے لیکن مستحب ہے کہ قنوت میں معصوم سے منقول یہ دعا پڑھی جائے:

امام صادق فرماتے ہیں: قنوت میں یہ دعا پڑھنا کافی ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا، وَارْحَمْنَا، وَعَافِنَا، وَاعْفُ عَنَّا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، اِنَّكَ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ۔[۳]

اور امام صادق فرماتے ہیں: نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں قرائت کے بعد کلمات فرج کو ذکر کیا جائے اور وہ یہ ہیں:

لاالہ الّاالله الحلیم الکریم ،لاالہ الّاالله العلی العظیم ، سبحان الله ربّ السموات السبع وربّ الارضین سبع ،ومافیهنّ ،ومابینهنّ، وربّ العرش العظیم، والحمدللهربّ العالمین ،اللّٰهم صلّ علی محمدوآله کماهدیت نابه۔[۴]

---

۱)آل عمران /آیت ۴۲

۲)بقرہ /آیت ۲۳۸ تفسیر عیاشی /ج ۱/ص ۱۲۷

۳)۔تہذیب الاحکام /ج ۲/ص ۸۷

۴)۔تہذیب الاحکام /ج ۳/ص ۱۸

راز نماز قصر

سفر اور خوف کی حالت میں آٹھ شرائط کے ساتھ چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھنا واجب ہے لیکن نماز صبح اور مغرب کو پوری پڑھنا واجب ہے اور اس بارے میں علمائے کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہمسافر کو قصر و اتمام کے درمیان کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ قصر پڑھنا واجب ہے۔

قال رسول صلی الله علیه وآله :ان الله عزوجل تصدق علی مرضی امتی ومسافریهابالتقصیروالافطار، وهل یسراحدکم اذاتصدق بصدقة ان تردعلیه. نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: بیشك خدائے عزوجل نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں پر نماز کے قصر ہونے اور روزے کا نہ رکھنے کا تصدق عطا کیا ہے، اگر تم کسی کے ساتھ کوئی اچھائی کرو اور وہ تمھارے اس تصدق کو واپس کردے تو کیا تمھیں اس سے کوئی خوشی ملے گی ؟۔[۱]

زرارہ اور محمد ابن مسلم سے روایت ہے: ہم دونوں نے امام محمد باقر سے عرض کیا: سفر کی حالت میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے، اور کس طرح سے نماز پڑھنی چاہئے اور کتنی رکعت پڑھنی چاہئے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم نے اس آیہ مبارکہ کو نہیں پڑھا ہے جسمیں خداوند عالم ارشاد فرمایا تا ہے:

﴿ وَإِذَاضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَعَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْامِنَ الصَّلَاةِ ﴾ ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تمھارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنی نمازیں قصر کرو۔[۲]

یہ آیہ مبارکہ اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ سفر میں نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے جس طرح حضر میں نماز کو پوری پڑھنا واجب ہے ،راوی کہتے ہیں کہ ہم نے امام (علیہ السلام) نے سے عرض کیا: خداوند عالم نے آیہ مبارکہ میں﴿ لیس علیکم جناح ﴾ فرمایا ہے کہ جس سے وجوب کے معنی نہیں سمجھے جاتے ہیں اور اس نے "افعلوا" نہیں کہا ہے کہ جس سے وجوب کے معنی سمجھ میں ائیں پس اس آیہ مبارکہ سے کس طرح ثابت کیا جاسکتا ہے کہ سفر میں نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے جس طرح حضر میں پوری واجب ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا خداوند عالم نے صفا اور مروہ کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا ہے:

---

۱). کافی/ ج ۴/ ص ۱۲۷

۲). سورہ نساء/ آیت ۱۰۱

﴿ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَفَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ يَطُوْفَ بِهِمَا ﴾ جو شخص بھی حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ان کادونوں پہاڑیوں کاچکر لگائے ۔(۱)

اورکیاتم نہیں جانتے ہوکہ ان دونوں کاچکرلگاناواجب ہے کیونکہ خدائے عزوجل نے اس کا اپنی کتاب میں ذکرکیاہے اورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے اسے انجام دیاہے پس اسی طرح سفرمیں نمازکوقصرپڑھنا واجب ہے کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے سفرمیں نمازکوقصرپڑھا ہے اورخداوندعالم نے قصرکواپنی کتاب میں ذکرکیاہے،راوی کہتے ہیں کہ ہم نے امام باقر سے عرض کیا: اگرکوئی شخص سفرمیں نمازکوچاررکعتی پڑھے،اسے اپنی نمازکااعادہ کرناچاہئے یانہیں؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

اگراس کے سامنے آیہ تقصیرکوپڑھاگیاہے اوراسے تقصیرکے بارے میں بتایاگیاہے تواعادہ کرناواجب ہے لیکن اگرآیت کی قرائت نہیں کی گئی ہے اوراسے تقصیرسے آگاہ نہیں کیاگیاہے اوراسے تقصیرکے بارے میں تعلیم نہیں دی گئی ہے تواس کااعادہ نہیں ہے ،اس کے بعدامام (علیہ السلام) نے فرمایا:

الصلوات کلهافی السفررکعتان کل صلاة الّاالمغرب فانهاثلاث لیس فیها تقصیرترکهارسول الله صلی الله علیه وآله فی السفروالحضرثلاث رکعات. نمازمغرب کے علاوہ روزانہ کی تمام نمازوں میں سے ہرنمازکوسفرمیں دورکعت پڑھناواجب ہے، نمازمغرب میں کوئی تقصیرنہیں ہے کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سفراورحضرمیں نمازمغرب کواسی طرح پڑھتے تھے ۔(۲)

عیون اخبارالرضا میں فضل بن شاذان سے مروی ہے: اگرکوئی شخص یہ سوال کرے کہ : سفرمیں نمازکے قصرپڑھنے کاحکم کیوں جاری ہواہے؟تواسے اس طرح جواب دو:کیونکہ نمازاصل میں دس رکعت واجب تھی اورسات رکعت کابعدمیں(پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی فرمائش سے) اضافہ کیاگیاہے اس کے بعدخداوندعالم نے مسافرکے لئے ان زحمت و مشقت کی وجہ سے جواسے سفرمیں اٹھانی پڑتی ہیں اورچونکہ نمازاللہ کے لئے ہی پڑھی جاتی ہے اسی لئے اس نے نمازمغرب کے علاوہ تمام اضافی کی گئی رکعتوں کوختم کردیاہے اورنمازمغرب سے اس لئے کوئی رکعت کم نہیں کی ہے کیونکہ نمازمغرب اصل میں مقصورہ ہے ۔(۳)

---

۱)سورہ بقرہ/آیت/ ۱۵۸

۲). من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۴۳۴

۳). عیون اخبارالرضا/ج ۱/ص ۱۰۶

محمدابن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق کی محضر مبارک میں ان سے معلوم کیاکہ: سفراور حضرمیں نمازمغرب کوتین رکعت کیوں پڑھاجاتاہے اوربقیہ نمازوں کودورکعت ؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:کیونکہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)پرنمازدودورکعتی واجب کیاگیا تھا اوراورآنحضرت نے تمام نمازوں میں دودورکعت کا ضمیمہ کیااورپھر نمازمغرب سے ایک رکعت کوکم کردیااورسفرمیں ہرنمازمیں سے دورکعت کوکم کردیا لیکن نمازمغرب کوسفرمیں اسی تین رکعت کی حالت پررکھا کیونکہ اورفرمایا:نمازمغرب سے کسی رکعت کوکم کرتے ہوئے مجھے حیاآتی ہے اسی لئے نمازمغرب کوسفرو حضرمیں تین رکعت ہی پڑھی جائے ۔[۱]

نماز صبح کوسفر وحضرمیں اسی دورکعتی حالت پررکھا گیاہے اس بارے میں سعدنے مسیب سے منقول امام علی بن الحسین کی ایک روایت "پنچگانہ نمازوں" کے عنوان میں ذکرکرچکے ہیں لہٰذاتکرارکی ضرورت نہیں ہے ۔

عیون اخبارالضا ںمیفضل بن شاذان سے مروی ہے: اگرکوئی شخص یہ سوال کرے کہ آٹھ فرسخ کے سفرمیں ہی نمازکوکیوں قصرقراردیاگیاہے اس سے کم میں کیوں نہیں؟تواس کاجواب یہ ہے:کیونکہ عموماً قافلہ اورحیوان بردارلوگ اوردیگرمسافروں کے لئے آٹھ فرسخ ایک دن کی سیرہے اسی لئے ایک دن کی سیرکے حساب سے نمازکوقصرقراردیاگیاہے

اوراگرکوئی یہ کہے کہ ایک دن کی سیرکی مقدارمیں نمازکوقصرکیوں رکھاگیاہے ؟اس کاجوب یہ ہے کہ اگرایک دن کی سیرمیں نمازکے قصرہونے کوواجب قرارنہ دیاجاتاتوہزارسال کی سیرمیں بھی قصرکوواجب قرارنہ دیاجاتا کیونکہ ہروہ دن جوآج کے بعدآتاہے وہ بھی آج ہی کے مانند ہوتاہے یعنی دن سب براجرہیں اج ہویاکل،آج اورکل کے دن میں کوئی فرق نہیں ہے ،اگرایک دن کی سیرمیں نمازکوقصرنہ رکھاجاتاتواس کے نظیرمیں بھی قصرنہ رکھاجاتا اگرکوئی یہ کہے کہ سیرمیںفرق ہوتاہے اونٹ ایک دن میں اٹھ فرسخ راستہ طے کرتاہے مگرگھوڑامثلاًبیس فرسخ راستہ طے کرتاہے (اورآج کے زمانہ میں انسان ایک دن جہازکے ذریعہ نہ معلوم کت نی دورپہنچ جاتاہے)پس یہ ایک دن کی مسافت کوآٹھ فرسخ کیوں قراردیاگیاہے ؟اس کاجواب یہ ہے :کیونکہ اونٹ اورقافلے والوں کی سیرغالب آٹھ فرسخ ہوتی ہے اوراونٹ اورقافلے والے لوگ غالباًاس مقدارمسافت کوایک دن میںطے کرتے ہیں۔[۲]

---

۱)بحارالانوار/ج ۸۶/ص ۵۶

۲). عیون اخبارالرضا/ج ۱/ص ۱۰۶

حیض کی حالت میں ترک شدہ نمازوں کا حکم

دین اسلام میں کسی بھی شخص کے لئے نماز کو معاف نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر حال میں نماز واجب ہے اور وہ نمازیں جو عمداً یا سہوا یا کسی مجبوری کی بناء پر ترک وجاتی ہیں ان کی قضا بجالانا واجب ہے البتہ عورتوں کی وہ نمازیں جو ہر ماہ کی عادت کے دنوں میں یا نفاس کی حالت میں ترک ہوجاتی ہیں ان کے لئے دین اسلام میں رخصت دی گئی ہے اور ان کی قضا بجالانا واجب نہیں ہے لیکن روزوں کی قضا بجالانا واجب ہے۔

عن ابی جعفروابی عبداللہ علیہماالسلام قالا:الحائض تقضی الصیام ولاتقضی الصلاۃ.

امام باقر اور امام صادق فرماتے ہیں:حائضہ عورت اپنے روزوں کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہیں کرے گی۔[۱]

حالت حیض میں ترک شدہ نمازوں کی قضا کیوں واجب نہیں ہے ؟ حیض ونفاس کی حالت میں ترک شدہ نماز کی قضا ہے مگر روزہ کی نہیں ہے دین اسلام میں کسی بھی شخص کے لئے نماز کو معاف نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر حال میں نماز واجب ہے اور وہ نمازیں جو عمداً یا سہوا یا کسی مجبوری کی بناء پر ترک ہوجاتی ہیں ان کی قضا بجالانا واجب ہے البتہ عورتوں کی وہ نمازیں جو ہر ماہ کی عادت کے دنوں میں یا نفاس کی حالت میں ترک ہوجاتی ہیں ان کے لئے دین اسلام میں رخصت دی گئی ہے اور ان کی قضا بجالانا واجب نہیں ہے لیکن روزوں کی قضا بجالانا واجب ہے۔عن ابی جعفروابی عبداللہ علیہماالسلام قالا:الحائض تقضی الصیام ولاتقضی الصلاۃ.

امام باقر اور امام صادق +فرماتے ہیں:حائضہ عورت اپنے روزوں کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہیں کرے گی۔[۲]

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نماز روزہ سے افضل ہے ،جب حائضہ پر روزہ کی قضا واجب ہے تو نماز کی قضا بدرجہ اولیٰ واجب ہے کیونکہ نماز روزہ سے افضل ہے ؟ اس کا جواب یہ کہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا نماز کا روزہ پر قیاس کرنا باطل ہے،یہی قیاس ابو حنیفہ نے کیا تھا اور کہا تھا کہ جب نماز روزہ سے افضل ہے اور روزہ کی قضا واجب ہے تو نماز کی قضا بطریق اولیٰ واجب ہے روایت میں آیا ہے کہ امام صادق نے ابو حنیفہ سے پوچھا:یہ بتاؤ نماز افضل ہے یا روزہ ؟ کیا نماز افضل ہے (جب حائضہ روزہ کی قضا واجب ہے تو نماز کی بطریق قضا واجب ہے)آپ نے امام(علیہ السلام) نے فرمایا:تم نے قیاس کیا ہے پس تقوائے الٰہی اختیار کرو اور قیاس نہ کرو بلکہ حکم شرعی یہ ہے حائضہ پر روزہ کی قضا واجب ہے اور نماز کی قضا نہیں ہے ۔[۳]

---

۱).تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۱۶۰

۲).تہذیب الاحکام/ج ۲/ص ۱۶۰

۳).علل الشرائع/ج ۱/ص ۸۷

حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے لئے نہ روزہ رکھنا صحیح ہے اورنہ نمازپڑھنا۔ فضل بن شاذان مروی ہے امام علی فرماتے ہیں: اگرکوئی سوال کرے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہوتواس کے لئے روزہ رکھنااورنمازپڑھناکیو ںصحیح نہیں ہے؟اس کاجواب یہ ہے :کیونکہ کیونکہ حیض حدّ نجاست میں ہے ،لاجرم خداوندمتعال یہ چاہتاہے کہ عورت فقط طہارت کی حالت میں اس کی عبادت کرے اورایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس کی نماز صحیح نہ ہواورجس کے لئے اصل میں نمازکومشروع نہ کیاگیاہوتوروزہ بھی اس کے مشروعیت نہیں رکھتاہے

اگرکوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ نمازیں جوعورت سے حیض کے ایام میں ترک ہوجاتی ہیں ان کی قضا بجالاناکیوں واجب نہیں ہے اورروزہ کی قضا بجالاناکیوں واجب ہے ؟تواس کاجواب یہ ہے کہ چند(مندرجہ ذیل)وجوہات کی بناپرعورت پرنمازکی قضاواجب ہے مگرروزہ کی قضاواجب نہیں ہے:

۱۔ روزہ رکھناعورت کوروزانہ کے ضروری کام کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتاہے ،روزہ نہ امورخانہ داری سے منع کرتاہے ،نہ شوہرکی خدمت کرنے سے ،نہ شوہرکے فرمان کوانجام دینے سے منع کرتاہے ،نہ گھرکی صفائی کرنے اورنہ کپڑوں وغیرہ کی دھلائی کرنے سے منع کرتاہے ،روزہ کی حالت میں ان سب کاموں کوانجام دیاجاسکتاہے لیکن نمازکے لئے وقت درکارہوتاہے اورنمازکی قضاکابجالاناعورت کے لئے امورخانہ داری ،صفائی ،دھلائی وغیرہ میں مانع واقع ہوتاہے کیونکہ نمازروزانہ بطورمکرر واجب ہوتی ہے اورعورت اس چیزکی قدرت نہیں رکھتی ہے کہ اپنی روزانہ کی نمازیں بھی پڑھے اورناپاکی کی حالت میں ترک کی گئی نمازوں بھی کی قضا بجالائے اورگھروزندگی کے ضروری کاموں کوبھی انجام دے لیکن روزے میں ایسانہیں ہے ،عورت روزہ کی حالت میں امورخانہ داری کوانجام دے سکتی ہے ۔

۲۔ نمازپڑھنے میں رکوع و سجود،تشہدوسلام وغیرہ کے لئے اٹھنے ،بیٹھنے ،کی زحمت ہوتی ہے لیکن روزہ میں ایسانہیں ہے،بلکہ روزہ میں اپنے آپ کوکھانے پینے سے روکناپڑتاہے اورکھانے پینے سے رکنے کے لئے نہ اٹھنے کی ضرورت پڑتی ہے اورنہ بیٹھنے کی ضرورت ہوتی اورنہ کوئی حرکت کرنی پڑتی ہے ۔

۳۔ شب وروزکی مدت میں ایک وقت کے بعدجب دوسراوقت شروع ہوتاہے تواس وقت میں دوسری نمازواجب ہوجاتی ہے (نمازظہرکے بعدنمازعصرواجب ہوجاتی ہے ،نمازمغرب کے عشاکی نمازواجب ہوجاتی ہے اورجیسے ہی صبح ہوتی ہے تونماز صبح واجب ہوجاتی ہے)لیکن روزہ میں ایسانہیں ہے ،ماہ رمضان المبارک کے بعدکوئی روزہ نہیں آتاہے کہ جواس پرواجب ہوجائے لہذاروزہ رکھنے کاوقت خالی رہتاہے مگرنمازتووقت کے ساتھ ساتھ واجب ہوتی رہتی ہے ۔[۱]

---

۱)علل الشرائع /ج ۱/ص ۲۷۱

قبولیت نماز کے شرائط

ہر شخص کی نماز دو حالت سے خالی نہیں ہوتی ہے یا اس کی نماز بارگارب العزت میں قبول ہوتی ہے اور خدا عالم اس نمازی پر دنیا و آخرت میں نعمتیں نازل کرتا ہے یا قبول نہیں ہوتی ہے اور خداوندعالم جس نماز کو قبول نہیں کرتا ہے اسے نمازی کی طرف واپس کردیتا ہے جیساکہ حدیث میں آیا ہے:

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: خدا کی جانب سے ایک فرشتہ نماز کے کاموں کے لئے مامور ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کرتا ہے، جب بندہ نماز سے فارغ ہوجاتا ہے تو وہ فرشتہ اس کی نماز کو آسمان پر لے جاتا ہے اگر اس کی نماز قبولیت کی صلاحیت رکھتی ہے تو وہ بارگاہ رب العزت میں قبول ہوجاتی ہے اور اگر قبول ہونے کی صلالیت نہیں رکھتی ہے تو اس فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس نماز کو صاحب نماز کی طرف واپس لوٹا دے، وہ فرشتہ نماز کو واپس لے کر زمین پر آتا ہے اور اسے صاحب نماز کے منہ پر مار کر کہتا ہے: وائے ہو تجھ پر کیونکہ تیری اس نماز نے مجھے زحمت میں ڈالا ہے اور واپس لے کر آنا پڑا ہے۔[۱]

روزقیامت صرف انھیں لوگوں کی نماز قبول ہوگی جو نماز کو پورے آداب شرائط کے ساتھ انجام دیتے ہیں، وہ لوگ جو نماز کو اس کے تمام آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ انجام دیتے ہیں تو ان کی یہ صحیح اور مکمل نماز بقیہ دوسرے انجام دئے گئے واجبات کے قبول ہونے کا سبب واقع ہوگی اور وہ لوگسعادتمند محسوب ہونگے لیکن وہ لوگ جو نماز کو اس کے پورے آداب و شرایط کے ساتھ انجام نہ دیتے ہیں تو وہ بدبخت اور بدنصیب شمار ہونگے۔ قال صادق علیه السلام :اوّل مایحاسب به العبد،الصلاة،فاذاقبلت قبل منه سائرعمله واذاردت علیه ردعلیه سائرعمله.[۲]

امام صادق فرماتے ہیں:روزقیامت سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں کیاجائے جن لوگوں کی نماز قبول ہوگی ان کے دوسرے اعمال بھی قبول ہونگے اورجن کی نماز قبول نہیں ہوگی ان بقیہ اعمال بھی قبول نہیں ہونگے۔

---

۱)ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ص۲۳۰

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/ص۲۰۸

قال رسول الله صلى الله عليه وآله:لكل شی ؤجه ووجه دينكم الصلاة فلايشيئنّ احدكم وجه دينه.[1]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :ہر چیز کے لئے ایک چہرہ ہوتا ہے جو اس کی اصل و حقیقت کو بیان کرتا ہے اور نماز تمھارے دین کاچہرہ ہے ، ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنے دین کی شکل و صورت کو نہ بگاڑے دین اسلام بھی انسان کی طرح اپنے جسم میں اعضاء جوارح رکھتاہے ،جس طرح انسان اپنے جسم میں ہاتھ ،پیر،آنکھ ناک ،کان رکھتاہے اسی طرح دین اسلام بھی رکھتاہے انسان کے جسم کا ارجمندترین حصہ اس کا سرہے اور سر کا بہترین حصہ انسان کاچہرہ ہے کیونکہ چہرہ میں حساس اعضاء پا ئے جاتے ہیں : جیسے آنکھ، کان ،ناک ، زبان ، دانت وغیرہ اسی طرح دین اسلام کے اعضا میں نمازمقدس ترین حصہ ہے جیسے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے دین اسلام کاچہرہ قرار دیاہے اور نماز کودین اسلام کاچہرہ قرار دئے جانے کا رازیہ ہے کہ انسان کا بدن چہرے کی خوبصورتی کی وجہ سے خوشنما معلوم ہوتاہے اگر کسی کا چہرہ خوبصورت نہیں ہے تو اسے حسین نہیں کہا جاتا ہے ،جس طرح بدن کی خوبصورتی چہرہ سے تعلق رکھتی ہے اسی طرح دین اسلام بھی نماز سے تعلق رکھتاہے ،اگر نماز میں حُسن وکمال پایا جاتا ہے تو دین بھی حسین وخوبصورت معلوم ہوتا ہے ۔ مثال کے طورپر اگرہم خلوص کے ساتھ کسی شخص کے دیدارو ملاقات کے لئے اس کے گھرجاتے ہیں تو وہ پہلے ہمارے چہرہ پرنگاہ ڈالتاہے ،اگرہمارے چہرے چہرے کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہوں ، اور دونوں اَبرو آپس میں پیوستہ ہوں ،آنکھوں میں کشش پائی جاتی ہو، ناک حالت زیبائی رکھتی ہو ،ہونٹوں پرکلیوں کی طرح مسکراہٹ ہو،دانت صدف کے مانند درخشاں ہوں پیشانی پر نور خشاں ہویقیناً ایساچہرہ مکمل زیبا اورباعث اشتیاق ہو گااوروہ شخص ہمارے اس چہرے کودیکھ کر خوشحال ہو جا ئے گا اور عطوفت ومہربانی کا اظہار کرے گا،ہمیں اپنے قریب میں جگہ دے گا،ہم سے میٹھی اورخرم باتیں کرے گا لیکن اگرہمارے چہرے بگڑے ہوئے ہوں، پیشانی کے تیورچڑھے ہوں ،چہرے پرکمال درخشندگی نہ ہو، ابروکے بال بالکل صاف ہوں ، آنکھیں غضبناک ہوں، ناک پرورم آگیا ہو ،ہونٹ زخمی ہوں ، دانت گر چکے ہیں(یقیناً ایسا چہرے کودیکھ دل میں نفرت پیداہوجاتی ہے) تو ہمیں اس طرح دیکھ کراس کے تیور بھی چڑھ جائیں گے ،اب وہ اپنے بٹھاناتو دورکی بات اپنے دربارمیں کھڑے ہونے کی مہلت بھی نہیں دے گااور ہمیںفوراً اپنے دربار سے باہرنکال دے گا اور سزابھی سنائے گا

---

۱)کافی /ج ۳/ص ۲۷۰ ۔تہذیب الاحکام/ج ۲/ص

بس اسی طرح جب قیامت میں تمام لوگوں کو قبر سے بلند کیا جائے تو سب پہلا سوال

نماز کے بارے جائے گا، جن ہم سے لوگوں نے دنیا میں نمازیں نہیں پڑھی ہونگی انھیں واصل جہنم کردے گا اور جن لوگوں نے نمازیں پڑھی ہونگی ان کی نمازوں کو دیکھا جائے گا اگر ہماری وہ نمازیں اس کے معیار کے مطابق ہونگی اور پروردگار خوشنودی کا سبب واقع ہونگی تو وہ ہم پر اپنا رحم وکرم کرے گا اور ہمیں جنت عطا کرے گا لیکن اگر خداوندعالم ہماری نمازوں سے ناراض ہوگیا تو ہم اس کی رحمت و مغفرت سے محروم ہو جائیں گے اور ہماری بقیہ دوسری عبادتیں ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچائیں گی۔

جس طرح انسان کا چہرہ اعضاء رکھتا ہے اور اعضائے چہرہ کی وجہ سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے اسی طرح نماز جو دین اسلام کا چہرہ ہے اس کے بھی اعضاء ہیں وہ بھی اپنے چہرے پر آنکھ ناک ، کان ،دانت وغیرہ رکھتی ہے اگر وہ سب اعضا مناسب ہوں تو اللہ تبارک تعالی کی قربت حاصل کرنے کا سبب ہوتے ہے ، خضوع وخشوع ، حضور قلب ، ارکان نماز(نیت ،تکبیرۃ الاحرام ،قیام ، قرئت ،ذکر، رکوع، سجود اور تشہد وسلام) اور مستحبات نماز اعضاء وجوارح کا حکم رکھتے ہیں، اگر نماز کا چہرہ خوبصورت ہے اور اس کے تمام اعضاء صحیح و کامل ہیں یعنی نماز کو خضوع وخشوع، حضور قلب اور ارکان نماز کی رعایت کے ساتھ ادا کیا ہے تو وہ خدا کی خوشنودی اور اس کی بارگاہ میں قبولیت کا سبب واقع ہوگی اور اگر نماز کی شکل و صورت بگڑی ہوئی ہو اور ارکان نماز کو مکمل طور سے رعایت نہ کی گئی ہو تو یہ نماز خدا کے غضبناک ہونے کا سبب واقع ہوتی ہے اور خداوندعالم ایسی نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں کرے گا بلکہ ایسی نماز کو اسی نمازی کے منہ پر ماردے گا۔

یہ ممکن ہے کہ انسان کی نماز ظاہری اعتبار سے بالکل صحیح ہو اور اس میں کوئی کمی نہ ہو، روبقبلہ پڑھی گئی ہو، طمانینہ کی بھی رعایت کی گئی ہو مگر وہ بارگاہ خداوندی مقبول نہ کیونکہ ظاہری آداب کے لئے کچھ قلبی آداب بھی ہیں کہ جن کی رعایت کے سبب ہماری نمازیں بارگاہ خداوندی میں مقبول واقع ہوتی ہیں، اگر ہماری نمازوں میں وہ شرائط موجود ہیں تو قبول واقع ہو سکتی ہیں اور ان کے ذریعہ خدا کا تقرب اور اس کی رضایت حاصل ہو سکتی ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:

۱۔ حضور قلب

وہ الفاظ اور ذکر و تسبیح کہ جنھیں نمازگزار اپنے زبان سے ادا کر رہا ہے اگر انھیں سے دل بھی کہے اور ان کے معنی و مفہوم کو ذہن میں رکھنے کے ساتھ زبان پر جاری کرے اور اپنی نماز سے بالکل غافل نہ ہو اور اس طرح خدا کی طرف متوجہ ہوگیا ہو کہ وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ میرے برابر میں کون ہے اور کیا کر رہا ہے

تو اسے حضور قلب کہاجاتاہے۔ نمازی کے لئے ضروری ہے کہ نمازکی حالت میں اس کے تمام اعضاء وجوارح اوردل ودماغ سب کچھ خداکی طرف ہواس کے دل میں خداکاعشق اوراس سے ہمکلام ہونے کاشوق ہو، سستی اورکسلمندی نہ پائی جاتی ہوعبادت میں لذت محسوس کرتاہوکیونکہ جس مقدارمیں نمازی کادل خداکی طرف متوجہ رہے گااسی مقداراس کی نمازبارگاہ خداوندی میں باعث قبول ہوگی ،اگرعبادت کی حالت میں نمازی کادل دنیاکی طرف مبذول ہوتواس کی وہ عبادت کی کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے اورہر نمازی حضورقلب وخوف خداکے اعتبار سے اجروثواب حاصل کرتا ہے جو نمازی اپنے دل خت نازیادہ خوف خدا رکھتا ہے اسی مقدار میںثواب ونعمت حاصل کرتا ہے کیونکہ خدا وند متعال نمازگزار کے قلب پر نگاہ رکھتا ہے نہ اسکی ظاہری حرکتوں پر، روزقیامت صرف وہی نمازوعبادت کام آئے گی جو سچے دل سے انجام دی گئی ہو۔ ﴿ وَ لِكُلٍّ دَرَ جا تٌ مِمَّا عَمِلوُاوَمارَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمّـايَعْمَلُونَ ﴾ [۱] بے شک ہرایک شخص کے لئے اسکے اعمال کے مطابق درجات ہیں اورجوکچھ تم انجام دیتے ہوتمھاراپروردگارہرگزاس سے غافل نہیں ہے ﴿ يَوْمٌ لايَنْفَعُ مَالٌ وَلابَنُونَ، اِلَّا مَنْ اَتَى الله بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾ [۲] روزقیامت نہ مال کام آئے اورنہ اولاد، فقط وہی لوگ نجات پائیں گے جو قلب سلیم کے ساتھ بارگاہ باری تعالیٰ میں حاضر ہوتے ہیں۔

بعض نمازیں ایسی ہیں جو آدھی قبول ہوتی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو ایک سوم یا ایک چہارم ،ایک پنجم یا ایک دہم قبول ہوتی ہیں اور بعض نمازیں ایسی ہیں جو ایک بوسیدہ کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے یہ تیری نمازتجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے فقط وہی نمازتیرے کام آسکتی ہے جنھیں تو حضور قلب کے ساتھ انجام دیتاہے ۔[۳]

۲۔خضوع وخشوع

﴿ قَدْ اَ فْلَحَ المو مِنُونَ الَّذِ يْنَ هُمْ فِی صَلاٰ تِهِمْ خٰشِعُونَ ﴾ [۴] یقیناً صاحبانِ ایمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وحضورقلب رکھتے ہیں۔

---

۱)سورہ أنعام/آیت ۱۳۲

۲)سورہ شعراء/آیت ۸۸ ۔ ۸۹

۳). بحارالانوار/ج ۸۱/ص ۲۶۱

۴)سورہ مٔومنون/آیت ۱ ۔ ۲

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :جب تم نماز پڑھو تو خضوع اور حضور قلب رکھا کرو کیونکہ خداوندعالم قرآن کریم ارشادفرماتا ہے: ﴿ اَلَّذِينَ هُمْ فِى صَلاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴾ ۔ روزقیامت وہی لوگ نجات پائیں گے جو اپنی نمازوں میں حضورقلب اورخضوع وخشوع رکھتے ہیں۔(۱)

اعضاء وجوارح اوربدن میں نشاط پائے جانے اور جسم پر خوف خدا کے آثار نمایاں ہونے کو خضوع خشوع کہا جاتا ہے

ایک شخص نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے خشوع کے معنی معلوم کئے تو آپ نے فرمایا: نمازی کو چاہئے کہ اپنے اعضاء وجوارح بھی نماز میں شامل کرے اور اپنے دائیں بائیں جانب نگاہ نہ کرے ،ہاتھ پیر نہ ہلائے ،روایت میں آیا ہے کہ ایک دن رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے اپنی ڈاڑھی سے کھیل رہا ہے ، آپ نے فرمایا:

"لوخشع قلبه لخشعت جوارحه" اگر اس نمازی کا دل خضوع وخشوع رکھتا ہے تو اُس کے اعضاء وجوارح کو بھی خاشع و خاضع ہونا چاہئے ۔(۲)

خشوع یعنی نماز میں تواضع کا استعمال کرنا اورکسی بندہ کا پورے دل اورنشاط کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرنے کو خشوع کہا جاتا ہے(۳)

فقہ الرّضا میں منقول ہے کہ امام علی رضا فرماتے ہیں : جب تم نماز کے لئے قیام کرو تو اپنے آپ کو کھیل کود اور خواب وکسالت سے دور کرلیا کرو اوروقارو سکون قلب کے ساتھ نماز ادا کیا کرو اور تم پرلازم ہے کہ نماز میں خضوع وخشوع کی حالت بنائے رکھو، خدا کے لئے تواضع کرو، اپنے جسم پر خوف وخشوع کی حالت طاری رکھو اور اپنی حالت ایسی بناؤ جیسے کوئی فراری اور گنا ہگار غلام اپنے مولا وآقا کی خدمت میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے دو پیروں کے درمیان (چار انگلیوں کے برابر) فاصلہ دیا کرو ، بالکل سیدھے کھڑ ے ہو اکرو ، دائیں بائیں چہرے کو نہ گھمایا کرو اور یہ سمجھو کہ گویا خدا سے ملاقات کررہے ہو ،اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو مگر وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے۔(۴)

---

۱)وسائل الشیعہ/ج ۴/ص ۶۸۵

۲). بحارالانوار/ج ۸۱/ص ۲۶۱

۳). مستدرک الوسائل /ج ۴/ص ۱۰۳

۴). فقہ الرضا/ص ۱۰۱

عن النبی صلیه اللہ علیه وآله :لاصلاۃ لمن لایتخشع فی قلبه.نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جس نمازی کے دل میں خشوع نہیں پایاجاتاہے اسکی نمازقبول نہیں ہے۔(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جس نمازی کے دل میں خشوع نہیں پایاجاتاہے اسکی نمازقبول نہیں ہے۔(۲)

حضرت امام صادق فرماتے ہیں : خدا ئے عزوجل نے حضرت موسیٰپر وحی نازل کی : اے موسیٰ ! کیا تم جانتے ہو ، میں نے پوری مخلوق سے صرف تم ہی کو اپنے سے ہمکلام ہونے کے لئے کیوں منتخب کیا ہے ؟ عرض کیا : پرو ردگارا ! تو نے مجھ ہی کو کیوں منتخب کیا ہے ؟ خدا نے کہا : اے موسیٰ ! میں نے اپنے تمام بندوں پر نظر ڈالی لیکن تمھارے علاوہ کسی بھی بندے کو تجھ سے زیادہ متواضع نہ پایا ، کیونکہ اے موسیٰ ! جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنے چہرے کو خاک پر رکھتے ہو۔(۳)

خدا وند متعال نے حضرت داو ٔدپروحی نازل کی :اے داو ٔد!بہت سے نمازی ایسے ہیں جو اپنی نمازوں میں خضوع وخشوع رکھتے ہیں اورگریہ وزاری کرتے ہیں اور رکعتوں کوطول دیتے ہیں ، ان کی یہ طولانی رکعتیں میرے نزدیک ایک فتیلہ (۴)کی بھی قیمت نہیں رکھتی ہیں کیونکہ جب میں ان کے قلوب پر نگاہ کرتا ہو ں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل ایسے ہیں کہ اگر نماز سے فراغت پا نے کے بعد کو ئی عورت ت نہائی میں ان سے ملاقات کرے اوراپنے آپ کو اس نمازی کے حوالے کردے تو وہ اس عورت پر فریفتہ ہوجائیں گے اور گنا ہ کبیرہ کا مرتکب ہوجائیں گے اوراگرکسی مومن سے کوئی معاملہ کریں تواس کے ساتھ دھو کا اورخیانت کریں گے۔(۵)

۱.) میزان الحکمۃ/ج ۲/ص ۱۶۳۲

۲.)میزان الحکمۃ/ج ۲/ص ۱۶۳۲

۳). / من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳۳۲

۴)لغت عرب میں فتیلہ اس باریک دھاگے کوکہاجاتاہے جوخرماکی گٹھلی کے درمیان پایاجاتاہے.

۵.)بحارالانوار/ج ۱۴ / ص ۴۳

معصومین اور حضور قلب وخشوع

جب آپ حضورقلب ، خضوع وخشوع کے معنی ومفہوم اوران کی اہمیت سے آگاہ ہوگئے تو اسی جگہ چران روایتوں کوبھی ذکر کردینا مناسب ہے کہ جن میں معصومین کی طرزنمازاوران کے اخلاص وحضورقلب اورخضوع وخشوع کوذکرکیاگیاہے اوروہ احادیث یہ ہیں: نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے بارے میں آیاہے:

كان النبى صلى الله عليه واله:اذاقام الى الصلاة تربد وجهه خوفامن الله تعالىٰ [(۱)] جس وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نماز کے لئے قیام کرتے تھے توآپ کے چہرہ کارنگ متغیرہوجاتاتھا۔

ان النبى صلى الله عليه واله: كان اذاقام الى الصلاة كانّه ثوب ملقى [(۲)] جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نمازمیں مشغول ہوتے تھے تو ایسے نظر آتے تھے جیسے گوشہ میں کوئی کپڑاپڑارہتاہے۔

امام علی بن ابی طالب +کے بارے میں روایتوں میں ملتاہے کہ آپ نمازمیں اس قدر حضورقلب اورخضوع وخشوع رکھتے تھے کہ ایک جنگ کے دوران آپ کے پائے مبارک میں تیرپیوست ہوگیا تھا اور لوگوں نے تیرکو نکالنے کی کوشش کی مگر تیرہڈّی میں اس طرح پیوست ہوگیاتھا کہ گوشت وپوست کے کاٹے بغیرتیرکانکالنامحال تھا ، لہٰذا آپ کے فرزندوں نے کہا: اگریہی صورتحال ہے تو صبرکیا جائے اورجب امام (علیہ السلام) نمازمیں مشغول ہوجائیں توپائے مبارک سے آسانی سے تیرنکالاجاسکتاہے اورآپ کوخبر بھی نہیں ہوگی جب امام (علیہ السلام) نمازمیں مشغول ہوئے ،توطبیب نے گوشت وپوست کوکاٹ کریہاں تک کہ ہڈّی کوتوڑکر تیرنکالا اورزخم پرمرہم لگاکرپٹّی باندھی ،جب امام(علیہ السلام) نماز سے فارغ ہوئے توفرمایاکہ: میرے پیرمیں تیرپیوست ہے مگر اسوقت پیر میں کوئی دردوتکلیف محسوس نہیں ہورہی ہے ؟سب نے کہا:نمازکی حالت میں آپ کے پیرسے گوشت وپوست کوکاٹ کرتیرنکالیا گیا، اورآپ کو محسوس بھی نہ ہوا امام (علیہ السلام)نے فرمایا : جب میں ذکرویاد الٰہی میں مشغول رہتاہوں اگردنیا بھی زیروزبر ہوجائے یا میرے بدن میں تیغ وتبر بھی مارے جائیں تومجھے اپنے پروردگار سے مناجات کی لذت میں کی وجہ سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔

---

۱)میزان الحکمۃ/ج ۲/ص ۱۶۳۳ .

۲)فلاح السائل/ص ۱۶۱

فلاح السائل میں نقل کیاگیاہے کہ حضرت علیجب نماز کے لئے قیام کرتے تھے تو آیہ مبارکہ ﴿ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِی لِلَّذِی فَطَرَالسَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْض وَمَااَنَامِنَ المشْرِکِین ﴾ (۱) (میرارختمامتراس خداکی طرف ہے جس نے آسمانوں کوپیداکیاہے اورمیں باطل سے کنارہ کش ہوں اورمشرکین) میں سے نہیں ہوںاورزمین کی تلاوت کرتے تھے اورآپ کے چہرہ کارنگ متغیرہوجاتاتھا۔(۲)

امام علیجب نمازپڑھتے تھے توآپ سیدھے ستون کی مانندنظرآتے تھے اوربالکل بھی حرکت نہیں کرتے تھے اوررکوع وسجودکی حالت میں آپ کے جسم پرپرندہ بھی آکربیٹھ جاتاتھااورامام علی (علیہ السلام) وامام زین العابدین + کے علاوہ کوئی بھی رسول اکرم کی حالت نمازکاانعکاس نہیں کرسکتاتھا۔(۳)

امیرالمومنین حضرت علی جس وقت آپ نماز کے لئے قیام کرناچاہتے تھے توخوف خدا میں پورابدن کانپ جاتاتھا اورچہرے کا رنگ متغیرہوجاتاتھا اورکہتے تھے : بارالٰہا! اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیاہے ، جس کو سات زمین وآسمان عرضہ کیاگیا اوروہ اس کے تحمل کی قوت نہیں رکھتے تھے۔(۴)

روایت میں آیاہے کہ: ایک شخص نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت آیااورآپ کی خدمت میں دواونٹ بطورہدیہ پیشکئے ، آنحضرت نے فرمایا: من صلی رکعتین ولم یحدث فیهما نفسه من امورالدنیاغفراللهله ذنبه. جو شخص دورکعت نماز اس طرح پڑھے کہ نمازکسی بھی دنیاوی چیزکی طرف توجہ پیدانہ کرے تو میں ان میں سے ایک اونٹ اسے عطا کردوں گا ، علی ابن ابی طالب+کے علاوہ کوئی بھی شخص آنحضرت کی اس درخواست پرعمل کرنے کوتیارنہ ہوااوررسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے دونوں اونٹوں کو حضرت علی کو عطا کردئے۔(۵)

حضرت فاطمہ زہرا کے نمازمیں حضورقلب اورخضوع وخشوع کے بارے میں روایتوں میں آیاہے:

کانت فاطمة سلام الله علیهات نهج فی الصلاة فی خیفة الله تبارک وتعالی حضرت فاطمہ زہرا نمازکی حالت میں خوف خدا میں اس طرح لرزتی تھیں کہ آپ پر) جاں کنی کی حالت طاری ہو جاتی تھی (۶)

---

۱)سورہ أنعام/آیت ۷۹

۲.)فلاح السائل/ص ۱۰۱ .

۳).دعائم الاسلام/ج ۱/ص ۱۵۹

۴). میزان الحکمة/ج ۲/ص ۱۶۳۳

۵). میزان الحکمة/ج ۲/ص ۱۶۳۸

۶)بحارالانوار/ج ۷۰/ص ۴۰۰

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں : میری لخت جگرحضرت فاطمہ دونوں جہاں گذشتہ اورآئندہ کی عورتوں کی سردار ہیں ، وہ جسوقت محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی ہوتی ہیں تو آپ کے چہرہ سے ایک نورساطع ہوتاہے وہ نور آسمان کے ملائکہ کے لئے اسی طرح درخشاں ہوتا ہے جیسے اہل زمین کے لئے ستاروں کا نور چمکتا ہے ،جب یہ نورساطع ہوتاہے توخدا وندعالم اپنے فرشتوں سے کہتاہے : اے میرے فرشتوں!تم ذرا میرے حبیب کی لخت جگرپر نگاہ ڈالو ، میری کنیزوں کی سردار میرے پاس کھڑی ہے اور میرے خوف سے اس کے تمام اعضاء وجوارح لرزرہے ہیں اور خلوص دل سے میری عبادت کررہی ہے ، میں تم فرشتوں کو شاہد قرار دیتا ہوں کہ میں نے ان) کے تمام شیعوں پر آتشجہنم کو حرام قرار دیتا ہوں۔[1]

امام زین العابدین کے نمازمیں حضورقلب اورخضوع وخشوع کے بارے میں چندروایت ذکرہیں:

قال مولاناالصادق علیه السلام : کان علی بن الحسین علیه السلام اذاحضرت الصلاة اِقشعرّجلده ، واصفرّلونه وارتعدکالسعفة.[2] امام صادق فرماتے ہیں:جب علی ابن الحسین +نماز کے لئے قیام کرتے تھے تو(خوف خدامیں)بدن کے بال کھڑے ہوجاتے تھے اوررنگ پیلاہوجاتا تھا اورخرمے کے سوکھے ہوئے درخت کے مانندلرزتے رہتے تھے ۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قال : کان علی بن الحسین علیه السلام صلوات الله علیهمااذ اقام فی الصلاة کانه ساق شجرة لایتحرک منه شی ألاماحرکه الریح منه.(۳) امام صادق فرماتے ہیں:جب علی ابن الحسین+نمازکے لئے قیام کرتے تھے تو(خوف خدامیں) اس ساقہ دُرخت کے مانندکھڑے رہتے تھے کہ جس کی کوئی چیزحرکت نہیں کرتی تھی مگروہی کہ جوہواکی وجہ سے ہلتی تھی ۔

ایک روایت میں آیاہے کہ ایک دن حضرت امام زین العابدینکے گھرمیں اگ لگ گئی اورآپ اس وقت نمازمیں اس طرح مشغول تھے کہ آپ کوگ لگنے کااحساس بھی نہ ہوا،جب نمازسے فارغ ہوئے توآپ کوگھر میں آگ لگ جانے کی اطلاع دی گئی توامام (علیہ السلام)نے فرمایا:آتش جہنم کی یادنے مجھے اس دنیاوی آگ سے بالکل بے خبرکردیا تھا۔[4]

---

۱)بحارالانوار/ج ۷۰ /ص ۴۰۰.

۲)مستدرک الوسائل /ج ۴/ص ۹۳

۳)کافی /ج ۳۰۰.

۴). تحلیلی اززندگانی امام سجاد/ج ۱/ص ۲۸۷

اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ امام زین العابدین کے بچے اس انتظار میں رہتے تھے کہ امام (علیہ السلام) کب نماز شروع کرتے ہیں تاکہ ہم پورے شور وغل کے ساتھ کھیل کود کر سکیں، بچےّ آپس میں کہتے تھے کہ جب امام (علیہ السلام) نماز میں مشغول ہوجاتے ہیں تو خدا کی یاد میں اس طرح غرق ہوجا تے ہیں کہ انھیں ہماری طرف کوئی دھیان نہیں رہتا ہے، چاہے ہم کت نا ہی زیادہ شور وغل مچائیں۔[1]

ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ: میں نے حضرت امام سجاد کو نماز کی حالت میں دیکھا کہ آپ کی عباء دوش مبارک سے نیچے گر گئی اور آپ نے کوئی توجہ نہ کی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے پوچھا: نماز کی حالت میں آپ کی عبادوش سے نیچے گر گئی اور آپ نے کوئی توجہ بھی نہیں کی؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ابو حمزہ ثمالی! کیا تم نہیں جانتے ہو میں کس کی بارگاہ میں کھڑا تھا؟ بے شک بندے کی نماز اللہ کی بارگاہ میں اسی مقدار میں قبول ہو تی ہے جس مقدار میں نمازی کا دل اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گا۔[2]

امام صادق کے نماز میں حضور قلب اور خضوع وخشوع کے بارے میں روایتوں میں آیا ہے: حضرت امام جعفر صادق کے ایک صحابی "حمّادبن عیسیٰ" سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ایک دن امام (علیہ السلام) نے مجھ سے پوچھا: اے حماد! تم نماز کس طرح پڑھتے ہو اور کیا اسے پورے آداب وشرائط کے ادا کرتے ہو؟ میں نے کہا: اے میرے مولاو آقا! میں "حریزبن عبداللہ سجستانی" کی لکھی ہوئی کتاب نماز پڑھتا ہوں

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ کافی نہیں ہے بلکہ تم ابھی اٹھو اور میرے سامنے دو رکعت نماز پڑھو

حماد کہتے ہیں: میں نے امام (علیہ السلام) کی فرمائش پر عمل کیا اور امام (علیہ السلام) کے حضور میں روبقبلہ کھڑے ہو کر نماز شروع کی، رکوع وسجود کو انجام دیا اور نماز کو تمام کیا

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: اے حماد! تم نے نماز اس کے آداب وشرائط کے مطابق نہیں پڑھی ہے اور تعجب ہے کہ تمہاری عمر ساٹھ یا ستّر سال ہو گئی ہے اور تم صحیح ومکمل طور سے نماز نہیں پڑھ سکتے ہو!

---

۱). ہزار ویک نکتہ دربارہ نماز/ش ۲۱۸/ص ۶۸

۲) تحلیلی اززندگانی امام سجاد/ج ۱/ص ۲۸۷

حمّاد کہتے ہیں: میں امام (علیہ السلام) کی یہ باتیں سنکر بہت ہی شرمندہ ہوا اور میں نے امام (علیہ السلام) سے عرض کیا: اے میرے مولا آپ پر قربان جاؤں آپ مجھے صحیح اور مکمل نماز کی تعلیم دیجئے

امام صادق اپنی جگہ سے بلند ہوئے اور روبقبلہ کھڑے ہوئے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو آپس میں چسپاں کیا اور دستہائے مبارک کو مرتب طریقہ سے ران پر رکھا، دونوں کے درمیان چار انگلی کے برابر فاصلہ دیا اور پیروں کی انگلیوں کو روبقبلہ قرار دیا اور خضوع وخشوع کے "اللہ اکبر" کہہ کر نماز کا آغاز کیا، سورئہ حمد و سورئہ "﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد ﴾ "کو سکون واطمینان کے ساتھ قرائت کیا پھر ایک سانس کے برابر صبر کیا اور حرکت کئے بغیر "اللہ اکبر" کہا، اسکے بعد رکوع میں گئے،

رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو زانو پر رکھا اور دونوں زانو بالکل سیدھے تھے اور کمر اس طرح سیدھی تھی کہ اگر کمر پر کوئی قطرئہ آب یا روغن گر جاتا تو وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتا تھا اور رکوع میں گردن کو سیدھا رکھا اور آنکھیں بند کر کے تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہا: اسکے بعد "سبحان ربی العظیم و بحمدہ" کہا، پھر رکوع سے بلند ہوئے اور اطمینان کے ساتھ "سَمِعَ اللہ لِمَن حَمِدَہ" کہا اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لاکر "اللہ اکبر" کہا، پھر سجدے میں گئے اور دونوں زانوں کو زمین پر رکھنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سجدے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ بدن کا کوئی حصّہ آپس میں چسپاں نہیں تھا اور آٹھ اعضاء بدن (پیشانی، دونوں ہاتھ کی ہتھیلی، دونوں زانو کے سرے، دونوں پیر کے انگوٹھے اور ناک کی نوک) کو زمین پر رکھے ہوئے تھے، ناک کی نوک کو زمین پر رکھنا مستحب ہے اور بقیہ چیزیں واجب ہیں آپ نے سجدے میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعَلیٰ وبِحَمْدِهِ" کہا اور سجدے سے سر کو بلند کیا "اللہ اکبر" کہا اور بائیں پیر پر زور دیکر بیٹھے اور "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَ تُوبُ اِلَیهْ" کہا اور "اللہ اکبر" کہنے کے بعد دوسرے سجدے میں گئے اور پہلے سجدے کی طرح دوسرا سجدہ کیا اور سجدے میں کہنیوں کو زمین پر قرار نہیں دیا اور اسی طرح دوسری رکعت پڑھ کر نماز کو تشہد وسلام کے ساتھ تمام کیا، اور نماز کے بعد فرمایا: اے حمّاد! نماز پڑھنے کا یہی طریقہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا، پس نماز کی حالت میں ہاتھ، پاؤں، ڈاڑھی وغیرہ سے کھیل نہ کرو، اپنی انگلیوں سے بھی کھیل نہ کرو، اپنے دائیں بائیں نگاہ نہ کرو اور قبلہ کی سمت بھی نگاہ نہ کرو کیونکہ ان کاموں کی وجہ سے نماز میں خضوع وخشوع نہیں پایا جاتا ہے اور جو نمازی کے حواس اڑجانے کا سبب واقع ہوتے ہیں

اوردوسری روایت میں آیاہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم بچپن میں اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق کے حضور میں نماز ادا کررہے تھے کہ اس وقت شہر کا ایک متفکراوردانشمند شخص امام (علیہ السلام)کی خدمت میں موجود تھا ، اس نے دیکھاکہ یہ فرزند کھلے ہوئے درازہ کے سامنے کھڑے ہوکرنماز پڑھ رہا ہے جو کہ مکروہ ہے لہٰذاامام صادق سے کہا:آپ کا یہ فرزند کھلے دروازہ کے سامنے نماز کیوں پڑھ رہا ہے ؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا : بہترہے کہ آپ اپنے اس سوال کا جواب خود بچّے سے معلوم کریں ! اس عالم و متفکر نے بچے کی جانب رخ کیا اورپوچھا ! تم کھلے دروازے کے سامنے نماز کیوں پڑھ رہے ہو ؟کمسن بچے(امام کاظم) نے جواب دیا :وہ ذات کہ جسکی طرف میں نماز پڑھتا ہوں وہ اسی دروازہ سے مجھ سے بہت زیادہ قریب ہے ۔[1]

۳۔ایمان

دریامیں کشتی اسی وقت حرکت کرسکتی ہے جبکہ اسے پانی میں مستقرکیاجائے لہٰذاکشتی کوحرکت کرنے کے لئے پانی کی ضرورت ہے ، اگراسے کسی خشک زمین پررکھاجائے تووہ خشکی میں ذرہ برابرحرکت نہیں کرسکتی ہے، نماز بھی کشتی کے مانند ہے، نمازی کوچاہئے کہ وہ اللہورسول ،قرآن اورغیب پرایمان رکھتاہوتاکہ اس کی کشتی حرکت کرسکے اورا سے دریاکے دوسری طرف ساحل تک پہنچاسکے،جب تک اس کی نماز اللہورسول ،قرآن ،معاداورغیب پرایمان کے دریامیں قرارنہ پائے اس وقت تک اس کابارگاہ خداوندی میں قبول ہوناغیرممکن ہے۔

اگردریامیں کشتی کی حرکت کے لئے پانی موجودنہیں ہے توکشتی کے وجودکاکوئی فائدہ نہیں ہے اسی طرح اگرنمازگزارخدااوررسول ،قرآن ،معاداورغیب پرایمان نہیں رکھتاہے تواس کی وہ نمازکسی بھی کام کی نہیں ہے اورہرگزقبول نہیں ہوسکتی ہے ۔ قرآن کریم کی چندآیتوں میں ایمان اورنمازکوایک ساتھ ذکرکیاگیاہے:

﴿ اِنَّمَایَعْمُرُمَسَاجِدَاللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْآ خِرَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ ﴾ [2] اللہ کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا وآخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جنھوں نے نماز قائم کی ہے ۔

﴿ وَالْمو منُونَ یُومِنُونَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُوْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ ﴾ وَالْمُوْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰئِکَ سَنُوتِیْہِمْ اَجْراًعَظِیْماً ﴾ (۳)

---

۱).ہزارویک نکتہ دربارہ ٔنماز/ش ۱۶ /ص ۱۲

۲)سورہ ٔتوبہ/آیت ۱۸

۳.)سورہ نٔساء/آیت ۱۶۲

اے رسول !مومنین حضرات جوتم پر نازل ہوا ہے یا تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز بھی برگزار کرتے ہیں اور ہم عنقریب نماز قائم کرنے والے اور زکات دینے والے اور آخرت پر ایمان رکھنے والے لوگوں کو اجر عظیم عطاکریں گے۔﴿ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوۃَوَمِمَّارَزَقْنٰھُمْ يُنْفِقُو نَ ﴾ [۱] متقی وپرہیزگا روہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اورپابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز اداکرتے ہیں اور ہم نے جوکچھ رزق ونعمت عطاکی ہیں ان میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔

امام علی ابن ابی طالب " نہج البلاغہ " میں نمازاورایمان کوخداسے تقرب حاصل کرنے کاذریعہ قراردیتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں:

انّ افضل ماتوسل به المتوسلون الی اللهسبحانه وتعالیٰ ،الایمان به وبرسوله واقام الصلاة فانّهاالملة۔[۲]

بے شک سب سے بہترین شی کہ جس کے ذریعہ خدا سے قربت حاصل کیا جاسکتا ہے وہ خدا ورسول پر ایمان رکھنا اور نماز کا قائم کرنا ہے جوکہ دین کا ستون ہے۔

۴۔ولایت

نمازقبول ہونے کی سب سے اہم شرط یہ کہ نمازگزاراپنے دل میں پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے علاوہ ان کی آل اطہارکی بھی محبت رکھتاہواوران کے دشمن سے بیزاری بھی کرتاہو، اللہ کی بارگاہ میں صرف انھیں لوگوں کی نمازقبول ہوتی ہے جوآل محمدکی محبت ومودت کے ساتھ نمازاداکرتے ہیں اوراپنے دلوں میں ال رسول کی محبت کاچراغ روشن رکھتے ہیں لیکن اگران کی محبت کاچراغ دل میں روشن نہیں ہے تووہ عبادت بے کارہے اوراللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی ہے،نمازو عبادت اسی وقت فائدہ مندوثمر ہوسکتی ہے جب نمازکواہلبیت کی محبت و معرفت اوران کی اطاعت وولایت کے زیرسایہ انجام دیاجائے ،اہلبیت کی محبت وولایت کے بغیرسب نمازیں بےکارہیں۔

وہ نمازجواس کے تمام ظاہری آداب شرائط کے ساتھ انجام دی گئی ہو،قبلہ کی سمت رخ کرکے پڑھی گئی ہو، حمدوسورہ قرائت بھی صحیح طرح کی گئی ہو،رکوع و سجودمیں طمانینہ کابھی خیال رکھاگیاہواوردیگرشرائط کوبھی ملحوظ خاطررکھاگیاہویہاں تک خدارسول پرایمان کے ساتھ انجام دی گئی ہو،نمازپڑھنے والامتقی وپرہیزگاربھی ہومگردل میں آل رسول کی محبت نہ پائی جاتی ہوتوہرگزقبول نہیں ہوتی ہے

---

۱) سورۂ بقرہ آیت ۳

۲) نہج البلاغہ / خطبہ ۱۱۰

مثال کے طور پر: اگر پولیس والا کسی ڈرائیور سے ڈرائیوری کارٹ طلب کرے لیکن اس ڈرائیور کے پاس ڈرائیوری کارٹ موجود نہ ہو تو وہ پولیس والا اسے آگے جانے دے گا اور سزا کا مستحق قرار دے گا، چاہے ڈرائیور لاکھ کہے: جناب پولیس! میں نے ڈرائیوری کے تمام قوانین کی رعایت کی ہے اور کسی طرح کی کوئی غلطی نہیں کی ہے، میں اپنی لائن پر گاڑی چلا رہا تھا اور آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ میرے پاس ڈرائیوری کارٹ نہیں لیکن میرے پاس شناختی کارٹ موجود ہے، پاسپورٹ بھی موجود ہے لہٰذا تم ان کاغذات کو دیکھ کر مجھے آزاد کردیجئے، مگر وہ پولیس اس کی ایک بات بھی سنی گی اور کہے گا تمھارے یہ کاغذات یہاں پر کسی کام نہیں آسکتے ہیں مجھے صرف ڈرائیوری کارٹ چاہئے، اگر تمھارے پاس نہیں ہے تو تمھیں سزا دی جائے اور آگے سزا ملنے کے بعد نہیں جا سکتے ہو علامہ طباطبائی "تفسیر المیزان" میں لکھتے ہیں: اہلبیت اطہار کی محبت وولایت کے بغیر نماز کا کوئی نہیں ہوتا ہے اسی لئے ہم لوگ نماز سے پہلے اپنی اذان واقامت میں "اشهدانّ علیّاًولی الله" اور قرائت نماز میں﴿ اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيم ﴾ اور تشہد میں درود شریف پڑھتے ہیں اور محمد وآل محمد محبت اوران کی ولایت کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور آئمہ اطہار کی امامت کا اقرار کرتے ہیں

ہم لوگ سورہ حٰمد کی قرائت میں ﴿ اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيم ﴾ کے یہ معنی مراد لیتے ہیں: بارا لہا! تو ہم کو آئمہ کی راہ پر گامزن رکھ اور ہمیں امامت کے پیرو کار اور دوستدا رولایت میں سے قرار دے اور اس بارے میں امام صادق فرماتے ہیں: صراط المستقیم سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں اور حضرت امام سجاد فرماتے ہیں: "نحن صراط المستقیم" ہم (آئمہ طا) ہرین)صراط مستقیم ہیں۔[1]

تفسیر نماز میں لکھا ہے: جنگ نہروان میں حضرت علی کے مقابلہ میں آنے والے سب لوگ (جنھیں تاریخ اسلام میں خوارج کے نام دیا گیا ہے) بے نمازی نہیں تھے بلکہ ان میں اکثر نمازی وروزے دار تھے اوران کی پیشانیوں پر مکرر اور طولانی سجدوں کی وجہ سے گٹھے پڑے ہوئے تھے لیکن ان کے دل اہلبیت کی محبت سے خالی تھے اور ولایت اہلبیت کے منکر تھے، ان لوگوں نے امام علی ابن ابی طالب کے مقابلے میں قیام کیا اور آپ کی طرف تلواریں چلائی (ان لوگوں کی نمازیں ہرگز قبول نہیں ہیں)[2]۔

اسی جنگ نہروان میں حضرت علینے جب یہ سنا کہ دشمنوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو شب بیداری کرتا ہے رات بھر نماز یں پڑھتا ہے، قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپ نے فرمایا:

نومٌ علیٰ یقین خیرٌمن صلاة فی شکّ[3]

---

۱)تفسیر المیزان/ ج ۱/ ص ۴۱

۲.)تفسیر نماز/ ص ۳۹

۳.)نہج البلاغہ/ کلمات قصار/ ش ۹۷/ ص ۳۷۶

اس شخص کا یقین کے ساتھ سونا ان دو قلبی نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے یعنی وہ شخص جو اللہ اوراس کے رسول کو مانتا ہومگر دل میں آل سے دشمنی رکھتا ہوتو خداوندعالم اس کی نماز ہرگزقبول نہیں کرتا ہے بلکہ ایسے شخص کا رات میں نمازیں پڑھنے کے بجائے چین کی نیند سونا بہتر ہے۔

جنگ صفین کے بارے تاریخ کے اوراق اٹھا کردیکھیں تویہی معلوم ہوگا کہ دشمنوں نے نیزوں پر قرآن بلند کرر کھے اورناطق ومفسرقرآن سے جنگ کرنے آئے تھے۔ کرب وبلاکی المناک تاریخ کودیکھیں تواس میں بھی ملے گا کہ جولوگ حضرت امام حسین اور ان کی اولادواصحاب کو شہید کرنے کے لئے کربلائے معلی میں یزیدی لشکرمیں موجودتھے وہ سب تارک الصلوۃ نہیں تھے بلکہ ان میں اکثرنمازی تھے اورجماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے،کیاان سب دشمنان اہلبیت کی نمازقبول ہے؟ہرگزنہیں قبول ہے۔ اہلبیت اطہارکی محبت کے بغیرنمازپڑھناایساہی ہے جیسے کوئی بغیرطہارت کے نمازپڑھتاہے ایک ایرانی شاعرکیاخوب کہاہے:

بہ منکر علی بگو نماز خود قضاکند نماز بے ولائے اوعبادتی است بی وضو

علی (علیہ السلام)کی ولایت سے انکارکرنے والے چاہئے کہ اہلبیت رسول کی ولایت کااقرارکرتے ہوئے اپنی نمازی کی قضابجالائے کیونکہ علی کی ولایت کے بغیرنمازپڑھنابغیروضوکے نمازپڑھنے کے مانندہے جس طہارت کے بغیرنمازقبول نہیں ہوتی ہے اسی طرح آئمہ اطہارکی ولایت کے بغیربھی نمازقبول نہیں ہوتی ہے ،فقط وہی نمازقبول ہوتی ہے جسپراہلبیت (علیہ السلام)کی ولایت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ولایت اہلبیت سے متعلق امام شافعی کاایک مشہور شعرہے:

یا آل رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ کفاکم من عظیم القدرانّکم من لم یصل علیکم لاصلاۃ لہ

اے اہلبیت رسالت آپ کی محبت تواس قرآن میں واجب کی گئی ہے جس کوخدانے نازل فرمایاہے اورآپ کی قدرمنزلت کے بارے میں بس اتناجان لیناکافی ہے کہ جوتم پرنمازیں)درودنہ بھیجے اس کی نمازہی نہیں ہے ۔(۱)

ابوحازم سے مروی کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین سے معلوم کیا: وہ کونسی چیز ہے جوبارگاہ رب العزت میں نماز کے قبول ہونے کا سبب واقع ہوتی ہے ؟ آپ نے فرمایا :

ولایتناوالبرائۃ من اعدائنا ہماری ولایت ومحبت اورہمارے دشمنوں سے اظہارنفرت وبیزاری بارگاہ خداوندی میں)نمازوں کے قبول ہونے کاسبب واقع ہوتی ہے ۔(۲)

۱.)ینابیع المودۃ/ج ۲/ص ۳۴۳.(صواعق محرقہ باب/ ۱۱ فصل ۱ (

۲)مناقب آل ابی طالب /ج ۳/ص ۲۷۴ (

حضرت امام صادق اس قول خداوندی ﴿ اِلَیهِ یَصْعَدُالْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُه وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴾ [۱] (پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی تدبیر کرتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے) کے بارے میںفرماتے ہیں:

ولایتنااھل البیت، فمن لم یتولنالم یرفع الله عملاً۔ جو بھی ہماری ولایت کو قبول نہیں کرتا ہے اور ہماری رہبری پر سر تسلیم خم نہیں کرتا ہے خداوندعالم اس کے کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرتا ہے۔[۲] اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں :

من صلی صلاۃ ولم یصل علیّ فیھاوعلیٰ اھل بیتی لم تقبل منه۔[۳]

جو شخص نماز پڑھے اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجے اس کی نماز قبول نہیں ہے۔

عن محمدبن مسلم قال: سمعت ابا جعفرعلیہ السلام یقول: کلّ من دان اللہ بعبادۃ) یجھدفیھانفسہ ولاامام لہ من اللہ فسعیہ غیرمقبول۔ (ا امام باقر فرماتے ہیں: جو شخص خداپرایمان رکھتاہو اور عمدہ طریقہ سے عبادت کرتا ہو لیکن خداکی طرف سے معین کسی امام صالح کی پیروی نہ کرتاہو اس ساری محنت و مشقت بے کارہے اور وہ قبول بھی نہ ہونگی۔[۴]

۵۔تقویٰ

نمازقبول ہونے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نمازگزارگناہ کبیرہ وصغیرہ سے دوری کرتاہو، غیبت سے پرہیزکرتاہو، والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرتاہو، مال حرام نہ کھاتاہو، شراب ومسکرات کا استعمال نہ کرتاہو، اپنے دینی بھائیوں سے بغض وحسدنہ کرتاہو، مرداپنی بیوی کو اوربیوی اپنے شوہرکواذیت نہ کرتے ہوں، اپنے ہمسایہ کے لئے رنج واذیت کاباعث نہ ہو، ظام وجابر شخص کی حمایت نہ کرتاہو، وغیرہ وغیرہ۔

---

۱)سورہ فاطر/آیت ۱۰)..

۲)الکافی/ج ۱/ص ۴۳۰

۳)الغدیر(علامہ امینی)/ج ۲/ص ۳۰۴

۴)کافی/ج ۱/باب معرفت امام (علیہ السلام).

خداوندعالم انسان کے ظاہری عمل کونہیں دیکھتاہے بلکہ اس کے تقویٰ پرہیزگاری کونظرمیں رکھتاہے اب اگرکوئی شخص اپنے دل میں ریاکاری کاقصدرکھتے ہوئے اپنے مال سے خمس نکالے یا اسے لوگوں کے درمیان خیرات کرے یاکسی دوسرے کامال چوری کرکے خمس نکالے یاغریبوں میں تقسیم کرے یہ کام اللہ کے نزدیک قبولیت کادرجہ نہیں رکھتے ہیں اورنہ ایسے کاموں پروہ شخص کسی اجروثواب کاحق رکھتاہے بس اسی طرح اگرکوئی شخص نمازبھی پڑھتاہے اورگناہوں کابھی مرتکب ہوتاہے ،اپنے ماں باپ کے ساتھ گرم مزاجی سے کلام کرتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے ،عزیزواقارب کے ساتھ صلہ رحم نہیں کرتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے ،عورت اپنے شوہرکی درآمدسے فائدہ اٹھاتی ہے مگراس کے ساتھ تمکین نہیں کرتی ہے ،اس کی اجازت کے بغیرگھرسے باہرقدم نکالتی ہے یااپنی زبان وغیرہ سے اسے اذیت کرتی ہے اورنمازبھی پڑھتی ہے،یاشوہراپنے زوجہ کے ساتھ بدسلوکی کرتاہے،اسے آزارواذیت دیتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے،یاانسان کسی دوسرے کی غیبت کرتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے،کسی دوسرے پرظلم وستم بھی کرتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے ،غیبت بھی کرتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے دوسروں کی ناموس کوبری نگاہ سے دیکھتاہے اورنمازبھی پڑھتاہے یاکسی معصوم (علیہ السلام)کی قبرمطہرکی زیارت کرتاہے خداایسی نمازوزیارت کوہرگزقبول نہیں کرتاہے پس صاب تقویٰ وپرہیزگارہونادینداری کی پہچان ہے جیساکہ امام رضا فرماتے ہیں: لادِینَ لِمن لاوَرَع لہ۔) جوشخص ورع وتقویٰ نہ رکھتاہووہ دین بھی نہیں رکھتاہے۔ (۱)

نمازقبول نہ ہونے کے اسباب

ایساہرگزنہیں ہے کہ دنیامیں جتنے بھی نمازی ہیں ان سب کی نمازیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہیں بلکہ نمازقبول ہونے کچھ ظاہری آداب ہیں اورقلبی آداب ہیں اب جولوگ ظاہری آداب کے علاوہ قلبی آداب کی بھی رعایت کرتے ہیں خداوندعالم ان نمازوں کوقبول کرتاہے لیکن وہ لوگ کہ جن کی نمازیں بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی ہیں اورانھیں اپنی نمازوں سے اللہ سے دوری اوراٹھ بیٹھ لگانے کے سواکچھ بھی حاصل نہیں ہوتاہے،پس کچھ چیزیں ایسی ہیں جوانسان کی نمازوعبادت کے قبول نہ ہونے کاسبب واقع ہوتی ہیں اورچیزیں کہ جنھیں معصومین نے عدم قبولیت نمازوعبادت کاسبب قراردیاہے یہ ہیں:

---

۱)کمال الدین وتمام النعمة/ص ۳۷۱ .

۱۔ولایت اہلبیت کا منکر ہونا

وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں اہلبیت کی محبت کا چراغ دل میں روشن نہیں رکھتے ہیں تو ان کی نمازو عبادت ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے ،نمازو عبادت اسی وقت فائدہ مند واقع ہو سکتی ہے جب نماز کو اہلبیت کی محبت و معرفت اوران کی اطاعت وولایت کے زیر سایہ انجام دیا جائے ،اہلبیت کی محبت وولایت کے بغیر سب نمازیں بے کار ہیں۔

وہ نماز جواس کے تمام ظاہری آداب شرائط کے ساتھ انجام دی گئی ہو،قبلہ کی سمت رخ کرکے پڑھی گئی ہو،حمدوسورہ قرائت بھی صحیح طرح کی گئی ہو،رکوع و سجود میں طمانینہ کا بھی خیال رکھا گیا ہواور دیگر شرائط کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہو یہاں تک خدا رسول پر ایمان کے ساتھ انجام دی گئی ہو مگر اس نماز پر اہلبیت کی محبت کی مہر لگی ہو تو وہ نماز قبول ہو سکتی ہے چاہے نماز کو کت نا ہی خضوع وخشوع کیوں انجام دیا گیا ہو مگر اہلبیت اطہار کی محبت دل نہ ہو تو وہ نماز بیکار ہے۔

نماز قبول ہونے کے شرائط میں ولایت کو ذکر چکے ،ہم نے وہاں پر ولایت کے بغیر پڑھی جانے والی کو باطل قرار دئے جانے احادیث کو ذکر کیا ہے اور شافعی کا وہ مشہور شعر بھی ذکر کیا ہے کہ جس میں انھوں نے صاف طور سے اہلبیت رسول کی محبت کے بغیر پڑھی جانے والی نماز غیر مقبول قرار دیا ہے لہٰذا مطلب کو تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے

۲۔والدین کی اطاعت نہ کرنا

وہ لوگ جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں،ان کا ادب احترام نہیں کرتے ہیں اور اپنے والدین کے لئے اذیت کا باعث ہوتے ہیں قرآن کریم میں چند آیات کریمہ میں جہاں اللہ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اسی کے فورا بعد والدین کے بھی مقام کو بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ والدین کو اف تک کہنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے:

﴿ وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَاتَعْبُدُوْااِلَّااِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًااِمَّایَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَااَوْکِلَاھُمَافَلَاتَقُلْ لَھُمَااُفٍّ وَّلَات نَھَرْھُمَاوَقُلْ لَھُمَاقَوْلًاکَرِیْمًاوَاخْفِض لْ ھُمَاجَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَاکَمَارَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا ﴾

تمھارے پروردگار فیصلہ یہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی عبادت نہ کرنا اورماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے جائیں تو خبردار ان سے اف بھی نہ کہنا اور انھیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا،اوران کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے۔(۱)

.سورہ أسراء/آیت ۲۳ ـ ۲۴

اوراحادیث میں بھی والدین کی نافرمانی کرنے کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے خداوندعالم ایسے لوگوں کی کوئی نمازقبول نہیں کرتاہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:من نظرالی ابویہ نظرماقت وھماظالمان لہ لم یقبل لہ صلاتہ ۔(۱)

حضرت امام صادق فرماتے ہیں:ہروہ شخص جودشمن اوربعض وکینہ کی نظروں سے اپنے ماں باپ کی طرف نگاہ کرتاہے ،خداوندعالم ایسے شخص کی نمازہرگزقبول نہیں کرتاہے ، خواہ اس کے والدین نے اپنے فرزندپرظلم وستم ہی کیوں نہ کئے ہوں۔

۳۔چغلخوری کرنا

وہ لوگ جودوسروں کی غیبت کرتے ہیں ،دوسروں کے پوشیدہ عیوب سے پردہ اٹھاتے ہیں توخداان کی کوئی نمازقبول نہیں کرتاہے اورجب تک صاحب غیبت اسے معاف نہیں کردیتاہے خدابھی معاف نہیں کرتاہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ :من اغتاب مسلمأً ومسلمۃ لم یقبل اللہ صلاتہ ولاصیامہ اربعین یوماًولیلۃ الّاان یغفرلہ صابہ ۔(۲)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:اگرکوئی مسلمان مردیاعورت کسی دوسرے مسلمان کی غیبت کرے توخداوندعالم چالیس روزتک اس کوئی نمازقبول نہیں کرتاہے مگرکہ جسکی غیبت کی گئی ہے وہ اسسے راضی ہوجائے اوراسے معاف کردے ۔

۴۔مال حرام کھانا

وہ لوگ جودوسروں کامال کھاتے ہیں خدوندعالم ان کی نمازقبول نہیں کرتاہے، خواہ مال کوچوری کیاگیاہویاغصب کیاگیا،یاکسی جگہ پڑاہوامل گیاہو ہوچاہے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :

اَلْعِبَادَۃُ مَعَ اَکْلِ الْحَرَامِ کَاْ لبِنَاءِ عَلَی الرَّ مْلِ.

مال حرام کھانے والے لوگوں کی عبادت ریگ پرگھرتعمیرکرنے کے مانندہے ۔(۴)

---

۱)کافی/ج۲/ص۳۴۹

۲)خصال شیخ صدوق/ص۱۲۳

۳)بحارالانوار/ج۸۱/ص۲۵۸)

۵۔ نماز کو ہلکا سمجھنا

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہو سکتا ہے کہ ایک مرد کی عمر پچاس ہو گئی ہے مگر خدا نے ابھی تک اس کی ایک بھی نماز قبول نہیں کی ہے، خدا کی قسم تم بھی اپنے بعض دوست اور عزیز و ہمسایہ کو جانتے ہیں کہ اگر وہ تمھارے لئے نماز پڑھیں تو ہر گز ان کی نماز قبول نہیں کرو گے کیونکہ انھوں نے بے توجّہی کے ساتھ میں نماز پڑھی ہے جب تم اس نماز کو قبول نہیں کر سکتے ہو تو خدا کیسے قبول کر سکتا ہے جنکو انسان ہلکا اور آسان سمجھ کر انجام دیتا ہے؟۔

۶۔ شراب و مسکر کا استعمال کرنا

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: من شرب الخمر لم یقبل اللہ لہ صلاۃ اربعین یوما. امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص شراب پیتا ہے خداوندعالم چالیس روز تک اس کوئی نماز قبول نہیں کرتا ہے ۔(۱)

عن ابی عبدالله عليه السلام قال: من شرب مسكرا لم تقبل منه صلاته اربعين يوما فان مات في الاربعين مات ميتة جاهلية ، وان تاب . تاب الله عزوجل عليه.

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص مسکرات کا استعمال کرتا ہے چالیس روز تک اس کی قبول ہونے سے رک جاتی ہے، اگر وہ ان چالیس روز کے درمیان انتقال کر جائے تو جاہلیت کی موت مرتا ہے، ہاں اگر وہ توبہ کرتا ہے تو خداوندعالم اس توبہ قبول کر لیتا ہے ۔(۲)

عن ابی عبدالله عليه السلام قال: مدمن الخمريلقى الله كعابدوثن.

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص شراب و نشے کے عالم میں خدا سے ملاقات کرتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے وہ بت پرست کے مانند ہے ۔(۳)

---

۱) کافی / ج ۶ / ص ۴۰۱ ۔ تہذیب الاحکام / ج ۹ / ص ۱۰۷

۲) کافی / ج ۶ / ص ۴۰۰

۳) کافی / ج ۶ / ص ۴۰۴

حسین ابن خالد سے مروی ہے:میں نے امام رضا سے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی اس حدیث کے بارے میں پوچھاکہ جسمیں انحضرت فرماتے ہیں:انّ من شرب الخمرلم یحتسب صلاتہ اربعین صباحاً.

شراب پینے والے شخص کی چالیشبانہ روزتک کوئی نمازقبول نہیں ہوتی ہے امام (علیہ السلام)نے جواب دیا:یہ حدیث صحیح ہے ،میں نے کہا:شرابی کے چایس روزکیوں معین کئے گئے ہیں ،اس سے کم یازیادہ کیوں نہیں؟امام (علیہ السلام) نے جواب دیا: کیونکہ خداوندعالم نے انسان کے لئے چالیس روز معین کرر کھے ہیں،جب انسان کانطفہ رحم مادرمیں قرارپاتاہے توچالیس تک نطفہ رہتاہے اس کے بعدچالیس روزتک علقہ رہتاہے ،پھرچالیس روزتک مضغہ رہتاہے اسی طرح شرابخورکے منہ سے بھی چالیس روزتک شراب کی بدبوباقی رہتی ہے لہٰذاچالیسروزتک اس کی کوئی بھی نمازقبول نہیں ہوتی ہے۔(۱)

۷۔حاقن وحاقب

عن اسحاق بن عمار، قال: سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول: لاصلاۃ لحاقن ولالحاقب ولالحاذق. والحاقن الذی بہ البول، والحاقب الذی بہ الغائط والحازق بہ ضغطۃ الخف. اسحاق ابن عمارسے مروی ہے کہ امام صادق فرماتے ہیں:حاقن وحاقب اورحاذن کی نمازقبول نہیں ہوتی ہے، حاقن وہ شخص کہ جوپیشاب کوروکے رکھے،حاقب وہ شخص کہ جوغائط کوروکے رکھے،اورحازق اس شخص کوکہتے ہیں جودونوں پیروں کوایک دوسرے سے ملائے رکھے ۔(۲)

۸۔ خمس وزکات نہ دینا

قرآن کریم میں متعددآیتوں میں زکات اداکرنے کوقیام نماز کے پہلو میں ذکر کیا گیا ہے:. سورہ بقرہ/آیت ۱۱۰ ـ ۴۳ ـ ۲۷۷. حج/ ۴۱ ـ ۷۸.توبہ/ ۱۱ ـ ۱۸ ـ ۷۱ ـ مائدہ/ ۵۵. نمل/ ۳. لقمان/ ۴ مریم/ ۳۱ ـ ۵۵. انبیاء/ ۷۳. نساء/ ۷۷ ـ ۱۶۲. نور/ ۵۶.بینہ/ ۵. اوران آیتوں کے علاوہ بعض دیگر آیتوں میں نمازکوانفاق کے ساتھ ذکرکیاگیاہے۔

اور متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جولوگ اپنے مال سے زکات نہیں نکالتے ہیں ان کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ:لاتقبل الصلاۃ الّا بالزکوۃ۔(۳) رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: زکات ادا کئے بغیر نمازقبول نہیں ہے۔

---

۱)علل الشرایع/ج ۲/ص ۳۴

۲)معانی الاخبار/ص ۲۳۷

۳) منہج الصادقین/ج ۶/ص ۲۰۳

۹۔گناہ و منکرات کو انجام دینا

عَنِ النّبِی صلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہِ اَنّہُ قَالَ:لاصلاۃ لمن لم یطع الصلوۃ وطاعۃ الصلوۃ ان ینتھی عن الفحشاء والمنکر۔(۱)

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: جو شخص مطیع نماز نہ ہو اس کی نماز ہی نہیں ہے اور گناہوں و منکرات سے دوری اختیار کرنے کو اطاعت نماز کہا جاتا ہے۔

عَنِ النّبِی صلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہِ اَنّہُ قَالَ:مَن لَم ت نھہ صَلاتہُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِلَم یَزِدْمِن اللہِ اِلّابُعداً۔(۲)

جس کی نماز اسے بدی و منکرات سے دور نہیں رکھتی ہے اسے اللہ سے دوری کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتی ہے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: من احب ان یعلم ا قُبلت صلاتہ ا مْ لم تقبل فلینظرھل منعتہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکرفبقدرمامنعتہ قبلت منہ۔(۳)

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: اگر کوئی دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی نماز بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی ہے یا نہیں تو اس چیز کو دیکھے کہ اس کی نماز نے اسے برے کام اور گناہوں سے دور رکھا ہے یا نہیں کیونکہ جس مقدار میں وہ نماز کی وجہ سے گناہوں سے دور رہتا ہے اسی مقدار کے مطابق اس کی نماز بارگاہ باری تعالیٰ میں قبول ہوتی ہے۔

۱۰۔مومنین سے بغض و حسد رکھنے والے

بہت سے نمازی ایسے بھی جو متقی وپرہیزگار لوگوں سے اس وجہ سے بغض و حسد رکھتے ہیں وہ لوگوں کے درمیان عزّت وشرف اور مقبولیت کیوں رکھتے ہیں اور ہم کیوں نہیں رکھتے ہیں لہٰذا اس سے دشمنی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں خداوندعالم حدیث قدسی میں حضرت داؤد سے ارشاد فرماتا ہے:

---

۱)تفسیر نورالثقلین/ج۴/ص۱۶۲

۲)تفسیر نورالثقلین/ج۴/ص۱۶۲

۳)تفسیر نورالثقلین/ج۴/ص۱۶۲.

وربماصلی العبدفاضرب بهاوجهه واحجب عنی صوته ،ا تُدری مَن ذلک ؟یاداو دٔ!ذاک الّذی یکثرالالتفات الی حرم المومنین بعین الفسق وذاک الّذی یُحدّث نفسه اَنْ لووُلّیَ ا مُرالَضرب فیه الرقاب ظلماً۔

کت نے بندے ایسے ہیں کہ جو نماز پڑھتے ہیں مگران کی نمازوں کو انھیں کے منہ پہ ماردیتاہوں اور اپنے اوراس کی نماز و دعاکی آواز کے درمیان ایک پردہ ڈالدیتا ہوں ، اے داو دٔ! کیا تم جانتے ہو وہ بندے کون ہیں ؟اے داؤد سنو!یہ وہ نمازی ہیں جو مو من بندوں کی عزّت وشرف و عصمت کو جرم و گناہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خود سے کہتے ہیں : اگر مجھ میں ہمت و قدرت پیدا ہو گئی تو ظلم و جفا کے ساتھ ان لوگوں کی گردنیں کاٹ کررکھ دوں گا ۔

قابیل اپنے بھائی سے بغض وحسدرکھتاتھاکہ جس کے نتیجہ میں خدانے اس کی قربانی کوقبول نہیں کیا،خداوندعالم قرآن کریم میں حضرت آدم کے ان دونوںفرزندکی داستان اس طرح بیان کرتاہے:

﴿ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْقَرَّبَاقُرْبَانًا ، فَتَقَبَّلَ مِنْ اَحَدِهِمَاوَلَمْ یَتَقَبَّلُ مِنَ الْاٰخَرِ، قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَایَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴾

پیغمبر!آپ ان کوآدم کے دونوںفرزندوں کاسچاقصہ پڑھ کرسنایئےکہ جب دونوں نے راہ خدامیں قربانی پیش کی توہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اورقابیل کی قربانی ردکردی گئی توشیطان نے قابیل کے دل میں حسدآگ بھڑکادی اورقابیل نے ہابیل سے کہا:میں تجھے قتل کردوں گا،ہابیل نے جواب دیا:میراکیاقصورہے خداصرف صاحبان تقویٰ کی اعمال قبول کرتاہے۔[۱]

۱۱ ۔موذی عورت ومرد

وہ عورتیں جواپنے شوہرکے لئے اذیت کاباعث ہوتی ہیں،اوروہ عورت جواپنے شوہرکے لئے عطروخوشبوکااستعمال نہیں کرتی ہے اورجب کسی شادی ومحفل میں جاتی ہے یاگھرپہ کوئی مہمان آتاہے توخوشبوکااستعمال کرتی ہے اورعمدہ لباس پہنتی ہے مگراپنے شوہرکے لئے ایساکچھ نہیں کرتی ہے توخداوندعالم اس کوئی نمازقبول نہیں کرتاہے ،اگرایساکرتاہے تویہی حکم اس کابھی ہے

امام صادق فرماتے ہیں:وہ عورت جو(بسترپہ)سوجائے اوراس کاشوہراس سے برحق ناراض ہوتوخداوندعالم اس عورت کی کوئی جب تک اس شوہراس سے راضی نہ ہوجائے کوئی نمازقبول نہیں ہوتی ہے اوروہ عورت کہ جواپنے شوہرکے علاوہ کسی دوسرے کے لئے خوشبولگائے توخداوندعالم ایسی عورت کی بھی کوئی نمازاس وقت تک قبول نہیں کرتاہے جب تک وہ اس خوشبوکاایسے غسل نہیں کرلیتی جس طرح جنابت کاغسل کرتی ہے[۲]

---

۱)سورہ مائدہ/آیت ۲۷

۲)۔من لایحضرہ الفقیہ/ج۳/ص۴۴۰/کافی/ج۵۰۷

اوراسی طرح وہ مردجواپنی زوجہ کواذیت کرتے ہیں، خداوندعالم ان عورت مرددوں کی نمازیں قبول نہیں کرتاہے جیساکہ روایت میں آیاہے:

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: وہ عورت جو اپنے شوہرکواذیت پہنچاتی ہے،خداوندعالم ایسی عورت کی کوئی نمازاورنیک عمل اس وقت قبول نہیں کرتاہے جب تک وہ اپنے شوہرکوراضی نہیں کرلیتی ہے،خواہ وہ ایک زمانے تک روزے رکھے اورراہ خدامیں جہادکرے اورراہ خدامیں کت ناہی مال خرچ کرے ،ایسی عورت کوسب سے جہنم میں ڈالاجائے، اس کے بعدرول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)ے نے فرمایا:مردکابھی یہی حکم ہے اوراس کابھی یہی گناہے ۔(۱)

۱۲ ۔ہمسایہ کواذیت پہنچانا

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے زمانے میں ایک مسلمان خاتوں جوروزانہ روزے رکھتی تھی اوررات بھرنمازوعبادت کرتی تھی لیکن بہت زیادہ بداخلاق تھی اوراپنی زبان سے ہمسایوں کو آزار واذیت پہنچاتی تھی

ایک دن لوگوں نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے کہا: یا رسول اللہ! فلاں عورت دنوں میں روزہ رکھتی ہے،راتوں میں نماز وعبارت میں مشغول رہتی ہے لیکن اس میں ایک عیب یہ پایاجاتاہے کہ وہ بد اخلاق ہے اوراپنی زبان سے پڑوسیوں کواذیت پہنچاتی ہے تورسول اکرم نے فرمایا:

لَاْخَیْرَفیھا،ھِیَ مِنْ اَھْلِ النار۔

ایسی عورت کے لئے کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے اوراہل جہنم ہے اس بعدلوگوں نے کہا:ایک فلاں عورت ہے جو(فقط)پنجگانہ نمازیں پڑھتی ہے اور(فقط)ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتی ہے اوراپنے پڑوسیوں کواذیت بھی نہیں پہنچاتی ہے تورسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا:

ھی من اھل الجنة.

وہ عورت اہل بہشت ہے۔(۲)

---

۱) وسائل الشیعہ/ج ۱۴/ص ۱۱۶

۲) مستدرک الوسائل/ج ۸/ص ۴۲۳

امام علی رضا فرماتے ہیں: خداوند عالم نے تین چیزوں کو تین چیزوں کے ساتھ بجالانے کا حکم دیا ہے:

۱۔ نماز کو زکات کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، پس جو شخص نماز پڑھتا ہے اور زکات نہیں نکالتا ہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ خدا نے اپنا شکر بجالانے کو والدین کا شکر ادا کرنے کے ساتھ حکم دیا ہے، پس جو شخص والدین کا شکر نہیں کرتا ہے جب بھی خدا کا شکر کرتا ہے خدا اس کا شکر قبول نہیں کرتا ہے۔ ۳۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کو صلہ رحم کے ساتھ حکم دیا ہے پس جو شخص صلہ رحم نہیں) کرتا ہے خدا اس کے تقویٰ وپرہیزگاری کو قبول نہیں کرتا ہے۔[۱]

حضرت امام صادق سے مروی ہے: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: آٹھ لوگوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتی ہیں:

۱۔ وہ غلام جو اپنے مالک سے فرار ہوگیا ہو جب تک وہ اپنے مولا کے پاس لوٹ کر نہیں آتا ہے اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی ہے

۲۔ وہ عورت جو کہ ناشزہ ہے اور اس کا شوہر اس پر غضبناک رہتا ہے۔

۳۔ جو لوگ زکات ادا نہیں کرتے ہیں۔

۴۔ جو لوگ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں۔

۵۔ وہ بچّیاں جو سر چھپائے بغیر نماز پڑھتی ہیں۔

۶۔ وہ شخص کہ جو لوگوں کے لئے امامت کے فرائض انجام دے مگر مومنین اسے پسند نہ کرتے ہوں اور اس امام سے کوئی رغبت نہ رکھتے ہوں (لیکن وہ امام جماعت اپنی عزّت وآبرو کی وجہ سے مسجد کو ترک کرنے کے لئے حاضر نہ ہو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر روز مسجد میں آنے والے مومنین کی تعداد کم ہوتی جائے گی اور ایک دن وہ بھی آجائے گا کہ مسجد میں اس کے پیچھے کے لئے کوئی شخص نہیں آئے)۔

۷۔ ۸۔ زبین لوگ: نبی اکرم سے پوچھا گیا: یارسول اللّھیہ کون لوگ ہیں؟ آنحضرت نے جواب دیا: وہ لوگ جو نماز کی حالت میں اپنے پیشاب وپاخانہ یا ریح کو روکے رکھتے ہیں (جس کی وجہ سے جسمانی امراض پیدا ہوجاتے ہیں، یہ کام جسم کی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنے کے علاوہ نماز کے تمرکز کو بھی خراب کردیتے ہیں اور نماز میں حضور قلب بھی نہیں پایا جاتا ہے) یہ) آٹھ لوگ ہیں کہ جن کی نمازیں قبول نہیں ہوتی ہیں ۔[۲]

۱.)خصال (شیخ صدوق) /ص ۱۲۳

۲)معانی الاخبار(شیخ صدوق)/ص ۴۰۴

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: چار لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے: ۱۔ ظالم و ستمکار پیشوا ۔ ۲۔ وہ مرد جو کسی گروہ کی امامت کرتا ہو اور وہ لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں ۳۔ وہ غلام جو بغیر کسی عذر و مجبوری کے اپنے آقا سے فرار ہو گیا ہو۔ ۴۔ وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر جاتی ہو۔

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: تین لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے:

۱۔ وہ غلام جو اپنے مالک سے فرار ہو گیا ہو، جب تک وہ لوٹ کر اپنے ہاتھوں کو اپنے مولا ہاتھوں پہ نہیں رکھ دیتا ہے اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی ہے

۲۔ وہ عورت جو (بستر پہ) سو جائے اور اس کا شوہر اس سے ناراض ہو

۳۔ وہ شخص جو کسی جماعت کی امامت کر رہا ہو اور وہ لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں[۱]

ترک نماز

کسی بھی حال میں نماز کا ترک کرنا جائز نہیں نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل و فوائد اور اس کے واجب ہونے کے بارے میں ذکر کی گئی آیات قرآنی و احادیث معصومین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی حال میں اس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور جس صورت میں ممکن ہو سکے اور جس مقدار میں بھی ممکن ہو سکے نماز پڑھی جائے اور انسان جس طرح سے مضطر ہوتا جائے اسی کے اعتبار سے نمازیں بھی تخفیف ہوتی ہوتی رہے۔

عبدالرحمن ابن ابی عبداللھسے روایت ہے کہ میں نے امام صادق سے دریافت کیا: اگر آپ سواری حالت میں ہیں یا پیدل ہیں اور کسی چیز کا خوف ہے تو کس طرح نماز پڑھیں گے؟ اور میں نے پوچھا: اگر کسی کو چور یا درندہ کا خوف ہے تو وہ کسی طرح نماز پڑھے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

یکبرویومی براسہ ایماء

وہ شخص تکبیر کہے اور اپنے سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔[۲]

---

۱)۔۵/ کافی/ ج ۷ ۵۰

۲)۔ تہذیب الاحکام/ ج ۳/ ص ۳۰۰

اگرکوئی شخص کسی درندہ وغیرہ کے چنگل میں پھنسجائے گیاہے اورنمازکاوقت بھی ہوتو اس صورت میں بھی نمازکاترک کرناجائز نہیں ہے بلکہ حسب امکان نمازکاپڑھناواجب ہے خواہ آنکھوں کے اشارہ ہی سے نمازپڑھے لیکن نمازکاترک کرناجائزنہیں ہے۔

روایت میں آیاہے کہ علی ابن جعفر (علیہ السلام) نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم سے دریافت کیا: اگرکوئی شخص کسی حیوان درندہ کے چنگل میں گرفتارہوجائے اور بالکل بھی حرکت نہ کرسکتا ہو اور نماز کا وقت پہنچ گیا ہواوروہ اس درندہ کے خوف کی وجہ سے بالکل بھی حرکت نہ کرسکتاہو، اگروہ کھڑے ہوکرنمازپڑھے تورکوع وسجودکی حالت میں اس کااورزیادہ خطرہ ہے اوروہ شخص سمت قبلہ بھی نہ ہواب اگروہ اپنے چہرے کوقبلہ کی سمت کرے توپھر بھی خطرہ ہے کہ وہ درندہ پیچھے سے حملہ کردے گاتواس صورت میں وہ شخص کیاکرے اورکسی طرح نمازپڑھے؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:یصلی ویومی راسہ ایماء وھوقائم وان کان الاسدعلی غیرالقبلۃ. ایسے موقع پر اس شخص کا وظیفہ یہ ہے کہ کھڑے ہوکرنمازپڑھے اورسر کے ذریعہ رکوع وسجودکی طرف اشارہ کرتارہے خواہ وہ شیرپشت بہ قبلہ ہی کیوں نہ ہو۔(۱)سماع ابن مہران سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق سے دریافت کیا:وہ شخص جومشرکین کے ہاتھوں گرفتارہوجائے اورنمازکاوقت پہنچ جائے اوراسے خوف ہوکہ یہ مشرک مجھے نمازنہیں پڑھنے سے منع کریں گے تووہ کیاکرے اورکس طرح نمازپڑھے؟امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

یومی ایماء. وہ شخص فقط شارہ سے نمازپڑھے۔(۲)

قال ابوعبداللہ علیہ السلام:من کان فی مکان لایقدرعلی الارض فلیو مٔ ایماء. امام صادق فرماتے ہیں:اگرکوئی کسی جگہ میں گرفتارہوجائے وہ زمین پرنہ ٹھہراہوبلکہ (پانی غرق ہورہاہویاصولی پرلٹکاہو)تووہ اشارہ سے نمازپڑھے۔(۳)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں:مریض شخص کوچاہئے کہ کھڑے ہوکر نمازپڑھے اوراگرکھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتاہے توبیٹھ کرنمازپڑھے ،اگربیٹھنے سے بھی مجبورہے تودائیں کروٹ لیٹ کرنمازپڑھے اوراگردائیں کروٹ نہ لیٹ سکتاہو توبائیں کروٹ لیٹ کر نمازپڑھے اوربائیں کروٹ بھی نہیں لیٹ سکتاہے توسیدھالیٹ کرنمازپڑھے اوراپنے چہرے کوقبلہ کی سمت رکھے اور(رکوع سجودوغیرہ کواشارہ کے ذریعہ انجام دے)جب سجدہ کے لئے اشارہ کرے توجت نااشارہ رکوع کے لئے کیاتھااسسے تھوڑازیادہ اشارہ کرے۔(۴)

---

۱)کافی/ج۳/ص ۴۵۹

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ص ۴۶۴

۳).تہذیب الاحکام/ج۳/ص ۱۷۵

۴)من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ص ۳۶۲

امام صادق فرماتے ہیں:مریض شخص کوچاہئے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے ، اگر بیٹھنے سے بھی مجبور ہے تو لیٹ کر نماز پڑھے،تکبیر کہے اور قرائت کرے ،جب رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی آنکھوں کو بند کرے اور تسبیح کرے ،جب تسبیح کرلے تو آنکھوں کو کھولے جو رکوع سے بلند ہونے کا اشارہ ہے اور جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرے تو آنکھوں کو بند کرے اور تسبیح کرے اس کے بعد آنکھوں کو کھولے جو سجدہ سے سر بلند کرنے کا اشارہ ہے (گویا ہر رکعت کو اشارہ سے پڑھے)اس کے بعد تشہد وسلام پڑھے اور نماز کو تمام کرے ۔(۱)

عمر بن اذینہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کی خدمت میں ایک خط لکھا اور پوچھا کہ اس مرض کی حد کیا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان روزہ کو افطار کرسکتا ہے اور وہ مرض کہ جس کی وجہ انسان کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کو ترک کرسکتا ہے اس کی حد کیا ہے؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:

بل انسان علیٰ نفسه بصیرة،ذاک هوا عٔلم بنفسه۔

)اس کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ)ہرانسان اپنے نفس کے بارے میں خود جانتا ہے اور مرض کیمقدار کو تشخیص دینا خود مریض سے مربوط ہے ،وہ اپنے مرض کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے (کہ میں کت نا مریض ہوں،کھڑے ہونے کی قدرت ہے یا نہیں ، بیٹھنے کی ہمت ہے یا نہیں)۔(۲)

معصومین کی تاریخ میں جنگ کے چند واقعات ایسے ملتے ہیں کہ انھوں نے جنگ جیسے پرآشوب ماحول میں بھی نماز کو ترک نہیں کیا اور مسلمانوں کو درس دے دیا کہ دشمن سے سے نبرد آزمائی کے وقت بھی نماز کا ترک کرنا جائز نہیں ہے ۔ امام علی ابن ابی طالبکی تاریخ حیات میں لکھا ہے کہ آپ جنگ صفین میں دشمنان اسلام سے جنگ کررہے تھے کہ اچانک سورج کی طرف دیکھنے لگے ،ابن عباس نے کہا:یاامیر المومنین ! یہ آپ کیا کررہے ہیں ؟حضرت علیؑنے جواب دیا: اَنْظُرُاِلَی الزَّوَالِ حتّی نُصَلِّی "میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی ظہر کا وقت ہوا ہے یا نہیں تاکہ (معمول کے مطابق اور ہمیشہ کی طرح اول وقت)نماز ادا کروں،ابن عباس نے تعجب سے کہا:کیا یہ نماز کا وقت ہے؟اس وقت ہم اسلام کے دشموں سے جنگ میں مشغول ہیں، اگر ہم نے جنگ سے ہاتھوں کو روک لیا تو دشمن ہم پر غالب آجائیں گے ،مولائے کائنات نے جواب دیا: "علیٰ مانقاتلهم ؟انّمانقاتلهم علی الصلاة "ہماری ان سے کس لئے جنگ ہورہی ہے ؟بے) شک اسی نماز ہی کے لئے تو ان سے جنگ ہورہی ہے ۔(۳)

---

۱).کافی /ج ۳/ص ۴۱۱ ۔من لایحضره الفقیہ/ج ۱/ص ۳۶۱ ۔تہذیب الاحکام /ج ۲/ص ۱۶۹

۲.)استبصار/ج ۲/ص ۱۱۴

۳.)وسائل الشیعہ /ج ۳/ص ۱۷۹

تاریخ کربلامیں یہی ملتاہے ہے کہ امام حسین نے دشمنوں کے نرغہ میں جنگ کے درمیان بھی نماز کوترک نہیں بلکہ نمازوعبادت ہی وجہ سے دشمنوں سے ایک رات کی مہلت طلب کی تھی ،کرب سے ایک درس یہ بھی ملتاہے کہ دشمن کے نرغہ میں گھرجانے بعدنماز کاترک کرناجائزنہیں ہے

نواسۂرسول سیّد الشہداء حضرت اباعبداللہ الحسینؑنے اسی نمازاوردین اسلام ناناکی قبرسے رخصت ہوئے ،بھائی کی قبرکوالوداع کہا،اور ۲۸ /رجب کوایک چھوٹاساکاروان لے کرمکہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب امام حسینؑنے حالات ایسے دیکھے کہ یہ دنیامیرے خون کی پیاسی ہے اورامام(علیہ السلام) نہیں چاہتے تھے کہ خانہ کعبہ نبی کے نواسہ کے خون سے رنگین ہوجائے لہذاکربلاکی طرف رخ کیااوردومحرم الحرام کوخاک کربلاپروارد ہوئے،ہرطرف سے دشمنوں کے لشکرپہ لشکرآنے لگے،لاکھوں کے تعدامیں تیر،تلوار، نیزے وغیرہ ہاتھوں میں لئے ہوئے رسول کے مختصرسے کنبہ کاخاتمہ کردینے کے لئے تیارکھڑے ہیں، ۹/محرم کی شام آئی توامام حسینؑ(جونمازومناجات کوبہت ہی زیادہ دوست رکھتے تھے)دشمنوں سے ایک رات کی مہلت مانگی تاکہ زندگی کی آخری رات اصحاب باوفاکے ساتھ نمازوعبادت میں گذاریں،شب عاشورامام (علیہ السلام)کے صحابی نمازودعامیں مشغول تھے،کوئی رکوع میں تھا،توکوئی سجدہ میں گڑگڑارہاتھا،دشمن نے بھی اس بات کااقرارکیا ہے کہ حسین (علیہ السلام)کے خیموں سے شہدکی مکھیوں کی آوازکے مانندپوری رات نمازومناجات کی آوازیں بلندتھیں

جب صبح عاشورنمادارہوئی توشبیہ رسول حضرت علی اکبرنے اذان کہی اورتمام دوستداران اہلبیت نے امام (علیہ السلام)کی اقتدامیں نمازصبح اداکی ،نمازکے بعدامام (علیہ السلام)جنگ کے لئے تیارکیانے وہ وقت بھی آیاکہ عمرابن سعدنے چلہ کمان میں تیرلگایااورخیام حسینی کی طرف پرتاب کرتے ہوئے کہا:اے لوگو!گواہ رہنامیں نے پہلاتیرچلایاہے ،یہیں سے دشمن کی طرف سے جنگ کاآغازہوا۔

اصحاب امام (علیہ السلام) یکے بعدیگرے امام حسین کی خدمت میں آتے اوراذن جہادلے کرمیدان کارزارمیں جاتے اورجام شہادت پیتے رہے اورامام (علیہ السلام)لاشے اٹھاکرلاتے رہے ،جب ظہرکاوقت پہنچاتواپنے ساتھیوں کوحکم دیاکہ نمازظہرکااہتمام کیاجائے

علامہ مجلسی "بحارالانوار" میں لکھتے ہیں:کتاب ابوثمامہ صیداوی نے جب یہ دیکھا کہ اصحاب امام (علیہ السلام) یکے بعد دیگرے میدان کارزار میں جاکر اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہے ہیں اور درجہ شہادت پر فائز ہورہے ہیں تو امام حسین کی خدمت میں اکر عرض کیا: یا اباعبد اللہ! میں آپ پر قربان جاؤں دشمنوں کے لشکر بالکل قریب آگئے ہیں اس سے پہلے کہ وہ آپ پر کوئی حملہ کریں میں قربان ہوجاؤں اوراب چونکہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے نماز پڑھوں اور اس کے بعد شہید ہو جاؤں امام (علیہ السلام) نے فرمایا: تم نے نماز کو یاد کیا خدا تم کو نماز گزاروں میں سے قرار دے، امام (علیہ السلام) ابوثمامہ سے کہا: اے ابو ثمامہ! نماز کا اول وقت ہے لہٰذا تم دشمنوں سے کہو کہ وہ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑدیں (اورجنگ بند کردیں تا کہ ہم نماز پڑھ سکیں) ابوثمامہ نے جیسے ہی یہ پیغام دشمن تک پہنچایا تو حصین بن نمیر بولا: تمہاری نماز قبول نہیں ہے، حبیب ابن مظاہر نے فوراً جواب دیا: اے خبیث، کیا تو گمان کرتا ہے کہ فرزند رسول کی نماز قبول نہیں ہے اور تیری نماز قبول ہے؟ یہ جواب سن کر حصین نے حبیب پر حملہ کیا، پھر حبیب نے بھی اس پر حملہ شروع کردیا اور تلوار سے اس کے گھوڑے کا منہ کاٹ ڈالا.

زہیر ابن قین اور سعید ابن عبد اللہ حنفی، ہلال بن نافع اور چند دیگر صحابی دشمنوں کے وحشیانہ ہجوم سے مقابلہ کرنے کے لئے دیوار بن کر امام (علیہ السلام) کے آگے کھڑے ہوگئے اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے اپنے آدھے صحابیوں کے ساتھ نماز ظہر شروع کی چونکہ آپ نرغہ أعداء میں تھے اسلئے نماز خوف بجالائے۔[1]

تاریخ کے اوراق میں لکھا ہے کہ:جب امام (علیہ السلام) نے نماز شروع کی تو سعید ابن عبداللہ حنفی حضرت امام حسین کے آگے کھڑے ہوئے اور دشمن کی طرف سے آنے والے ہر تیر کو اپنے سینے پر کھاتے رہے، جس طرف بھی کوئی تیر آتا تھا فوراً آگے بڑھ کر اسے اپنے سینہ پر کھا لیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو سپر قرار دیتے تھے، اسی طرح امام (علیہ السلام) کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ پے درپے بہت زیادہ تیر کھانے کے بعد اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور زمین پر گرنے کے بعد کہ رہے تھے:

پروردگارا! قوم عاد و ثمود کے عذاب کو ان دشمنوں پر نازل کردے اور اپنے رسول کی خدمت میں میرا سلام پہنچا. اور جو کچھ دردوزخم مجھ تک پہنچے ہیں ان کی بھی اپنے رسول کو خبر دے اور میں تیرے رسول کے نواسہ کی مدد کے بدلے میں اجروثواب کا خواہشمند ہوں اس کے بعد سعید ابن عبداللہ کی روح بارگاہ ملکوتی کی طرف پرواز کرگئی اور حالت یہ تھی کہ نیزہ اور شمشیر کے زخموں کے علاوہ ۱۳ / تیر بدن میں پیوست تھے۔[2]

---

۱) بحارالانوار/ج ۵۴ / ص ۲۱

۲) مقتل الشمس/ ص ۲۱۷ ـ ۲۱۸

تارک الصلاۃ کا حکم

تارک الصلاۃ کافر ہے

تارک الصلاۃ لوگوں کے دوگروہ ہیں کچھ بے نمازی ایسے ہیں جو نماز کے واجب ہونے سے انکار کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز واجبات دین میں سے نہیں ہے، وہ لوگ جو عمداً نماز ترک کرتے ہیں اور نماز سے کسی اجر وثواب کی امید نہیں رکھتے ہیں اور ترک نماز کے عذاب وعقاب سے بھی نہیں ڈرتے ہیں وہ مسلمان کے دائرے سے خارج ہوجاتے ہیں اور مرتدو کافر بن جاتے ہیں اوریہودی ،یانصرانی یا مجوسی کی موت مرتے ہیں۔

منکر نماز ایسا ہے کہ گویا اس نے حکم قرآن کے برخلاف ایک نیا حکم وضع کیا ہے اور اسنے حلال خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال قرار دیا ہے لہٰذا دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور وہ اس طغیانی اور سرکشی کی وجہ سے عذاب وعقاب کا مستحق ہے ،اس بات کو سب جانتے ہیں کہ خدا نے شیطان کو اپنی بارگاہ سے اس لئے نکالا تھا کہ اس نے اللہ کا حکم کو ماننے سے انکار کردیا تھا اور صرف انکار سجدہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اس کی گردن میں پڑگیا۔

نماز کے واجب ہونے سے انکار کرنے والوں کا حکم یہ ہے کہ ایسے لوگ کافر اور مرتد ہیں ،ان کا بدن پاک نہیں ہے بلکہ وہ لوگ نجس ہیں ،دین اسلام میں ان کی کوئی جگہ نہیں ہے ،اگر کوئی مسلمان منکر نماز کو قتل کردے تو اس کا قصاص نہیں ہے لیکن چونکہ خدادنیا میں سب پر اپنا رحم وکرم نازل کرتا ہے اس لئے وہ دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرتا ہے لیکن عالم برزخ وآخرت میں سخت عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا جیسا کہ قران میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُوْلٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ [1] جو لوگ کافر ہوگئے اور انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلادیا وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو نماز کو واجب سمجھتے ہیں لیکن چند علل واسباب کی بناء پر (جنھیں ہم ذکر کریں گے) نماز کو بہت ہی آسان اورہلکا سمجھتے ہیں اور نماز کو اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس کرتے ہوئے ،اس کے ادا کرنے میں لاپرواہی کرتے ہیں ،نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ہیں ، اور اصلاً نماز نہیں پڑھتے ہیں یا ایک دن پڑھتے ہیں اور دوسرے دن ترک کردیتے ہیں یا ایک وقت پڑھتے اور دوسرے وقت کی قضا کردیتے ہیں اور قضا کی ہوئی نمازوں کو انجام دینے کی فکر بھی نہیں کرتے ہیں

---

۱)سورہ بقرہ/آیت ۳۸

اور اگر فکر بھی کرتے ہیں تو انھیں آئندہ سال تک کے لئے تاخیر میں ڈال دیتے ہیں، یا نماز میں اس کے آداب و شرائط کا رعایت نہیں کرتے ہیں اور جلدبازی میں نماز پڑھتے ہیں وہ لوگ کافر کا حکم رکھتے ہیں، ہم یہاں پر اس بارے میں چند روایتوں کو ذکر کر رہے ہیں:

عن ابی جعفرعلیه السلام قال:قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:مابین المسلم وبین اَنْ یکفرالاآن یترک الصلاةالفریضة متعمداًاَویتهاون بهافلایصلیها۔[1] حضرت امام صادق سے مروی ہے: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: کسی مسلمان کے کافر ہوجانے میں صرف اتنا فاصلہ ہے کہ وہ نماز کو عمداً ترک کرے یا نماز پڑھنے میں سستی استعمال کرے اور نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ قضا ہوجائے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:من ترک الصلاة لایرجواثوابها ولایخاف عذابهافلاابالی ا یٔموت یهودیاًأ ؤنصرانیاًا ؤمجوسیاً۔(۲) رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے اور نماز کے وسیلہ سے کسی اجرو ثواب کی امید نہیں رکھتا ہے اور ترک نماز کے عذاب وعقاب سے بھی نہیں ڈرتا ہے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسا شخص یہودی یا نصرانی یا مجوسی کی موت مرتا ہے۔

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: ایک شخص رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے آنحضرت نے فرمایا: نماز کو عمداً ترک نہ کرو کیونکہ جو شخص عمداً نماز کو ترک کرتا ہے خدا اور اس کے رسول اور پوری ملت اسلامیہ اس سے بیزار رہتی ہے (اور وہ شخص کافر ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول ناخوش ہوں)۔[3]

عبید ابن زرارہ سے مروی ہے: میں نے امام صادق سے سوال کیا: کن کاموں کو گناہ کبیرہ کہا جاتا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: کلام امیرالمومنین حضرت علی میں سات چیزیں گناہ کبیرہ ہیں:

۱۔ وجودذات باری تعالیٰ کا انکار کرنا ۲۔ انسان کو قتل کرنا ۳۔ عاق والدین قرار پانا ۴۔ سود لینا ۵۔ ظلم و ستم کے ساتھ یتیموں کا مال کھانا ۶۔ میدان جہاد چھوڑ کر بھاگ جانا ۷۔ ہجرت کے بعد اعرابی ہوجانا

---

۱). ثواب الاعمال/ص ۲۰۷

۲.)مصباح الفلاح/ص ۱۷۴

۳)جامع الاحادیث الشیعہ، ج ۴، ص ۷۴

۴) صحرانشینی کو چھوڑ کر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) یا ان کے جانشین کی (خدمت میں پہنچ کر دین اسلام اختیار کرنا اور اس کے احکام و مسائل سے آگاہ ہونے کو ہجرت کہا جاتا ہے لہٰذا جو شخص دین اسلام سے مشرف ہو کر اور اس کے احکام و مسائل سے مطلع ہونے کے بعد اپنی پہلی والی حالت پر واپس آجائے یعنی دوبارہ جہالت و نادانی کی طرف پلٹ جائے اسے اعرابی کہا جاتا ہے (گناہان کبیرہ /ج ۲/ص ۵۔ ۶)

میں نے امام (علیہ السلام) سے عرض کیا : کیا یہ چیزیں گناہ کبیرہ ہیں ؟ فرمایا: ہاں . میں نے امام (علیہ السلام) سے سوال کیا : یتیم کے مال سے ظلم کے ساتھ ایک درہم کھانا بڑا گناہ ہے یا نماز کا ترک کرنا ؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا : ترک نماز اس سے بھی بڑا گناہ ہے میں نے پوچھا : پھر آپ نے ترک نماز کو گناہ کبیرہ میں شمار کیوں نہیں کیا ہے ؟ امام (علیہ السلام) (علیہ السلام) نے فرمایا : میں نے گناہ کبیرہ میں سب سے پہلے کس چیز کو ذکر کیا ہے ؟ میں نے کہا : کفر کو، تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا : نماز ترک کرنے والا) شخص کافر ہے[۱]

مسعدہ ابن صدقہ سے مروی ہے کہ : کسی نے امام صادق سے سوال کیا : کیا وجہ ہے کہ آپ زانی جیسے شخص کو کافر نہیں کہتے ہیں اور تارک الصلاۃ کو کا فر کہتے ہیں ؟ امام (علیہ السلام) نے جواب دیا : کیونکہ زانی وہ شخص ہے جو شہوت نفسانی کے غالب ہوجانے کی وجہ سے زنا کا مرتکب ہوتا ہے ، لیکن وہ شخص جو نماز کو ترک کرتا ہے وہ اسے ہلکا اور ناچیز سمجھ کر ترک کرتا ہے

تارک الصلاۃ کو کافر قرار دینے اور زانی کو کافر قرار نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ زانی جب اس گناہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور کسی نا محرم عورت کی تلاش میں نکلتا ہے اور اس کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ اس گناہ کو انجام دینے میں لذّت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن تارک الصلاۃ کو ترک نماز سے ہرگز لذّت کا ارادہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ ترک نماز میں کوئی لذّت نہیں پائی جاتی ہے اسی لئے نماز کو ہلکا اور ناچیز سمجھ کر ترک کرتا ہے اور نماز کو ہلکا شمار کرنے کی وجہ سے کفر حاصل ہوجاتا ہے ۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں : اس حدیث میں کفر سے اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں کہ تارک الصلاۃ نجس ہے اور یہ بھی مراد نہیں ہے کہ تارک الصلاۃ سے ہاتھ سے کسی مرطوب چیز کا لینا حرام ہے وغیرہ وغیرہ تارک الصلاۃ منکر نماز نہیں ہے اور نہ ترک نماز کو حلال) شمار کرتا ہے کیونکہ اسصورت میں اگر زناکار بھی زنا کو حلال جانتا ہے ، کافر ہے۔[۱]

قال الصادق علیه السلام:لیسمن شیعت نامن لم یصل الصلاۃ۔[۲] امام صادق فرماتے ہیں:جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے

---

۱)اصول کافی(باب کفر)/ج ۴/ص ۹۷ ۔ ۹۸

۲)المقنۃ(شیخ مفید)/ص ۱۱۹).

تارک الصلاۃ کو ہنسانا گناہ عظیم ہے

دین اسلام میں بے نمازی کے چہرے پر مسکراہٹ دلانا گناہ کبیرہ ہے

قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:من تبسم فی وجہ تارک الصلاۃ فکانماھدم الکعبۃ سبعین مرۃ وقتل سبعین ملکا۔(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص کسی بے نمازی کے چہرے پر مسکراہٹ دلائے گویا اسنے سترمرتبہ کعبہ کومنہدم کیااورسترملائکہ کوقتل کیا۔

قال علیہ السلام:من تبسم فی وجہ تارک الصلاۃ فکانماھدم بیت المعمورسبع مرۃ،وکانّماقتل الف ملک من الملائکۃ المقربین والانبیاء المرسلین۔(۲) امامفرماتے ہیں:جو شخص کسی بے نمازی کے چہرے پر مسکراہٹ دلائے گویا اس نے بیت المعمورکوسات مرتبہ منہدم کیااورگویااسنے اللہ مقرب ہزارفرشتوں اورہزارنبیوں کوقتل کیا۔

تارک الصلاۃ کی مدد کرنا حرام ہے

قال علیہ السلام:من اعان تارک الصلاۃبلقمۃ ا ؤکسوۃ فکانّماقتل سبعین نبیّااوّلھم آدم(عوآخرھم محمد(ص۔(۳)

امامفرماتے ہیں:جو شخص کسی بے نمازی کی ایک لقمہ یاکسی کپڑے سے مدد کی گویا اس نے سترنبیوں کاقتل کیاجن میں سب سے پہلے آدم (علیہ السلام)اورآخری حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ)ہیں۔

قال:من اعان تارک الصلاۃ بلقمۃ کانّمااعان علی قتل الانبیاء کلّھم ۔(ا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جس شخص نے کسی بے نمازی کی ایک لقمہ کے ذریعہ بھی مدد کی گویااس نے تمام انبیاء کے قتل میں مدد کی ہے ۔(۴)

۱.)لئالی الاخبار/ج ۴/ص ۱۵

۲.)لئالی الاخبار/ج ۴/ص ۱۵

۳)لئالی الاخبار/ج ۴/ص ۱۵

۴)لئالی الاخبار/ج ۴/ص ۵۱

تارک الصلاۃ کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :من آکل مع من لایصلی کانّما زنیٰ بسبعین محصنة من بناته وامهاته وعماته وخالاته فی بیته الحرام ۔[۱] نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص بے نمازی کے ساتھ کھانا کھائے ایسا ہے جیسے اس نے بیت الحرام میں اپنی ۷۰/ پاکدامن لڑکیوں اور ماوٴں اور پھوپھی، خالہ اور چچی کے ساتھ زنا کیا ہو۔

بے نمازی کو غسل وکفن نہ دیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:من ترک الصلاۃ ثلاثة ایام فاذامات لایغسّل ولایکفّن ولایُدفنُ فی قبورالمسلمین ۔[۲]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص تین دن تک عمداً نماز ترک کرتا ہے اسے غسل وکفن نہ دیا جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ کیا جائے ۔

نماز کو ہلکا سمجھ کر ترک یا ضایع کرنے کا عذاب

وہ لوگ جو نماز چند علل واسباب (جنھیں ہم ذکر کریں گے) کی بنا پر نماز کو بہت ہی آسان اور ہلکا سمجھتے ہیں اور نماز کو اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس کرتے ہوئے، اس کے ادا کرنے میں لاپرواہی کرتے ہیں، نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ہیں، اور اصلاً نماز نہیں پڑھتے ہیں یا ایک دن پڑھتے ہیں اور دوسرے دن ترک کردیتے ہیں یا ایک وقت پڑھتے اور دوسرے وقت کی قضا کردیتے ہیں اور قضا کی ہوئی نمازوں کو انجام دینے کی فکر بھی نہیں کرتے ہیں اور اگر فکر بھی کرتے ہیں تو انھیں آئندہ سال تک کے لئے تاخیر میں ڈال دیتے ہیں، یا نماز کے آداب وشرائط کی رعایت نہیں کرتے ہیں، یا اہلبیت کی محبت کے بغیر نمازیں پڑھتے ہیں:

۱۔ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جاے گا اور اس کوئی نیک عمل بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَكَاَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِرَبِّهَاوَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنٰهَاحِسَاباً شَدِيْدًا وَعَذَّبْنَاهَاعَذَاباًنُكْرًا﴾[۳] اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنھوں نے حکم خدا ورسول کی نافرمانی کی تو ہم نے ان کا شدید محاسبہ کیا اور انھیں بدترین عذاب میں مبتلا کردیا۔

---

۱)لسان المیزان/ ج۲/ص۲۵۱

۲)جامع الاخبار/ص۱۸۷

۳)سورہ طلاق/ آیت ۸۔۱۰

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ:من ترک الصلاۃ حتی تفوتہ من غیرعذرفقدحبط عملہ۔[1]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جو شخص نماز کوبغیر کسی مجبوری کے ترک کردیتاہے اس کے تمام اعمال اس سے سلب کرلئے جاتے ہیں اوراسے اس کے بقیہ نیک کاموں پرکوئی اجرنہیں ملتاہے۔

۲۔ بے نمازی محمدوآل محمدکی شفاعت سے محروم رہے گا اوراسے حوض کوثرسے سیراب نہیں کیاجائے گا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:لیس منی من استخف بصلاتۃ ،لایردعلیّ الحوض لا واللہ،ولیسمنی من شرب المسکراً،لایردعلیّ الحوض لا واللہ[2]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں :وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جواپنی نمازوں کے بارے میں بے توجہی ولاپرواہی کرتاہے اورخداکی قسم ایسا شخص میرے ساتھ حوض پرنہیں ہوگااوروہ شخص بھی میرے پاس حوض کوثرپرنہیں ہوگاجو مسکرات کا استعمال کرتاہے۔

عن ابی بصیرعن ابی جعفرعلیہ السلام قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:لاینال شفاعتی من استخف بصلاتہ ،لایردعلیّ الحوض لا واللہ۔[3]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جونماز کوہلکا شمار کرتاہے اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی اوروہ حوض کوثرپرمیرے پاس نہیں ہوگا۔

ابوبصیر سے مروی ہے:میں حضرت امام صادقکی شہادت کے بعد آپ کی زوجہ امّ حمیدہ کی خدمت میں تسلیت پیش کرنے کیلئے پہنچا تو انھوں نے رونا شروع کردیا انھیں روتے ہوئے دیکھ کر میں بھی امام (علیہ السلام)کی یاد میں رونے لگا اس وقت انھوں نے مجھ سے کہا:اے ابوبصیر! اگر تم امام (علیہ السلام)کی شہادت کے وقت ان کے پاس موجود ہوتے تو ایک عجیب منظر دیکھتے ، امام نے پروازروح سے قبل اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا : میرے تمام عزیزوں واقارب کومیرے پاس جمع کیا جائے ، کوئی ایسا باقی نہ رہاجواس وقت نہ آیاہو،جب سب امام (علیہ السلام)کی خدمت میں حاضر ہوگئے توامام صادق نے ان کی طرف نگاہ کر کے ارشاد فرمایا :انّ شفاعت نالات نال مستخفاًبالصلاۃ نماز کوہلکا سمجھنے والے کوہرگزہماری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔[4]

---

۱)بحارالانوار/ج ۷۹/ص ۲۰۲

۲)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۰۶

۳)اصول کافی/ج ۶/ص ۴۴۰

۴)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۲۰۶

بے نمازی دنیا وآخرت میں پندرہ مشکلوں میں گرفتار ہوتا ہے حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتی ہیں: ایک دن میں نے اپنے والد محترم سید المرسلین حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے پوچھا : اے بابا جان ! ہر وہ مرد اور عورت جو نماز پڑھنے میں لاپرواہی اور بے توجہّی استعمال کرتے ہیں اور نماز کو بہت آسان کام سمجھتے ہیں ان کی سزا کیا ہے؟

ختم المرسلین نے جواب دیا: اے میری پارۂ جگر! اگر کوئی مرد یا عورت نماز کو آسان کام سمجھتا ہے اور اس کے ادا کرنے میں لاپرواہی استعمال کرتا ہے تو ایسا شخص دنیا وآخرت میں ۱۵ / مشکلوں میں گرفتار ہوتا ہے ،چھ مشکلیں دنیا میں ہی اس کو درپیش آتی ہیں اور تین مشکلوں میں مرتے وقت گرفتار ہوتا ہے اور تین مشکلیں قبر کے اندر واقع ہونگی اور تین مشکلوں میں اس وقت گرفتار ہوگا جب اسے روز قیامت قبر سے بلند کیا جائے گا لیکن وہ مصبتیں جو دنیا ہی میں بے نمازی پر نازل ہوتی ہیں یہ ہیں:

یرفع اللہ البرکۃ من عمرہ ،یرفع اللہ البرکۃ من رزقہ، یمحواللہ عزوجل سیماء الصالحین من وجھہ، کلّ عمل یعملہ لایوج علیہ، لایرتفع دعائہ الی السماء، لیسلہ حظٌ فی دعاء الصالحین.

۱۔ خدا اس کی عمر سے برکت کو سلب کرلےتا ہے جس سے اس کس کی عمر بہت کم ہوتی ہے.

۲۔ خدوندعالم نمازترک والوں کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے.

۳۔(متقی اور پرہیز گار جیسے لوگوں کے چہرے شاداب اورنورانی ہوتے ہیں اور)تارک الصلاۃ لوگوں کے چہروں پر اکثر اداسی رہتی ہے.

۴۔ بے نمازی کو اپنے دیگر نیک اعمال پر کوئی اجروثواب نہیں ملتا ہے(جس طرح کسان کو اپنی زمین کی سینچائی کئے بغیر کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی ہے چاہے وہ اس میں کت نے ہی کام کرتا رہے اسی طرح بے نمازی اس کے کسی اچھے کام پر کوئی اجر نہیں ملتا ہے چاہے کت نے ہی نیک کام انجام دیتا رہے.

۵۔ اللہ کی بارگاہ میں اس کی دعائیں مستجاب نہیں ہو تی ہیں بلکہ اس کی بارگاہ میں اسی کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں جو واجبات کو ادا کرتا ہے۔

۶۔ بے نمازی متقی وپر ہیز گا ر لوگوں دعاؤں میں کوئی حصہ نہیں رکھتا ہے اگر وہ بے نمازی کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں تو خدا ان کی دعاؤں کو ہر گز قبول نہیں کرتا ہے ۔ اور وہ تین عذاب جو احتضار کے وقت بے نمازی پر نازل ہوتے ہیں یہ ہیں:

انّه يموت ذليل، يموت جائعا،يموت عطشانا،فلوسقى من انهارالدنيالم يروِّعطشه.

۱۔مومن اورصالح افرادعزت کی موت مرتے ہیں لیکن بے نمازی لوگ ذلّت کی موت مرتے ہیں.

۲۔بھوک کے عالم میں بے نمازی کی روح قبض ہوتی ہے.

۳۔مرتے وقت بے نمازی کو اس قدرپیاس لگتی ہے کہ اگرپوری دنیا کے دریا وسمندر کاپانی بھی اسے پلادیاجائے پھربھی سیراب نہیں ہوسکتاہے۔ اور وہ تین عذاب جوعالم برزخ میں بے نمازی پرنازل ہوتے ہیں یہ ہیں:

یوکل الله به ملکاً یزعجه فی قبره ، یضیق علیه قبره ، تکون الظلمة فی قبره.

۱۔ خدا وندعالم ایک فرشتہ کو اس کی قبرمیں موکل کرتاہے جو اسے روزقیامت تک عذاب وشکنجہ دیتا رہے گا۔

۲۔جب تمام لوگ اسے ت نگ کوٹھری میں بند کرکے اپنے گھروں کوواپسچلے جاتے ہیں تواس کی وہ قبراوربھی زیادہ ت نگ ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بے نمازی فشار قبرمیں بتلا ہوتاہے۔

۳۔اسکی قبرمیں اندھیراہی اندھیراہوتاہے۔ وہ تین عذاب جوروزمحشرقبرسے بلندہوتے وقت بے نمازی پرنازل ہونگے یہ ہیں:

ان یوکل اللهملکایسبحه علی وجهه والخلائق ینظرون الیه ، یحاسب حساباشدیداً ، لاینظرالله الیه ولایزکیه وله عذاب الیم

۱۔ ایک فرشتہ حکم خدا سے بے نمازی کو زمین پرپیٹ کے بل لٹاکرکھینچ کرخدا کے سامنے لائے گا اورتمام مخلوق اس کانظارہ کرتی ہوگی۔

۲۔ اس کابہت ہی سخت حساب لیا جائے گا۔

۳۔ خدا وند متعال اسے رحمت کی نگاہوں سے ہرگزنہیں دیکھے گا اوروہ پاک نہیں ہوسکتاہے اوراس کے لئے دردناک عذاب ہے ۔(۱)

آپ حضرات اس طولانی حدیث میں بے نمازی اورنمازکوہلکا سمجھنے والے اورنمازکوضایع کرنے والے لوگوں پردنیاوآخرت میں نازل ہونے عذاب سے مطلع ہوئے لیکن بے نمازی پردنیامیں نازل ہونے عذاب سے متعلق یہ دوواقعہ بھی قابل ذکرہیں:

---

۱) فلاح السائل /ص ۲۲ ۔بحارالانوار/ج ۸۰/ص ۱۲۱ ۔ ۱۲۲

۱۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں تاریخ میں ملتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ کسی دیہات میں کے قریب سے گذر رہے تھے تو دیکھا کہ وہ دیہات بہت ہی سبزوشاداب ہے اور اس کے پاس سے پانی کی نہریں بھی گزررہی ہیں، وہاں کے لوگوں نے آپ کا بہت اچھا استقبال کیا اوران کی بہت عمدہ مہمان نوازی کی حضرت عیسیٰ ان کے اس حسن سلوک اور خوش اخلاقی کو دیکھ کر بہت زیادہ متعجب ہوئے، اتفاقاًتین سال کے بعد پھر دوبارہ حضرت عیسیٰ کا وہاں سے گذر ہوا تودیکھا کہ وہ تمام ہرے بھرے باغ اوردرخت، پانی کی نہریں اورچشمہ سب خشک ہوچکے ہیں، حضرت عیسیٰ اس قریہ کی یہ حالت دنگ رہ گئے اورنہایت تعجب کے ساتھ اپنے پروردگار سے کہا: بارالٰہا!اتنی کم مدت میں یہ سب کیا ہوگیا ہے یہ آبادی کیوں بربادہوگئی ہے ؟ وحی الٰہی نازل ہوئی :اے عیسیٰ !ؑ اس قریہ کی تباہی کی وجہ یہ ہے کہ ایک بے نمازی جب اس قریہ میں پہنچا اور اس نے قریہ کے چشمہ کے پانی سے اپنا منہ ہاتھ دھویا تواس بے نمازی کی نحوست سے یہ پوراگاؤں ویران ہوگیا، زمین سے چشموں پانی کا نکلنا بند ہوگیا، دریاکی روانی رک گئی اوراے عیسیٰ سنو!جس طرح ترک نمازکی وجہ سے دین تباہ ہوجاتا ہے اسی طرح ترک نمازکی وجہ سے دنے ابھی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے۔[1]

۲۔ ایک شخص نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں پہنچا اورکہا:یارسول اللہ!میں مالدار شخص تھا لیکن میں اس وقت بہت ت نگدست ہوچکا ہوں، آنحضرت نے فرمایا:کیا تم نمازنہیں پڑھتے ہو؟عرض کیا:میں پانچوں وقت کی نمازیں اپ ہی کے ساتھ اداکرتا ہوں، آنحضرت نے پوچھا: کیا تم روزہ نہیں رکھتے ہو؟جواب دیا:میں سال میں تین ماہ(رجب شعبان رمضان) کے روزے رکھتا ہوں، آنحضرت نے پھر سوال کیا:کیا تم امر کونہی اورنہی کو امرقراردیتے ہو؟عرض کیا:نہیں یارسول اللہ!.

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا:پھر تم ایسا کونسا گناہ انجام دیتے ہو؟عرض کیا:اے اللہ کے رسول!میں کے خداو رسول کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا ہوں، یہ بات سن کر آنحضرت نہایت تعجب کے ساتھ گہری فکرمیں بتلاہو گئے، پروردگار کی جانب سے جبرئیل امین نازل ہوئے اورکہا:

یارسول اللہ! خداآپ پردرودوسلام بھیجتا ہے اورفرماتا ہے:اس شخص سے کہدیجئے کہ تیرے فقیروت نگدست ہوجانے کی وجہ یہ ہے کہ تیرے گھرکے برابرمیں ایک باغ ہے جس میں ایک درخت پرچڑیا کا گھونسلہ ہے اوراس گھونسلہ میں ایک بے نمازی کی ہڈی رکھی ہوئی ہے جسکی نحوست کی وجہ سے یہ شخص فقیرہوگیا ہے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پیغام کو اس شخص سے بیان کیا،وہ شخص باغ میں گیا اورہڈی کو گھونسلہ سے نکال کر اپنے گھرسے دورکسی جگہ پرپھینک آیا اس کے بعدوہ شخص دوبارہ مالداررہوتا گیا۔[2]

---

۱)شناخت نماز/ص ۱۷۵

۲)شناخت نماز/ص ۱۷۵

دنیامیں چارقسم کے مسلمان ہیں پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:میری امت میں چار قسم کے لوگ ہیں: ۱۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں مگراپنی نمازوں میں غفلت اور سستی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے خداکی طرف ایک عذاب معین ہے جسکانام ویل ہے (ویل جہنّم کے ایک کنوے کانام ہے) جیساکہ خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَوَیْلٌ لِلْمُصَلِّیْنَ الَّذِ یْنَ هُمْ عَن صَلاَ تِهِمْ سَاهُونَ ﴾ (۱)

ویل جہنم میں ایک تباہی کی جگہ ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔

۲۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کبھی نماز پڑھتے ہیں اور کبھی ترک کردیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اہل غی کہا جاتاہے اورغی جہنم کے کنوں میں ایک کنواں کانام ہے، خداوندمتعال اس گروہ کے بارے میں قرآنکریم میں ارشادفرماتا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هِمْ خَلْفٌ اَضا عُو االصَّلٰو ةَ وَ اتَّبِعُو االشَّهَوٰ تِ فَسَوفَ یَلْقُونَ غَیا ﴾ (۲)

پھر ان کی جگہ پر وہ لوگ آئے جنھوں نے نماز کو برباد کردیا اور خواہشات کا اتباع کرلیا پسیہ عنقریب اپنی گراہی سے جاملیں گے۔

۳۔ دنیامیں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جوہرگز نماز نہیں پڑھتے ہیں، ایسے لوگوں کو "اہل سَقَرْ" کہا جاتاہے، سَقَرْ بھی جہنم کے ایک کنوے کانام ہے، خداوند متعال بے نمازی لوگوں کے بارے میں قرآن کریم ارشادفرماتا ہے:

﴿ یَتَسَائَلُونَ عَنِ الْمجرَ مِیْن مٰاسَلَکَکُمْ فِی سَقَرَ قَا لُوا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴾ (۳) اہل سقرسوال کیاجائے تمھیں کس چیز نے سقرمیں پہنچایا ہے، وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۴۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور نماز میں حضورقلب رکھتے ہیں یہ لوگ اہل بہشت ہیں جن کے مقام کے بارے میں خداوندعالم ارشادفرماتا ہے:

﴿ قَدْ اَ فْلَحَ المومنُونَ الَّذِ یْنَ هُمْ فِی صَلاٰ تِهِمْ خٰشِعُونَ ﴾ (۴)

یقیناً صاحبان ایمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وحضورقلب رکھتے) ہیں۔(۵)

---

۱)سورہ ماعون/ آیت ۴۔ ۵

۲)سورہ مٔریم/آیت ۵۹..

۳)سورہ مٔدثر/آیت ۴۲ ۔ ۴۳

۴)سورہ مٔومنون/آیت ۱ ۔ ۲

۵)شناخت نماز/ص ۷۶

گناہگار لوگ مومنین کے وجود سے زندہ ہیں

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب خداوندعالم اپنے تمام بندوں کے افعال وکردار سے بخوبی واقف ہے توپھران سب گناہگاروں کوزندہ رکھے ہوئے اورانھیں رزق وروزی کیوں عطاکرتاہے ؟

گناہگارر لوگ کیوزندہ ہیں اورکیوں رزق وروزی پاتے ہیں مندرجہ ذیل احادیث اورواقعات سے یہ واضح ہوجائے گاکہ گناہگارلوگ مومنین کے طفیل سے رزق وروزی پاتے ہیں اورانھیں کے طفیل سے زندہ بھی ہیں اگردنیا سے مومنین کاوجود ختم ہوجائے توپوری دنیاتباہ ہوجائے گی قال رسول الله صلی الله علیه وآله :ان اللهجل جلاله اذارا ئ اهل قرية قداسرفوافی المعاصی وفیهاثلاثة نفرمن المومنين ناداهم جل جلاله وتقدست اسمائه:یااهل معصیتی !لولامَن فیکم مِن المومنین المتحابّین بجلالی العامرین بصلواتهم ارضی ومساجدی والمستغفرین بالاسحارخوفاًمِنّی ،لَاَنزَلْتُ عَذَابِیْ ثُمَّ لااُبَالِی۔(۱)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں:جب خداوندعالم کسی بستی کے لوگوں کوگناہوں میں آلودہ دیکھتاہے اور اس بستی میں فقط تین افرادمومن باقی رہ جاتے ہیں تواس وقت خدائے عزوجل ان اہل بستی سے کہتاہے:

اے گناہگارانسانو !اگرتمھارے درمیان وہ اہل ایمان جومیری جلالت کے واسطے سے ایک دوسرے کودوست رکھتے ہیں، اورمیری زمین ومساجدکواپنی نمازوں کے ذریعہ آبادرکھتے ہیں، اورمیرے خوف سے سحرامیں استغفارکرتے ہیں نہ ہوتے تومیں کسی چیزکی پرواہ کئے بغیرعذاب نازل کردیتا۔

قال الله تعالٰی: یااهل معصیتی لولاشیوخ رکّع وشابٌ خشّعٌ وصبیان الرضع وبهائم رتّع لصببت علیکم العذاب صبّۃً۔(۲)

حدیث قدسی شریف میں آیاہے کہ خداوندمتعال فرماتاہے : اے گناہگارانسانو! اگررکوع کرنے والے ضعیف لوگ نہ ہوتے اورگریہ وزاری کرنے والے جوان نہ ہوتے، شیرخواربچے نہ ہوتے اورعلف خوارچوپائے وغیرہ نہ ہوتے توتمہارے گناہوں کی وجہ سے ضرورتم پرکوئی عذاب نازل کردیتا۔

---

۱)علل الشرایع /ج ۲/ص ۵۲۲

۲)عرفان اسلامی /ج ۵/ص ۷۸

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:انّ اللھلیدفع بمن یصلی من شیعت ناعمّن لایصلی من شیعت ناولواجتمعواعلی ترک الصلاۃ لھلکوا۔[1]

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: خداوندعالم ہمارے شیعوں میں سے ایک نمازی کے طفیل سے بے نمازی شیعوں پرنازل ہونے والی بلاؤں کودورکرتاہے اور اگر تمام شیعہ نماز کو ترک کرنے میں متحد ہو جائیں اور سب کے سب بے نمازی بن جائیں تو اس وقت تمام لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔

اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ بے نمازی شیعہ بلکہ پوری دنیاکے گناہگارلوگ شیعہ نمازگزاروں کے وجودکی برکت سے زندہ ہیں اور انھیں کے طفیل میں رزق وروزی حاصل کرتے ہیں۔

تفسیرنورالثقلین میں لکھاہے کہ:نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)-نمازجمعہ کاخطبہ پڑھ رہے تھے کہ اسی وقت ملک شام سے دحیہ کُلبی کاایک تجارتی قافلہ بڑے سازوسنگیت کے ساتھ شہرمدینہ میں داخل ہوااورلوگوں کوخریداری کے لئے اعلان کرنے لگا،اہل مدینہ اس کارواں کے طبل کی آوازسن کرخریداری کے لئے اپنے گھروں سے باہرنکل آئےیہاں تک کہ جومسلمان مسجدمیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے خطبہ سن رہے تھے ،بارہ افرادکے علاوہ سبھی لوگ نمازجمعہ کو چھوڑکرمال وآذوقہ اور کھانے پینے کی اشیاء وگندم وغیرہ خریدنے کے لئے دوڑپڑے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے خطبہ کے درمیان میں ارشادفرمایا: لولاہولٲء لسومت علیھم الحجارۃ من السماء اگریہ بارہ لوگ بھی نمازکوچھوڑکر مسجدسے باہرچلے جاتے توخداوندعالم نمازچھوڑکرچلے جانے والے لوگوں پرآسمان سے پتھروں کی بارش کردیتا اسی موقع پریہ آیہ مٔبارکہ نازل ہوئی:

﴿ اِذَارَاَوْتِجَارَۃً ا وْلَھْوًاانْفَضُّوْااِلَیْھَاتَرَکُوْکَ قَائمًا، قُلْ مَاعِنْدَاللهِ خَیرٌ مِنَ اللّھْووَمِنَ التِّجَارَۃِ ،وَاللھُخَیْرُالرَّازِقِیْنَ ﴾[2]

اے پیغمبر!یہ لوگ جب تجارت یا لہوولعب کودیکھتے ہیں تواس کی طرف دوڑپڑتے ہیں اورآپ کوتنہا چھوڑکر چلے جاتے ہیں،آپ ان سے کہہ دیجئے کہ خداکے پاس جوکچھ بھی ہے وہ) اس کھیل وتجارت سے بہرحال بہترہے اوروہ بہترین رزق دینے والاہے۔[3]

---

۱)تفسیرالمیزان/ج۲/ص۲۹۵ .

۲)سورہ جُمعہ/آیت ۱۱

۲)تفسیرنورالثقلین/ج۵/ص۳۲۹

حضرت امام علی رضا کے ایک صحابی جو کہ قم المقدس میں زندگی بسر کرتے تھے ایک دن قم سے امام (علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچے اورعرض کیا: اے فرزند رسول ! میں شہر قم کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا چاہتا ہوں کیونکہ اس شہر میں نادان اور گناہگار لوگ بہت زیادہ ہیں، امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

تم ایسا ہر گز نہ کرنا کیونکہ تمھارے احترام کی وجہ سے قم کے لوگوں سے بلائیں دور ہوتی ہیں، جس طرح حضرت موسیٰ کے وجود کی خاطر اہل بغداد کے سروں سے بلائیں) دور ہوتی تھیں۔[1]

نماز کے ترک وضائع کرنے کی اسباب

جب نماز کا مقام اتنا زیادہ بلند ہے کہ وہ دین کا ستون ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ہم پر نماز کو واجب قرار دیا گیا ہے اور انسان اس چیز سے اچھی طرح واقف ہے کہ نماز پڑھنے سے ہمارا ہی فائدہ ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نماز کثیر فضائل وکمال کی مالک ہے اور نماز کے بہت زیادہ فوائد ہیں تو انسان ان تمام چیزوں کو جاننے کے با وجود نماز سے دور کیوں بھاگتا ہے یا اسے بے اہمیت جان کر کبھی پڑھتا ہے اور ترک کردیتا ہے یا اول وقت ادا نہیں کرتا ہے یا وقت گزر جانے کے بعد قضا کی صورت میں پڑھتا ہے؟۔

اس کے چند علل واسباب ہیں کہ جنھیں ہم نے قرآن احادیث کی روشنی میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ لہوولعب اور کاروبار تجارت کی رغبت

دنیا میں ایسے لوگ بہت زیادہ پائے جاتے ہیں جو کھیل کود، کرکٹ ،فٹبال ہاکی میچ کھیلنے یا دیکھنے کی وجہ سے نماز کو اہمیت نہیں دیتے ہیں اور اسے ترک کردیتے ہیں یا تاخیر سے ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کاروبار کی تجارت اور خرید فروش کی وجہ سے نماز کو اہمیت نہیں دیتے ہیں یہاں تک کہ کھیل کود اور تجارت کی وجہ سے نماز جماعت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں یا فرادی پڑھ کر مسجد سے خارج ہوجاتے ہیں جیسا کہ آپ نے گذشتہ صفحہ پر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے خطبۂ نماز جمعہ کے دوران کا واقعہ ملاحظہ فرمایا کہ

---

۱)نماز،وحکایتہاوروایتہا/ص ۲۰

بارہ افراد کے علاوہ سبھی لوگ نماز جمعہ چھوڑ کر مال وآذوقہ اور کھانے پینے کی اشیاء خریدنے کے لئے دوڑ پڑے تھے اورنماز کوکوئی اہمیت نہ دی تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے خطبہ کے درمیان میں ارشادفرمایا:

لولاهو لٱء لسومت عليهم الحجارة من السماء

اگریہ بارہ لوگ بھی نماز کوچھوڑکر مسجد سے باہر چلے جاتے توخداوندعالم نمازچھوڑکرچلے جانے والے لوگوں پرآسمان سے پتھروں کی بارش کردیتا اوراسی وقت یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی:

﴿ اِذَارَاَوْتِجَارَةً ا وْلَهْوًاانْفَضُّوااِلَيْهَاتَرَكُوْكَ قَائِمًا ﴾ [۱]

اے پیغمبریہ لوگ جب تجارت اورلہوولعب کودیکھتے ہیں تواس کی طرف دوڑپڑتے ہیں اورآپ کوت نہاکھڑاچھوڑدیتے ہیں اپ ان سے کہہ دیجئے کہ خداکے پاس جوکچھ بھی ہے وہ اس) کھیل اورتجارت سے بہترہے اوروہ بہترین رزق دینے والاہے۔[۲]

حضرت علیفرماتے ہیں :اللہ کے نزدیک کوئی بھی عمل نمازسے بہترنہیں ہے پس دنیاکاکوئی بھی کام تمھیں اول وقت نمازپڑھنے سے نہ روکے کیونکہ خداوندعالم ان لوگوں کی ملامت وسرزنشکرتے ہوئے ارشادفرماتاہے :﴿ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾

تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جواپنی نمازوں کواول وقت پڑھنے سے غافل رہتے ہیں۔[۳]

ایک صحابی رسول جوپنجگانہ نمازوں کونبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پیچھے جماعت سے اداکرتے تھے اوربہت زیادہ ت نگدست رہتے تھے مگرجب اللہ کی جانب سے عطاکردہ درہم کے ذریعہ انھوں نے تجارت شروع کی تواس کاانجام کیاہواوہ آپ امام (علیہ السلام) سے منقول اس حدیث میں ملاحظہ کریں:

حضرت امام محمدباقر فرماتے ہیں : پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے ایک صحابی جن کانام سعدتھا،وہ متقی وپرہیزگار تھے،اورآپ کا شماراصحاب صفہ (۴)میں ہوتا تھا، وہ روزانہ تمام پنجگانہ نمازوں کوپیغمبر کے ساتھ جماعت سے اداکرتے تھے اورکسی بھی نماز جماعت میں غائب نہیں ہوتے تھے لیکن فقیرو ت نگدست ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ غمگین رہتے تھے ۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) بھی سعدکی فقروت نگدستی کو دیکھ کر غمگین رہتے تھے اور سعد سے کہتے تھے: مجھے امیدہے کہ ایک دن خداوندعالم تمھیں ہرچیزسے بے نیاز کردے گا ۔

---

۱)سورہ جمعہ/ آیت ۱۱

۲.)تفسیرنورالثقلین/ج/۵/ص ۳۲۹

۳.)بحارالانوار/ج ۸۳/ ص ۲۱

ایک دن جبرئیل امین درہم کے دو سکہ لے کر پیغمبر پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! خدائے عزوجل جانتا ہے کہ آپ سعد کی ت نگدستی کی وجہ سے غمگین رہتے ہیں، کیا آپ اسے ت نگدستی سے بے نیاز کرنا چاہتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: ہاں، تو جبرئیل نے کہا: یہ دو درہم لیجئے اور انھیں سعد کو عطا کر دیجئے اور کہیں کہ وہ ان دو درہم کے ذریعہ تجارت شروع کرے آنحضرت نے جبرئیل سے دو درہم لئے اور نماز ظہر کے لئے جیسے ہی گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ سعد مسجد میں جانے کے لئے آپ کی انتظار میں کھڑے ہیں، آنحضرت نے کہا:

اے سعد! کیا تم تجارت کرنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! لیکن میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ جسکے ذرے عہ تجارت کرسکوں

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے سعد کو دو درہم عطا کئے اور کہا: ان کے ذریعہ تجارت شروع کرو، سعد درہم لے کر آنحضرت کے ہمراہ مسجد گئے اور نماز ظہرین باجماعت ادا کی، جب نماز سے فارغ ہوگئے تو آنحضرت نے فرمایا:

اے سعد! اٹھو اور کسب روزی کے لئے حرکت کرو کیونکہ میں تمھاری ت نگدستی کی وجہ سے غمگین رہتا تھا، سعد خدا کی طرف سے بھیجے گئے دو درہم کے ذریعہ کسب روزی و تجارت میں مشغول ہوگئے، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ سعد کی زندگی میں بہار آگئی اور آہستہ آہستہ کاروبار تجارت میں رونق آتی گئی یہاں تک کہ ایک دن سعد نے مسجد کے دروازے کے پاس ہی اپنی دکان کا افتتاح کیا اور خرید وفروش میں مشغول ہوگئے سعد جو کہ روزانہ نماز پڑھنے کے لئے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے ہمراہ مسجد جایا کرتے تھے مگر جب سے دوکانداری میں مصروف ہوئے ہیں آہستہ آہستہ اول وقت مسجد میں جانا بند کردیا، جب نماز وقت شروع ہوتا تھا تو بلال اذان دیا کرتے تھے، اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) مسجد میں آتے تھے تو دیکھتے تھے کہ سعد دوکانداری میں مشغول ہیں اور وضو کر کے نماز کے لئے مسجد میں نہیں آئے ہیں لہذا سعد سے کہتے تھے: اے سعد! دنیا نے تمھیں مشغول کردیا ہے اور اول وقت نماز پڑھنے سے روک دیا ہے تو سعد جواب دیتے تھے: یا رسول اللہ! کیا کروں دوکان میں نہ میرا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی شاگرد ہے اور یہ ایسا وقت ہے کہ جب چیزوں کی بکری زیادہ ہوتی ہے اگر ایسے موقع پر دوکانداری کو چھوڑ کر نماز کے لئے مسجد جاؤں تو یہ سب مال اسی طرح پڑا رہے گا اور پھر خراب بھی ہو جائے گا اور یہ شخص جو مال لے کر آیا ہوا ہے اس سے چند چیزیں خریدی ہیں اور ابھی اس کو پیسہ بھی نہیں دیا ہے لہذا میں تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھوں گا (سعد اسی طرح روزانہ کوئی بات کہہ دیا کرتے تھے)۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)سعدکی اول وقت عبادت سے غافل ہو جانے کی وجہ سے بہت رنجیدہ رہنے لگے ، جب سعد تنگدست تھے تو اتنا غمگیں نہیں تھے جت نا اب اس کے نماز کوتا خیر سے اور بغیر جماعت کے پڑھنے سے رنجیدہ رہتے ہیں پس ایک دن جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا:

اے اللہ کے نبی! اللہ تمھاری افسردگی سے با خبر ہے، تم سعد کی کس طرح کی زندگی پسند کرتے ہو، فی الحال کی زندگی پسند کرتے ہو یا پہلے جیسی فقیری کی زندگی ؟ آنحضرت نے فرمایا: مجھے سعد کی پہلی والی ہی زندگی پسند ہے کیونکہ اس کی دنیا نے اس کی آخرت کو تباہ کردیا ہے، جبرئیل نے کہا: مال ودنیا کی محبت ایک ایسا فت نہ ہے جو انسان کو یا دخداوآخرت سے غافل کردیتی ہے پس اب جب تمھیں سعد کی پہلی والی ہی زندگی پسند ہے تو سعد سے وہ دونوں درہم واپسلے لیجئے۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) سعد کے پاس آئے اورکہا : اے سعد ! کیا تم وہ درہم واپس نہیں کرو گے جو میں نے تمھیں عطا کئے تھے ؟ سعد نے عرض کیا : اب میرا کاروبارات نے عروج اورترقی پر ہے کہ میں آپ کو ان دو درہم کے ساتھ دوسو درہم اضافہ کرکے دے سکتا ہو ں، آنحضرت نے فرمایا: تم مجھے صرف وہ دودرہم واپس کردیجئے اورمیں ان کے علاوہ کوئی دورہم نہیں لیناچاہتاہوں، سعد نے دو درہم واپس کردئے، ابھی کچھ دن نہ گزرے تھے کہ سعد کے کا رو با رتجارت کی رونق ختم ہوگئی اور آہستہ آہستہ پہلے جیسی حالت واپس آگئی اور سعد پہلے) کی طرح اذان سے پہلے مسجد میں جانے لگے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔[۱]

۲۔جنسی تمایل اورخواہشات نفسانی کی پیروی

وہ چیزیں جونماز کوضایع کرنے اورہلکا سمجھ کرترک کرنے کا سبب واقع ہوتی ہیں ان میں ایک جنسی تمایل اورخواہشات نفسانی کی پیروی کرناہے جیساکہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتاہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هِمْ خَلْفٌ اَضَاعُواالصَّلٰوۃَ وَاتَّبِعُواالشَّھَوٰتِ فَسَوفَ یَلْقُونَ غَیّاً ﴾[۲] پھر ان کی جگہ پر وہ لوگ آئے جنھوں نے نماز کو برباد کردیا اور خواہشات کا اتباع کرلیا پسیہ عنقریب اپنی گمراہی سے جاملیں گے۔

۱.)حیاۃ القلوب /ج ۲/ص ۵۷۷ ـ ۵۷۸

۲) سورۂ مریم/آیت ۵۹

۳۔ نماز کو ہلکا سمجھنا

نماز کے ذریعہ اللہ کی طرف سے کسی رحمت و نعمت کے نازل ہونے پر اعتقاد نہ رکھنا اور اس کی عظمت و ارزش کو درک نہ کرنا، ا سے حقیر وناچیز شمار کرنا، نماز کو اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس کرنا یا ایک دن پڑھنا اور ایک دن ترک کر دینا، یا ایک وقت چڑھ لینا اور دوسرے وقت کی ترک کردینا یہ سب نماز کو ترک یا ضایع کرنے کے سبب واقع ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ان لوگوں کے لئے سخت عذاب معین کیا گیا ہے، اس بارے میں معصومین کی چند روایت ذکر کر چکے ہیں۔.

۴۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا

ہم نے نماز کے فضائل وفوائد بارے میں اس آیہ مبارکہ کو ذکر کیا تھا: ﴿ اَقِمِ الصَّلاۃَاِنَّ الصَّلٰوۃَ ت نْھی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرْ وَلَذِکْرُاللهِ اَکْبَرُ، وَاللهُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُونَ ﴾ (۱)

نماز قائم کروکیونکہ نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے اور اللہ کا ذکر بڑی شے ہے اور اللہ تمھارے کاروبار سے خوب واقف ہے۔

جس طرح نماز انسان کو فحشاء ومنکرات سے دور رکھتی ہے اس کے برعکس فحشاء ومنکرات بھی انسان کو نماز وروزہ سے دور رکھتے ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ نماز تو انسان کو فحشاء ومنکرات سے دور رکھے اور فحشاء ومنکرات انسان کو نماز سے نہ رکھے، اگر نماز انسان کو گنا ہوں سے باز رکھتی ہے تو گنا و معصیت بھی انسا ن کو نماز سے دور رکھتے ہیں اور اگر گناہگار انسان نماز پڑھتا بھی ہے تو وہ نماز کو بے توجہی کے ساتھ اور فقط ایک واجب کو گردن سے رفع کرنے کے لئے پڑھتا ہے، ایسے شخص کو اپنی نمازوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے اہل نماز کہا جاتا ہے۔

---

۱)سورہ عنکبوت/آیت ۴۵

گناہوں کا مرتکب ہونے والا شخص گناہوں کے عذاب وعقاب سے بھی نہیں ڈرتا ہے اور شیطان پوری طرح اس پر غالب ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ گناہوں کو انجام دینا ہی اپنی زندگی سمجھتا ہے اور ایسا شخص نماز پڑھنے کی فکر بھی نہیں کرتا ہے جیساکہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے:

﴿ یَاایُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوااِنَّمَاالْخَمْرُوَالْمَیْسَرُوَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، اِنَّمَایُرِیْدُالشَّیْطَانُ اَنْ یُوقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَوَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِوَالْمَیْسِرِوَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِاللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴾ ۔[۱]

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، پانسہ یہ سب گندے شیطانی اعمال ہیں لہٰذا ان سے پرہیز کروتاکہ کامیابی حاصل کرسکو، شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے بارے میں تمھارے درمیان بغض وعداوت پیدا کردے اور تمھیں یادخدا اور نماز سے روک دے تو کیا تم واقعاً رک جاؤگے۔

اورسورہ توبہ میں ارشادفرماتا ہے: ﴿ قُلْ اَنْفِقُوْاطَوْعًااَوْكَرْهًالَنْ یُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًافَاسِقِیْنَ،وَمَامَنَعَهُمْ اَنْ یُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ اِلَّااَنَّهُمْ كَفَرُوْابِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَلَایَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّاوَهُمْ كُسَالٰی وَلَایُنْفِقُوْنَ اِلَّاوَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴾ [۲]

(اے رسول!) ان سے کہدیجئے کہ تم بخوشی خرچ کرو یا جبراً تمھارا عمل قبول ہونے والا نہیں ہے کیونکہ تم ایک فاسق قوم ہو اوران کے نفقات کوقبول ہونے سے صرف اس بات نے روک دیا ہے کہ انھوں نے خدا و رسول کا انکار کیا ہے اور یہ نماز کو بھی سستی اور کسلمندی کے ساتھ بجالاتے ہیں اور راہ خدا میں کراہت اور ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

تعقیبات نماز

تسبیح حضرت فاطمہ زہرا انسان جیسے ہی نماز سے فارغ ہوتو اسے محل نماز سے فوراً بلند نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسی جگہ پر تورک کی حالت میں بیٹھے ہوئے تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھے، نماز کے بعد سب سے بہترین تعقیب تسبیح حضرت فاطمہ ہے اور روایتوں میں تسبیح حضرت فاطمہ زہرا) کی تاکید کی گئی ہے اور فضیلت بھی بیان کی گئی ہے:[۳]

---

۱) سورہ مائدہ / آیت ۹۰ ۔ ۹۱

۲) سورہ توبہ / آیت ۵۳ ۔ ۵۴

۳) کافی / ج ۳ / ص ۳۴۲ ۔ تہذیب الاحکام / ج ۲ / ص ۱۰۵

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص واجب نمازوں کے بعد اس سے پہلے کہ اپنے دائیں پیر کو بائیں پیر کے اوپر سے ہٹائے تسبیح حضرت فاطمہ پڑھے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہوں کو بخشدیتا ہے اور اس تسبیح کو تکبیر کے ذریعہ شروع کیا جائے ۔[1] امام محمد باقر فرماتے ہیں: تسبیح حضرت فاطمہ سے افضل و بہتر کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ خداوند عالم کی حمد و ثنا کی جائے، اگر تسبیح حضرت فاطمہ سے افضل کوئی تسبیح ہوتی تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اسی چیز کو اپنی لخت جگر کو بطور ہدیہ عطا کرتے ۔

امام صادق فرماتے ہیں: اے ابوہارون! جس طرح ہم اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اسی طرح تسبیح حضرت فاطمہ پڑھنے کا بھی حکم دیتے ہیں، تم بھی اسے پابندی کے ساتھ پڑھا کرو، حقیقت یہ ہے کہ جس بندہ نے بھی اس کی مداومت کی وہ کبھی کسی شقاوت اور بدبختی میں گرفتار نہیں ہوا ہے ۔[2]

ابو خالد قماط سے مروی ہے: میں نے امام صادق کو یہ فرماتے سنا ہے: میرے نزدیک روزانہ ہر نماز کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھنا روزانہ ہزار رکعت (مستحبی) نمازیں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے ۔[3]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص خدائے عزوجل کا زیادہ ذکر کرتا ہے تو خدا بھی اسے بہت دوست رکھتا ہے اور جو شخص خدا کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے اسے دو چیزوں سے نجات مل جاتی ہے، ایک یہ کہ وہ شخص آتش جہنم سے نجات پا جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ اسے نفاق سے بھی نجات مل جاتی ہے ۔[4]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی اس حدیث میں ذکر کثیر سے کیا چیز مراد ہے؟ اس بارے میں شیخ صدوق نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے امام صادق سے اس قول خداوندی ﴿ آایُّهَاالَّذِینَ آمَنُوااذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴾ [5] کے بارے میں معلوم کیا: آیہ مبارکہ میں ذکر کثیر سے مراد کیا ہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: من سبّح تسبیح فاطمة علیهاالسلام فقدذکر الله ذکراکثیر. جو شخص تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ بھی ذکر کثیر ۔[6] عن ابی عبدالله علیه السلام قال: تسبیح فاطمة الزهراء علیهاالسلام من الذکرالکثیرالذی قال الله عزوجل: أُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا امام صادق فرماتے ہیں: تسبیح حضرت فاطمہ زہرا اسی ذکر کثیر میں سے ہے کہ جس کے بارے میں خداوند عالم قرآن کریم میں صاحبان ایمان کو حکم دیا ہے :: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو ۔

۱.)تہذیب الاحکام / ج ۲/ ص ۱۰۵ ---۲.)تہذیب الاحکام / ج ۲/ ص ۱۰۵ ---۳.)تہذیب الاحکام / ج ۲/ ص ۱۰۵

۴.)کافی / ج ۲/ ص ۵۰۰ --۵.)سورہ أحزاب / آیت ۴۲.-- ۶)معانی الاخبار / ص ۱۹۳

تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کا نقطہ آغاز

تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کہ جس کے انجام دینے کے بارے میں احادیث میں ات نی زیادہ تاکیدکی گئی ہے اوراس کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اسے ذکر کثیر سے تعبیر کیا گیا ہے اور اسے نماز کے بعد پہلی تعقیب کا درجہ دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کا آغاز کب اور کیسے ہوا ہے ؟اوراس کے انجام دینے کا طریقہ کیا ہے؟ تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کا آغاز کب اور کیسے ہوا ہے اس بارے میں ہم دو روایت نقل کر رہے ہیں:

پہلی روایت

شیخ صدوق نے اپنی کتاب "من لایحضرہ الفقیہ "میں حضرت علی سے ایک روایت نقل کی ہے کہ: امام امیرالمومنین علی ابن ابی طالب +نے قبیلہ بنی سعد کے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمھیں اپنے اور حضرت فاطمہ زہرا کے بارے میں کچھ بیان کروں؟ (اسنے عرض کیا: ضرور بیان کیجئے) امام (علیہ السلام) نے فرمایا: سنو! میری زوجہ "فاطمہ زہرا" میرے اور اپنے والد محترم نزدیک اپنے اہل وعیال میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، مگر آپ نے رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی لخت جگر ہونے کے باوجود مشک میں اتنا ڈھویا ہے کہ سینہ پر بند مشک کے نشان پڑ گئے تھے اور چکی میں اس قدر اناج پیسا ہے کہ دستہائے مبارک میں گٹھا پڑ گئی تھیں، گھر میں ات نی زیادہ جھاڑو لگایا کرتی تھیں کہ لباس گردآلود ہوجاتے تھے اور دیگ کے نیچے ات نی جلایا کرتی تھیں کہ آپ کے لباس کا رنگ بدل گیا تھا اور اپنے آپ کو گھر کے دیگر سخت کاموں میں بھی زحمت میں ڈالتی تھیں، ایک شب میں نے ان سے کہا: کت نا اچھا ہوتا کہ تم اپنے کاموں میں مدد کے لئے اپنے والد محترم کے پاس جاتی اور ان سے ایک کنیز کا تقاضہ کرتی اور وہ خادمہ تمھاری مدد کرتی۔ حضرت فاطمہ زہرا اسی وقت بلند ہو کر اسی مقصد کی خاطر اپنے والد محترم کے گھر پہنچی اور جیسے ہی گھر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے پاس چند لوگ تشریف فرما ہیں اور آنحضرت ان سے محو گفتگو ہیں لہٰذا کچھ نہ کہا اور اپنے گھر واپس آگئیں۔

رسولخدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو یہ محسوس ہوا کہ ان کی لخت جگر کوئی حاجت لے کر آئی تھیں اور حاجت کے پورا ہوئے بغیر ہی واپس چلی گئی ہیں لہٰذا رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) صبح سویرے کہ ہم ابھی سو رہے تھے ہمارے گھر تشریف لائے اور کہا: "السلام علیکم "ہم آنحضرت کے سلام کو سنتے ہی بیدار ہوگئے اور خاموش رہے (اور دل ہی دل میں سلام کا جواب دیا) ر

سولخدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے دوسری مرتبہ کہا: "السلام علیکم "ہم اس مرتبہ بھی خاموش رہے اوردل ہی دل میں سلام کاجواب دیا، جب تیسری مرتبہ سلام کیاتوہمارے دل میں یہ خوف پیداہواکہ اگراس مرتبہ ہم خاموش رہے اورکوئی جواب نہ دیاتوآنحضرتواپس چلے جائیں گے، کیونکہ آنحضرت نے تین مرتبہ سلام کیا تھالہٰذاہم نے تین بارآنحضرتکے سلام کاجواب دیااورکہا: یارسول اللہ!تشریف لائیے، آنحضرت گھرمیں داخل ہوئے اورہمارے سرہانے بیٹھ گئے اورکہا: اے میری پارہ جگر!تم رات میں کوئی حاجت لے کرمیرے پاس آئی تھی ؟ حضرت علی کہتے ہیں کہ: میرے دل میں یہ خوف پیداہواکہ اگرہم نے اللہ کے منتخب شدہ رسول کے سوال کاجواب نہ دیااورنہ بتاکہ سیدہ عالم کسغرض سے ان کے پاس تشریف لے گئیں تھیں تووہ اٹھ کرچلے جائیں گے لہذامیں نے اپنے سرکوبلندکیااورعرض کیا: یارسول اللہ!میں آپ کوبتاؤں کہ آپ کی لخت جگرنے مشک کے ذریعہ گھرمیں اس قدرپانی لائی ہیں کہ سینہ پربندمشک کے نشان پڑگئے ہیں اورچکی میں اناج پیستے پیستے دستہائے مبارک میں گٹھاپڑگئی ہیں، گھرمیں ات نی زیادہ جھاڑولگاتی ہیں کہ لباس گردآلودہوجاتے ہیں اوردیگ کے نیچے آگ جلانے کی وجہ سے لباس کارنگ بدل گیاہے لہٰذامیں نے رات میں ان سے فرمائش کی کہ: کیابہترہوگاکہ تم اپنے باباکے پاس جاؤاورایک کنیزکی درخواست کروتاکہ وہ کنیزمشکل کاموں میں تمھاری مددکرسکے، مولائے کائنات کی یہ بات سن کرپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا:

ا فَلاَاعلمکما ماھوخیرلکما من الخادم ؟ اذاخذتمامنامکمافسبحا ثلاثا وثلاثین ، واحمدا ثلاثا وثلاثین ، وکبّر اربع وثلاثین

یعنی کیاتم یہ چاہتے ہوکہ میں تمھیں ایک ایسی چیزبتاؤں جوتمھارے لئے خادمہ سے بھی بہترہو؟اوروہ یہ ہے کہ جب تم رات کوبسترپہ لیٹ جاؤتو/ ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" اور/ ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" اور/ ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" کہو. حضرت فاطمہ زہرانے سربلندکیااور کہا:

رضیتُ عن اللہ وعن رسولہ ، رضیتُ عن اللہ وعن رسولہ ، رضیتُ عن اللہ وعن رسولہ. میں خدااوراس کے رسول سے راضی ہوگئی، میں خدااوراس کے رسول سے راضی ہوگئی، میں خدااوراس کے رسول سے راضی ہوگئی ۔(۱)

۱.) من لایحضرہ الفقیہ/ج ۱/ص ۳۲۱

دوسری روایت

حضرت علی فرماتے ہیں کہ:چند غیر عرب ممالک کے بادشاہوں نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں چند غلام وکنیز بطورہدیہ بھیجے تویں نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا:تم اپنے بابا رسولخدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)کے پاس جاؤاور ان سے ایک خادمہ کی درخواست کروتاکہ وہ گھرکے کاموں میں تمھاری مدد کرسکے ،میری یہ بات سن کر حضرت فاطمہ زہرا اپنے بابا حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ)کی خدمت میں پہنچی اورآنحضرت سے ایک خادمہ کی درخواست کی ،آنحضرت نے فرمایا:

أُعطیک ماھوخیرلک من خادم ، ومن الدنیابمافیھا ، تُکبِّرِیْنَ اللہ بعدکلّ صلاۃ اربعا وثلاثین تکبیرۃ ، وتحمّدین اللہ ثلاثاوثلاثین تحمیدۃ ، وتسبّحین اللہ ثلاثاوثلاثین تسبیحۃ ، ثمّ تختمین ذلک بلاالٰہ الّاالله ؛ وذلک خیرلک من الذی اردتَ ومن الدنیاومافیھا. اے فاطمہ !میں تمھیں ایک ایسی چیزعطاکرتاہوں جوتمھارے لئے خادمہ اوردنیااور جوکچھ دنیامیں ہے سب سے بہترہے اوروہ یہ ہے کہ ہر نمازکے بعد/ ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" اور/ ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" اور/ ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" کہواوراس کے بعد"لَااِلٰہ اِلّا اللہ" کہو.اس کے بعدآنحضرت نے فرمایا:اے میری پارہ جگر! یہ کام تمھارے لئے جس کی تم نے درخواست کی ہے اوردنیااورجوکچھ دنیامیں ہے ان سب سے بھی بہترہے اس کے بعدحضرت فاطمہ زہرا ہر نمازکے بعداس تسبیح کوپڑھتی رہیں یہاں تک کہ یہ تسبیح ان کے نام سے منسوب ہوگئی۔(١)

محمدابن عذافر سے مروی ہے :میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت امام صادق کی خدمت میں پہنچا، میرے والد نے امام (علیہ السلام)سے تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کاطریقہ معلوم کیاتوامام (علیہ السلام)نے فرمایا:"اَللہُ اَکْبَر"کہویہاں تک کہ اس ذکرکی تعداد/ ۳۳ تک پہنچ جائے ،اس کے بعد"اَلْحَمْدُللہ" کہویہاں تک کہ "اَللہُ اَکْبَر" سمیت تعداد/ ۶۷ تک پہنچ جائے، اس کے بعد"سبحان اللہ" کہویہاں تک کہ تسبیح کی تعداد/ ۱۰۰ تک پہنچ جائے،اورامام (علیہ) السلام) نے تینوں ذکرکوالگ ،الگ اپنے دستہائے مبارک پر شمارکیا۔(٢)

ابوبصیر سے مروی ہے کہ امام صادق فرماتے ہیں: تسبیح حضرت فاطمہ پڑھنے کاطریقہ یہ ہے کہ پہلے / ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" کہیں،اس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" اوراس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" کہیں۔(٣)

---

١).دعائم الاسلام/ج ١/ص ١٦٨

٢)تہذیب الاحکام/ ج ٢/ص ١٠٦

٣)کافی/ ج ٣/ص ٣٤٢).

مفضل ابن عمر سے مروی ہے کہ امام صادق ایک طولانی حدیث میں ارشادفرماتے ہیں: تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھاکرو جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے / ۳۴ مرتبہ "اللہُ اَکْبَر" کہواس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "اَلْحَمْدُ لله" کہواوراس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "سُبْحَانَ اللہ" کہو، خداکی قسم! اگرکوئی چیز تسبیح فاطمہ سے افضل وبرترہوتی تورسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اپنی بیٹی کواسی کی تعلیم دیتے۔[۱]

روایت میں آیاہے کہ: امام صادق کاایک صحابی آپ کی خدمت میں آیااورعرض کیا: اے فرزندرسولخدا! مجھے اپنے کانوں سے بہت ہی کم سنائی دیتاہے (پس مجھے اس کے علاج کے لئے کیاکرناچاہئے)؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: عَلَیکَ بِتسبیحِ فاطمة سلام اللہ علیہا. تم تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھاکرو (ان شاء اللہ تمھیں صحیح آوازآنے لگے گی) اس صحابی نے امام (علیہ السلام) سے کہا: آپ پر قربان جاؤں! یہ تسبیح حضرت فاطمہ کیاہے اوراس کے پڑھنے کاطریقہ کیاہے؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: تسبیح حضرت فاطمہ کواس طرح پڑھناشروع کروکہ پہلے / ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" اس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" کہو، اس کے بعد/ ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" کہو۔ وہ صحابی کہتاہے کہ میں نے یہ تسبیح پڑھی، ابھی پڑھے ہوئے کچھ دیرنہ گذری تھی) کہ مجھے کانوں سے صاف دینے لگا۔[۲]

دعا

لغت میں کسی کے پکارنے کودعاکہاجاتاہے اورقرآن واحادیث میں جہاں بھی لفظ دعا بصورت مصدر، ماضی، مضارع ، امراستعمال ہواہے پکارنے میں دیتاہے جیساکہ آپ عنقریب ذکرہونے والی آیات کریمہ اوراحادیث معصومین میں ملاحظہ کریں گے لیکن اصطلاح میں کسی بلندمرتبہ ذات کی بارگاہ میں اس کی حمدوثنااورخضوع وخشوع کے ساتھ اپنی حاجتوں کے بیان کرنے اوران کے پورے ہونے کی تمناکرنے کودعاکہاجاتاہے۔

مدعو

وہ ذات کہ جسکی بارگاہ میں حاجتوں کوبیان کیاجائے اوران کےپوراہونے کی درخواست کی جائے اسے "مدعو" کہتے ہیں اورمدعوکوچاہئے کہ وہ ہرچیزسے بے نیازہو، کسی دوسرے کامحتاج نہ ہوبلکہ وہ تمام چیزوں کامالک ہو۔ خداوندعالم کی ذات وہ ہے کہ جوکسی کی محتاج نہیں ہے بلکہ وہ غنی مطلق ہے اورتمام زمین وآسمان کامالک ہے اورجوزمین وآسمان میں ہے ان سب کابھی مالک ہے جیساکہ قرآن کریم ارشادباری تعالیٰ ہے:

---

۱). تہذیب الاحکام/ ج ۳/ص ۶۶

۲.) الدعوات/ ص ۱۹۷

﴿ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوَاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْد ﴾ [۱]جوکچھ زمین وآسمان میں ہے وہ سب اللہ کے لئے ہیں،بیشک اللہ صاحب دولت بھی ہے اورقابل حمدوثنا بھی ۔

﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَلَانَصِیْرٍ ﴾ [۲]کیاتم نہیں جانتے کہ زمین وآسمان کی حکومت صرف اللہ کے لئے ہے اوراس کے علاوہ تمھارانہ کوئی سرپرست ہے اورنہ کوئی مددگار۔

﴿ وَاللّٰہُ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَیْنَہُمَا ﴾ [۳]

خداوندعالم زمین وآسمان اورجوکچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان سب کامالک ہے ۔

مدعوکوچاہیئے کہ وہ ہرانسان کواس کے نیک اعمال پراجروثواب عطاکرے اوران کی درخواستوں کوپوراکرے اوراللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے جوکسی بھی شخص کے نیک عمل ضائع نہیں کرتاہے بلکہ اس پراجروثواب عطاکرتاہے اورنیک عمل کرنے والوں کی درخواست کوپورابھی کرتاہے۔

﴿ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَااُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍاَوْاُنْثٰی ﴾ [۴]پس خدانے ان کی دعاکوقبول کیاکیوں کہ میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کوضائع نہیں کروں گاخواہ وہ عامل مردہویاعورت ۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْاوَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ اِنَّالَانُضِیْعُ اَجْرَمَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴾ [۵]یقیناًجولوگ ایمان لے آئے اورانھوں نے نیک اعمال کئے ،ہم ان لوگوں کے اجرکوضائع نہیں کرتے ہیں جواچھے اعمال انجام دیتے ہیں۔

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیْعُ اَجْرَالْمُحْسِنِیْنَ ﴾ [۶]

خداکسی بھی نیک عمل کرنے والے کے اجروثواب کوضائع نہیں کرتاہے ۔

---

۱)سورہ لقمان/آیت ۲۶.

۲.)سورہ بقرہ/آیت ۱۰۷

۳)سورہ مائدہ/آیت ۱۷

۴)سورہ آل عمران/آیت ۱۹۵

۵.)سورہ کہف/آیت ۳۰

۶.)سورہ توبہ/آیت ۱۲۰

اورحضرت علی دعائے کمیل میں ارشادفرماتے ہیں: ماھکذالظنُّ بِک ولا اُخبرنا بفضلک عنک یاکریمُ یاربِّ. تیرے وجودکی قسم! میں ہرگزیہ گمان نہیں کرتاہوں کہ تیری بارگاہ میں کوئی اجرضائع ہوتاہے اورکوئی بغیرکسی علت کے تیرے لطف وکرم سے محروم ہوتاہے اوراے کریم وپروردگار! ہمیں تونے اورتیرے کسی رسول نے یہ خبرنہیں دی ہے کہ تواجروثواب کوضائع کرتاہے ۔ مدعوکوچاہیئے کہ جب وہ کسی کی درخواست کوپوراکرے تواس کے رحمت ونعمت کے خزانہ میں کسی طرح کی کوئی کمی نہ ہونے پائے ۔

اگرکوئی ذرہ برابربھی کارخیرانجام دیتاہے توخداوندعالم اسے اس کاثواب ضرورعطاکرتاہے، خداوندعالم کی ذات وہ ہے کہ جواپنے بندوں کوعطاکرتاآرہاہے اورعطاکرتارہے گا اورعطاکرنے سے اس کے خزانہ نعمت میں نہ کوئی کمی آئی ہے اورنہ آسکتی ہے جیساکہ ہم لوگ قرآن کریم پڑھتے ہیں:

﴿ اِنَّ هٰذَالَرِزْقُنَامَالَه مِنْ نَّفَادٍ ﴾

یہ ہمارارزق ہے جوختم ہونے والانہیں ہے ۔[1]

داعی

جوشخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجتوں کوبیان کرتاہے اوران کے پوراہونے کی تمناکرتاہے اسے "داعی" کہتے ہیں۔

دعاکرنے کی اسی کوضرورت ہوتی ہے جومحتاج ونیازمندہو، جومشکل میں گرفتارہو، جیسے کسی چیزکے حاصل کرنے کی غرض ہواورجولطف وامدادکاخواہشمندہو، اگردنیامیں لوگوں کی حالت پرنگاہ کی جائے تویہی معلوم ہوگاکہ دنیامیں ہرشخص امیر، غریب، حکیم ، طبیب، منشی، وکیل، شہری، دیہاتی کاشتکار، دوکاندارکسی نہ کسی مشکل میں گرفتارہے، کوئی اولادنہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے ، کوئی اولادکے بگڑجانے کی وجہ سے پریشان ہے، کسی کی ماں بیمارہے توکسی کی بیوی بیمارہے اورکسی کابچہ بیمارہے، کسی کے پاس نوکری نہیں ہے توکسی کے پاس ذریعہ معاش نہیں ہے ہرانسان ہروقت اپنے دل میں ایک نہ ایک آرزوساتھ لئے رکھتاہے جب اس کی ایک حاجت پوری ہوجاتی ہے تودوسری کے پوراہونے کی تمناکرتاہے گویاہرانسان ہروقت کسی چیزکافقیرومحتاج ہے

---

۱) سورہ صٓ/آیت ۵۴

خداوندعالم نے انسان میں یہ فطرت پیدا کی ہے وہ اپنی مشکلوں کوآسان کرنے کے لئے اوراپنی حاجتوں کےپوراہونے کے لئے کسی ایسے دروازہ پردستک دیتاہے اوراپنی حاجتوں کوبیان کرتاہے جواس کی حاجت کوپوراکرنے کی صلاحیت رکھتاہے انسان کوچاہیئے کہ وہ کسی ایسے دروازہ پردستک دے کہ جسکے در سے کوئی خالی نہ لوٹتاہو،جوزمین وآسمان کامالک ہواورجوغنی مطلق ہو،اورعطاکرنے سے اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہ آسکتی ہواورخداوندعالم کی ذات وہ ہے کہ جوغنی مطلق ہے اورزمین وآسمان کامالک بھی ہے اورجوکچھ زمین وآسمان میں ان سب کابھی مالک ہے

﴿ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اَنْتُمْ الْفُقَرَآءُ اِلٰی اللهِ وَاللهُ ھُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدِ ﴾ (۱)

اے لوگو!تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیرہواوراللہ صاحب دولت اورقابل حمدوثناہے ۔ اس آیہ مُبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتاہے کہ انسان کوصرف اللہ کے دروازہ کابھکاری ہوناچاہیئے اوراپنی حاجتوں کواسی کی بارگاہ میں بیان کرناچاہیئے کیونکہ خداوندعالم کاقرآن کریم میں اپنے بندوں سے اس بات کاوعدہ ہے کہ میں تمھاری آوازکوسنتاہوں لہٰذاتم اپنی حاجتوں کومجھ سے بیان کرو

﴿ وَقَالَ رَبُّکُمْ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾ (۲)

اورتمھارے پرودگارکاارشادہے کہ مجھ سے دعاکرومیں قبول کروں گا۔

مذکورہ آیات کریمہ سے یہ واضح ہوتاہے کہ انسان کوچاہیئے کہ اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے اورکسی بھی چیزکے حاصل کرنے کے لئے اپنے پروردگارکی بارگاہ میں دست دعابلندکرے ،اللہ کی بارگاہ میں دعاکرنے والے لوگ دنیامیں بھی کامیاب ہیں اورآخرت میں ،دنیامیں بھی صاحب عزت ہیں اورآخرت میں بھی ان کے لئے ایک بلندمقام ہے خداوندعالم اپنے تمام بندوں کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ،جب بھی کوئی بندہ اس کی بارگاہ میں دست نیازبلند سے یادکرتاہے ،اوراس سے مددطلب کرتاہے تووہ اسکی آوازپرلبیک کہتاہے اوراس پراپنی نعمتیں نازل کرتاہے اورآخرت میں اسے آتش جہنم سے نجات بھی دیتاہے

﴿ اِذَاسَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاْعِ اِذَادَعَانَ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ وَلْیُو مِنُوْابِیْ لَعَلَّھُمْ یُرْشَدُوْنَ ﴾ (۳)

اے پیغمبر!اگرمیرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تومیں ان سے قریب ہوں،پکارنے والے کی آوازسنتاہوں جب بھی پکارتاہے لہٰذامجھ سے طلب قبولیت کریں اورمجھ ہی پرایمان واعتقادرکھیں کہ شاید اس طرح راہ راست پرآجائیں۔ .

---

۱)سورہ فاطر/آیت ۱۵

۲)سورہ غافر/آیت ۶۰.

۳)سورہ بقرہ/آیت ۱۸۶

خداوندعالم عالم غنی مطلق ہے، تمام زمین آسمان، اوراس میں موجوداشیاء سب کچھ اللہ کی ملکیت ہیں مگرانسان ضعیف وناتواں ہے، اسے جت نامل جائے پھربھی کم سمجھتاہے اوراپنے آپ کومحتاج ونیازمند محسوس کرتاہے اورحقیقت بھی یہی ہے کہ انسان دنیاوآخرت کوخداسے طلب کرے۔

جیساکہ خداوندعالم قرآن کریم ارشادفرماتاہے: ﴿ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ رَبَّنَاآتَنَا فِي الدُّنْيَاحَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِ ﴾ [1]

ترجمہ:اوربعض کہتے ہیں کہ پروردگاراہمیں دنیامیں بھی نیکی عطافرمااورآخرت میں بھی اورہم کوعذاب جہنم سے محفوظ فرما۔

دعاکے فضائل وفوائد

قال امیرالمومنین علیه السلام:احب الاعمال الی الله عزوجل فی الارض الدعاء.[2] دعاخداوندعالم کے نزدیک روئے زمین پرسب سے بہترین عمل ہے۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قال:علیک بالدعافانه شفاء من کل داء.[3] امام صادق فرماتے ہیں:میں تمھیں دعاکے بارے میں وصیت کرتاہوں کیونکہ دعاہرمرض کی دواہے۔

قال امیرالمومنین علیه السلام:ادفعواامواج البلاء بالدعاء قبل ورودالبلاء.[4] امام علی فرماتے ہیں:بلاوئ کی موجوں کوبلاؤں کے نازل ہونے سے پہلے دعاکے ذریعہ برطرف کردیاکرو۔

قال رسول الله صلی الله علیه واله:لایردالقضاء الّاالدعاء.[5] نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)فرماتے ہیں:قضاکودعاکے علاوہ کسی دوسری چیزکے ذریعہ نہیں پلٹایاجاسکتاہے۔

---

۱)بقرہ/آیت ۲۰۱

۲)مکارم الاخلاق/ص ۲۶۹

۳)کافی/ج ۲/ص ۴۷۰

۴)نہج البلاغۃ/کلمات قصار ۱۴۶

۵)بحار/ج ۹۳/ص ۲۹۶

قال امیرالمو منین علیہ السلام:الدعاء مفتاح الرحمۃ ومصباح الظلمۃ[۱] حضرت علی فرماتے ہیں:دعا رحمت کی کنجی ہے اور(قبر کی)تاریکی کا چراغ ہے۔

عن الصادق علیہ السلام :قال :ان الدعاء انفذ من سلاح الحدید.[۲] امام صادق فرماتے ہیں:دعا تیزدھار اسلحہ سے بھی زیادہ نافذہوتا ہے۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں نے اپنی خدومت میں موجودلوگوں سے فرمایا:کیا تمھیں ایسی چیزکی خبرکہ جو تمھیں تمھارے دشمنوں سے بچائے اور تمھارے لئے رزق کا انبار لگائے،سب نے کہا:یارسول اللہ!ضروربیان کیجئے،پس آنحضرت نے فرمایا:اپنے پوردگارسے رات دن دعا کیا کرو کیونکہ مومن کا اسلحہ ہے۔[۳]

زرارہ سے مروی ہے امام صادق نے مجھ سے فرمایا:کیا تمھیں ایسی چیزکی رہنمائی کروں کہ جس کے بارے میں پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کو بھی استثنا نہیں کیا گیا ہے ؟ میں نے عرض کیا:ہاں!ضروربیان کیجئے،امام (علیہ السلام) نے فرمایا:دعا اس قضاوتقدیرالٰہی بھی کو واپس کردیتی ہے جو سختی کے ساتھ محکم ہوگئی ہے،اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے مطلب کے واضح ہونے کے لئے دونوں ہاتھ کی اپنی انگلیوں کو انگلیوں اپس میں ڈال کر مضبوطی سے جکڑا اور فرمایا:چاہے وہ تقدیر کا لکھا اسی طرح کیوں نہ مضبوط ہو۔[۴]

قال ابوالحسن موسی علیہ السلام :علیکم بالدعاء فان الدعاء للہ والطلب الی اللہ یردالبلاء وقدقدّر وقضی ولم یبق الّاامضائہ ، فاذادعی اللہ عزوجل وسئل صُرف البلاء صرفۃ .[۵] امام موسی کاظم فرماتے ہیں:تم دعائیں ضرورکیا کرو کیونکہ خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا کرنے اوراس سے طلب حاجت کرنے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں وہ بلائیں کہ جو تقدیر میں لکھی جاچکی ہیں اوران کا حکم بھی آچکا ہو مگرابھی نازل نہ ہوئی ہیں پس جیسے ہی اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جاتی ہے اوراس سے طلب حاجت کی جاتی ہے تووہ مصیبت فوراًپلٹ جاتی ہے۔

---

۱)الدعوات/ص ۲۸۴

۲.)مستدرک الوسائل/ج ۵/ص ۱۶۵

۳.)کافی/ج ۲/ص ۴۶۸.

۴.)کافی/ج ۲/ص ۴۷۰

۵.)کافی/ج ۲/ص ۴۷۰

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:خداوندعالم نے جت نے بھی نبی بھیجے ہیں ان سے فرمایا ہے کہ: جب بھی تمھیں کسی کوئی رنج و غم پہنچے تومجھے پکارو۔بیشک خداوندعالم نے اس نعمت (دعا) کومیری کوبھی عطا کیا ہے کیونکہ قرآن کریم ارشادفرماتا ہے: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُم تم مجھ سے دعاکروتومیں قبول کروں گا۔(۱)

سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کویہ فرماتے ہوئے سنا ہے:تم دعائیں کیا کرو؛کیونکہ دعاکے مانندکوئی بھی چیزخدا سے قریب نہیں کرتی ہے، کسی بھی چھوٹی حاجت کوچھوٹی سمجھ کرترک نہ کروبلکہ اس کے لئے بھی خداکی بارگاہ میں دعاکروکیونکہ جس کے اختیارمیں چھوٹی حاجتوں کوپورا کرنا ہے بڑی حاجتوں کوپورا کرنابھی اسی کے اختیارمیں ہے۔(۲)

معاویہ ابن عمار سے مروی ہے کہ میں امام صادق سے کہا:دو شخص ایک مسجدمیں داخل ہوئے ،دونوں نے ایک ہی وقت پرنمازپڑھی ،ایک ساتھ نمازسے فارغ ہوئے لیکن نمازکے بعدایک شخص نے قرآن کریم کی بہت زیادہ تلاوت کی اوردعابہت ہی کم کی مگردوسرے نے تلاوت کم اوردعابہت زیادہ کی ،ان دونوں میں کس کا عمل زیادہ بہتر ہے ؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا:دونوں کا عمل اچھا اوربافضیلت ہے ،میں نے امام (علیہ السلام) سے کہا:میں جانتاہوں کہ دونوں کہ کا عمل صالح ہے لیکن میں یہ جانناچاہتاہوں کہ کسکا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا:کیاتم نے اس قول خداوندی کونہیں سنا ہے:

﴿ اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاْخِرِیْنَ ﴾ (۳)

ترجمہ:مجھ سے دعاکرومیں قبول کروں گااوریقیناًجولوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہونگے۔ اس کے بعدامام (علیہ السلام)نے تین مرتبہ کہا:دعاافضل وبرترہے،دعاافضل وبرترہے ،دعاافضل وبرترہے اورفرمایا:کیادعاعبادت نہیں ہے؟اورکیادعا مستحکم نہیں ہے ؟اورفرمایا:خداکی) قسم !دعامناسب ترہے، دعااورمناسب ترہے، دعامناسب ترہے۔(۴)

---

۱). بحارالانوار/ج۹۰/ص۲۹۰

۲.)کافی/ج ۱/ص ۴۶۷

۳)سورہ غافر/آیت ۶۰

۲.)تہذیب الاحکام/ج ۲/ص۱۰۴

دعا کے آداب و شرائط

۱۔معرفت خدا

ہم جس کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں اس کی معرفت رکھنا بہت ضروری ہے اور جو خدا کی جت نی معرفت رکھتا ہوگا وہ اس سے اتنا ہی زیادہ قریب ہوگا اور اس کے خزانۂ رحمت سے اتنا ہی زیادہ فیض حاصل کرے گا اور اسی مقدار میں اس کی دعا قبول ہوگی روایت میں آیا ہے کہ کچھ لوگوں نے امام صادق سے سوال کیا: اے ہمارے مولا! ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہیں؟ امام (علیہ السلام) نے فرمایا: لانّکم تدعون من لاتعرفونه.

اس لئے کہ تم جسے پکارتے ہو اسے پہچانتے نہیں ہو۔[۱]

عن النبی صلی الله علیه قال: یقول الله عزوجل :من سئلنی وھویعلم انّی اضروأنفع استجیب له.[۲]

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے منقول ہے کہ: خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جو شخص یہ سمجھتے ہوئے مجھ سے کچھ مانگے کہ نفع و نقصان سب کچھ میرے ہاتھوں میں ہے تو میں اس کی دعا قبول کروں گا۔

۲۔گناہوں سے دوری و استغفار

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان جب کسی گناہ کو انجام دیتا ہے تو تہہ دل سے انجام دیتا ہے اور انسان جیسے ہی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا داغ پڑجاتا ہے اور وہ داغ صرف توبہ کے ذریعہ پاک ہو سکتا ہے اور جت نا زیادہ گناہوں کا مرتکب ہوتا رہے گا تو اس داغ کی مقدار بھی بڑھتی رہے گی اور پھر اسے دور کرنا نہایت مشکل ہے گناہ ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو خیر و برکت سے محروم کردیتی ہے، لہٰذا انسان کو دعا کرنے سے پہلے استغفار کرنا چاہئے کیونکہ گناہ ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی دعا قبول نہ ہونے کا سبب واقع ہوتی ہے جیسا کہ ہم کلام امیر المومنین حضرت علی دعائے کمیل میں پڑھتے ہیں:

اللّھمّ اغفرلی الذنوب التی تحبس الدعاءفاسئلک بعزتک ان لایحجب دعائی سوءُ عملی وفعالی۔

ترجمہ: بار الٰہا! میرے گناہوں کو معاف کردے جو کہ دعا کے مانع واقع ہوتے ہیں بار الٰہا! میں تیرے جلال و عزت کی قسم کھاتا ہوں اور تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ میری بدکرداری اور رفتاری کو اپنی بارگاہ میں دعا کا مانع قرار نہ دے ۔ قال علی علیه السلام: المعصیة تمنع الاجابة. حضرت علی فرماتے ہیں: گناہ ایک چیز ہے جو بارگاہ خداوندی میں دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا سبب واقع ہوتا ہے ۔[۳]

۱۔)توحید/ص ۲۸۹

۲۔)بحار الانوار/ج ۹۳/ص ۳۰۵

۳)غرر الحکم/ص ۳۲

۳۔صدقہ

جب کوئی شخص کسی عظیم ذات کی بارگاہ میں کوئی حاجت لے کرجاتاہے تو اس تک پہنچنے کے لئے پہلے وہاں کے ملازم اوردربانوں کوکچھ دے کرخوش کرتاہے تاکہ آسانی سے اس تک رسائی ہوسکے اوراس کی حاجتیں پوری ہوجائیں لہٰذاانسان کوچاہئے کہ مالک دوجہاں سے کچھ مانگنے کے لئے پہلے اس کے دربان (فقراء ومساکین)کوصدقہ دے اوران کی مددکرے تاکہ حاجتیں پوری ہوجائیں ۔

امام صادق فرماتے ہیں کہ :جب بھی میرے والدکوکوئی پیش آتی تھی توزوال کے وقت آفتاب کے وقت اس حاجت کوطلب کرتے تھے پس جب بھی آپ کوکوئی حاجت ہوتی تھی تودعاسے پہلے صدقہ دیاکرتے تھے اوراپنے آپ کومعطرکرتے تھے اس کے بعد مسجدروانہ ہوتے تھے اورپھر جسچیزکی بھی حاجت ہوتی تھی اسے بارگاہ خداوندی سے طلب کرتے تھے۔(۱)

۴۔طہارت

دعاکرنے والے کوچاہئے کہ دعاکرنے سے پہلے وضوکرے اس کے بعددورکعت نمازپڑھے اوربارگاہ خداوندی اپنی حاجتوں کوبیان کرے۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)حدیث قدسی فرماتے ہیں:حدیت قدسی شریف میں آیا ہے خدا وند متعال فرماتا ہے :اگرکسی شخص کی وضوباطل ہو جائے اوروہ وضونہ کرے تومجھ پر جفاکرتا ہے اور اگرکوئی شخص وضوکرے اوردورکعت نماز نہ پڑھے وہ بھی مجھ پر جفا کرتا ہے اور اگرکوئی شخص دورکعت نمازپڑھے اور مجھ سے اپنی حاجتوں کوبیان کرے اورکسی چیزکی درخواست کرے اب اگرمیں اسے وہ چیزعطانہ کروں جواس نے مجھ سے اپنے دین ودنیاکے بارے میں مجھ سے طلب کی ہے تومیں اس پرجفاکرتاہوں اورمیں جفا کارپروردگار) نہیں ہوں ۔(۲)

۵۔دورکعت نماز

آپ نے گذشتہ میں ملاحظہ فرمایاکہ دعاکرنے سے پہلے وضوکی جائے اوردورکعت نمازپڑھی جائے اس کے بعدباگاہ خداوندی میں اپنی حاجتوں کوبیان کیاجائے ،اس حدیث کے علاوہ اوربھی احادیث ہیں کہ جن میں اس چیزکوبیان کیاگیاہے کہ نمازکے ذریعہ اللہ سے مددطلب کرواوراپنی حاجتوں کوبیان کرو۔ امام صادق سے مروی ہے کہ امام علی کے سامنے جب بھی کوئی ہوناک حادثہ و مشکل پیشاآتی تھی تونمازکے ذریعہ پناہ لیتے تھے اوراس آیہ مٔبارکہ کی تلاوت کرتے تھے:)﴿ وَاسْتَعِينُوابِالصَّبْرِوَالصَّلَاةِ ﴾(۳)صبراورنمازکے ذریعہ مددطلب کرو۔(۴)

---

۱)عدة الداعی/ص۴۸----۲)تہذیب الاحکام/ج۴/ص ۳۳۱ ---۳.)سورہ بٔقرہ/آیت ۴۲

۴.)کافی /ج ۳/ص ۴۸۰

امام صادق فرماتے ہیں:جب بھی تمھیں دنیاوی مشکلوں میں سے کوئی مشکل پیش آئے توتم وضوکرواور مسجدمیں جاکردورکعت نمازپڑھو اورخداسے دعاکریں ،کیاتم نے اس قول خداوندی کونہیں سناہے:

﴿ وَاسْتَعِينُوابِالصَّبْرِوَالصَّلَاةِ ﴾ صبراورنمازکے ذریعہ مدد طلب کرو۔[1]

روایت میں ایاہے :ایک دن جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)ایک شب نمازمغربین حضرت علیکے ہمراہ اپنی لخت جگرکے گھرتشریف لائے توگھرمیں کھانے پینے کاکوئی انتظام نہیں تھااورجوانان جنت کے سردارامام حسن اورامام حسین +بھی دوروزسے بھوکے تھے جناب سیدہ نے باباکی زیارت کی اوراس کے بعدایک حجرے میں تشریف لے گئیں، مصلے پرکھڑے ہوکردو رکعت نماز پڑھی، اور سلام نمازپڑھنے کے بعد اپنے چہرہ مٔبارک کو زمین پر رکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا : پروردگا را! آج تیرے حبیب ہمارے گھر مہمان ہیں، اورتیرے حبیب کے نواسے بھی بھوکے ہیں پس میں تجھے تیرے حبیب اوران کی آل کاواسطہ دیتی ہوں کہ توہمارے لئے کوئی طعام وغذانازل کردے ، جسے ہم ت ناول کرسکیں اور تیرا شکر اداکریں۔ حبیب خداکی لخت جگر نے جیسے ہی سجدہ سے سربلند کیاتوایک لذیذکھانے کی خوشبوآپ کے مشام مبارک تک پہنچی ،اپنے اطراف میں نگاہ ڈالی تودیکھاکہ نزدیک میں ایک بڑاساکھانے کا طباق حاضرہے جس میں روٹیاں اوربریاں گوشت بھرا ہوا ہے،یہ وہ کھاناتھاجو خدا ئے مہربان نے بہشت سے بھیجا تھا اور فاطمہ زہرا نے پہلے ایسا کھانا نہیں دیکھا تھا ،آپ نے اس کھانے کواٹھاکردسترخوان پررکھااورپنجتن پاک نے دسترخوان کے اطراف میں بیٹھ کراس بہشتی کھانا کو ت ناول فرمایا۔

روایت میں آیاہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اپنی پارہ جگرسے پوچھا:اے میرے بیٹی ! یہ لذےذاورخوشبودارکھانا آپ کے لئے کہاں سے آیا ہے ؟ بیٹی نے فرمایا: اے باباجان!

﴿ هُوَمِنْ عِنْدِاللهِ اِنَّ اللهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشاَ ءُ بِغَيْرِحِسَا بٍ ﴾ .[2]یہ کھانا اللہ کی طرف سے آیا ہے خدا جسکو چاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے اپنی لخت جگر سے مخاطب ہوکر فرمایا:تمھارایہ ماجراباالکل مریم اورذکریاجیساماجراہے اوروہ یہ ہے:

﴿ كُلَّمَادَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّاالْمَحْرَابَ وَجَدَعِنْدَهَارِزْقاً قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذا قَالَتْ هُوَمِنْ عِنْدِاللهِ اِنَّ اللهَيَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِحِسَابٍ ﴾ .[3]

---

۱)وسائل الشیعہ/ج ۵/ص ۲۶۳

۲)سورہ آل عمران/آیت ۳۷

۳)سورہ آل عمران/آیت ۳۷

جب بھی حضرت زکریا (علیہ السلام) حضرت مریم (س) کی محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے تو مریم کے پاس طعام وغذا دیکھا کرتے تھے اور پوچھتے تھے: اے مریم! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ مریم (س) بھی یہی جواب دیتی تھیں: یہ سب خدا کی طرف سے ہے بے شک خدا جسکو چاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ جنت سے کھانا نازل ہونے میں دونوں عورتوں کی حکایت ایک جیسی ہے جس طرح نماز و عبادت کے وسیلہ سے حضرت مریم (س) کے لئے بہشت سے لذیذ کھانا آتا تھا اسی طرح جناب سیدہ کے لئے بھی جنت سے لذیذ اور خوشبودار غذائیں نازل ہوتی تھیں لیکن اس کوئی شک نہیں ہے کہ جناب سیدہ کا مقام تو اس سے کہیں درجہ زیادہ بلند و بالا ہے حضرت مریم (س) صرف اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں لیکن جناب سیّدہ دونوں جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں ،جبرئیل آپ کے بچوں کو جھولا جھلاتے ہیں، گھر میں چکیاں پیستے ہیں، درزی بن جاتے ہیں اسی لئے آپ کو سیدۃ نساء العالمین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ خاتون جو دو جہاں کی عورتوں کی سردار ہو، وہ بچے جوانان جنت کے سردار ہوں، وہ گھر کہ جس میں میں فرشے چکیاں پیستے ہوں، جن بچوں کو جبرئیل جھولا جھلاتے ہیں، خداوندعالم اس گھر کے افراد کو کس طرح فاقہ میں رہنے دے سکتا ہے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خداوندعالم انھیں کسی صورت میں فاقہ میں نہیں دیکھ سکتا ہے بلکہ یہ فاقہ فقط اس لئے تھے کہ خداوندعالم اس گھر افراد کے مقام ومنزلت کو بتانا چاہتا تھا ورنہ مال ودولت تو ان ہی کی وجہ سے وجود میں آیا ہے، یہ تو وہ شخصیت ہیں کہ اگر زمین پر ٹھوکر ماریں تو وہ سونا چاندی لگلنے لگے۔

۶۔نیت وحضور قلب

انسان جس چیز کو خدا سے طلب کر رہا ہے اس کا دل میں ارادہ کرے اور دعا کرنے کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یعنی اس کے قلب کو زبان سے کہی جانے والی باتوں کی اطلاع ہونی چاہئے اور نیت میں سچائی بھی ہونی چاہئے۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) حضرت علی سے وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) یاعلی .لایقبل اللہ دعاء قلب ساہٍ.[(۱)] اے علی! خداوندعالم ہر اس دعا کو جو دل غافل اور بے توجہی کے ساتھ انجام دی جاتی ہے مستجاب نہیں کرتا ہے۔ قال امیرالمو مٔنین علیہ السلام: لایقبل اللہ دعاء قلب لاہ.[(۲)] حضرت علی فرماتے ہیں: خداوندعالم دل مضطرب وغافل کی دعا قبول نہیں کرتا ہے۔ امام صادق فرماتے ہیں جب کوئی بندہ صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارے، جیسے ہی وہ اپنے اس عہدوپیمان کو وفا کرتا ہے تو اس کی دعا مستجاب ہوجاتی ہے

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ص ۳۶۷

۲.) کافی / ج ۲ / ص ۴۷۳ .

اور جب کوئی بندہ نیت و اخلاص کے بغیر اللہ کو پکارتا ہے تو اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے، کیا تم نے قرآن کریم میں اس قول خداوندی کو نہیں پڑھا ہے؟ کہ جسمیں وہ فرماتا ہے: ﴿ اَوْفُوْا بِعَهْدِىْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ﴾ [۱] تم ہمارے عہد کو پورا کرو ہم تمھارے عہد کو پورا کریں گے، اس کے بعد امام (علیہ السلام) فرماتے ہیں: جس نے عہد خدا کو پورا کیا خدا بھی اس کے) عہد کو پورا کرے گا۔ [۲]

سلیمان ابن عمرو سے مروی ہے: میں نے امام صادق کو یہ فرماتے سنا ہے: خداوندعالم بے توجہی کے ساتھ کی جانے والی دعا قبول نہیں کرتا ہے، پس جب بھی تم دعا کرو تو اپنے قلب) خدا کی طرف متوجہ رکھو اور یہ یقین رکھو کہ تمھاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ [۳]

۷۔زبان سے

خداوندعالم ہر شخص کے حال دل سے آگاہ ہے، وہ بغیر مانگے بھی عطا کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے بندہ کی زبان سے دعا کو سننا زیادہ پسند کرتا ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ انسان اپنی دعا و حاجت کو دل کے علاوہ زبان سے بھی ادا کرے۔ عن ابی عبدالله عليه السلام قال: انّ الله تبارک وتعالیٰ یعلم مایریدالعبداذادعاہ ولکن یحبّ اَن یبث الیه الحوائج فاذادعوت فسم حاجتک۔ [۴]

امام صادق فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے تو خداوندعالم دعا کرنے والوں کی حاجتوں سے با خبر رہتا ہے مگر اس چیز کو دوست رکھتا ہے کہ بندہ اپنی حاجتوں کو زبان سے بھی ذکر کرے، پس جب بھی تم دعا کرو اپنی حاجتوں کو زبان سے بیان کرو۔

۸۔ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کرنا

مستحب ہے کہ دعا کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو چہرہ اور سر کے سامنے تک بلند کریں اور دونوں ہتھیلیوں کو آسمان کی جانب قرار دیں۔ عن حسین بن علی علیهماالسلام قال: کان رسول الله صلی الله علیه وآله، یرفع یدیه اذاابتهل ودعاکمایستطعم المسکین۔ [۵]

روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور گریہ وزاری کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح بلند کرتے تھے جیسے کوئی مسکین و بے چارہ کسی کے سامنے کھانے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے۔

---

۱)سورہ بقرہ/آیت ۴۰

۲)سفینۃ البحار/ج ۱/ص ۴۹۹.

۳.)کافی/ج ۲/ص ۴۷۳

۴.)کافی/ج ۲/ص ۴۷۶

۲.)مکارم الاخلاق/ص ۲۶۸

امیرالمومنین فرماتے ہیں:

جب بھی تم میں کوئی شخص نماز سے فارغ ہوتواپنے دونوں ہاتھوں کوآسمان کی طرف بلند کرے اوردعاکرے ابن سبانے عرض کیا:یاامیرالمومنین!کیاخداسب جگہ موجودنہیں ہے(پھرآسمان کی طرف ہاتھ بلندکرکے دعاکرنے کی وجہ کیاہے)؟امام(علیہ السلام) نے فرمایا:کیاتم نے اس آیہ مبارکہ نہیں پڑھی ہے:﴿ وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَاتُوعَدُوْنَ ﴾ اورآسمان میں تمھارارزق ہے اورجن باتوں کاتم سے وعدہ کیاگیاہے سب کچھ موجودہے(۱)

۹۔اظہارذلت وتضرع

دعاکرنے والے کوچاہیئے کہ اپنے آپ کواللہ کی بارگاہ میں ذلیل وحقیراورمحتاج شمارکرے اورعظمت پردگارکے سامنے اپنی حاجتوں کوناچیزشمارکرے اوردعاکرنے والے کوچاہیئے کہ اپنے آپ کواس قدریادخدامیں غرق کرے کہ جب جسم پرتضرع وگریہ کی حالت پیداہوجائے تواس وقت دعاکرے اوراپنی حاجتوں کوبیان کرے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام:اذارقّ احدکم فلیدع فانّ القلب لایرقّ حتیٰ یلخّص.(۲)

جب تمھارے جسم پررقت طاری ہوجائے تودعاکروکیونکہ دل پررقت اسی وقت طاری ہوتی ہے جب وہ خداکے لئے خالص ہواوراس کی جانب متوجہ ہوجائے

۱۰۔بسم اللہ کے ذریعہ آغاز

انسان جب بھی بارگاہ خداوندی میں دعاکے لئے ہاتھ بلندکرے اوراوراپنی حاجتوں کوبیان کرے توسب سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہے اسکے بعداپنی حاجتوں کوبیان کرے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:جس دعاکو"بسم اللہ الرحمن الرحیم"کے ذریعہ شروع کیاجاتاہے تو وہ واپس‌نہیں ہوتی ہے بلکہ مقبول واقع ہوتی ہے۔(۳)

---

۱) سورہ ذاریات/آیت ۲۲. من لایحضرہ الفقیہ/ج/۱ ص/۳۲۵

۲)کافی/ج/۲ص/۴۷۷۔مکارم الاخلاق/ص/۲۷۱

۳)بحارالانوار/ج/۹۰ص/۳۱۳

۱۱ ۔ حمدوثنائے الٰہی

دعا کرنے والے کو چاہیئے کہ دعا کرنے پہلے اپنے رب کو راضی وخوشنود کرے یعنی اس کی تسبیح اور حمدوثنا کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اس کے بعد اپنی حاجتوں کو بیان کرے حارث ابن مغیرہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کو یہ فرماتے ہوئے سناہے: ایاّکم اذااراداحدکم ان یسئل من ربّه شیئاًمن الحوائج الدنیاوالآخرة حتی یبدء بالثناء علی اللہ عزوجل والمِدحَ له والصلاة علی النبی ثمّ یسئل اللہ حوائجه۔[۱] تم میں جو شخص بھی حوائج دنیاوآخرت میں سے کسی چیز کو اللہ سے طلب کرے تو اسے چاہئے کہ دعا کرنے سے پہلے خدائے عزوجل کی مدح وثنا کرے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجے اس کے بعد اپنی حاجتوں کو خدا کی بارگاہ میں طلب کرے ۔

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص دس مرتبہ "یا اللہ یا اللہ " کہتا ہے تو خداوندعالم اپنے اس بندہ سے کہتا ہے: اے میرے بندے ! میں حاضر ہوں، تو اپنی حاجت تو مجھ سے بیان کر۔[۲]

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص دس مرتبہ "یارب یارب " کہتا ہے تو خداوندعالم اپنے اس بندہ سے کہتا ہے: اے میرے بندے ! میں حاضر ہوں، تو اپنی حاجت تو مجھ سے بیان کر۔[۳]

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص ایک نفس میں چندمرتبہ "یا ربِ یا اللہ "کہتا ہے تو خداوندعالم اپنے اس بندہ سے کہتا ہے: اے میرے بندے ! میں حاضر ہوں، تو اپنی حاجت تو مجھ سے بیان کر۔[۴]

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص ہر نماز واجب کے بعد حالت تورک سے خارج ہونے سے پہلے تین مرتبہ "استغفر اللہ الذی لاالٰه الّاهوالحی القیوم ذوالجلال والاکرام واتوب الیه" کہے تو خداوندعالم اسے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے خواہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔[۵]

---

۱) کافی / ج ۲ / ص ۴۸۴.

۲). کافی / ج ۲ / ص ۵۱۹

۳). کافی / ج ۲ / ص ۵۲۰

۴). کافی / ج ۲ / ص ۵۲۰

۵). کافی / ج ۲ / ص ۵۲۱

۱۲۔ توسل بہ معصومین

اگرکسی غلام سے کوئی خطا ہوجائے تووہ اپنی خطا کو معاف کرانے کے لئے کسی ایسے شخص کا سہارا لیتا ہے کہ جو بادشاہ سے بہت زیادہ قریب ہو اور دوست بھی ہو اور خود بادشاہ بھی اسے دوست رکھتا ہو کہ جس کے کہنے پر بادشاہ اسے معاف کرسکتا ہو، اسی طرح اگرکوئی شخص کسی چیز کا محتاج اور ضرورتمند ہے تو کسی بے نیاز کا دروازہ کھٹکھٹانے کے لئے کسی ایسی ذات کا سہارا لیتا ہے جو اس مالدار کا قریبی دوست ہو کہ جس کے کہنے سے مراد پوری ہوجائے گی، بس اسی طرح خدا تک پہنچنے اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور اس سے اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے ایسی ذوات مقدسہ کو سہارا اور وسیلہ قرار ضروری ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے بہت زیادہ قریب ہوں اور وہ انھیں اپنا حبیب سمجھتا ہو، اللہ تک پہنچنے کے لئے کسی ذات کو وسیلہ قرار دینے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خداوندعالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْااللّٰہَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ﴾ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو

اس آیہ ٔمبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے اور اس سے کوئی چیز طلب کرنے کے لئے کسی کو وسیلہ قرار دینا ضروری ہے کہ جن کے وسیلے سے ہماری توبہ قبول ہوجائے اور بگڑی ہوئی قسمت سنور جائے اور جس چیز کی تمنا ہے وہ بھی حاصل ہوجائے معصومین وہ ذوات مقدسہ ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے بہت زیادہ قریب ہیں، پروردگار ان کی بات کو نہیں ٹال سکتا ہے، یہ زمین وآسمان، آفتاب وماہتاب، چاند اور ستارے، دریا وسمندر سب کچھ انھیں کے طفیل سے قائم ہیں گویا یہ پوری دنیا انھیں کی وجہ سے قائم ہے، اب اگرکوئی شخص اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے تو پہلے انھیں راضی کرے جسے پروردگار اپنی مرضی فروخت کرچکا ہو

اگرکوئی شخص اللہ سے کسی چیز کو طلب کرنا چاہتا ہے تو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور آئمہ اطہار کو واسطہ قرادینا چاہئے ،یہی وہ عظیم ہستیاں ہیں کہ جن کے وسیلے سے امت نجات پاسکتی ہے ، ان کے وسیلہ کے بغیر نہ کوئی حاجت پوری ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو روزقیامت نجات مل سکتی ہے ،یہی وہ ذوات مقدسہ ہیں کہ جن کے واسطے سے آدم (علیہ السلام) کی توبہ قبول ہوئی، ہابیل (علیہ السلام) کی نذر قبول ہوئی، کشتی نوح (علیہ السلام) میں سوار تمام لوگوں نے نجات پائی، یونس (علیہ السلام) مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے، ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے آتش نمرود گلزار ہوئی، اسماعیل (علیہ السلام) قربان ہونے سے بچ گئے، موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے دریا میں راستہ بنا۔

---

۱) سورہ مائدہ/آیت ۳۵

معصومین کووسیلہ قراردینے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے: امام حسن عسکری سے منسوب "تفسیرامام عسکری "میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ ایک دن جب سلمان فارسی قوم یہود کے پاس گذرے توان سے کہا: کیامیں تمھارے پاس بیٹھ سکتاہوں اور تم سے وہ بات بتاسکتاہوں جوآج ہی میں نے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی زبان مبارک سے سنی ہے؟ان لوگوں نے کہا: ضروربیان کیجیے، سلمان فارسی اس قوم کے دین اسلام سے حرص رکھنے اوران اصرارکرنے کی وجہ سے بیٹھ گئے اورکہا: میں نے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کویہ فرماتے ہوئے سناہے: خداوندعالم فرماتاہے :اے میرے بندو!کیاایسانہیں ہے کہ جب بھی کوئی شخص تمھارے پاس کوئی حاجت لے کرآئے توتم اسے اس وقت پورانہیں کرتے ہوجب تک کہ وہ کسی ایسے شخص کوواسطہ قرارنہ دے جوتمھیں مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اورشفیع وواسطہ کے ذریعہ حاجتوں کوپوراکیاجاتاہے؟

جان لو!میری مخلوق میں وہ ذات کہ جومجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اورجومیرے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے وہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) اوران بھائی علی اوران کے بعداوران کے بعدآئمہ اطہارہیں جومجھ تک پہنچنے کاوسیلہ اورواسطہ ہیں اب تم جوشخص بھی کوئی حاجت رکھتاہے جواس کے لئے فائدہ مندہو، یا مشکل میں گرفتارہے تواس حاجت پوراہونے اوراس مشکل کے برطرف ہونے کے لئے چاہیئے کہ دعاکرے اورحضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) اوران کی آل پاک کوواسطہ قراردے طلب کروتاکہ میں تمھاری حاجت کوپوراکروں اورمشکل کوبرطرف کروں، یادرکھو! میری بارگاہ میں ان عظیم ذوات مقدسہ کے وسیلے سے حاجتوں کوپوراکرناان سے بہترہے جوتم اپنی حاجتوں کوپوراکرنے کے لئے اپنے محبوب ترین شخص کوواسطہ قراردیتے ہو۔[۱]

داوٴدرقی سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کوسناہے جب آپ دعاکرتے تھے تواپنی دعامیں خداکے لئے پنجتن پاک یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) اورامیرالمومنین اورفاطمہ زہرااورحسن اورحسین کوواسطہ قراردیاکرتے تھے ۔[۲]

---

۱)تفسیرامام حسن عسکری /ص۶۸

۲)وسائل الشیعہ/ج۴/ص۱۱۳۹

۱۳۔ صلوات بر محمدوآل محمد

اگرکوئی بندہ اس چیزکی تمنارکھتاہے کہ اس کی بارگاہ خداوندی میں قبول ہوجائے تودعا سے پہلے اوربعدمیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)اوران کی آل اطہارکوواسطہ قراردے اوران پردرودوسلام بھیجے،اوران ذوات مقدسہ پراللہ تبارک وتعالیٰ بھی درودوسلام بھیجتاہے اوراس کے ملائکہ بھی ،جیساکہ قرآن میں ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللہَ وَمَلاَئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیْ یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْاصَلُّوْاعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْمًا ﴾.(۱)

ترجمہ:بیشک اللہ اوراس کے ملائکہ رسول پرصلوات بھیجتے ہیں تواے صاحبان ایمان!تم بھی ان پرصلوات بھیجتے رہواورسلام کرتے رہو۔ امام صادق سے روایت ہے کہ :ایک دن رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے امام علیسے عرض کیا:اے علی!کیاتم نہیں چاہتے کہ میں تمھیں کوئی خوشخبری دوں؟عرض کیا:آپ پرمیرے ماں باپ پرقربان جائیں،آپ توہمیشہ مجھے خوشخبری دیتے رہتے ہیں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)نے فرمایا:مجھے ابھی جبرئیل نے ایک خوشخبری دی ہے ،علینے عرض کیا:وہ کیاہے مجھے بھی بتائیے ؟آنحضرت نے فرمایا:مجھے خبردی گئی ہے کہ میری امت میں سے جب کوئی شخص مجھ پردرودبھیجتاہے اوراس کے ساتھ میری آل پردرودبھیجتاہے توآسمان کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اورملائکہ اس پرسترمرتبہ صلوات بھیجتے ہیں اوراگروہ گناہگارہوتاہے تواس کے گناہ درخت سے پتوں کے مانندگرجاتے ہیں اورخداوندعالم اس بندے سے کہتاہے :"لبیک یاعبدی وسعدیک"اوراپنے ملائکہ سے کہتاہے:تم میرے اس بندے پرستر صلوات بھیجو،(نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:) میں اس پرسات سومرتبہ صلوات بھیجتاہوں لیکن اگرمیرے ساتھ میری آل پرصلوات نہیں بھیجتاہے تواس کے اورآسمان کے درمیان سترحجاب واقع ہوجاتے ہیں اورخداوندعالم اس کے جواب میں کہتاہے:"لالبیک ولاسعدیک"اوراپنے ملائکہ کوحکم دیتاہے:اے میرے ملائکہ!اس کی دعااس وقت تک کوآسمان پرنہ لاناجب تک کہ یہ میرے رسول کی آل پرصلوات نہ بھیجے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: مجھ پردرود بھیجنے والا شخص جب تک میری آل پردرودوسلام نہیں بھیجتاہے اس وقت رحمت خداسے محروم رہتاہے۔(۲)

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:لایزالُ الدعاء محجوباً حتی یصلی علیٰ محمدوآل محمد.(۳)

امام صادق فرماتے ہیں:یہ ثابت ہے کہ جب تک محمدوآل محمدپرصلوات نہ بھیجی جائے تودعاپردہ میں رہتی ہے (اوروہ خداتک نہیں پہنچتی ہے)۔

---

۱)سورہ أحزاب/آیت ۵۶

۲)کافی/ج ۲/ص ۴۹۱

۳)امالی/ص ۶۷۶۔ثواب. الاعمال/ص ۱۵۷

۱۴ ۔ خفیہ دعا کرنا

دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان جب بھی کوئی دعا کرے اور بہتر ہے کہ ت نہائی اور خلوت میں بے نیازکی بارگاہ میں دست نیاز بلند کرے اور ریا جیسی بیماری سے دوررہے، وہ لوگ جو اپنے آپ کے متقی وپرہیزگار ہونے کا اظہار کرتے ہیں اوران کے دل میں ریاکاری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا ہے تو خداوندعالم ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں کرتا ہے

عن ابی الحسن الرضاعلیہ السلام قال:دعوۃ العبدسرّاًدعوۃ واحدۃ تعدل سبعین دعوۃ علانیۃ۔[۱]

امام علی رضا فرماتے ہیں:بندہ کا ت نہائی میں ایک دعا کرنا ظاہری وعام طور سے کی جانے والی ستردعاؤں کے برابر ہے۔ لیکن اگرانسان کا دل ریاکاری سے پاک ہے اور حقیقت میں اپنے آپ کو پروردگار کی بارگاہ میں ذلیل وحقیر شمار کرتا ہے ہوتو بہتر ہے کہ مومنین میں سے ایک شخص دعا پڑھے اورسب لوگ "آمین" کہیں یا سب مل کرایک ساتھ دعا پڑھیں۔

۱۵ ۔ اجتماعی طور سے دعا کرنا

مستحب ہے کہ نماز جماعت کے بعد سب لوگ ایک ساتھ مل کردعا کریں، یاامام جماعت یا کوئی دوسرا شخص دعا کرے اورسب آمین کہیں امام صادق فرماتے ہیں :ہمارے پدربزرگوار کوجب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی) توعورتوں اوربچوں کو جمع کرکے دعا کرتے تھے اورسب آمین کہتے تھے۔[۲] امام صادق فرماتے ہیں:اگرچالیس لوگ ایک جگہ جمع ہوکردعا کریں تویقیناً خداوندعالم ان دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے، اگرچالیس لوگ جمع نہ ہوسکیں بلکہ چار شخص جمع ہوں توہر شخص دس مرتبہ خداوندمتعال کو کسی حاجت کے لئے پکارے توخدا ان کی دعاقبول کرتا ہے، اگرچار شخص جمع نہ ہوسکیں توایک ہی شخص چالیس مرتبہ اللہ کو پکارے (یعنی چالیس مرتبہ) "یااللہ" کہے)تویقیناًخدائے عزیزوجباراسکی دعا کو مستجاب قراردے گا۔[۳]

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:مااجتمع اربعۃ قط علیٰ امرواحد ، فدعوا(اللہالاّتفرقواعن اجابۃ.[۴]

امام صادق فرماتے ہیں:اگرچار شخص دعا کے لئے جمع ہوں اورایک ساتھ مل کررب العزت کی بارگاہ میں کوئی دعا کریں، اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں وہ دعا قبول ہوچکی ہوتی ہے۔

---

۱)کافی/ج ۲/ص ۴۷۶

۲)کافی/ج ۲/ص ۴۸۷.

۳)کافی/ج ۲/ص ۴۸۷

۴)کافی/ج ۲/ص ۴۸۷)

۱۶۔پہلے اپنے دینی بھائیوں کے لئے دعا کرنا

جب انسان رب کریم کی بارگاہ میں کوئی حاجت طلب کرنا چاہتا ہے اور اپنے رنج و غم کو بیان کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے رنج و غم کے ساتھ دوسروں کے رنج و غم کو بھی یاد رکھے بلکہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے دینی بھائیوں کے لئے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کیونکہ جو شخص دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے تو خداوندعالم اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اپنے فرشتوں سے کہتا ہے :دیکھو!میرے اس بندے کو اپنے رنج و غم کے ساتھ دوسروں کا رنج و غم بھی یاد ہے ،یہ خود اپنے لئے جس چیز کی تمنا رکھتا ہے اسے دوسروں کے لئے بھی دوست رکھتا ہے لہٰذا خداوندعالم اس دعا کو قبول کرلیتا ہے عن ابی عبداللہ علیه السلام قال:من قدم اربعین رجلامِن اِخوانه فدعالهم ثمّ دعالنفسه استجیب له فیهم وفیه.(۱)

امام صادق فرماتے ہیں:جو شخص چالیس مومنوں کو اپنے اوپر مقدم رکھے اور پہلے ان کے لئے دعا کرے، اس کے بعد اپنے لئے تو اس کی دعا ان کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی مستجاب ہوگی۔

امام موسیٰ کاظمنے اپنے آباء سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا جب دعا کرتی تھیں تو تمام اہل ایمان مرد و عورتوں کے لئے دعا کرتی تھیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتی تھیں ، آپ سے پوچھا گیا:اے دختر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)!کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں کے لئے) دعائیں کرتی ہیں مگر اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتی ہیں؟فرمایا:پہلے پڑوسی پھر اپنا گھر۔(۲) امام حسن فرماتے ہیں:میری والدہ حضرت فاطمہ زہرا پوری رات محراب عبادت میں پیروں پہ کھڑی رہتی تھیں اور مرتب رکوع و سجود میں رہتی تھیں یہاں تک صبح نمودار ہوجاتی تھی اور میں اپنے کانوں سے سنتا تھا کہ آپ مومنین و مومنات کے لئے دعا کرتی اور ان کا نام بھی لیا کرتی تھیں اور ان کے لئے کثرت سے دعائیں کرتی تھیں، ایک دن میں نے اپنی والدہ سے کہا:جسطرح آپ دوسروں کے لئے دعا کرتی ہیں اپنے لئے کیوں نہیں کرتی ہیں؟تو آپ نے فرمایا:

یابنیَّ ! اوّل الجارثمّ الدار.

اے میرے بیٹا!دوسرے ہم پر مقدم ہیں ؛پہلے ہمسایہ پھر اپنا گھر۔(۳)

---

۱)من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/ص ۲۱۲

۲)علل الشرائع/ج ۱/ص ۱۸۲

۳)علل الشرائع/ج ۱/ص ۱۸۲

امام باقر اس آیہ مُبارکہ﴿ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ آمَنُواوَعَمِلُواالصَّالِحَات وَيَزِيْدُهُمْ مِن فَضْلِهِ ﴾ [(۱)] کے بارے میں فرماتے ہیں:جومومن اپنے دینی بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعاکرتاہے توخدااپنے فرشتوں کوحکم دیتاہے:تم سب آمین کہو،اورخداوندعالم بھی جوکہ عزیزوجبّارہے کہتاہے کہ:میں تجھے اسی کے مثل عطاکرتاہوں جیساتواپنے بھائیوں کے لئے دعاکرتاہے. کرتے ہیں اورخدااپنے فضل وکرم سے ان کے اجرمیں اضافہ کردیتاہے،[(۲)]

امام علی بن الحسین فرماتے ہیں:جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی کے لئے غائبانہ طورسے دعاکرتاہے یااسے اچھائی سے یادکرتاہے توملائکہ اس مومن سے کہتے ہیں:تواپنے بھائی کے لئے ایک بہت اچھابھائی ہے،جبکہ وہ تیری نظروں سے غائب ہے اورتواس کاذکرخیرکررہاہے اوراس کے حق میں دعاکررہاہے،خداوندعالم بھی تجھے اس کادوبرابرعطاکرتاہے جوتونے اپنے بھائی کے لئے طلب کیاہے اوردوبرابراس کے بدلہ میں جوتونے اپنے بھائی کاذکرخیرکیاہے۔[(۳)]

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:انّ دعاء المرء لاخیہ بظھرالغیب یدرّالرزق ویدفع المکروہ۔[(۴)]

امام صادق فرماتے ہیں:کسی شخص کااپنے دینی بھائی کے لئے غائبانہ طورسے دعاکرنے سے اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اوربلائیں دورہوتی ہے۔

۱۷۔دعامیں رکھناعمومیت

دعاکرنے والے کوچاہیے کہ اپنی دعاؤں میں عمومیت رکھے اوراللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں جسچیزکوطلب کرے اسے سب کے لئے طلب کرے اوربہترہے کہ انسان دعاؤں میں جمع کی لفظیں استعمال کرے،خداوندعالم قرآن کریم میں اپنے بندوں کویوں تعلیم دیتاہے کہ اپنی عبادتوں،اوردعاؤں میں دوسروں کواپنے ساتھ شریک رکھو اوراس طرح دعاکرو:

﴿ اِيّاکَ نَعْبُدُ وَاِيّاکَ نَسْتَعِيْنُ ، اِھدِنَاالصِّراطَ المستَقِيْم ﴾

پروردگارا!ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اورتجھ سے مددمانگتے ہیں،توہمیں راہ راست کی ہدایت فرما۔

---

۱)ترجمہ:اورجولوگ ایمان لائے اورانھوں نے نیک اعمال کئے وہی دعوت الٰہی کوقبول(سورہ شوریٰ/آیت ۲۵).

۲)کافی/ج ۲/ص ۵۰۷

۳.)کافی/ج ۲/ص ۵۰۸

۴.)کافی/ج ۲/ص ۵۰۷

دعا کو عمومیت قرار دینے کے لئے چند روایت ذکر ہیں:

قال رسول الله صلی علیه وآله وسلم:اذادعااحدکم فلیعمّ فانّه اَوجب للدعاء.(۱)

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:تم میں جب بھی کوئی شخص خدا کی بارگاہ میں دعا کرے تو اپنی دعا کو عمومیت قرار دے اورتمام مسلمانوں کیلئے دعائیں کرے کیونکہ اس طرح دعا کرنے سے خدا تمھاری دعا کو بہت جلد مستجاب کرتا ہے۔امام صادق فرماتے ہیں:جوشخص روزانہ پچیس مرتبہ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِلْمُو مِٔنِیْنِ وَالْمُو مِٔنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَات" کہتا ہے خداوندعالم ہر مومن ومومنہ کے برابر جو اس دنیا سے رحلت کر گئے اورقیامت آنے ہر مومن و مومنہ کے برابرایک حسنہ لکھتا ہے اوراس کے نامہ أعمال سے)گناہ کو پاک کر دیتا ہے اورایک درجہ اس کا مقام بلند کریتا ہے۔(۲)

عن صفوان بن یحییٰ عن ابی الحسن علیه السلام انه کان یقول:من دعالاخوانه من المومنین والمو ئمنات والمسلمین والمسلمات وکّل الله به عن کل ملکایدعواله.(۳)

صفوان ابن یحییٰ سے مروی ہے امام علی رضا فرماتے ہیں:جو شخص مومن مردو عورت اور مسلمان مردو عورت کے لئے دعا کرتا ہے توخداوندعالم ہرمومن کے بدلے میں ایک فرشتہ موکل کرتا ہے تاکہ وہ اس دعا کرنے کے لئے دعا کرے۔عن صفوان بن یحییٰعن ابی الحسن علیه السلا قال:مامن مومن یدعوللمومنین والمو ئمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات الّاکتب الله بعدد کل مومن ومومنة حسنة منذبعث الله آدم الی یوم ان تقوم الساعة .(۴)

صفوان ابن یحییٰ سے مروی ہے امام علی رضا فرماتے ہیں:جو شخص مومن مردو عورت اور مسلمان مردو عورت کے لئے دعا کرتا ہے چاہے وہ مردہ ہوں یازندہ توخداوندعالم حضرت ادم کے زمانہ سے روزقیامت تک پیدا ہونے والے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ میں ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج کرتا ہے۔نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:ہروہ مومن جودوسرے مومن مردو عورت کے لئے دعا کرتا ہے توخداوندعالم اس شخص کوہروہ چیزعطا کرتا ہے جواس نے ان مومن مردو عورت کے لئے طلب کیا ہے جواول دہرآج تک رحلت کرگئے ہیں اورہراس چیزکوعطا کرتا ہے جواس نے ان مومن مردو عورت کے لئے طلب کیا ہے جوروزقیامت تک آنے والے ہیں،روزقیامت جب اس بندہ کوجہنم کی طرف روانہ کیا جائے گاتومومن ومومنات خداوندمتعال سے کہیں گے:

---

۱)کافی/ج ۲/ص ۴۸۷

۲)امالی(شیخ صدوق)/ص ۴۶۲

۳-۴)ثواب الاعمال/ص ۱۶۱

اے پروردگار! یہ تو وہ شخص ہے جو ہمارے حق میں دعائیں کرتا تھا پس ہم تجھ سے اس کے بارے میں شفاعت کرتے ہیں، پس خداوندعالم ان کی شفاعت کو قبول کرے اور وہ آتش جہنم سے نجات پا جائے گا۔[1]

۱۸۔ دعا برائے استجابت دعا

دعا کرنے کے بعد اپنی دعا کے قبول ہونے کے بارے میں دعا کرنا چاہئے اور یہ کہا جائے: "ربّنا وتقبّل دعاء". تمام انبیاء و اولیاء کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کے بعد "ربّنا وتقبّل دعاء" کہا کرتے تھے حضرت ابراہیم بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴾[2] ترجمہ: پروردگارا! مجھے اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والوں میں قرار دے اور اے پروردگار! تو میری دعاء کو قبول کرلے۔

۱۹۔ دعا کے قبول ہونے پر یقین و اعتقاد رکھنا

دعا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ دعا پر یقین و اعتقاد رکھتا ہے اور اس کے قبول ہونے پر بھی یقین رکھتا ہوگا، وہ لوگ جو دعا پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کی کوئی امید نہیں رکھتے ہیں یعنی یقین و اعتقاد کے ساتھ دعا نہیں کرتے ہیں بلکہ ناامیدی کے ساتھ دعا اور توبہ کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے معاف ہونے کی کوئی امید نہیں رکھتے ہیں تو خداوندعالم ایسے لوگوں کی دعا و توبہ کو ہرگز قبول نہیں کرتا ہے ناامیدی ایک گناہ عظیم اور شیطانی وسوسہ ہے لہٰذا انسان کو چاہئے اپنے آپ کو ناامیدی کی راہ سے باہر نکالے اور شیطانی وسوسہ کو دور کرے بلکہ ضروری ہے کہ انسان خوش گمانی رکھے اور اپنی نماز و دعا اور توبہ کے قبول ہونے کی امید رکھے اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ پروردگار عالم میری نماز و دعا کو قبول کرے گا، اگر توبہ کروں تو وہ میرے گناہوں کو معاف کردے گا، اگر اسے یاد کروں تو وہ جواب ضرور دے گا، اگر عمل خیر انجام دوں تو قبول کرے گا اور اجر و ثواب بھی عطا کرے گا۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: انّ اللہ عزوجل لایستجب دعاءً یظھرمن قلب ساہ ،فاذادعوت فاقبل بقلبک فظنّ حاجتک بالباب.[3] امام صادق فرماتے ہیں: بیشک خداوندعالم اس دعا کو ہرگز قبول نہیں کرتا ہے جو غفلت دل کے ساتھ انجام دی جاتی ہے لہٰذا تم جب بھی دعا کرو تو اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھو، اس کے قبول ہونے کا دل میں یقین رکھو اور یہ گمان کرو کہ گویا حاجت تمھارے دروازے پہ کھڑی ہے۔

---

۱) کافی / ج ۲ / ص ۵۰۸

۲) سورہ أبراہیم (علیہ السلام) / آیت ۴۰

۳) مکارم الاخلاق / ص ۷۰.

اوقات دعا

۱۔ شب جمعہ

معصومین سے منقول روایتوں میں شب جمعہ اورروزجمعہ کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہیں اوراس شب میں کی جانے والی دعاقبول و مستجاب ہوتی ہے، شب جمعہ کے بارے میں شیخ طوسی نے کتاب "تہذیب الاحکام" یہ روایت نقل کی ہے: امام محمدباقر فرماتے ہیں: بیشک خداووندعالم ہرشب جمعہ رات کے شروع سے طلوع فجرتک عرش سے آوازدیتاہے: کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے جو طلوع فجرسے پہلے اپنے دینی اوردنیاوی کاموں کے بارے میں مجھ سے طلب کرے تاکہ میں اسے عطاکروں؟ کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے جو طلوع فجرسے پہلے جومجھ سے اپنے گناہوں کے لئے توبہ واستغفارکرے ،تاکہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے کہ جس پرمیں نے (اس کے افعال وکردارکی بناپر)رزق کوت نگ کررکھاہو ، اوروہ طلوع فجرسے پہلے مجھ اپنے رزق میں زیادتی کے بارے تقاضاکرے ،تاکہ میں اس کے رزق میں زیادتی اوروسعت عطاکروں؟ کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے جومریض ہواورطلوع فجرسے پہلے مجھ سے شفاکی دعاکرے ،میں ضرورا سے شفاوعافیت دوں گا؟ کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے جوکسی جیل میں زندان و مغموم ہواورمجھ سے اپنی آزادی کی دعاکرے تاکہ میں اسے طلوع فجرسے پہلے زندان سے رہائی دوں اوراس کے لئے راستہ کھول دوں؟ کیاکوئی مومن بندہ نہیں ہے جومظلوم ہواورمجھ سے تقاضاکرے تاکہ میں طلوع فجرسے پہلے اس کے ستم کواس سے دورکروں اورمیں اس ظلم کے بارے میں جواس پرکیاگیاہے اس کی مددکروں؟ امام محمدباقرشب جمعہ کے فضائل بیان کرنے کے بعدفرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ ہرشب جمعہ آسمان سے آوازیہ دیتارہتاہے یہاں تک فجرطلوع ہوجاتاہے ۔[۱]

۲۔ روزجمعہ

معصومین نے روزجمعہ کی جوفضیلت بیان کی ہیں ان میں ایک یہ بھی اس دن کی جانے والے دعاضرورقبول ہوتی ہے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: روزجمعہ دنوں کاسیدوسردارہے اورسب سے عظیم دن ہے ،خداوندعالم اس دن میں انجام دئے جانے والے نیک اعمال کاثواب دوبرابرکردیتاہے،نامہ اعمال سے گناہوں کوپاک کردیتاہے ،درجات کوبلندکردیتاہے ،دعاؤں کومستجاب کرتاہے رنج وغم اورمشکلوں کودورکرتاہے، بڑی حاجتوں کوقبول کرتاہے اوریہ دن وہ کہ جسے پروردگارنے رات پربرتری دی ہے کیونکہ اس دن خداوندعالم کی رحمت اپنے کے لئے کچھ زیادہ ہی ہوجاتی ہے اوراکثرگروہوں کوآتش جہنم سے نجات دیتاہے

۱.)تہذیب الاحکام /ج ۳/ص ۵

،پس جو بندہ بھی اس دن خدا کو پکارے اور اس کے حق و حرمت کو پہچانے تو خداوندعالم اسے آتش جہنم سے نجات دے گا، اگر کوئی شخص اس شب یا روز جمعہ میں انتقال کرجائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے اور روز قیامت عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا اور جو شخص اس دن کی عظمت و حرمت کو ہلکا سمجھتا ہے اور اس کی نماز سے روگردانی کرتا ہے یا کسی کارحرام کا مرتکب ہوتا ہے تو خدا اسے واصل جہنم کرے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔ (۱)

۳۔ نماز پنجگانہ کے وقت

وہ اوقات کہ جن میں دعا کرنے کے بارے میں بہت زیادہ روایت نقل ہوئی ہیں اور ان اوقات میں دعا کرنے سے قبول ہونے کی زیادہ امید کی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ نماز پنجگانہ کے وقت دعا کی جائے خصوصاً نماز کے بعد دعا کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے امام صادق فرماتے ہیں: چار موقع ایسے ہیں کہ جن میں دعا قبول ہوتی ہے ، نماز شب کے قنوت میں ، نماز صبح کے بعد، نماز ظہر کے بعد اور نماز مغرب کے بعد۔ (۲)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جب زوال کا وقت پہنچتا ہے تو آسمان اور بہشت کے تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ خوشحالی ہے ان لوگوں کے لئے کہ جن کے عمل صالح اوپر پہنچتے ہیں۔ (۳)

زوال آفتاب اور ظہر کے وقت کے بارے میں عبد اللہ ابن حماد انصاری سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق کو یہ فرماتے سنا ہے: اذازالت الشمس فتحت ابواب السماء وابواب الجنان وقضیت الحوائج العظام فقلتُ: من ایّ وقتٍ؟ فقال: مقدارمایصلی الرجل اربع رکعاتٍ مترسلاً. زوال آفتاب ایسا وقت ہے کہ جس وقت آسمان اور جنت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور (چھوٹی حاجتوں کے علاوہ) بڑی و مہم حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں، میں نے امام (علیہ السلام) سے پوچھا: اس کی وقت کی مقدار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: زوال کے بعد جتنے وقت میں) انسان سکون و آرام کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھ سکے ۔ (۴)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ: تفتح ابواب السماء ویستجاب الدعاء فی اربعة مواطن عندالتقاء الصفوف فی سبیل اللہ وعندنزول الغیث ، وعنداِقامة الصلاة، وعندرو ئة الکعبة. (۵)

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: چار مواقع اور وقت ایسے ہیں کہ جب آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں: ۱۔ اس وقت کہ جب راہ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمان دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہوتے ہیں . ۲۔ باران رحمت کے نزول کے وقت ۳۔ نماز کے وقت ۴۔ کعبہ کی زیارت کے وقت۔

---

۱). کافی / ج ۳/ ص ۴۱۴ ۔ تہذیب الاحکام / ج ۳/ ص ۲

۲.) کافی / ج ۲/ ص ۴۷۷ --۳.) من لایحضرہ الفقیہ / ج ۱/ ص ۲۱۴ --۴.) فلاح السائل / ص ۹۵ --۵) نہج الفصاحۃ / ص ۳

۴۔پنجگانہ نمازوں کے بعد

انسان چاہے گھر میں نماز پڑھ رہا ہو یا مسجد میں، جماعت سے پڑھ رہا ہو یا فرادیٰ، اس کو چاہئے کہ نماز کے پڑھنے کے فوراًبعد اپنی جگہ سے بلندنہ ہو بلکہ مستحب ہے کہ کچھ دیرتک اپنی جگہ پر بیٹھارہے اور، تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کے بعد اپنے پرودگار سے مناجات کرے ،اپنے گناہوں پرندامت کا اظہار کرے اور طلب مغفرت کرے اوردنیاوآخرت کے بارے اس سے مدد طلب کرے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:انّ اللہ فرض علیکم الصلوات الخمس فی افضل الساعات فعلیکم بالدعاء فی ادبارالصلوات ۔[۱]

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: خداوندعالم نے اپنے محبوب ترین اوقات میں تم لوگوں پر نمازوں کو واجب قرار دیا ہے لہٰذا اپنی حاجتوں وتمناؤں کو واجب نمازوں کے ادا کرنے کے بعد خدا کی بارگاہ میں بیان کرو۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:من صلی صلاۃ الفریضة وعقّب الٰی اخریٰ،فھوضیف اللہ ،وحق علی اللہ ان یکرم ضیفه۔[۲]

حضرت امام صادقفرماتے ہیں:جو شخص ایک وقت کی واجب نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز تک دعاو تعقیبات ومناجات میں مشغول رہتا ہے وہ خدائے عزوجل کا مہمان رہتا ہے اور خداوندمتعال کا حق ہے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ حضرت امام محمدباقر اس آیہ ٔمبارکہ ﴿ فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلیٰ رَبّکَ فَارْغَبْ ﴾ [۳](جب تم فارغ ہوجاؤ تو نصب کردو اوراپنے پروردگار کی طرف رخ کرو)کے بارے میں فرماتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ اور سلام پڑھ لوتواس سے پہلے کہ تم اپنی جگہ سے اٹھودنیا اورآخرت کے بارے میں دعاکرو۔[۴]

---

۱)نہج الفصاحۃ/ص ۳.

۲)خصال/ص ۲۷

۳)سورہ شرح /آیت ۷۔ ۸

۴)تہذیب الاحکام/ ج ۲/ص ۱۰۳.

مجمع البیان/ج ۱۰/ ص ۳۹۱)

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ انّہ قال:اذافرغ العبدمن الصلاۃ ولم یسئل اللہ تعالیٰ حاجتہ یقول اللہ تعالیٰ لملائکتہ :انظرواالیٰ عبدی فقدادّیٰ فریضتی ولم یسئل حاجتہ منّی کانّہ قداستغنی عنّی ،خذواصلاتہ فاضربوابھاوجھہ۔(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ودر خواست نہیں کرتا ہے تو خدا وند متعال اپنے ملائکہ سے کہتا ہے : میرے اس بندہ کودیکھو، اس نے میرے واجب کوتو ادا کردیا ہے مگراس کے بعد مجھ سے کسی چیزکی تمنا نہیں کی ہے گویاوہ خودکو مجھ سے بے نیاز سمجھتاہے ،پس تم ایسا کروکہ اس کی نمازکوپکڑکر اسی کے منہ پر ماردو۔

زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق سے دو لوگوں کے عمل بارے میں پوچھاکہ جن میں ایک شخص نے صبح تک بیٹھ کرنمازیں پڑھیں اوردوسرے شخص نے بیٹھ کردعاومناجات کی ،ان دونوں میں کسکا عمل افضل ہے ؟امام (علیہ السلام)نے فرمایا:) "الدعاء افضل"دعا کرنابہتر ہے۔(۲)

۵۔ اذان واقامت کے درمیان

اذان واقامت کے درمیان دعاکابہترین وقت ،اس وقت کی جانے والی دردنہیں کی جاتی ہے بلکہ بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:الدعابین الاذان والاقامۃ لایردُّ۔(۳)

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:اذان واقامت کے درمیان کی جانے والی دعاواپس نہیں کی جاتی ہے بلکہ وہ بارگاہ خداوندی قبول ہوتی ہے۔

---

۱)مستدرک الوسائل/ج/۵/ص ۲۹

۲)وسائل الشیعہ/ج ۱/ص ۲۶۸

۳)جامع المقاصد/ج/۲/ص ۱۸۶

دعاکی جگہ

خداوندعالم سمع و علیم ہے وہ اپنے بندوں کی تمام باتوں کوسنتا بھی ہے اوران کاجواب بھی دیتاہے ، انسان جہاں اورجس جگہ بھی اس سے کوئی چیزطلب کرے اوراپنی حاجتوں کوبیان کرے تووہ اسے عطاکرتاہے لیکن دنیامیں کچھ مقامات ایسے ہیں کہ اگران جگھوں پردعاکی جائے تووہ دعاضروراوربہت جلدبارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہے یااس کے قبول ہونے کابہت زیادہ امکان ہوتاہے اوروہ مقامات یہ ہیں :

١۔ خانہ کعبہ

وہ مقام کہ جس کی طرف رخ کرکے نمازپڑھناواجب قراردیاگیاہے اورجس میں پہلے امام کی ولادت ہوئی ہو،جس کا طواف کرناہرحاجی پرواجب قرادریاگیاہووہ کت نابابرکت مقام ہوگا،یقیناًاگراس جگہ پراللہ تبارک سے تعالیٰ سے کسی چیزکوطلب کیاجائے تووہ اسے خالی ہاتھ واپس نہیں کرے گا،یہ علی (علیہ السلام)کی جائے ولادت کے دیدارکااثرہے کہ حاجی کی دعاقبول ہوتی ہے

روی عن الرضا علیه السلام :ماوقف احدٌبتلک الجبال الّاالاستجیب له فاماالمومنون فیستجاب لهم فی آخرتهم ،واماالکفارفیستجاب لهم فی دنیاهم . امام علی رضا فرماتے ہیں:ہروہ شخص جواس جبال(کعبہ)پرتوقف کرے تواس کی دعابارگاہ خداوندی میں مستجاب ہوگی لیکن مومنین کی دعاان کی آخرت کے بارے میں اورکافروں کی دعاان کی دنیاکے بارے میں قبول ہوتی ہیں۔(١)

قال ابوجعفرعلیه السلام :مایقف احدٌعلیٰ تلک الجبال برّولافاجرالّااستجاب اللهله فاماالبر فیستجاب له فی آخرته ودنیاه ،واماالفاجرفیستجاب له فی دنیاه . امام محمدباقر فرماتے ہیں:اس جبال(کعبہ)پرتوقف کرنے والے شخص کی دعابارگاہ خداوندی میں ضرورقبول ہوتی ہے،دعاکرنے والا نیکوکارہویا فاسق وفاجر، لیکن نیکوکارشخص کی اس کی دنیاوآخرت دونوں کے بارے میں دعاقبول ہوتی ہے لیکن فاسق وفاجرکی دعاصرف اس کی دنیاکے بارے میں قبول ہوتی ہے ۔(٢)

٢۔ مسجد

مسجدخانہ خُداہے اورروئے زمین پرافضل ترین جگہ ہے اوراہل معرفت کی جائیگاہ اور محل عبادت ہے اورصدراسلام سے لے کرآج تک ایک دینی والٰہی مرکزثابت ہوئی ہے، مسجد مومنین کے دلوں کوآباداورروحوں کوشادکرتی ہے اورمسجدایک ایسا راستہ ہے

---

١). کافی /ج ۴/ص ٢۵۶. عدة الداعی/ص ۴٧

٢). من لایحضرہ الفقیہ/ج ٢/ص ٢١٠

جو انسان کو صراط مستقیم اورہدایت وبہشت کی طرف لے جاتاہے اور مسجدایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں مانگنے والوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں ،جب کوئی شخص کسی کے گھر مہمان ہوتاہے اور صاحب خانہ سے کسی چیز کو طلب کرتاہے وہ اسے عطا کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مہمانوں کو عزیز رکھتاہے اور کسی کو اپنے گھر سے کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجتاہے ۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال : مکتوب فی التوراۃ:انّ بیوتی فی الارض المساجد،فطوبیٰ لعبدتطھرفی بیتہ ثمّ زارنی فی بیتی وحق المزوران یکرم الزائر. امام صادق فرماتے ہیں :کتاب توریت میں خداوندعالم فرماتاہے :بیشک مسجدیں روئے زمین پر میرا گھرہیں، خوشخبری ہے ان بندوں کے لئے کہ جوپہلے اپنے آپ کو اپنے گھروں میں پاک وپاکیزہ کرے اوراس کے بعدمیرے گھرکی زیارت کرے ،اس کے بدلہ میں اب مجھ پرلازم ہے کہ اپنے گھرکی زیارت کرنے والوں کااکرام کروں (اوران کی حاجتوں کوپوراکروں)[1]

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:کان ابی اذاطلب الحاجة طلبهاعندزوال الشمس ، فاذااردت ذلک قدم شیئافتصدق به ، وشم شیئامن الطیب ورواح الی المسجدفدعافی حاجته بماشاء.

امام صادق فرماتے ہیں:جب بھی میرے والدکوکوئی پیش آتی تھی توزوال کے وقت آفتاب کے وقت اس حاجت کوطلب کرتے تھے پس جب بھی آپ کوکوئی حاجت ہوتی تھی تودعا سے پہلے صدقہ دیاکرتے تھے اوراپنے آپ کو معطرکرتے تھے اس کے بعد مسجدروانہ ہوتے تھے اورپھر جسچیزکی بھی حاجت ہوتی تھی اسے بارگاہ خداوندی سے طلب کرتے تھے۔[2]

مسجدالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ)، مسجدکوفہ ، مسجدسہلہ، مسجدحنانہ ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں

۳۔ حرم مطہر معصومین اورامامبارگاہ

ملک عربستان کے شہرمدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جوکہ جنت البقیع کے نام سے مشہورہے ،جس میں اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی لخت جگراوران کی نسل سے تین امام معصوم (حضرت حسن ، زین العابدین اورمحمدباقر)دفن ہیں ملک عراق کے شہر نجف اشرف کہ مولائے کائنات حضرت علیکاحرم مطہرواقع ہے اورکربلائے معلی کہ جہاں امام حسیناورحضرت ابوالفضل العباس واقع ہیں اوراسی ملک میں کے شہرکاظمین میں امام موسیٰ کاظم اورامام محمدتقی +کاحرم واقع ہے

---

۱).۲/ علل الشرائع/ج ۳۱۸

۲). عدة الداعی/ص ۴۸

دفن ہیں او رشہرسامرہ کہ جہاں امام علی نقی اورامام حسن +کاحرم مطہرواقع ہے ملک ایران کے شہرمشہدمقدس کہ جہاں اٹھوے امام علی ابن موسیٰ الرضا حرم مطہرواقع ہے اوراسی ملک کے شہرقم میں ان کی بہن حضرت فاطمہ معصومہ کاحرم واقع ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ جہاں پرلوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں،رنج وغم دورہوتے ہیں ،یہی وہ مقامات ہیں کہ جہاں لاعلاج لوگوں کوبھی شفانصیب ہوتی ہے اوران مقامات میں سب سے بہترین مقام کہ جہاں پربہت زیادہ دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ روضہ سیدالشہداء حضرت امام حسینپ خصوصا قبہ منورہ کے نیچے دعائیں مستجاب ہوتی ہیں ان مقامات مقدسہ پردعاکرنے کے بارے میں پوری ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے اوراس بارے میں کتابیں بہت زیادہ کتابیں لکھی جاتی ہیں ہم اپنی اس کتاب میں صرف معصوم سے منقول دوروایت ذکرکرہے ہیں جن کے ذریعہ حرم وحائرحضرت امام حسین کی عظمت ومنزلت معلوم ہوتی ہے۔

پہلی روایت

روایات میں آیاہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت امام جعفرصادق مریض ہوئے توآپ نے اپنے عزیزوں کوحکم دیاکہ کسی کوامام حسین کی قبرپربھیج کرمیرے لئے دعاکرائیں، جیسے ہی امام (علیہ السلام) نے یہ بات کہی توسننے والوں نے کہاکہ :ایک شخص بہت جلدکرب وبلاکے لئے روانہ کیاجائے ، لہٰذا ایک شخص کوجب کربلاجانے کے لئے تلاش کیاگیااوراس سے کربلاجانے کے لئے کہاگیاتواس نے جواب دیاکہ :میں جانے کے لئے تیارہوں لیکن جس طرح امام حسین مفترض الطاعۃ امام ہیں حضرت امام جعفرصادق بھی مفترض الطاعۃ امام ہیں ، لوگوں نے اس کی اس بات کوامام صادق کے پاس آکربیان کیاتوامام (علیہ السلام)نے اس جواب میں فرمایا:بات وہی صحیح ہے جواس نے کہی ہے لیکن اسے یہ نہیں معلوم کہ خداوندعالم کے کچھ) بقعےہیں جہاں دعاقبول ہوتی ہے اورقبرحسین کابقعہ ان ہی میں سے ایک ہے ۔(۱)

دوسری روایت

جلیل القدرشیخ جعفرابن محمدابن قولویہ نے اپنی کتاب "کامل الزیارات" میں ابواہاشم جعفری سے ایک روایت نقل کی ہے کہ امام علی نقی نے اپنی بیماری کے زمانہ میں ایک شخص کومحمدابن حمزہ کے پاس بھیجا، لیکن امام (علیہ السلام)کاوہ قاصدپہلے میرے پاس آیااورمجھے خبردی

---

۱)عدۃ الداعی/ص ۴۸

کہ امام (علیہ السلام) باربار فرمارہے تھے: "اِبْعَثُوااِلَی الْحَائِرِ "کسی کو امام حسین کے روضہ پر بھیجوتاکہ وہاں جاکر میرے لئے دعاکرے ،میں نے کہا: محمدابن حمزہ سے کیوں نہیں کہا:؟میں حائرجاوٴں گا.اس کے بعدمیں خودامام (علیہ السلام)کی خدمت میں حاضرہوااورعرض کیا:آپ پر قربان جاؤں میں حائرجارہاہوں، امام(علیہ السلام) نے فرمایا: ذرا غوروفکرکرو، تم تقیہ کی حالت میں ہوکسی کو تمھاری خبرنہ ہوجائے اس کے بعدامام (علیہ السلام)نے فرمایا: محمدابن حمزہ رازدارنہیں ہے وہ زیدابن علی سے تعلق رکھتاہے یہ کنایہ ہے کہ وہ شیعہ نہیں ہے ،امام (علیہ السلام) نے فرمایا:مجھے پسندنہیں ہے کہ وہ اس چیزکوسنے

جعفری کہتے ہیں کہ :میں نے اس بات سے علی ابن بلال کو مطلع کیاتوانھوں نے کہا: حضرت کوحائرکی کیاضرورت ہے وہ توخودہی حائرہیں،پس جب میں کربلاجاکرحائرامام حسینمیں دعاکرکے سامرہ واپس آیااورامام علی نقی سے ملاقات کے لئے ان گھرپہنچااوربیٹھ گیاجب امام (علیہ السلام)تشریف لائے تومیں نے امام (علیہ السلام)کے احترام میں اٹھناچاہامگرامام (علیہ السلام)نے مجھے بیٹھے رہنے کاحکم دیا،جب میں نے آپ کے لطف وکرم کے آثاردیکھے توعلی ابن بلال کی بات آپ کے سامنے پیش کی، امام (علیہ السلام) نے فرمایا:تم نے ان سے یہ کیوں نہیں کہہ دیاکہ رسولخدا (صلی اللہ علیہ و آلہ)خانہ کعبہ کاطواف کرتے تھے اورحجراسودکوبوسہ دیتے تھے جبکہ نبی ومومن کی حرمت کعبہ کہیں زیادہ ہے اورخدانے کہاہے کہ عرفات میں جاکرتوقف کریں کیونکہ کچھ جگہیں ایسی ہیں جہاں) خدااپناذکرپسندکرتاہے اورحائر(روضہ أمام حسین)ان میں سے ایک ہے۔[1]

سفینۃ النجاح حضرت امام حسین اورباب الحوائج حضرت ابوالفضل العباسصرف شیعوں ہی کی مددنہیں کرتے ہیں اورصرف انھیں کی فریادنہیں سنتے ہیں کوسنتے ہیں، یہ ان کے نواسے ہیں جودنیاکے رحمت بن کرآئے ،یہ وہ ہستیاں جودکھیاروں کے دھرم ومذہب کونہیں دیکھتے ہیں بلکہ فریادی کے دل کے یقین اوراس کے سوزواخلاص کودیکھتے ہیں اوردل کایقین اثرضروردکھاتاہے،جومصیبت کامارابھی ان کی چوکھٹ پہ کھڑاہوجائے یاانھیں دورسے پکارے تووہ خداکی دی ہوئی قدرت اورشکتی سے اس کی مصیبت کی بیڑی ضرورکاٹ دیتے ہیں ،یہ ان کے گھرکی ریت نہیں کہ وہ کسی کواپنے درسے خالی ہاتھ واپس بھیج دیں، ان کی چوکھٹ پہ حاضرہونے والے اورانھیفریادکرنے والے مایوس نہیں ہوتے ہیں بلکہ اپنی مرادیں لے کرجاتے ہیں اوران کی فریاداورآوازکربلاکی راجدھانی تک ضرورپہنچتی ہے ،دنیامیں کت نے غیرمسلم لوگ ہیں جوامام حسین(علیہ السلام) اورحضرت عباس (علیہ السلام)کے درسے اپنی مرادیں پاتے ہیں ،ہندوپاک اوردیگرممالك میں کت نے غیرمسلم لوگ ایسے ہیں جوہرسال ان کی یادمناتے ہیں، ان کے نام سے دنیابھرہرہوہرقوم وملت کے ہزاروں لوگ شفاپاتے ہیں اوراپنی حاجتوں کوپہنچتے ہیں ۔

١.)کافی /ج ۴/ص ۵۶۷

یہ وہ ذوات مقدسہ ہیں کہ جنھیں خداوندعالم نے ہرزبان کے بولنے اور سمجھنے کی قدرت عطاہے، خواہ ان سے کوئی شخص ہندی زبان میں ان سے کسی چیزکوطلب کرے یافارسی ،یاترکی زبان ، اردومیں یاپشتو،تلگومیں یامراٹھی میں یااورکسی دوسری زبان میں ،بعض واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جن میں آپ نے اپنے ہندی زبان والے سے ہندی میں باتیں کی ہیں اورفارسی والے سے فارسی میں کلام کیاہے ۔

کن لوگوں کی دعا مستجاب ہوتی ہیں

خداوندعالم اپنے تمام بندوں پررحم وکرم کرتاہے،مومن منافق ،عالم جاہل ، امیرغریب ،شہری دیہاتی سب کورزق روزی دیتاہے اوران کی دعاؤں کومستجاب کرتاہے لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں کہ بارے میں روایتوں میں بیان کیاگیاہے کہ ان لوگوں کی دعا ضروریابہت جلدقبول ہوتی ہے:

۱۔ انبیاء ورسل اورامام عادل کی دعا

انبیاء ورسل اورمعصومین اورعادل پیشواورہنماکی دعاکوبہت جلدقبول کرتاہے اور خداوند عالم ان فریادکوبہت جلدسنتاہے،قرآن کریم میں چندواقعات ایسے ہیں جن سے یہ صاف واضح ہے کہ خداوندعالم اپنے نیک بندوں کی دعاضرورقبول کرتاہے خداوندعالم نے ہابیل کی دعاقبول کو کیااورقابیل کوہلاک کردیا، قوم لوط پرعذاب نازل کیا،وہ لوگ کہ جو حضرت صالح کے ناقہ کوقتل کرنے میں شریک تھے اورنبی کی باتوں کونہیں مانتے تھے ان پرخدانے کس طرح کاعذاب نازل کیا،طوفان نوح (علیہ السلام)کی داستان کہ جسے قرآن کریم میں اس طرح ذکرکیاگیاہے:جب حضرت نوح کواس بات یقین ہوگیاکہ اب ان چندافرادکے علاوہ کوئی اور شخص ایمان لانے والانہیں ہے توآپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

﴿ ربِّ لَاتَذَرْعَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا ﴾ [۱] پروردگارا!توکسی کافرکوزمین زندہ باقی نہ رکھ ۔

خداوندعالم نے حضرت نوح کوکشتی بانے کاحکم دیا،جب کشتی بن کرتیارہوگئی توت نورسے پانی ابلناشروع ہوا،حضرت نوح اپنے مومنین کے ہمراہ کشتی میں سوارہوئے اورسب جگہ پانی ہی پانی ہوگیانتیجہ یہ ہواکہ جولوگ کشتی نوح میں سوارہوئے انھوں نے نجات پائی اورجوسوارنہ ہوئے وہ سب غرق وہلاک ہوگئے متقی اورعادل رہنماکے بارے میں عوف ابن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)کویہ فرماتے سناہے:

---

۱). سورہ نوح/آیت ۲۶

خیارآئمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم وتصلون علیھم ویصلون علیکم وشرارآئمتکم الذین تبغضون ویبغضون وتلعنونھم ویلعنونکم۔[۱]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: تمھارا بہترین امام ورہبروہ ہیں کہ جنھیں تم دوست رکھتے ہو اوروہ بھی تمھیں دوست رکھتے ہیں، تم ان کے لئے دعا کرو کیونکہ وہ تمھارے لئے دعا کرتے ہیں اور تمھارے بدترین رہنما وہ ہیں جنھیں تم دشمن رکھتے ہو اوروہ بھی تمھیں دشمن رکھتے ہیں، تم ان کے لئے نفرین کرو کیونکہ وہ تمھارے لئے نفرین کرتے ہیں۔

۲۔ مظلوم کی دعا

جب کوئی مظلوم اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے تو اپنی مظلومیت کی وجہ سے اس کے جسم پرخوف خدا بھی ہوتا ہے اورتضرع کی حالت بھی طاری رہتی ہے اوراس دل بھی بہت رنجیدہ رہتا ہے لہٰذا پروردگارعالم اس کے خلوص اور بے چارگی کودیکھ کر اس کی دعا بہت جلد قبول کرتا ہے ، اسی طرح اگروہ کسی کے لئے بددعا بھی کرتا ہے تو وہ بھی بہت جلد قبول ہوتی ہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ :ایاکم ودعوۃ المظلوم فانھاترفع فوق السحاب حتی ینظراللہ عزوجل الیھافیقول:اِرفعوھاحتی استجیب لہ ، وایاکم ودعوۃ الوالد ، فانھااحدُّمن السیف۔[۳]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں: مظلوم کی دعا سے ڈرو؛کیونکہ مظلوم کی دعا بادلوں اورموانع دعا کے پردوں سے گذرکرآسمان تک پہنچتی ہے ،جب خداوندعالم مظلوم کی دعا کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اپنے فرشتوں کودیتا ہے :اس دعا کوبہت جلداوپرلے آؤ تاکہ اسے قبول کروں، اورباپ کی نفرین سے بھی ڈرو؛کیونکہ وہ شمشیربرّاں سے بھی تیزہوتی ہے ۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:کان ابی یقول:اتقواالظلم فانّ دعوۃ المظلوم تصعدالی السماء.[۳]

امام باقر فرماتے ہیں: مظلوم کی دعا سے بچو، کیونکہ مظلوم کی دعا آسمان تک پہنچتی ہے ۔

ان دونوں مورد(عادل رہنما اور مظلوم کی دعا) کے بارے میں اگرکوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جب خداندعالم امام عادل اورمظلوم کی کی دعا کو مستجاب کرتا ہے توپھر امام حسین نے کربلا کے میدان میں اپنے دشمنوں کے بددعا کیوں نہیں کی، یا حضرت امام زین العابدین اور حضرت زینب کبریٰ نے دعا کیوں نہیں کی ؟

---

۱)مکارم الاخلاق/ص ۲۷۵

۲)الغدیر(علامہ امینی)/ج ۱۳۸۷)

۳)کافی/ج ۲/ص ۵۰۹)

۴)کافی/ج ۲/ص ۵۰۹

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ، امام حسیناورامام زین العابدین اورزینب کبریٰ رحمت للعالمین سے رشتہ رکھتے تھے،دوسروں پررحم کرم کرنا، حتی دشمن کوبھی اپنے درسے خالی ہاتھ واپس نہ بھیجنارسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)اورمولائے کائنات حضرت علی سے ورثہ میں ملاہے لہٰذاوہ کس طرح دشمن کے لئے بددعاکرسکتے تھے، اگرامام حسین یاامام زین العابدین یازینب کبریٰ دشمنوں کی نابودی کے لئے بددعاکردیتے توقیامت برپاہوجاتی اوردین اسلام بھی نابودہوجاتا،جب حضرت زینب نے دربارشام میں دعاکے لئے ہاتھ بلندکئے توامام سجاد(علیہ السلام)نے فرمایا:اے پھوپھی اماں بددعانہ کرناورنہ تمھارے بھائی 'حسین (علیہ السلام) کی محنت بے کارہوجائے گی اوراسلام صفحہ ہستی سے نابودہوجائے۔

۳۔ فرزندصالح کی والدین کے حق میں دعا

ہرانسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے والدین کے لئے دعاکرے خواہ والدین حیات ہوں یادنیا سے سفرکرچکے ہوں،کیونکہ والدین ان کے وجودمیں لانے کاسبب ہوتے ہیں،والدین ان کی تربیت کرتے ہیں،انبیاء وآئمہ ااوراولیائے خداکی یہی سیرت رہی ہے کہ وہ اپنے والدین کے لئے ان کی زندگی میں بھی اوران کے مرنے کے بعدبھی دعاکرتے تھے،والدین کی اطاعت کرنے اوران کے لئے دعاکرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اورانبیاء وآئمہ خوش ہوتے ہیں،والدین کے لئے دعاکرنے سے دنیاوآخرت کی سعادت اورخوشبختی نصیب ہوتی ہے اورعقل بھی اس بات کاتقاضاکرتی ہے انسان کواپنے کے لئے دعاکرنی چاہئے،اگرکوئی فرزنداپنے والدین کے لئے دعاکرتاہے توخداوندعالم اسبندہ کی والدین کے بارے میں دعاکوبہت جلدقبول کرتاہے۔روایت میں آیاہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے پوچھا:یانبی اللہ!لوگوں کاانسان پرسب سے بڑاکونساحق ہے؟آنحضرت نے فرمایا:ماں اورباپ کاحق۔[۱] حضرت ابراہیمنے بارگاہ خداوندی میں اپنے والدین کے لئے دعاکی:

﴿ رَبَّنَااغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُو مِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب ﴾[۲] پروردگارا!مجھے اورمیرے والدین اورتمام مومنین کواس دن جس دن کے لئے بلندکیاجائے گا بخشدے۔

اورحضرت نوح اپنے والدین کے لئے اس طرح دعاکرتے ہیں:﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُو مِنًاوَّلِلْمُو مِنِیْنَ وَالْمُو مِنٰتِ وَلَاتَزِدِالظّٰلِمِیْنَ اِلَّاتَبَارًا ﴾[۳]

پروودگارا!مجھے اورمیرے والدین کواورجوایمان کے ساتھ میرے گھرمیں داخل ہوجائیں اورتمام مومنین ومومنات کوبخش دے اورظالموں کے لئے ہلاک کے علاوہ کسی شئے میں اضافہ نہ کرنا۔

---

۱)مستدرک الوسائل/ج ۱۵/باب ۷۷/ح ۳ -۲۔)سورہ أبراہیم/آیت ۴۲ --۳۔)سورہ نُوح/آیت ۲۸

سوال یہ ہے کہ اگر والدین مسلمان نہ ہوں یا حق امامت کی معرفت نہ رکھتے ہوں کیا پھر بھی ان کے لئے دعا کرنی چاہئے ؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ والدین مسلمان ہوں یا کافر، مومن یا منافق، ان لئے کے دعا کرنے سے دوری نہیں کرنی چاہیے ،ان کے لئے توبہ و استغفار کرنا چاہئے ، ان کے طول عمر کی دعا کرنی چاہئے

معمر ابن خلاد سے مروی ہے کہ میں نے امام علی رضا سے عرض کیا: کیا مجھے والدین کے لئے دعا کرنی چاہئے جبکہ وہ حق امامت کی معرفت نہیں رکھتے ہیں؟ امام (علیہ السلام) (علیہ السلام) نے فرمایا:

ادع لهماوتصدق منهما،وان کان حيَّيْن لايعرفان الحق فدارِهِمافانّ رسول الله صلی الله عليه وآله قال:انّ الله بالرحمة لابالعقوق.[1]

ہاں! ان دونوں کے لئے دعا کرو اور ان کی طرف سے صدقہ بھی دو، اگر وہ دونو زندہ ہوں اور حق کی معرفت نہیں رکھتے ہوں تو ان کے ساتھ اچھے تعلقات ضرور رکھو اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرو کیونکہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ) کا ارشاد گرامی ہے: خداوندعالم نے مجھے رحمت کے ساتھ مبعوث کیا ہے نہ عقوق کے ساتھ یعنی والدین کی نافرمانی مت کرو اور انھیں رنجیدہ بھی نہ کرو کہ جسکی وجہ سے انسان خود بخود عاق والدین ہوجاتا ہے ۔

صحیفہ سجادیہ میں آیا ہے کہ امام زین العابدین کسی بھی وقت اپنے والدین کی یاد سے غافل نہیں رہتے تھے اور بارگاہ خداوندی اس طرح رازونیاز کرتے تھے: اللّٰھم لات نسنی ذکرھمافی ادبارصلواتی ، وفی آن من اناء لیلی ، وفی کل ساعة من ساعات نھاری.

بار الٰہا! تو مجھے میرے والدین کے بارے میں ہر نماز کے بعد ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا اور پوری رات اور پورے دن کی کسی گھڑی میں مجھے والدین کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا بلکہ میں ہر وقت انھیں یاد کرتا رہوں اور ان کے لئے دعائیں کرتا رہوں۔[2]

---

۱)کافی /ج ۲/ص ۱۵۹

۲). صحیفہ سجادیہ/ دعائے ۱۶ /بند ۳۰

۴۔ نیک والدین کی دعا اولاد کے حق

جت نادل والدین کا اپنی اولاد کی فلاح و بہبود کے لئے تڑپتا ہے کسی چیز کے لئے نہیں تڑپتا ہے ، والدین جو کچھ کرتے ہیں اپنی اولاد کی کامیابی کے لئے کام کرتے ہیں ، وہ بارگاہ خداوندی میں اپنی اولاد کے لئے جب بھی دعا کرتے ہیں تو خداوندعالم اسے قبول کرتا ہے خدانخواستہ اگر اولاد نافرمان نکل آئے تو والدین کا دل بہت پریشان رہتا ہے ، بعض والدین تو اپنی اولاد کے کارناموں کو دیکھ کر ذہنی توازن بھی کھو بیٹھتے ہیں ، اب ایسی حالت میں اگر وہ اپنی اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی بددعا کردیں تو خدا اسے قبول کرلیتا ہے والدین کی اپنے فرزندوں کے بارے میں دعا کرنے سے متعلق چند روایت ذکر ہیں

قال رسول الله صلی الله علیه وآله: دعاء الوالدلِولده کدعاء النبی لأُمته۔[۱]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: وہ دعا جو والد اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے اس دعا کے مانند ہے جو ایک نبی اپنی امت کے لئے کرتا ہے یعنی جس طرح خداوندعالم انبیائے کرام کی ان دعاؤں کو جو وہ اپنی کی امت کے بارے میں کرتے ہیں قبول کرتا ہے اسی والدین کی اس دعا کو جو اپنی اولاد کے بارے میں کرتے ہیں ضرور قبول کرتا ہے۔

۶۔ معصوم بچہ کی دعا

جب تک بچہ نے کوئی گناہ انجام نہ دیا ہو تو خداوندعالم اس کی اکثر دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے ، اس بارے میں امام علی رضا نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں:

دعاء اطفال امّتی مستجاب مالم یقارفواالذنوب۔[۲]

میری امت کے بچوں کی دعا اس وقت تک جب تک کہ ان کے ہاتھ کسی گناہ سے آلودہ نہ ہوئے ہوں بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہے۔

---

۱) نہج الفصاحۃ/ص ۴۸۲

۲) بحارالانوار/ج ۳۵۷

۷۔ روزہ دار کی دعا

اگر روزہ دار افطار سے پہلے پورے دن میں یا افطار کرتے وقت کوئی دعا کرے تو وہ بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہے، اس بارے میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی ایک حدث نقل کی گئی ہے جسے آپ نے حاجی اور مجاہد کے وطن واپسی تک کے موردمیں ملاحظہ کر چکے ہیں لہٰذا تکرار کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس حدیث کے علاوہ معصوم (علیہ السلام) سے ایک اورحدیث نقل کی گئی ہے:

عن ابی الحسن علیه السلام قال:دعوةالصائم تستجابعدافطاره وقال علیه السلام:انّ لصائم عندافطاره دعوة لاتردّ.[۱]

حضرت ابو الحسن (ساتوے یا آٹھوے امام) فرماتے ہیں: افطار کے وقت روزہ کی دعا قبول ہوتی ہے اور فرماتے ہیں: افطار کے وقت روزہ دار کی دعا واپس نہیں ہوتی ہے۔

۸۔ مریض کی دعا شفا پانے تک

خداوندعالم بیمار شخص پر اپنا رحم وکرم نازل کرتا ہے، اس کے آہ ونالہ بھی سنتا ہے، اگر وہ مریضی کی حالت میں پروردگار سے کسی چیز کو طلب کرتا ہے تو نہایت سوزدل کے ساتھ دعا کرتا ہے لہٰذا خداوندعالم اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، اس بارے میں ایک حدیث میں ذکر ہو چکا ہے جسے ہم نے "حاجی اور مجاہد کے اپنے گھر واپسی" عنوان میں ذکر کیا ہے، لیکن اس حدیث کے علاوہ ایک اورحدیث قابل ذکر ہے: عن ابی عبدالله علیه السلام قال:من عادَمریضاً فی الله لم یسئل المریض للعائدشیئاالّااستجاب الله له۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص خدا کے لئے کسی بیمار کی عیادت کرے، اگر وہ بیماران لوگوں کے لئے جو اس کی عیادت کرنے آتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے جس چیز کی بھی تمنا کرتا ہے تو خداوندعالم اس کی دعا کو عیادت کرنے والے لوگوں کے) لئے ضرور قبول کرتا ہے گا۔[۲]

۹۔ مومن کی غائبانہ دعا اپنے دینی بھائیوں کے لئے

جب انسان رب کریم کی بارگاہ میں کوئی حاجت طلب کرنا چاہتا ہے اور اپنے رنج و غم کو بیان کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے رنج و غم کے ساتھ دوسروں کے رنج و غم کو بھی یاد رکھے بلکہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے دینی بھائیوں کے لئے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے

---

۱)مستدرک الوسائل/ ج/۷ ص ۵۰۲ .

۲)من لایحضرہ افقیہ/ ج ۲/ ص ۲۲۶

کیونکہ جو شخص دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے توخداوندعالم اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: دیکھو! میرے اس بندے کو اپنے رنج و غم کے ساتھ دوسروں کا رنج و غم بھی یاد ہے، یہ خود اپنے لئے جس چیز کی تمنا رکھتا ہے اسے دوسروں کے لئے بھی دوست رکھتا ہے لہٰذا خداوندعالم اس دعا کو قبول کرلیتا ہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: من قدم اربعین رجلاً من اخوانه فدعالهم ثمّ دعالنفسه استجیب له فیهم وفیه.[۱]

امام صادق فرماتے ہیں: جو شخص چالیس مومنوں کو اپنے اوپر مقدم رکھے اور پہلے ان کے لئے دعا کرے، اس کے بعد اپنے لئے تو اس کی دعا ان کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی مستجاب ہوگی۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: انّ دعاء المرء لاخیه بظهرالغیب یدرّالرزق ویدفع المکروہ۔[۲]

امام صادق فرماتے ہیں: کسی شخص کا اپنے دینی بھائی کے لئے غائبانہ طور سے دعا کرنے سے اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اور بلائیں دور ہوتی ہے۔

امام صادق فرماتے ہیں: میرے پدر محترم (امام محمد باقر) فرماتے ہیں: پانچ (لوگوں کی) دعا ایسی ہیں کہ جن دعاؤں کے پروردگار تک پہنچنے میں کوئی پردہ نہیں ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قبول واقع ہوتی ہیں وہ لوگ یہ ہیں:

۱۰۔ عادل رہنما اور پیشوا کی دعا

۲۔ مظلوم کی دعا کہ جس بارے میں خداوندعالم فرماتا ہے: میں تیرے دشمن سے ضرور انتقام لوں گا چاہے ایک مدت کے بعد.

۳۔ نیک وصالح فرزند کی والدین کے حق میں دعا. ۴۔ نیک وصالح ماں، باپ کی اولاد کے بارے میں دعا. ۵۔ مومن کی دعا اپنے بھائی کے لئے جو اپنے بھائی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا کرتا ہے، جس کے بارے میں خداوندعالم فرماتا ہے تمھیں بھی اس کے لئے اسی طرح) دعا کرنی چاہئے۔[۳]

---

۱) من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/ص ۲۱۲

۲) کافی/ج ۲/ص ۵۰۷).

۳) ثواب الاعمال/ص ۱۹۴

قال النبی صلی الله علیه وآله:ثلاث دعواتٍ مستجاباتٍ لاشکّ فیهنّ دعوة المظلوم ودعوة المسافرودعوة المسافرودعوة الوالدلِولده.(۱)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:اس میں کوئی شک نہیں ہے تین لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں: ۱۔مظلوم کی دعا ۲۔مسافرکی دعا ۳۔باپ کی دعا اولاد کے حق میں۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:پانچ لوگ ایسے ہیں جن کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں:

۱۔مظلوم کی دعاجب تک اس کی مدد نہ ہو جائے

۲۔حاجی کی دعا اسکے اپنے گھر لوٹ جانے تک ۳۔مجاہداسلام کی دعا اس کے اپنے ٹھکانے پر پہنچنے تک ۴۔مریض کی دعاشفاپانے تک

۵۔وہ دعاجوکوئی شخص اپنے دینی بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں کرتاہے کرتاہے،آنحضرت فرماتے ہیں کہ:یہ پانچوی دعا(مومن کادینی بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعاکرنا)ایسی دعاہے جودوسری دعاؤں کے مقابلہ میں سب سے پہلے قبول ہوتی ہے۔(۲)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:چارلوگ ایسے ہیں جن کی دعائیں واپس نہیں ہوتی ہیں،ان کے لئے آسمان کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اورعرش الٰہی تک پہونچتی ہیں:

۱۔باپ کی دعا اپنے نیک فرزند کے لئے

۲۔مظلوم کی دعااس کے لئے کہ جسنے اس پر ظلم کیاہے

۳۔عمرہ کرنے والے کی دعااپنے وطن میں واپسی تک

۴۔روزہ دارکی دعاروزہ افطارکرنے تک۔(۳)

---

۱)مکارم الاخلاق/ص ۲۷۵

۲)کنزالعمال/ج ۲/ص ۹۸

۳). نہج الفصاحة/ص ۴۸۱

دعا مستجاب ہوجائے تو کیا کرنا چاہیئے؟

وہ لوگ کہ کی دعائیں بارگاہ خداوندی مستجاب واقع ہوجاتی ہیں اور خداوندعالم انھیں اپنی بے کران نعمتیں عطاکردیتا ہے توانھیں چندضروری چیزوں کاخیال رکھنا چاہیئے جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ذکرہیں:

۱۔جس شخص کی دعاپوری ہوجائے اسے چاہیئے کہ اپنے اندرغروروتکبرجیسی آگ کوپیدانہ کرے اوراپنے دل یہ خیال ہرگزپیدانہ کرے کہ میں ایک اچھااورنیک انسان ہوں لہذا اللہ تبارک تعالیٰ نے میری بات سن لی ہے اورمیری دعاقبول کرلی ہے کیونکہ غروروتکبرایسی آگ ہے جوانسان کے عمل کوباطل کرنے علاوہ خودانسان کوتباہ کردیتی ہے اوراس پرشیطان غالب آجاتاہے۔

۲۔دعامستجاب ہونے شخص کوچاہیئے کہ خداکاشکراداکرے بلکہ مستحب ہے کہ دعاقبول ہوجانے کی وجہ سے دورکعت نمازشکربجالائے۔

۳۔دعاکے مستجاب ہوجانے پردعاکرناترک نہ کرے بلکہ دعامستجاب ہونے کے بعدبھی خالق دوجہاں کادروازہ کھٹکھٹاتارہے کہیں ایسانہ ہووہ اللہ کے نزدیک ایک اجنبی بندہ بن جائے اورخداوندعالم اسے ایک مطلبی انسان شمارکرے ۔ ۴۔اگردعامستجاب ہوجائے تو اس میں ممکن ہے کہ شاید تمھاری آوازمبغوض تھی جس کی وجہ سے خداوندعالم نے تمھیں اپنی بارگاہ سے جلدی نکال دینے کی وجہ سے تمھاری) دعا جلدی قبول کرلی ہو۔(۱)

دعاکے سایہ میں تلاش وکوشش

یہ بات عقل اورشریعت کے بالکل خلاف ہے کہ انسان گھرمیں یامسجدمیں مصلے پربیٹھ جائے اورفقط دعاکادامن تھام کراللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رزق وروزی کے نازل ہونے کاانتظارکرنے لگے اورروزی کی تلاش کرنا بندکردے اورکہے کہ خداوندعالم نے وعدہ دیاہے اورکہاہے:

﴿ اُدْعُونِی اَستَجِبْ لَکُم ﴾ تم مجھ سے مانگوتومیں عطاکروں گایادرکھو!اللہ تبارک تعالیٰ نے کارکوشش کے تمام دروازے کھول رکھے ہیں،انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے روزانہ کے اخراجات کے لئے کسی کام کی تلاش میں گھرسے باہرقدم نکالے ،اوراس کام میں برکت کی دعاکرے ،اس آیہ مبارکہ سے یہ کبھی ثابت نہیں ہوسکتاہے کہ انسان کوئی کام نہ کرے اور مصلے پربیٹھ کردعاکرتارہے اورخدااسے غیب سے رزق عطاکرتارہے گابلکہ مرادیہ ہے کہ تم دعاکرواورکاروبارکی تلاش میں نکلو،اِنشاء اللہ تمھیں کام مل جائے اوراس میں منافع بھی ہوگا۔

---

۱)کلیدسعادت/ ۱۴۶

اگرانسان کے جسم میں جان ہے اوروہ کاروکوشش کرسکتاہے ،روزی کی تلاش میں نکلے تووہ اپنے روزانہ کے اخراجات کے لئے پیسہ حاصل کرسکتاہے اوروہ کسب معاش کی راہ کوچھوڑکردعاکے لئے مصلے پربیٹھ جاتاہے کیا ایسے شخص کوخداوندعالم اسے گھربیٹھے روزی عطاکرسکتاہے ،ہرگزنہیں،یادرکھواگرکسی چیزکی کنجی ہمارے ہاتھوں میں ہوتوایسے میں دعا کاکوئی اثرنہیں ہوتاہے ،مثال کے طورپراگرکسی شخص کے پاس زمین وجائداد ہے اورصاحب زمین اپنے گھرمیں بیٹھ جائے، زمین میں نہ ہل چلائے اورنہ اس میں کوئی دانہ ڈالے ،نہ زمین کی آبیاری کرے اورہرروزدعاکرتے رہے اورکھیتی کے پکنے کاوقت پہنچے تواسے کاٹنے کے لئے جنگل میں جائے توکیااسے اپنے کھیتوں میں کوئی چیزنظرآئے گی ؟ہرگزنہیں کیونکہ جب محنت وزحمت ہی نہیں توپھل کیسے نصیب ہوسکتاہے ،انسان کوفقط دعاپراکتفانہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعاکاکام یہ نہیں ہے کہ تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کرگھرمیں بیٹھ جاؤاورکھیتی کے پکنے انظارکرتے رہے بلکہ انسان کوچاہئے کہ زمین میں ہل چلائے ،دانہ ڈالے ،آبیاری کرے اس کے ساتھ ساتھ دعاکرے کہ بارالٰہا!میری کھیتی کوآفت سے محفوظ رکھنااوراس میں برکت عطاکرنا،اگرہم انبیاء وآئمہ کی زندگی پرنگاہ ڈالیں تومعلوم ہوگاکہ وہ فقط دعاپراکتفانہیں کرتے تھے بلکہ کاروکوشکرتے تھے اورجہاں کام ہاتھ سے نکل جاتاتھاوہاں دعاکرتے تھے ایوب اخی ادیم سے مروی ہے کہ ہم امام صادق کی خدمت میں موجودتھے کہ علاء ابن کامل آئے اورامام (علیہ السلام) کے برابرمیں بیٹھ گئے اورامام (علیہ السلام) سے عرض کیا:آپ میرے دعاکردیجئے کہ خداوندعالم مجھ پرروزی کوآسان کردے ،امام (علیہ السلام) نے فرمایا:میں تمھارے لئے دعانہیں کروں گابلکہ تم جاؤاورجس طرح خداوندمتعال نے تمھیں روزی حاصل کرنے حکم دیاہے تحصیل مال ومتاع کرو۔[1]

ایک اورروایت میں آیاہے کہ ایک فقیراورمقروض شخص حضرت امام صادق کی خدمت میں آیااورعرض کیا:اے فرزندرسول خدا!آپ میرے حق میں دعاکیجئے کہ خداوندعالم مجھے وسعت عنایت کرے اورمجھے رزق وروزی عطاکرے ،کیونکہ بہت ہی زیادہ فقیروتنگدست ہوں،امام (علیہ السلام)نے فرمایا:میں تیرے لئے ایسی کوئی دعاہرگزنہیں کروں گاکیونکہ خداوندعالم نے روزی حاصل کرنے کے وسیلے پیداکئے ہیں اورہمیں ان وسیلوں کے ذریعہ روزی حاصل کرنے کے) لئے حکم دیاہے مگرتویہ چاہتاہے کہ اپنے گھرمیں بیٹھارہے اوردعاکے ذریعہ روٹی کھاتارہے۔[2]

---

۱). کافی /ج ۵/ص ۷۸

۲.)کلیدسعادت/ص ۶۵

کن چیزوں کے بارے میں دعاکی جائے

انسان کوچاہیئے کہ وہ اللہ تبارک کی بارگاہ میں عافیت ،ت ندرستی ،سلامتی ،عاقبت بخیر،باعزت طول ،علم ومعرفت اوروسعت رزق کے لئے دعاکرے ،دعاکرے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے مددگاروں میں قرادے ،خداوندعالم ہمیں شیطان،منافق اورظالموں کے شرسے محفوظ رکھ ،خداوندعالم ہمیں اپنے قریب کرے ،ہمیں واجبات کے اداکرنے اورمحرمات سے بچنے کی توفیق عطاکر،ہمیں گناہ ومعصیت سے دوررکھ ،ہمیں نیک اورصالح اولادعطاکر،ہمیں امام مہدی عجل اللھفرجہ الشریف کے انصارواعوان میں قراردے ،امام زمانہ سلامت رکھے اوربہت جلدان کاظہورکرے،ہمیں انبیاء وآئمہ معصوین اور اولیائے کرام کی سیرت طیبہ پرعمل کرنے توفیق عطاکر،ہمیں ان کی سیرت کوزندہ وقائم رکھنے کی توفیق دے ،علمائے دین کاسایہ ہمارے سروں پرقائم رکھ ،کفار و منافیقین اورظالمین کونیست ونابودکر مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات زندہ ہیں یا اس دنیا سے کوچ کرگئے ان کے گناہوں کومعاف فرما،وہ مسلمان لوگ جوظالموں کے قیدوں میں نذربندہیں ان سب آزادی عطاکر،جومقروض ہیں ان کے قوضوں کواداکر،بیماران اسلام کوصحت وت ندرستی عطاکر،حاجی اورزاٸرین خانہ خدااورعتبات عالیات کو صحیح وسالم اپنے وطن واپس کر،گمشدہ لوگوں کوان کے خاندان میں لوٹادے ، مسلمین کے درمیان اتحادعطاکر،خداوندعالم ہمیں قرآن اوراہلبیت اطہار کے سایہ میں روز محشربہشت میں واردکرے اس بارے میں ہم عنقریب قرآن کریم کی دعاؤں کوذکرکریں گے اورکسنمازکے بعدکونسی دعاپڑھی جائے ۔

کن لوگوں کی دعاقبول نہیں ہوتی ہے

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی دعائیں بارگاہ رب العزت میں قبول نہیں ہیں اوریہ لوگ ہیں: جولوگ اللہ کی معرفت کے بغیراس سے کوئی حاجت طلب کرتے ہیں،وہ لوگ جوگناہوں میں آلودہ رہتے ہیں اوراپنے گناہوں کی توبہ بھی نہیں کرتے ہیں،وہ لوگ جوحرام اورناپاک غذائیں کھاتے ہیں،وہ لوگ جودوسروں پرظلم کرتے ہیں،وہ لوگ جواپنی دعاؤں میں ریاکاری کرتے ہیں،وہ لوگ جومعصومین کووسیلہ قرارنہیں دیتے ہیں،وہ لوگ جودعاپرکوئی اعتقادنہیں رکھتے ہیں اورفقط دعاکوآزمانے کے لئے دعاکرتے یہان تمام مواردکے بارے میں دعاکے آداب وشرائط میں احادیث نقل کرچکے ہیں لہذادوبارہ تکرارکی ضرورت نہیں ہے لیکن ان کے علاوہ اوربھی لوگ ہیں کہ جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔

امام صادق فرماتے ہیں: چار لوگ ایسے ہیں کہ جن کی کوئی دعااورنفرین قبول نہیں ہوتی ہے اوروہ لوگ یہ ہیں:

۱۔ وہ شخص جواپنے گھرمیں ہاتھ پرہاتھ رکھے ہوئے آرام سے بیٹھاہواہے اوررزق وروزی کی تلاش میں گھرباہرقدم نہیں نکالتاہے اوربارگاہ خداوندی میں عرض کرتاہے: بارالٰہا!تومجھے رزق وروزی عطاکر(یادرکھو!)خداوندعالم ایسے شخص کی دعاہرگزقبول نہیں کرتاہے بلکہ اس دعاکرنے والے شخص سے کہتاہے:کیامیں نے تجھے کسب معاش کی تلاش میں گھرسے باہرنکلنے کاحکم نہیں دیاہے؟۔

۲۔ وہ شخص کہ جس کی زوجہ اسے اذیت پہنچاتی ہے اوروہ مرداس اذیت کے بدلہ میں اپنی بیوی کے لئے بددعاکرتاہے توخداوندعالم اس مردسے کہتاہے: کیاہم اس کے امرکوتیرے حوالہ نہیں کیاہے؟(یعنی کیاہم نے طلاق کومردکے اختیارمیں قرارنہیں دیاہے ،اب تیری مرضی چاہے اسے طلاق دے یااپنے پاس رکھے مگروہ اسے طلاق نہیں دیتاہے اوربیوی کے ظلم واذیت پرتحمل کرتاہے اوراس کے لئے بددعاکرتاہے ،خداایسے شخص کی دعاکوقبول نہیں کرتاہے(.

۳۔ وہ شخص کہ جسے خداوندعالم نے مال ودولت عطاکی ہے مگروہ اپنے مال کوبیہودہ خرچ کرتاہےیہاں تک کہ اس کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہتاہے اب جبکہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہتاہے توخدا سے کہتاہے:بارالٰہا!تومجھے رزق وروزی عطاکر،خداوندعالم ایسے شخص سے کہتاہے: کیاہم نے تجھے میانہ روی اوراقتصادکاحکم نہیں دیاہے ؟اورکیاہم نے تجھے اصلاح مال کاحکم نہیں دیاہے ،اس کے بعدامام(علیہ السلام) نے اس آیہ مٔبارکہ شاہدقراردیا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَااَنْفَقُوْالَمْ يُسْرِفُوْاوَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴾

ترجمہ:اورجب یہ لوگ خرچ کرتے ہیں تونہ اسراف کرتے ہیں اورنہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان اوروسط درجہ کاراستہ اختیارکرتے ہیں یعنی میانہ روی اختیاری کرتے ہیں.(۱)

۴۔ وہ شخص کہ جس نے اپنے مال کوکسی دوسرے کوقرض دیاہواوراس پراس نے مقروض سے نہ کوئی رسیدحاصل نہ کی ہواورنہ کوئی گواہ رکھاہو،جب واپس لینے کاوقت آئے تووہ مدیون پیسہ دینے سے انکارکردے (اورکہے کہ میں نے آپ سے کوئی پیسہ قرض نہیں لیاتھا)اوراس وجہ سے ان دونوں میں جھگڑاہوجائے اس کے بعدقرض دینے والا شخص بارگاہ خداوندی میں اس کے لئے بددعاکرے توخداایسے شخص کی دعاکوقبول نہیں کرتاہے بلکہ اس سے کہتاہے:کیاہم نے تجھے حکم نہیں دیاہے کہ قرض دیتے وقت کسی کوگواہ رکھو (۲)

---

۱)سورہ فرقان/آیت ۶۷

۲.)کافی/ج۲/ص ۵۱۱

۱۔ نماز ترک وضایع کرنے یاہلکا سمجھنے والوں کی دعا

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جو لوگ نماز ضایع کرتے ہیں اور اسے اول وقت ادانہیں کرتے ہیں بلکہ تاخیر سے پڑھتے ہیں یا اول وقت پڑھتے ہیں مگر نماز کو ایک آسان کام سمجھتے ہیں، خداوندعالم ایسے لوگوں کی کوئی نماز قبول نہیں کرتا ہے، اس چیز کو ہم "کن لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے" کے عنوان میں ذکر کر چکے ہیں اور ایسے لوگوں کی کوئی بھی قبول نہیں ہوتی ہے، اس عنوان سے متعلق

۴۔ نافرمان اولاد کی دعا

قرآن کریم اور اقوال معصومین سے معلوم ہوتاہے کہ والدین کا احترام کرنا اوران کی اطاعت کرنا، ان کے حقوق کو ادا کرنا، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے اور ان چیزوں کا ترک کرنا حرام وگناہ کبیرہ ہے اور جو لوگ ان چیزوں کا خیال نہیں کرتے ہیں توخداوندعالم ان کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرتا ہے اور نہ ان کی کوئی دعا قبول کرتا ہے، جو شخص اپنے والدین کی اطاعت کرتا ہے اوراس کے ماں باپ اس سے خوش رہتے ہوں تو اللہ بھی اس سے خوش رہتا ہے اور اس نماز ودعا کو قبول کرتا ہے اور جو شخص اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے اور انھیں رنجیدہ کرتا ہے تو خدا بھی اس سے ناراض ہوجاتا ہے اور اس کی نماز ودعا کو قبول نہیں کرتا ہے۔

قال صلی اللہ علیه وآله:رضی الله مع رضی الوالدین، وسخط الله مع سخط الوالدین.[۱]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرماتے ہیں: اللہ کی رضاو خوشنودی ماں باپ کی رضاو خوشنودی کے ساتھ ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی کے ساتھ ہے۔عن ابی عبداللہ علیه قال:من نظرالیٰ ابویه نظرماقت وهماظالمان له لم یقبل الله له صلاته.[۲]

امام صادق فرماتے ہیں:ہروہ شخص جواپنے ماں باپ کی طرف غصہ اور غضب کی نگاہ کرے خواہ وہ دونوں اپنی اولاد پر ظلم کیوں نہ کررہے ہوں تو خداند عالم ایسے شخص نماز قبول نہیں کرتا ہے۔

---

۱)بحارالانوار/ج ۷۱/ص ۸۰

۲)کافی/ج ۲/ص ۳۳۹

۵۔ محبّ دنیا وریاکار کی دعا

جو لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور اپنی عاقبت وآخرت کے بارے میں کوئی فکر نہیں کرتے ہیں اور مال ومتاع دنیا کے حصول کی خاطر ظاہری طور سے نیک اور کار خیر کرتے ہیں اور اپنے متقی پرہیزگار ہونے کا اظہار کرتے ہیں مگر ان کا باطن بہت خراب ہوتا ہے اور کبھی بھی دل سے خدا کو یاد نہیں کرتے ہیں خداوندعالم ان لوگوں کی نماز ودعا کو قبول نہیں کرتا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله:سیاتی علی امتی تخبث فیه سرائرهم وتحسن فیه علانیتهم طمعاًفی الدنیالایریدون یه ماعنداللہ عزوجل یکون امرهم ریائاً لایخالطه خوفٌ یعمُّهم اللہ منه بعقاب فیدعونه دعاء الغریق فلایستجاب.(۱)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:میری امت میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو حصول دنیا کی خاطر ظاہری طور سے نیک کام کریں گے اور اپنے آپ کو اچھا اورنیک انسان دکھائیں گے مگران کا باطن بہت ہی خراب ہوگا اور کبھی خدا کو یاد نہیں کریں گے ،ان کے تمام کام ریاکاری کے محور پہ گھومتے ہونگے اور انھیں کسی طرح کا کوئی خوف نہیں ہوگا ،خداوندعالم ایسے لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا،اس کے بعدوہ مشکلوں میں گھرے ہوئے لوگوں کی طرح دعا کریں گے مگرخداوندعالم ان کی دعاہرگزقبول نہیں کرے گا۔

۶۔ امربالمعروف ونہی عن المنکرترک کرنے والوں کی دعا

اگرکوئی شخص کسی انسان کوگناہ کرتے ہوئے دیکھتاہے یاکسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھتاہے یاکسی کوچوری کرتے ہوئے دیکھتاہے ،کسی کوبے نمازی پاتاہے اورشرعی طورسے اس پرامربالمعروف ونہی عن المنکرواجب ہے مگرامربالمعروف ونہی عن المنکرنہیں کرتاہے توبارگاہ خداوندی میں اس کی دعاقبول نہیں ہوتی ہے عن محمدبن عمرعرفة قال:سمعت اباالحسن علیه السلام یقول:لَتامُرُنَّ بالمعروفِ ولتنهونَ عن النکرِالّالَیسلّطنّ اللہ علیکم شرارکم فیدعواخیارکم فلایستجاب لهم۔(۲)

محمدابن عمرعرفہ سے مروی ہے :میں نے امام ابوالحسن کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے : امربالمعروف ونہی عن المنکرکرو،اگرتم اس کام سے خودداری کرتے ہوتوان کی برائیاں اورخرابیاں تم پرمسلط ہوجائیں گی اس کے بعدتم جت نی بھی دعا کروگے وہ ہرگزقبول نہیں ہونگی ۔

---

۱)کافی /ج ۲/ص ۲۹۶

۲)کافی /ج ۵/ص ۵۶

۷۔ شرابی کی دعا

جن گھروں میں ناچ گانایاشراب اورجوے کے آلات موجودہوں خواہ وہ انھیں استعمال کرتے ہوں یانہ، خواہ خوداستعمال کرتے ہیں یاکسی کوکرائے وغیرہ پہ دیتے ہوں وغیرہ، خداوندعالم ایسے لوگوں کی دعاؤں کو مستجاب نہیں کرتا ہے۔

قال ابوعبداللہ علیہ السلام: بیت الغناء لایو مٔن فیہ الفجیعة ولایجاب فیہ الدعوة ولایدخلہ الملائکة.[۱]

امام صادق فرماتے ہیں: جس گھرمیں ناچ گاناہوتاہے، وہ گھرناگہانی بلاؤں و مصیبتوں سے محفوظ نہیں رہتاہے، اس میں دعامستجاب نہیں ہوتی ہے اورفرشتہ بھی داخل نہیں ہوتاہے۔

قال علیہ السلام: لاتدخل الملائکة بیتاًفیہ خمرٌاودَف اَوطَنبورٌاَونردٌولاتستجاب دعاء۔[۲] معصوم فرماتے ہیں: جس گھرمیں شراب ہویاسٹّہ، جوے یاناچ گانے کے وسائل موجودہوں توان گھروں میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے ہیں اوران اہل خانہ کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتی ہے اوران گھروں سے برکت بھی چلی جاتی ہے۔

مال حرام کھانے والوں کی دعا

دعاکرنے کرنے والے کوچاہیئے کہ وہ اپنے رزق وروزی کی طرف نگاہ کرے اوردیکھے کہ جورزق اس کے پاس ہے اوراپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کرکھارہاہے وہ حلال طریقہ سے حاصل کیاگیاہے یامال حرام کھارہاہے

دین اسلام میں مال حرام کھانے سے سخت منع کیاگیاہے اورپاک وپاکیزہ غذاکھانے اورعمل صالح انجام دینے کی بہت زیادہ تاکیدکی گئی ہے

﴿ یٰاَیُّھَاالرُّسُلُ کُلُوْامِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْاصَالِحًااِنِّیْ بِمَاتَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴾[۳] ترجمہ: اے میرے رسولو! تم پاکیزہ غذائیں کھاؤاورنیک کام کروکہ میں تمھارے اعمال سے خوب باخبرہوں۔

﴿ یٰاَیُّھَاالنَّاسُکُلُوْا مِمَّافِی الْاَرْضِ حَلاَلاً طَیِّبًاوَلَاتَتَّبِعُوْاخُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہ لَکُمْ عَدُوٌّمُّبِیْنٌ ﴾ .[۴] اے انسانو! زمین میں جوکچھ حلال اورطیب وطاہرہے اسے استعمال کرو اورشیطانی اقدامات کااتباع نہ کروکیونکہ وہ تمھاراکھلاہوادشمن ہے۔

۱.)کافی/ج ۶/ص ۴۳۳

۲.)وسائل الشیعہ/ج ۱۲ /ص ۲۳۵

۳.)سورہ مؤمنون/آیت ۱۹

)سورہ بقرہ/آیت ۱۶۸

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ:من احبّ ان یستجاب دعائہ فلیطیب مطعمہ ومکسبة۔[1]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص اپنی دعا قبول ہونے کی تمنا رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ پاک و پاکیزہ کھائے اور پہنے۔ امام صادق فرماتے ہیں: تم میں جو شخص اپنے دل میں دعا کے قبول ہونے کی تمنا رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے کسب معاش کو حلال و پاک کرے اور لوگوں کے مظالم سے باہر آئے کیونکہ جس انسان کے شکم میں حرام غذا ہوتی ہے یا اس کی گردن پر دوسروں پر کئے) گئے ظلم کا بوجھ ہوتا ہے تو اسبندہ کی دعا بارگاہ خداوندی تک پہنچائی جاتی ہے۔[2]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:من اکل لقمة حرام لم تقبل صلاتہ اربعین لیلةً ولم تستجیب لہ دعوة اربعین صباحاًوکلّ لحم ینبتہ الحرام فالناراَولیٰ بہِ وانّ اللقمة الواحدة ت نبت اللحم۔[3]

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) فرماتے ہیں: جو شخص ایک لقمہ بھی مال حرام کھاتا ہے چالیس رات تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی ہے اور نہ چالیس صبح تک اس کی کوئی دعا قبول ہوتی ہے اور مال کھانے سے بدن میں جت نا بھی گوشت بڑھتا ہے وہ جہنم کا حصہ بن جاتا ہے اور یاد رہے ایک لقمہ سے بھی بدن میں گوشت بڑھتا ہے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ

کیا وجہ ہے کہ لوگ دعائیں کرتے ہیں مگر رب العزت ان کی دعائیں کا کوئی جواب نہیں دیتا ہے اور انھیں قبول نہیں کرتا ہے ؟ جبکہ خداوندعالم نے قرآن کریم میں اپنے بندوں کو دعا قبول ہونے کا وعدہ دیا ہے

﴿ اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾[4] تم دعا کرو تو میں قبول کرتا ہوں۔

﴿ اِذَاسَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانَ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ وَلْیُو مِنُوْابِیْ لَعَلَّھُمْ یُرْشَدُوْنَ ﴾[5]

اے پیغمبر! اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں، پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے لہذا مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ ہی پر ایمان و اعتقاد رکھیں کہ شاید اس طرح راہ راست پر آجائیں۔

---

۱)مستدرک سفینة البحار/ ج/ ۳/ ص ۲۸۸

۲).بحارالانوار/ ج/ ۹۰/ ص ۳۲۱

۳)بحارالانوار/ ج ۶۳/ ص/ ۳۱۴

۴)سورہ غافر/ آیت ۶۰

۵).سورہ بقرہ/ آیت ۱۸۶

روایت میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ جیسے ہی نماز جمعہ کے خطبہ سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے بلند ہو کر مولائے کائنات سے عرض کیا: اے ہمارے مولا و آقا! اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾ (تم دعا کرو تو میں قبول کرتا ہوں) پھر کیا وجہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں مگر وہ بارگاہ خداوندی میں درجہ مقبولیت تک پہنچتی ہے؟ مولائے کائنات نے اس شخص کے اس سوال کو سن کر اسے بہت ہی عمدہ جواب دیا اور دعا قبول نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تمھارے دل و دماغ نے آٹھ چیزوں میں خیانت کی ہے جن کی وجہ سے تمھاری دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ تم نے خدا کو پہچانتے ہو مگر تم اس کے حق کو اس طرح ادا نہیں کرتے ہو جس طرح اس نے واجب قرار دیا ہے لہٰذا تمھاری معرفت تمھارے کوئی کام نہ آتی ہے اور نہ تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی ہے اسی لئے تمھاری دعا قبول نہیں ہے

۲۔ تم اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان تولائے ہو مگر ان کی سنت کی مخالفت کرتے ہو اور ان کی شریعت کو پامال و برباد کرتے ہو پھر ایسے میں تمھارے ایمان کا کیا نتیجہ ہوگا ؟ (بس یہی کہ پروردگار تمھاری کوئی دعا قبول نہیں کرے گا

۳۔ تم نے اس کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہو اور ''سمعنا و اطعنا'' بھی کہتے ہو مگر اس کے فرمان کے مطابق عمل نہیں کرتے ہو بلکہ اس کے حکم کے برخلاف عمل کرتے ہو پھر تمھاری کوئی دعا کس طرح دعا قبول ہو سکتی ہے ؟

۴۔ تم نے جہنم کے بارے میں یہ وعدہ کرتے اور کہتے ہو کہ: ہم خدا کے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ تم گناہوں کے باعث اسی کی طرف قدم بڑھا رہے ہو پھر تمھارے دل میں نار جہنم سے تمھارا خوف کہاں رہا ہے؟

۵۔ تم کہتے ہو کہ ہم جنت کے مشتاق ہیں حالانکہ کام ایسے کرتے ہو جو تمھیں اس سے دور لے جاتے ہیں تو پھر تمھارے اندر جنت کی وہ رغبت و شوق کہاں باقی ہے ؟

۶۔ تم اپنے مولیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو مگر شکر کا حق ادا نہیں کرتے ہو تو کس طرح تمھاری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں؟۔

۷۔ خدا نے تمھیں شیطان سے عداوت و دشمنی رکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوا ﴾ (یقیناً شیطان تمھارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن رکھو) تم زبان سے شیطان سے دشمنی کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم اسے اپنا دوست رکھتے ہو

۸۔ تم نے دوسروں کی (غیبت اور) عیب جوئی کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور اپنے تمام عیوب بھلا دئے ہیں، تم دوسروں کی مذمت کرتے ہو جبکہ تم اس سے بھی زیادہ مذمت کے مستحق ہو

جب تمھارے اندریہ سب باتیں پائی جاتی ہیں توپھر ایسی حالت میں کس طرح دعاکے قبول ہونے کی امیدرکھتے ہو اور کس طرح تمھاری دعائیں مستجاب ہو سکتی ہیں؟جبکہ تم نے اپنے لئے دعاقبول ہونے کے تمام دروازے بند کرر کھے ہیں، پستم خدا سے ڈرو اورتقویٰ وپرہیزگاری اختیارکرواوراپنے اعمال کی اصلاح کرو،اپنی نیتوں میں اخلاص پیداکرواورامر بالمعروف ونہی عن المنکرکروتاکہ خدا تمھاری دعاقبول کرلے ۔[۱]

تاخیرسے دعاقبول کی وجہ

اس کی کیاوجہ کہ انسان دعاکرتاہے اورپورے شرائط کے ساتھ دعاکرتاہے مگرپھر بھی اس کی دعاقبول ہونے میں تاخیرکیوں ہوتی ہے ؟اوربعض لوگوں کی دعاجلدی کیوں پوری ہوجاتی ہے ؟

ممکن ہے ہم کسی کام کے لئے دعاکریں اوروہ کام اللہ کے نزدیک ہماری لئے اس وقت مصلحت نہ رکھتاہو،ہم اسے پسند کرتے ہوں مگرخدااسے ہمارے نفع کی خاطر اس وقت عطاکرنا پسندنہ کرتاہو،مثال کے طورپراگرکوئی شخص مریض ہے اوروہ اپنے ڈاکٹر سے کسی ایسی چیزکی درخواست کرے جواس وقت مریض کے لئے مصلحت نہ رکھتی ہوتووہ ڈاکٹراسے اس چیزسے انکارکردے گااوراس کی مرضی کے مطابق نسخہ ایجادنہیں کرے بلکہ مریض کے مرض کے مطابق نسخہ ایجادکرے گابساسی طرح ہم سب بندے اللہ کے مریض ہیں اوروہ ہمارے لئے ایک طبیب کاحکم رکھتاہے ،وہ اچھی طرح جانتاہے ہمارے لئے اس وقت کونسی چیزبہترہے اورکون نقصان پہنچانے والی ہے

قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ:یاعباداللہ!انتم کالمرضیٰ وربّ العالمین کالطبیب فصلاح المرضی فیمایعلم الطبیب وتدبیرہ بہ لافیمایشتھیہ المریض ویقترحہ اَلافسلّمواللہ امرہ تکونوامن الفائزون.[۲]

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)فرماتے ہیں:اے اللہ کے بندو!تم ایک بیمارکے مانندہواورپروردگارعالم ایک تمھاراطبیب ہے ،بیمارکی خیراوربھلائی اسی چیزمیں ہے کہ جسے طبیب اپنے مریض کے لئے حکم دیتاہے نہ اس چیزمیں کہ جسے مریض پسند کرتاہے ،پس آگاہ ہوجاو أورخودکوخدائے عزوجل کے سپردکردوتاکہ تم کامیاب ہوجاؤ

---

۱)بحارالانوار/ج۹۰/ص ۳۷۶

۲)تفسیرامام حسن عسکری /ص ۹۴۵

تاخیر سے دعا قبول ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خداوندعالم اپنے اس بندہ کو اتنا زیادہ محبوب رکھتا ہے کہ ہروقت اس آواز کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے ،اگر میں نے اس دعا جلدی قبول کردی تو ممکن ہے کہ پھر یہ بندہ رازونیاز میں کمی نہ کردے اور میں اپنے بندہ کی آوز سننے کو ترسجاؤں جیساکہ حدیث میں آیاہے:

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال:انّ المو مٔن لیدعواللہ عزوجل فی حاجتہ فیقول اللہ عزوجل اَخّرواِاجابتہ شوقًاالیٰ صوتہ ودعائہ فاذاکان یوم القیامۃ قال اللہ عزوجل :عبدی دعوت نی فاَخّرتُ اجبتک وثوابک کذاوکذاوَدعوت نی فی کذاوکذافاَخّرتُ اجابتک وثوابک کذاوکذاقال:فیتمنی المو مٔن انّہ لم یستجب لہ دعوۃ فی الدنیاممایریٰ من حسن الثواب.(۱)

امام صادق فرماتے ہیں: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی مومن بندہ اللہ تبارک تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے ، لیکن خدااپنے فرشتوں کو حکم دیتاہے : میرے اس بندہ کی حاجت کو پورا کرنے میں تاخیر کرو مجھے اس کی آوازودعا کے سننے کا بہت شوق ہے ،پس جب قیامت کادن ہوگاتو خداوندعالم اپنے اس بندہ سے کہے گا:تونے مجھے پکارا اوردعاکی اورتیری دعاکے قبول کرنے میں دیر کی ، لہٰذا اب تیرے لئے اس کی جزایہ اوریہ ہے۔

قال ابوعبداللہ علیہ السلام:انّ العبدالولی یدعواللہ عزوجل فی الامرینوبہ فیقول للملک الوو کٔل بہ اِقضِ لعبدی حاجتہ ولاتعجلھافانی اشتھی ان اسمع ندائہ وصوتہ وانّ العبدالعدوَّلِلِہ لیدعواللہ عزوجل فی الامرینوبہ فیقال الملک المو کٔل بہ اِقضِ حاجتہ وعجّلھافانّی اکرہ ان اسمع ندائہ وصوتہ.(۲)

امام صادق فرماتے ہیں:وہ بندہ جو خداکادوست ہے ،وہ اپنی مشکلوں کو خداکی بارگاہ میں بیان کرتاہے اوردعاکرتاہے توخداوندعالم اپنے اس فرشتے سے جسے اجابت دعاکے لئے مو کٔل کیاہے کہتاہے :میرے اس بندہ کی حاجت کو پورا کردے مگراس کے اداکرنے میں جلدی نہ کرنا کیونکہ میں اپنے اس بندہ کی آوازکواورزیادہ سنناچاہتاہوں اوروہ بندہ جودشمن خداہوتاہے ،جب اس کے سامنے کوئی مشکل اورحادثہ پیش آتاہے اوروہ درگاہ خداوندی میں دعاکرتاہے توخداوندعالم اپنے اس مو کٔل فرشتہ کوحکم دیتاہے :اس کی حاجت کو پوراکرواورفوراًعطاکردوکیونکہ میں اس کی آوازبالکل نہیں سنناچاہتاہوں۔

---

۱)کافی /ج ۲/ص ۴۹۰

۲.)کافی /ج ۲/ص ۴۹۰

اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مومن کی دعا فوراً قبول ہوجاتی ہے مگر اس تک کچھ دیر سے پہنچتی ہے کیونکہ خداوند عالم اس کی آواز کو دوست رکھتا ہے تاکہ حبیب و محبوب میں دیر تک گفتگو ہوتی رہے مگر جن کو خدا دوست نہیں رکھتا ہے ان کی دعا فوراً قبول کرلیتا ہے اور اسے فوراً عطا کردیتا ہے کیونکہ پروردگار عالم اسسے ہمکلام ہونا پسند نہیں کرتا ہے امام علی ابن ابی طالب "نہج البلاغہ" میں اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰ کے نام لکھے گئے ایک خط میں تاخیر سے دعا قبول ہونے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں: جن چیزوں کو طلب کرنا تمھارے لئے صحیح ہے ان کے خزانوں کی کنجیاں تمھارے ہاتھوں میں دی رکھی ہے، تم جب بھی چاہو ان کنجیوں سے رحمت کے دروازے کھول سکتے ہو اور رحمت کی بارش برسا سکتے ہو، یاد رکھو! اگر تمھاری دعا کے قبول ہونے میں تاخیر ہوجائے تو مایوس و نا امید نہ ہونا کیونکہ عطیہ ہمیشہ بقدر نیت ہوا کرتا ہے اور کبھی کبھی قبولیت میں اس لئے تاخیر کردی جاتی ہے کہ اس میں سائل کے اجر میں اضافہ اور امیدوار کے عطیہ میں زیادتی کا امکان پایا جاتا ہے اور ہوسکتا ہے تم کسی شئے کا سوال کرو اور وہ نہ ملے لیکن اس کے بعد جلدی یا دیر سے اس سے بہتر مل جائے یا اسے تمھاری بھلائی کے لئے روک دیا گیا ہو، اس لئے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کو تم نے طلب کیا ہے اگر مل جائے تو دین کی تباہی کا خطرہ ہے لہٰذا اسی چیز کا سوال کرو جس میں تمھارا حسن باقی رہے اور تم وبال سے محفوظ) رہو، مال نہ باقی رہنے والا ہے اور نہ تم اس کے لئے باقی رہنے والے ہو۔[۱]

---

(۱) نہج البلاغہ نامہ ۳۱

قرآنی دعائیں

قرآن کریم کے کچھ ایسے سورے ہیں جو مکمل طورسے دعا شمار ہوتے ہیں جیسے سورہ حٔمد، فلق، ناس، توحید اور کچھ سورے ایسے ہیں جن میں ایک یا اس سے زیادہ آیتیں بطور دعا نازل ہوئی ہیں ، ہم ان میں چند آیتوں کو ذکر کررہے ہیں:

﴿ رَبَّنَاآتِ نافِيْ الدُّنْيَاحَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَاعَذَابَ النَّارِ ﴾ [۱]

ترجمہ:پروردگارا!ہمیں دنیامیں بھی نیکی عطافرما اورآخرت میں بھی اور ہم کوعذاب جہنم سے محفوظ فرما۔﴿ رَبَّنَالَاتُزِغْ قُلُوْبَنَابَعْدَاِذْهَدَيْتَ نَاوَهَبْ لَنَامِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ [۲] ترجمہ:پروردگا!جب تونے ہمیں ہدایت دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطافرماکہ توبہترین عطاکرنے والا ہے۔

﴿ رَبَّنَاآمَنَّافَاغْفِرْلَنَاذُنُوْبَنَاوَقِنَاعَذَابَ النَّارِ ﴾ [۳] ترجمہ:پروردگارا!ہم ایمان لے لائے ،ہمارے گناہوں کو بخش دے اورہمیں آتش جہنم سے بچالے۔﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴾ [۴] ترجمہ:حضرت زکریانے اپنے پروردگار سے دعاکی مجھے اپنی طرف سے ایک پاکیزہ اولادعطافرماکہ توہرایک کی دعاسننے والا ہے۔﴿ رَبَّنَافَاغْفِرْلَنَاذُنُوْبَنَاوَاِسْرَافَنَافِيْ اَمْرِنَاوَثَبِّتْ اَقْدَامَنَاوَانْصُرْنَاعَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴾ [۵] ترجمہ:پروردگار!ہمارے گناہوں کوبخش دے ،ہمارے امورمیں زیادتیوں کومعاف فرما،ہمارے قدموں کوثابت عطافرما اورکافروں کے مقابلہ میں ہماری مددفرما۔

﴿ رَبَّنَااغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُو مِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ. ﴾ [۶]

ترجمہ:پروردگارا!مجھے اورمیرے والدین کواورتمام مومنین کواس دن بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔

﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَاكَمَارَبَّيَانِيْ صَغِيْراً. ﴾ [۷]

ترجمہ:(والدین کے لئے اس طرح دعاکرو)پروردگارا!ان دونوں پراسی طرح رحمت نازل فرماجسطرح انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے۔

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عَقْدَةً مِّنْ لِسَانِيْ ﴾. [۸]

ترجمہ:حضرت موسیٰ دعاکی :پروردگارا!میرے سینے کوکشادہ کردے ،میرے کام کوآسان کردے اورمیری زبان کی گرہ کوکھول دے۔

---

۱)بقرہ ۲۰۱ --..۲)آل عمران/ ۸--۳)آل عمران/ ۱۶-۴)آل عمران/ ۳۸--۵)آل عمران/ ۱۴۷ --.۶)ابراہیم/ ۴۱ -

۷)اسراء/ ۲۴--.۸)طہٰ/ ۲۵ ـ ۲۸)

سجدہ شکر

تعقیبات نمازمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب انسان نماز، تسبیح اوردعا سے فارغ ہوجائے تو مستحب ہے کہ فوراًسجدہ شکر کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ پیشانی کوزمین پررکھے اوردونوں کہنی ، سینہ اور پیٹ کوبھی زمین پرلگائے ،دائیں پیرکی پشت کوبائیں پیر کے تلوے پررکھے اور مستحب ہے کہ اس کے بعددائیں رخسارکوزمین پررکھے یعنی بائیں جانب رخ کرے ، اس کے بعدبائیں رخسارکوزمین پررکھے اسکے بعدپھردوبارہ پیشانی کوزمین پررکھے ۔ اور مستحب ہے کہ جب انسان بھی انسان کوکوئی نعمت ملے یااس کی کوئی مصیبت دورہوجائے تو سجدہ شکرکیاجائے ، سجدہ شکرکرنے کے بارے روایتوں میں بہت زیادہ تاکیدکی گئی ہے

امام صادق فرماتے ہیں:ہر مسلمان پرخداکاادا کرنالازم ہے کیونکہ اس کے ذریعہ تمھاری نمازمکمل ہوتی ہے اوراس ذریعہ تمھاراپروردگارتم سے راضی ہوجاتاہے اورملائکہ کے تعجب کاباعث ہوتاہے ،جب کوئی بندہ نمازپڑھتاہے اوراس کے بعدسجدہ شکرکرتاہے تو خداوندعالماپنے اس بندہ اورملائکہ کے درمیان کے حجاب کوہٹادیتاہے اوراپنے ملائکہ سے کہتاہے:اے میرے فرشتو! میرے اس بندہ کودیکھو،اس نے میرے واجب کو اداکیا اور میرے عہدکومکمل کیااورپھران نعمتوں کے بدلے میں جومیں نے اسے عطاکی ہیں سجدہ شکراداکیا ، اے میرے فرشتو!تم ہی بتاؤ اس شکرگزار بندہ کی جزا کیاہے؟تو وہ جواب میں کہتے ہیں:اے ہمارے پروردگار!تیری رحمت ، اس کے بعددوبارہ اپنے فرشتوں سے سوال کرتاہے :اس کے علاوہ اورکیاجزاہے؟ملائکہ جواب دیتے ہیں :تیری جنت، خداوند عالم پھر معلوم کرتاہے اس کے علاوہ اورکیاجزاہے ؟ملائکہ جواب دیتے ہیں:اس کے تمام رنج و مشکل کوبرطرف کرنا،اس کے بعدخداوندعالم پھرمعلوم کرتاہے اس کے علاوہ اورکیاجزاہے؟توملائکہ جواب دیتے ہیں:اے ہمارے پرودگار!اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے ہیں،پسپروردگارکہتاہے :جسطرح اسنے میراشکراداکیاہے میں بھی اس کاشکرگزارہوں) اورمیں اس پراپنافضل وکرم نازل کرتاہوں اورروزقیامت اسے رحمت عظیم عطاکروں گا۔[۱]

حضرت امام علی رضا فرماتے ہیں : واجب نمازپڑھنے کے بعد ایک سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ فریضہ الٰہی کو ادا کرنے کی وجہ سے جو نعمات وکرامات خداوندمتعال ہم کو عطا کرتا ہے ، ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور سجدۂ شکر میں بس یہی کافی ہے کہ تین مرتبہ ”شُکْراًللهِ“کہا جائے. راوی کہتا ہے : میں نے امام رضا سے عرض کیا : ”شُکْراًللهِ“ کے کیا معنی ہیں؟ امام نے فرمایا : یعنی نمازی یہ کہتا ہے کہ میرا یہ سجدہ خداکاشکراداکرنے کے لئے ہے اس چیزکے بدلہ میں کہ اس نےمجھے اپنی خدمت کی توفیق عطاکی یعنی اس نے مجھے ادائے واجب کی توفیق عطاکی اورشکرادا کرنا رحمت وبرکت ونعمت کی زیادتی کا سبب واقع ہوتا ہے ، اور اگر نمازمیں کوئی نقص پایاجاتا ہے اورنافلہ نمازکے ذریعہ وہ نقص پورا نہیں ہو پاتا ہے تو) سجدۂ شکر اس نماز کو مکمل کردیتا ہے ۔[۲]

---

۱ .)تہذیب الاحکام /ج ۲/ص ۱۱۰ --۲.)علل الشرائع /ج ۲/ص ۳۶۰

حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں: میرے بابا علی ابن الحسین جب بھی کسی نعمت خدا کا ذکر کرتے تھے تو سجدہ شُکر کرتے تھے اور جب قرآن کریم تلاوت کے دوران کسی آیت سجدہ پر پہنچتے تھے تو اسی وقت ایک سجدہ کرتے تھے اور جب بھی خدا آپ کی راہ سے کسی ناگوار حادثہ یا دشمن کے مکر و فریب کو دور کر دیتا تھا تو سجدہ میں گر جاتے تھے اور جب بھی نماز واجب سے فارغ ہوتے تھے تو سجدہ شُکر کرتے تھے اور جب بھی دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں کامیاب ہوجاتے تھے تب بھی ایک سجدہ شُکر کرتے تھے اور آپ کے جسم کی حالت یہ تھی کہ تمام اعضائے سجدہ پر گٹھا پڑ گئے تھے اسی لئے آپ کو "سجاد" کے لقب) سے یاد کیا جاتا ہے (۱)

مختار ثقفی کے بارے میں ان کے اکثر ساتھیوں سے نقل ہوا ہے کہ جناب مختار نے اپنی ایّام حکومت کے دوران قاتلان حضرت امام حسین سے بدلہ لیا اور سب کو سر کوب وفِی النار کرنے کے بعد شکر خدا کے لئے ایک سجدہ بجا لائے، اور نقل کیا گیا ہے کہ جناب مختار اکثر ایّام میں روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے: میرے یہ روزے شکر کے لئے ہیں، آپ اصغر بے شیر کے قاتل حرملہ کو واصل جہنم کرنے کے بعد گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد ایک طولانی سجدۂ شکر ادا کیا۔ (۲)

امام محمد باقر فرماتے ہیں: خداوند عالم نے حضرت موسیٰ ابن عمران پر وحی نازل کی: اے موسیٰ! کیا تم جانتے ہو میں نے اپنی مخلوق میں سے صرف تم ہی کو اپنے سے ہمکلام ہونے کو کیوں منتخب کیا ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نہیں جنتا ہوں (تو ہی بتا کہ تو نے مجھے کیوں منتخب کیا ہے؟) خداوند عالم نے وحی نازل کی: اے موسیٰ! میں نے اپنے تمام بندوں کی ظاہری وباطنی حالتوں پر نگاہ ڈالی تو میں نے تمھارے علاوہ کسی کو اس قدر متواضع نہ پایا جو اپنے آپ کو میری بارگاہ میں اس قدر حقیر سمجھتا ہو کیونکہ جب تم نماز سے) فارغ ہوتے ہو تو اپنے دونوں رخسار کو زمین پر رکھتے ہو۔ (۳)

مستحب ہے کہ سجدہ شکر میں سومرتبہ " شکراًللہ " کہا جائے اور تین مرتبہ بھی کافی ہے

سلیمان ابن حفص مروزی سے مروی ہے کہ میں نے امام علی رضا کی خدمت میں ایک خط لکھا اور سجدہ شُکر کے بارے میں معلوم کیا تو آپ (علیہ السلام) نے میرے سوال کے جواب میں مجھے خط میں تحریر کیا: سجدہ شُکر میں سومرتبہ " شکراً، شکراً " کہو یا چاہو تو " عفواً، عفواً " کہو۔ (۴)

امام صادق فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ سجدہ شکر کرے اور ایک سانس "یاربّ یارب" کہے تو پروردگار اپنے بندے سے کہتا ہے: اے میرے بندے! میں حاضر ہوں تو اپنی حاجت تو بیان) کر۔ (۵)

---

۱) علل الشرائع / ج ۱ / ص ۲۳۳.

۲) ہزار ویک نکتہ دربارہ نماز / ش ۹۷ / ص ۳۴.

۳.) من لایحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ص ۳۳۲.--. ۴) من لایحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ص ۳۳۲ -- ۵) من لایحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ص ۳۳۳

قطب الدین راوندی نے اپنی کتاب "الدعوات "میں یہ روایت نقل ہے کہ امام موسیٰ کاظم سجدہ شکرمیں یہ دعابہت زیادہ پڑھتے اورتکرارکرتے تھے:) "اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ الرَّاحَةَ عِنْدَالْمَوتِ وَالْعَفْوَعِنْدَالْحِسابِ ".[١]

ابوبصیر سے مروی ہے :امام صادق فرماتے ہیں:اگرکوئی بندہ سجدہ میں تین مرتبہ "یا اللہ یاربّاہ یا سیداہ" کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جواب میں کہتاہے :اے میرے بندے!میں حاضرہوں)تواپنی حاجت بیان کر۔[٢]

مستحب ہے کہ سجدہ شکرکے بعدہاتھ کوسجدہ گاہ پرمس کرے اورپھرہاتھ کوچہرے پراس طرح ملے کہ بائیں جانب کی پیشانی سے شروع کرے اوراسی طرف کے رخسارپرملے اس کے بعداسی طرح دائیں جانب ملے اورتین باریہ دعاپڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ، لَااِلٰہَ اِلّااَنْتَ ، عالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھادَةِ، اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ، اَللّٰھمَّ اَذْھِبْ عَنِّیْ الْھمَّ وَالْحُزْنَ وَالْغَیْرَوَالْفِتنَ ، مَاظَھَرَمِنْھا،وَمَابَطَنَ. ترجمہ: بارالٰہا!تمام حمدوثناتیرے لئے ہیں،تیرے سواکوئی معبودنہیں ہے ،ظاہراورغیب کاعلم تیرے پاس ہے ،توہی بخشنے اوررحم کرنے والاہے ، بارالٰہا!تومیرے رنج وغم اورتعصب ودگرگونی اورفتنوں کودورکردے جوظاہروآشکارہیں اوروہ کہ جوباطن میں ہیں۔[٣]

راززیارت

تعقیبات نمازمیں سے ایک یہ بھی ہے جب نمازگزارتسبیح ودعااورسجدہ شکرسے فارغ ہوجائے توکھڑے ہوکرزیارت پڑھے ،اورنبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ)اوران کی آل اطہارپردرودوسلام بھیجے اورمستحب ہے کہ نمازکے بعدزیارت امام حسین،زیارت امام علی رضا ،زیارت حضرت حجت صاحب الزماں پڑھی جائے ۔ اہل بیت اطہار سے توسل کے بارے میں ہم نے نمازکے قبول ہونے کے شرائط میں کچھ باتیں اوراحادیث نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتاہے کہ توسل کاکیافائدہ ہے ،نمازکے بعدزیارت پڑھنابھی ایک توسل ہے ۔نمازکے بعدامام حسین کی زیارت پڑھی جائے کیونکہ انھوں نے کرب وبلامیں اپنے پوراگھرقربان کردیااورنمازکوہمیشہ کے لئے زندہ وجاویدکردیاہو،کیانمازکے بعدان پرسلام نہ بھیجاجائے ؟امام حسین اورامام علی رضا ایسے شہیدہیں کہ جنھیںغریب الوطنی میں نہایت ظلم وستم کے ساتھ شہیدکیاگیاہے ۔نمازکے بعدامام زمانہ کی زیارت اس پڑھتے ہیں کہ ہم ان کی سلامتی کی دعاکرتے ہیں اورباری تعالیٰ سے ان کے ظہورکی تعجیل کے لئے التجاکرہیں۔ اللّٰھمّ عجل فرجہ الشریف واجعلنا من انصارہ واعوانہ.آمین. زیارت تکمیل ایمان کی علامت ہے ،اس کے ذریعہ رزق میں برکت ہوتی ہے اورعمرطولانی ہوتی ہے رنج وغم دورہوتے ہیں،نمازیں قبول ہوتی ہیں،اوران کے طرف سلام کاجواب بھی آتاہے ،نمازی کے دل اہل بیت اطہارکی محبت میں اضافہ ہوتاہے اورعشق ومحبت اہل بیت کے خداوندعالم سے تقرب حاصل ہوتاہے ۔

.١)تہذیب الاحکام/ج ٢/ص٣٠٠--.٢)وسائل الشیعہ/ج ۴/ص ١١٣١ --٣)مفاتیح الجنان (شیخ عباس قمی

فہرست

پیشگفتار ٤

وجہ تالیف: ٤

وجہ تسمیہ "نماز کے آداب و اسرار" ٥

راز اطاعت و بندگی ٦

١۔ انسان عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے ٦

٢۔ شکر منعم واجب ہے ٧

٣۔ انسان کی فطرت میں عبادت کا جذبہ پایا جاتا ہے ١١

٤۔ پروردگار کی تعظیم کرنا واجب ہے ١٢

٥۔ ہر انسان محتاج اور نیاز مند ہے ١٣

عبادت اور بندگی کا طریقہ ١٤

راز وجوب نماز ١٥

نماز کی اہمیت ١٨

نماز کی اہمیت کے بارے میں معصومین سے چند روایت ذکر ہیں: ١٩

تمام انبیائے کرام نمازی تھے ١٩

نماز اور حضرت س آدم ٢٠

نماز اور حضرت ادریس ٢١

نماز اور حضرت نوح ٢١

نماز اور حضرت ابراہیم ٢٢

نماز اور حضرت اسماعیل ٢٣

نمازاوراسحاق ویعقوب وانبیائے ذریت ابراہیم ۲۳
نمازاورحضرت شعیب ۲٤
نمازاورحضرت موسی ۲٤
نمازاورحضرت لقمان ۲۵
نمازاورحضرت عیسیٰ ۲۵
نمازاورحضرت سلیمان ۲۵
نمازاورحضرت یونس ۲٦
نمازاورحضرت زکریا ۲٦
نمازاورحضرت یوسف ۲٦
تمام انبیاء وآئمہ نے نمازکی وصیت کی ہے ۲۷
نمازمومن کی معراج ہے ۲۹
بچوں کونمازکاحکم دیاکرو ۳۱
نمازکے آثارو فوائد ۳۳
دنیامیں نمازکے فوائد ۳۳
گناہوں سے دوررہتاہے ۳٤
گذشتہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں ۳۵
چہرے پرنوربرستاہے ۳۷
بے حساب رزق ملتاہے ۳۹
رزق میں برکت ہوتی ہے ٤۱
دعائیں مستجاب ہوتی ہیں ٤۱

رحمت خدا نازل ہوتی ہے.. ٤١
دل کو سکون ملتا ہے اور رنج و غم دور ہوتے ہیں... ٤٢
عورت کی عزت آبرو قائم رہتی ہے... ٤٣
قرآن کریم متروک ہونے سے محفوظ رہتا ہے.. ٤٣
قبض روح میں اسانی ہوتی ہے.. ٤٣
برزخ اور قیامت میں نماز کے فوائد.. ٤٤
روزانہ پانچ ہی نماز کیوں واجب ہیں.. ٤٥
ان اوقات میں نماز کے واجب ہونے کی وجہ.. ٤٩
پہلی روایت.. ٤٩
دوسری روایت.. ٥٢
تیسری روایت... ٥٣
چوتھی روایت.. ٥٤
پانچوی روایت.. ٥٥
تعداد رکعت کے اسرار... ٥٥
راز جمع بین صلاتین.. ٥٩
روزانہ نماز کے تکرار کی وجہ.. ٦٢
نماز کے آداب و شرائط... ٦٣
راز طہارت.. ٦٣
باطنی طہارت... ٦٣
ظاہری طہارت... ٦٤

وضو کے اسرار ۶۵

رازوجوب وضو ۶۷

رازوجوب نیت ۶۸

چہرہ اورہاتھوں کے دھونے اورسروپیر کے مسح کرنے کاراز ۶۹

وضومیں تمام دھونایاتمام مسح کیوں نہیں ہے؟ ۷۱

۴۔خروج پیشاب ،پیخانہ اورریح سے وضوکے باطل ہونے کی وجہ ۷۵

کھانے ،پینے سے وضوکے باطل نہ ہونے کی وجہ ۷۶

آب وضوکے پاک، مباح اور مطلق ہونے اوربرت ن کے مباح ہونے کی وجہ ۷۶

۶۔خودوضوکرنے کی شرط کی وجہ: ۷۷

۷۔سورج کے ذریعہ گرم پانی سے وضوکرنے کی کراہیت کی وجہ: ۷۸

وضو کے آداب ۷۸

۱۔وضوسے پہلے مسواک کرنا ۷۸

۲۔ وضوکرتے وقت معصوم (علیھ السلام)سے منقول ان دعاؤں کوپڑھنا ۷۹

۳۔ گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا ۸۱

۴۔ تین مرتبہ کلی کرنا اورناک میں پانی ڈالنا ۸۱

۵۔چہرہ اورہاتھوں پردوسری مرتبہ پانی ڈالنا ۸۲

۶۔ آنکھوں کوکھولے رکھنا ۸۴

۷۔ عورت ہاتھوں کے دھونے میں اندرکی طرف اورمرد کہنی پرپانی ڈالے ۸۴

۸۔ چہرے پرخوف خداکے آثارنمایاں ہونا ۸۴

۹۔ رحمت خداسے قریب ہونے اوراس مناجات کرنے کا ارادہ کرنا ۸۵

۱۰ ۔ پانی میں صرفہ جوئی کرنا............ ۸۵
وضو کے آثار و فوائد............ ۸۶
گھر سے با وضو ہو کر مسجد جانے کا ثواب............ ۸۷
کسی کو وضو کے لئے پانی دینے کا ثواب............ ۸۸
ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرنے کا ثواب............ ۸۸
کامل طور سے وضو کرنے کا ثواب............ ۹۰
آب وضو سے ایک یہودی لڑکی شفا پا گئی............ ۹۱
آب وضو سے درخت بھی پھلدار ہو گیا............ ۹۲
راز تیمم............ ۹۳
راز وجوب ستر............ ۹۵
راز مکان و لباس............ ۹۷
راز طہارت بدن، لباس اور مکان............ ۹۷
راز اباحت لباس و مکان............ ۹۷
نمازی کا لباس مردہ حیوان سے نہ بنا ہو............ ۹۹
حرام گوشت جانور کے اجزا بنے سے لباس میں نماز کے باطل ہونے کی وجہ:............ ۹۹
مرد کا لباس سونے اور خالص ریشم کا نہ ہو............ ۱۰۰
مسجد............ ۱۰۳
مسجد کی اہمیت............ ۱۰۳
مساجد فضیلت کے اعتبار سے............ ۱۰۷
مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا ثواب............ ۱۰۸

مسجد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ)میں نمازپڑھنے کاثواب ۱۰۸
مسجد کوفہ میں نمازپڑھنے کاثواب ۱۰۹
حرم آئمہ اطہار میں نمازپڑھنے کاثواب ۱۱۱
مسجد قبا اور مسجد خیف میں نمازپڑھنے کاثواب ۱۱۱
مسجد سہلہ میں نمازپڑھنے ثواب ۱۱۲
مسجد براثامیں نماپڑھنے کاثواب ۱۱۳
بیت المقدس، مسجد جامع، محلہ وبازار کی مسجدمیں نمازپڑھنے کاثواب ۱۱۳
مسجد کے میں مختلف حصوں میں نمازپڑھنے کی وجہ ۱۱۳
مسجدمیں داخل ہوتے ہوئے دائیں قدم رکھنے کی وجہ ۱۱٤
مسجد کے صاف وتمیز رکھنے کی وجہ ۱۱۵
بدبودار چیز کھاکر مسجدمیں انے کی کراہیت کی وجہ ۱۱٦
قبلہ ۱۱۷
۱۔خانہ کعبہ کو کعبہ کیوں کہاجاتاہے؟ ۱۱۸
۲۔خانہ کعبہ کے چارگوشہ کیوں ہیں؟ ۱۱۸
۳۔خانہ کعبہ کو"بیت اللہ الحرام "کیوں کہاجاتاہے؟ ۱۱۹
٤۔خانہ کعبہ کوعتیق کیوں کہاجاتاہے ؟ ۱۱۹
کعبہ کب سے قبلہ بناہے؟ ۱۲۰
راز تحویل قبلہ ۱۲۲
پہلی وجہ ۱۲۲
دوسری وجہ ۱۲۳

تیسری وجہ.. ۱۲۴
روزاول ہی کعبہ کو قبلہ کیوں قرار نہیں دیا؟.................................... ۱۲۴
قبلہ اول کی سمت پڑھی گئی نمازوں کا حکم کیا ہے ؟.......................... ۱۲۵
اذان واقامت.. ۱۲۶
اذان واقامت کی اہمیت.. ۱۲۶
موذن کے فضائل.. ۱۲۸
اذان واقامت کے راز... ۱۳۰
"اَللہُ اَکْبَر".. ۱۳۲
"اشھدان لا الٰہ اِلاّ اللہ".. ۱۳۴
" اشھدان محمدًا رسول اللہ"... ۱۳۴
"حیّ علیٰ الصلاۃ".. ۱۳۵
"حیّ علیٰ الفلاح"... ۱۳۶
"اللہ اکبر".. ۱۳۶
" لَااِلٰہ اِلاّاللہ".. ۱۳۷
"قدقامت الصلاۃ".. ۱۳۷
بلال کو موذن قراردینے کی وجہ.. ۱۳۸
موذن کے مرد، مسلمان اورعاقل ہونے کی وجہ............................... ۱۳۹
اذان کے کلمات کی تکرارکرنے کو مستحب قراردئے جانے کی وجہ............... ۱۳۹
اذان واقامت کانقطہ آغاز.. ۱۴۰
احادیث اہل سنت.. ۱۴۲

حدیث رؤیا.. ۱۴۵
حدیث رؤیا کے بارے میں شیعوں کا نظریہ.. ۱۴۶
حدیث رؤیا کے بارے میں بعض اہل سنت کا نظریہ.. ۱۴۷
اول وقت... ۱۵۱
نماز کو ضائع کرنے کا عذاب... ۱۶۰
نماز جماعت.. ۱۶۳
نماز جماعت کی اہمیت... ۱۶۳
جماعت کی فضیلت و فوائد.. ۱۶۵
صف اول کی فضیلت... ۱۶۹
نماز جماعت کا نقطہ آغاز... ۱۶۹
راز جماعت.. ۱۷۳
واجبات نماز کے اسرار... ۱۷۶
واجبات نماز گیارہ ہیں:... ۱۷۶
راز نیت... ۱۷۶
راز اخلاص و قصد قربت... ۱۷۷
راز تکبیرۃ الاحرام... ۱۸۲
تکبیر کے ذریعہ نماز کا آغاز کئے جانے کی وجہ.. ۱۸۲
اس تکبیر کو تکبیرۃ الاحرام کہے جانے کی وجہ.. ۱۸۳
سات تکبیر کہنے کا راز.. ۱۸۳
راز قیام... ۱۸۸

رازوجوب قیام ۱۸۸
رازقرائت ۱۹۰
قرائت کے واجب قراردئے جانے کی وجہ ۱۹۱
رازاستعاذہ ۱۹۲
ہرسورہ کے شروع میں ’’بسم اللہ ‘‘ہونے کی وجہ ۱۹۳
راز قرائت حمد ۱۹۳
سورعزائم کے قرائت نہ کرنے کی وجہ ۱۹۶
رازجہراوخفات ۱۹۷
حمد کے بعدآمین کہناکیوں حرام ہے ۱۹۹
سورہ حمدکی مختصر تفسیر ۲۰۰
جمع کی لفظ استعمال کئے جانے کاراز ۲۰۳
سورہ تٔوحیدکی مختصر تفسیر ۲۰۸
اَحَدْ کہے جانے کی وجہ ۲۰۹
راز تسبیحات اربعہ ۲۱۰
رکوع کے راز ۲۱۱
رکوع میں تسبیح کے قراردئے جانے کاراز ۲۱۳
رکوع وسجودکی تسبیح فرق رکھنے کی وجہ ۲۱۴
رکوع کوسجدوں سے پہلے رکھنے کی وجہ ۲۱۵
گردن کوسیدھی رکھنے کاراز ۲۱۵
رازطول رکوع ۲۱۶

راز سجدہ ۲۱۷

آدم (علیہ السلام) کو اور یوسف کے سامنے سجدہ کرنے کی وجہ ۲۱۹

ہر رکعت میں دو سجدے قرار دئے جانے کی وجہ ۲۲۲

راز اعضائے سجدہ ۲۲۴

چور کی ہتھلیوں کو قطع نہ کئے جانے کی وجہ ۲۲۵

راز ذکر سجدہ ۲۲۶

راز طول سجدہ ۲۲۷

سجدہ گاہ کی رسم کا آغاز ۲۲۹

خاک شفا پر سجدہ کرنے کا راز ۲۳۲

راز تشہد ۲۳۵

راز تورک ۲۳۶

راز صلوات ۲۳۸

راز سلام ۲۳۹

راز قنوت ۲۴۴

راز نماز قصر ۲۴۵

حیض کی حالت میں ترک شدہ نمازوں کا حکم ۲۴۸

قبولیت نماز کے شرائط ۲۵۰

۱۔ حضور قلب ۲۵۲

۲۔ خضوع وخشوع ۲۵۳

معصومین اور حضور قلب وخشوع ۲۵۶

۳۔ ایمان ۲۶۱
۴۔ ولایت ۲۶۲
۵۔ تقویٰ ۲۶۵
نماز قبول نہ ہونے کے اسباب ۲۶۶
۱۔ ولایت اہلبیت کا منکر ہونا ۲۶۷
۲۔ والدین کی اطاعت نہ کرنا ۲۶۷
۳۔ چغلخوری کرنا ۲۶۸
۴۔ مال حرام کھانا ۲۶۸
۵۔ نماز کو ہلکا سمجھنا ۲۶۹
۶۔ شراب و مسکر کا استعمال کرنا ۲۶۹
۷۔ حاقن و حاقب ۲۷۰
۸۔ خمس و زکات نہ دینا ۲۷۰
۹۔ گناہ و منکرات کو انجام دینا ۲۷۱
۱۰۔ مومنین سے بغض و حسد رکھنے والے ۲۷۱
۱۱۔ موذی عورت و مرد ۲۷۲
۱۲۔ ہمسایہ کو اذیت پہنچانا ۲۷۳
ترک نماز ۲۷۵
تارک الصلاۃ کا حکم ۲۸۰
تارک الصلاۃ کافر ہے ۲۸۰
تارک الصلاۃ کو ہنسانا گناہ عظیم ہے ۲۸۳

تارک الصلاۃ کی مدد کرنا حرام ہے.. ۲۸۳
تارک الصلاۃ کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے.. ۲۸٤
نماز کو ہلکا سمجھ کر ترک یا ضایع کرنے کا عذاب.. ۲۸٤
گناہگار لوگ مومنین کے وجود سے زندہ ہیں... ۲۹۰
نماز کے ترک وضائع کرنے کی اسباب.. ۲۹۲
۱۔ لہوولعب اور کاروبار تجارت کی رغبت.. ۲۹۲
۲۔جنسی تمایل اور خواہشات نفسانی کی پیروی... ۲۹۵
۳۔نماز کو ہلکا سمجھنا.. ۲۹٦
۴۔گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا.. ۲۹٦
تعقیبات نماز.. ۲۹۷
تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کا نقطہ آغاز... ۲۹۹
پہلی روایت... ۲۹۹
دوسری روایت.. ۳۰۱
دعا.. ۳۰۲
مدعو.. ۳۰۲
داعی.. ۳۰٤
دعا کے فضائل وفوائد... ۳۰٦
دعا کے آداب وشرائط... ۳۰۹
۱۔معرفت خدا.. ۳۰۹
۲۔گناہوں سے دوری واستغفار.. ۳۰۹

۳۔صدقہ ۳۱۰
۴۔طہارت ۳۱۰
۵۔دورکعت نماز ۳۱۰
۶۔نیت وحضورقلب ۳۱۲
۷۔زبان سے ۳۱۳
۸۔ہاتھوں کوآسمان کی جانب بلند کرنا ۳۱۳
۹۔اظہارذلت وتضرع ۳۱٤
۱۰ ۔ بسم اللہ کے ذریعہ آغاز ۳۱٤
۱۱ ۔ حمدوثنائے الٰہی ۳۱۵
۱۲ ۔ توسل بہ معصومین ۳۱٦
۱۳ ۔ صلوات برمحمدوآل محمد ۳۱۸
۱۴ ۔ خفیہ دعاکرنا ۳۱۹
۱۵ ۔ اجتماعی طورسے دعاکرنا ۳۱۹
۱۶ ۔ پہلے اپنے دینی بھائیوں کے لئے دعاکرنا ۳۲۰
۱۷ ۔ دعامیں رکھنا عمومیت ۳۲۱
۱۸ ۔ دعابرائے استجابت دعا ۳۲۳
۱۹ ۔ دعاکے قبول ہونے پریقین واعتقاد رکھنا ۳۲۳
اوقات دعا ۳۲٤
۱۔ شب جمعہ ۳۲٤
۲۔ روزجمعہ ۳۲٤

۳۔ نماز پنجگانہ کے وقت ۳۲۵
۴۔پنجگانہ نمازوں کے بعد ۳۲۶
۵۔ اذان واقامت کے درمیان ۳۲۷
دعاکی جگہ ۳۲۸
۱۔ خانہ کعبہ ۳۲۸
۲۔ مسجد ۳۲۸
۳۔ حرم مطہر معصومین اوراما مبارگاہ ۳۲۹
پہلی روایت ۳۳۰
دوسری روایت ۳۳۰
کن لوگوں کی دعا مستجاب ہوتی ہیں ۳۳۲
۱۔ انبیاء ورسل اورامام عادل کی دعا ۳۳۲
۲۔ مظلوم کی دعا ۳۳۳
۳۔ فرزند صالح کی والدین کے حق میں دعا ۳۳٤
۴۔ نیک والدین کی دعا اولاد کے حق ۳۳۶
۶۔ معصوم بچہ کی دعا ۳۳۶
۷۔ روزہ دار کی دعا ۳۳۷
۸۔ مریض کی دعا شفا پانے تک ۳۳۷
۹۔ مومن کی غائبانہ دعا اپنے دینی بھائیوں کے لئے ۳۳۷
۱۰۔ عادل رہنما اورپیشوا کی دعا ۳۳۸
دعا مستجاب ہوجائے توکیا کرنا چاہیئے؟ ۳٤۰

دعا کے سایہ میں تلاش و کوشش ۳۴۰
کن چیزوں کے بارے میں دعا کی جائے........ ۳۴۲
کن لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے........ ۳۴۲
۱۔ نماز ترک و ضایع کرنے یا ہلکا سمجھنے والوں کی دعا ۳۴۴
۴۔ نافرمان اولاد کی دعا........ ۳۴۴
۵۔ محبّ دنیا و ریاکار کی دعا........ ۳۴۵
۶۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کرنے والوں کی دعا........ ۳۴۵
۷۔ شرابی کی دعا........ ۳۴۶
مال حرام کھانے والوں کی دعا........ ۳۴۶
دعا قبول نہ ہونے کی وجہ ۳۴۷
تاخیر سے دعا قبول کی وجہ ۳۴۹
قرآنی دعائیں ۳۵۲
سجدہ شکر........ ۳۵۳
راز زیارت........ ۳۵۵